IV

Sri Kanth Kaul Shastri,
Guptaganga, Nishat, Kashmir.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سُبحانک لا عِلمَ لنا اِلّا ما
عَلَّمتنا اِنّکَ اَنتَ العَلیمُ الحکیم

نگارستان چین دانم نخواہد شد سرا ایک
بنوک کلک رنگ آمیز نقشے نگار آخر

لسان الغیب

یعنی
اردو شرح دیوان حافظ مع مفصل سوانحعمری خواجہ حافظ

جلد چہارم

از
میر ولی اللہ بی اے ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد

مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس بہاٹی دروازہ لاہور
باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب منیجر

سنہ ۱۹۱۸ء

تعداد جلد ایک ہزار

بار اول

شکریہ

عالی جناب منبع فیوض و برکات معدن علوم و فنون جناب مسٹر جے۔ ای۔ رچی صاحب بہادر ایم۔ اے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن صوبہ سرحدی شمال مغربی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے ازراہ مہربانی و قدردانی لسان الغیب کی جلدیں صوبہ مذکورہ کے تمام سیکنڈری سکولوں کی لائبریریوں کے لئے خرید فرما کر اور اُسے انعامی کتب کے سلسلہ میں منظور فرما کر نیاز مند مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

میر ولی اللہ

مزید شکریہ

عالی جناب فضیلت مآب آنریبل مسٹر جے۔ سی

گاڈلے صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سی۔ ایس۔ آئی

ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب۔ و ممبران ٹکسٹ بک کمیٹی پنجاب

کا میں نہایت صدق دل سے شکرگذار ہوں جنہوں نے ازراہ

قدردانی صوبہ پنجاب کے سیکنڈری سکولوں کے کتب خانوں

کے لئے لسان الغیب کی جلدیں خرید فرما کر نیاز مند مصنف

کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

میر ولی اللہ

ترجمہ نیم سرکاری چٹھی نمبر ۶۴۵ سی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء منجانب جناب والا شان آنریبل لفٹیننٹ کرنل سر جارج روس کیپل صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای چیف کمشنر و ایجنٹ گورنر جنرل صوبہ سرحدی شمال مغربی۔

مائی ڈیر سر۔ شرح دیوان حافظ جو آپ نے بھیجی ہے۔ اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس سے پہلے میں اس لئے چٹھی نہ لکھ سکا کہ گزشتہ ایام میں میں نہایت مصروف رہا ہوں۔ اور آپ کی شرح پڑھنے کے لئے وقت نہ نکال سکا۔ اب میں تہ دل سے آپ کو اس کامیابی پر اور نہایت ہی پُر وضاحت شرح کے لکھنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔

آپ کا صادق

جی۔ روس کیپل

ریویو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب زبدۃ العلماء و فضل مشائخ طریقت اکمل اولیائے حقیقت جناب مولانا سیادت پناہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علے من لانبی بعدہ وآلہ وصحبہ اصحاب الحفا وارباب الصفاء

اما بعد شرح دیوان ترجمان لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کہ از قلم سحر رقم مخلصی فی اللہ محمد ولی اللہ بمنصۂ ظہور آمدہ وللہ در المولف نبذی ازاں از مطالعہ ایں بے ہیچ خاکبوس عتبہ علیہ درو الہان حیرت وگمنامی وکاسہ لیس خواں سرگشتگاں بادیہ بیخودی وبے نشانی گذشت اگرچہ ادراک وفہم حقایق ومعارف اہالی مقام وحال مناسب مرتبہ امثال ما فقیراں نیست۔ چہ ہر کس بحسب استعداد وقدر مرتبہ خود از احوال ایشاں چیزے دریابد ہرچہ اندیشد وگوید مناسب پایہ استعداد وی خواہد بود لکن شرح ہذا خالی از تناسب مقالات واحوال حضرت اوشاں علیہم الرضوان وعاری از انبساط وپیوستگی باوج پرواز شہبازان عالم قدس نیافتم

از فقیر دعا است کہ او سبحانہ وتعالے شرح ہذا را موجب رضا ولقا در حق مولف وباعث خوشنودی ناظرین شائقین سلوک مسلک از خود رفتن وبدو پیوستن گرداناد بحرمت النبی الہاشمی المکی المدنی وآلہ الامجاد وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے ظہورہ الاول وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین

نمقہ العبد

الملتجی والمشتکی الی اللہ الصمد عو مہر علیشاہ عفی عنہ ربہ بقلمہ از گولڑہ جمادی الاول ۱۳۲۶ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

جناب ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی - سی - آئی - ای - پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی

لسان الغیب شرح اردو دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمہ مصنفہ میر ولی اللہ بی - اے - ایل - ایل - بی وکیل ایبٹ آباد کی دو مطبوعہ جلدیں میری نظر سے گذریں -

سب سے پہلے تو یہی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ ایک انگریزی خواں - قانون پیشہ شخص ایسے دشوار گذار میدان میں قدم رکھے اور بغیر کسی لغزش کے اس منزل کو طے کر جائے -

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسکے ساتھ ہی لسان الغیب کی روحی غیبی تائید کا کرشمہ کہنا نازیبا نہ ہوگا -

اس میں شک نہیں کہ فارسی اردو میں ایسی کار آمد اور مطابق رفتار زمانہ کوئی شرح اب تک نظر سے نہیں گذری - ابتداءً آپنے حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی مبسوط سوانحعمری (۸۴) صفحے میں اس خوبی سے لکھی ہے کہ وہ بجائے خود ایک نہایت مفید اور بکار آمد کتاب ہے جسکی فی زماننا اشد ضرورت تھی - گویا دریا کو کوزے میں بھر دیا - اور ہر طرح ماقلّ ودلّ کو پیش نظر رکھا ہے اس سوانحعمری میں نہ آپ نے محض ان قدیم خیالات کے اصحاب کی تقلید کی ہے - جو حافظ علیہ الرحمہ کو صرف صوفیانہ حلقے کے اندر ہی محدود سمجھتے ہیں - نہ انکا ہی اتباع کیا ہے - جو اپنی غلط فہمی سے نہایت سوء ادب کے ساتھ رند مشرب کہہ کر دل کا بخار نکالتے ہیں -

بلکہ علاوہ صوفی صافی منش ہونے کے انکے زبردست حکیمانہ، صوفیانہ خیالات فصاحت - بلاغت صنائع - بدائع - صوری و معنوی پر بھی خاص روشنی ڈالی ہے - اور بیجا افراط و تفریط کے ناگوار دھبے سے اس پاکدامن کے دامن کو بالکل بچا دیا ہے -

شرح پر جہانتک غور سے نظر ڈالی جاتی ہے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ قابل شارح نے
تمام ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ معانی اور نفس مطالب میں بیجا تاویلات سے
درگزر کی ہے۔ جیسے کہ عام شارحین اردو و فارسی کی طرز عمل ہے۔ کہ حافظ کے ہر شعر کو خواہ مخواہ کھینچ
تان کر تصوف ہی کے رنگ میں ڈبو دیا ہے۔ اور اس رنگ کے گہرا کرنے کو فرضی حکایتوں اور
مصنوعی روایتوں سے بھی کام لیا ہے۔ علاوہ اسکے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں جس خوبی کے
ساتھ فرق ما بہ الامتیاز بتایا ہے وہ بھی اپنی حد سے متجاوز نہیں۔ نہ اسمیں مبالغہ کا شائبہ۔

قابل شارح کی یہ کوشش بھی قابل تحسین و آفرین ہے کہ جس جس جگہ آیات کلام الٰہی یا احادیث
کی ضرورت اشعار خواجہ علیہ الرحمہ کے تطابق کے لئے محسوس ہوئی ہے۔ وہ بھی درج کر دی ہیں اور
نیز اکثر اساتذہ متقدمین کے اشعار بھی موقعہ موقعہ سے جمع کر دیئے ہیں۔ جو اشعار حافظ علیہ الرحمہ کے
معانی و مطالب واضح کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔

کلام حافظ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ جو صوفیانہ۔ فلسفیانہ۔ عالمانہ۔ شاعرانہ۔
حکیمانہ ہر قسم کے اہل مذاق کے لئے نہایت قابلقدر چیز ہے۔

خدا کرے ہماری قوم اس محنت کی قدر کرے اور داد دینے میں نہ صرف تقاریظ کے دلخوش
کن الفاظ کی فیاضی کو ہی پیش نظر رکھے بلکہ جہانتک ممکن ہو وہ طریقہ اختیار کرے جو ہماری قدیم مٹی ہوئی
حکومتوں اور سلطنتوں اور اقوام نے عملاً دکھا دیا تھا۔ مگر افسوس کہ ہمارے ملک۔ ہماری قوم میں قدر
افزائی کا مادہ گھٹتا جاتا ہے جسکی بدولت اکثر بے بہا گوہر خاک میں ملجاتے ہیں۔ یعنی وہ ہونہار طبیعتیں
جو ایک ذرا سی تحریک اور امداد سے بڑے بڑے کار نمایاں کرنے کی قابلیت رکھتی ہیں سب پر پانی پھر جاتا
ہے۔ جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وقت گذر جانے کے بعد کف افسوس ملنا پڑتا ہے جو تحصیل حاصل ہے۔

برخلاف دوسرے ہمسایہ اہل ملک و قوم کے کہ جسکی طبیعت میں ذرا بھی ترقی کن مادہ پاتے ہیں اس کو
ہر طرح کی امداد دیکر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ شدہ شدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے
ہی لئے بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی مفید ثابت ہوجاتا ہے۔

کاش اب بھی ہم اور ہمارے برادران قومی و وطنی اسطرف اپنی توجہ کو مبذول کریں اور
دیکھیں کہ یہ اصول کسقدر فائدہ بخش خاص و عام ہیں۔

ہم اسوقت مثالاً انہیں شارح صاحب کو پیش کرتے ہیں کہ اگر ہمارا ملک انکی حوصلہ افزائی کرے اور انکا دل بڑہاے تو آیندہ انکی خداداد قابلیت اور قدرتی جوش سے کیسے کیسے مفید مدعا کام ظہور میں آنے کی قوی امید ہوسکتی ہے۔

بالآخر ہم انکی کوششوں کی تحسین و آفرین صرف اس دعائیہ جملے پر ختم کرتے ہیں۔

جزاک اللہ فی الدارین خیراً

۲۲ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ

عالیجناب خان بہادر آنریبل مسٹر جسٹس میاں محمد شاہدین صاحب چیف جج عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب لاہور۔

آپ کی اردو شرح دیوان حافظ کی جلد اول کے بعض مقامات میں نے سرسری طور سے دیکھے ہیں اور خواجہ صاحب کی سوانحعمری پر جو پہلا باب آپنے لکھا ہی اسکو بغور پڑھا ہے۔ فی الحقیقت یہ باب نہایت دلچسپ اور مفید ہی اور جہانتک مجھے معلوم ہے اردو زبان میں خواجہ حافظ کی زندگی کے صحیح واقعات مختلف ماخذوں سے لیکر ایسے مختصر طریقہ سے اور کسی مصنف نے ابتک نہیں لکھے۔ خواجہ صاحب کے کلام پر آپکا تبصرہ نہایت قابلقدر ہی۔ جسکے ضمن میں آپنے انکا اور شیخ سعدی کا موازنہ کیا ہی اور انکے کلام کے عالمگیر اثر کی مثالیں دی ہیں اور اس بے نظیر عزت و توقیر کا ذکر کیا ہے جو کہ انکو ہر زمانہ کے ادبی حلقوں میں حاصل ہوئی ہے میں نے اس حصہ کو بالخصوص غور سے پڑھا ہے اور اسکے مطالعہ سے میں بہت مستفید ہوا ہوں

خواجہ صاحب کے دیوان پر جو شرح آپنے لکھی ہی اسکی اصلی قدر تو وہی اصحاب کرسکینگے جو زبان فارسی کے عالم کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ میں اس بحر کا شناور نہیں اور دیوان حافظ کے قلزم میں غوطہ زنی کا دعوی کرنا میرے لئے نہایت گستاخانہ جرأت سمجھی جائیگی۔ صرف اسقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپنے ان لوگوں پر جو میری طرح خواجہ حافظ کی شاعرانہ خوبیوں کو کسی حد تک سمجھ کر انکا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ نہایت احسان کیا ہے کہ اردو میں انکے پاکیزہ کلام کے معانی اور علمی محاسن نہایت سلیس اور شستہ زبان میں بیان کردیئے ہیں آپ کی شرح عام فہم ہونے میں لاثانی ہے اور باوجود سلاست بیان کے جو عالمانہ بحث بعض اہم شاعرانہ نکات اور صوفیانہ مسائل پر آپنے کی ہے

اس کی داد اصحابِ مذاقِ سلیم کیطرف سے آپ کو ضرور ملے گی۔ یہ دلچسپ اور فاضلانہ شرح لکھ کر آپ نے قوم اور ملک کو زیر بار احسان کیا ہے۔ اور گو آج کل دیگر مشاغل زمانہ کی وجہ سے اس قسم کی تصنیفات کے قدردان نسبتاً کم ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ انکی تعداد میں اضافہ ہوگا کیونکہ ہندوستان میں بھی علمی خدمات کی قدر ضرور بڑھتی جائیگی اور پھر ایک دن آپ کا شمار بھی ہماری قوم کے علم دوست اور واجب التعظیم محققوں میں ہوگا۔

محمد شاہ دین

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹرایٹ لا ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب

کلام حافظ کے متعلق اپنی اس رائے کی تائید کرتے ہوئے جسکا اظہار انہوں نے مثنوی اسرار خودی میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

تاہم آپ کا کام ایک ادبی حیثیت رکھتا ہے۔ علاوہ اسکے جو ویو خواجہ حافظ کے کلام کا صوفیہ اور انکے اثر سے جمہور مسلمین نے لیا ہے وہ ایک ایسا ویو ہے۔ جسکے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے پھر یہ کہنے میں مجھے کیونکر تامل ہو سکتا ہے کہ آپ نے لسان الغیب نہایت جانفشانی اور عرقریزی سے لکھی ہے اور آپکی تلاش ہر ادبیات سے دلچسپی رکھنے والے کے نزدیک قابلِ داد ہے۔ آپکا اسلوب بیان سلیس اور دلکش ہے اور بوجہ اس عبور کے جو آپکو فارسی اور عام لٹریچر پر حاصل ہے جو اشعار اور اساتذہ کے آپنے جابجا درج کئے ہیں۔ ان سے کتاب کی دلچسپی اور اسکی ادبی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔

جناب شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب منشی فاضل مولوی فاضل قاضی فاضل پروفیسر فارمن کالج لاہور

میں نے شرح اردو دیوان حافظ مصنفہ میر ولی اللہ بی ۔اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر ایبٹ آباد کی جلد اول

کو بغور دیکھا ہے اسکے متعلق میری رائے یہ ہے ۔

کہ ایک نوجوان پلیڈر کے قلم سے اس قسم کی شرح اور طریق ادا نہایت ہی امید افزا ہے ۔ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کی چوراسی صفحہ کی سوانعمری بجائے خود ایک مستقل کتاب ہے ۔ اور پڑھکر مصنف کے ہاتھ چوم لینے کو دل چاہتا ہے یہ سوانح علاوہ فاضلانہ تحقیق کے خود دیوان کے مضامین کو دلنشین کرانے میں بہت ہی معاون اور مفید ہو سکتی ہے ۔ طریق تشریح کہنہ مشق استادوں کیطرح دلچسپ ہے تحقیق لغات ۔ نکات تصوف اور حافظ کے مافی الضمیر کے اظہار کے لحاظ سے یہ شرح یکتائی کے پایہ تک پہنچ گئی ہے ۔ میر ولی اللہ صاحب دوسری جلدوں کو بھی مکمل کر کے طلبار کو ممنون منت فرمائیں ۔

میرے خواجہ تاش مولینا شبلی نعمانی مرحوم کی طرح مجھے بھی ہندوستان کی مطبوعہ کتابونکی خوشخطی ۔ صحت ۔ چھپوائی ۔ کاغذ کی شکایت رہتی ہے ۔ مگر شکر ہے کہ میر ولی اللہ صاحب نے اس شکایت کا موقعہ نہیں دیا ۔ اور یہ شرح مندرجہ بالا اوصاف سے موصوف ہے ۔ جس پر میں انکو مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں ۔

امید ہے ۔ کہ علم دوست بزرگوں کے کتب خانوں کے لئے یہ کتاب زینت کا باعث ہوگی اور نہ ہی کسی سکول کی لائبریری اس سے خالی رہیگی

محمد حسین پروفیسر فورمن کرسچین کالج لاہور

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ اسوہ حسنہ

اردو زبان میں حضرت خواجہ حافظ شیرازی رح کے مشہور و معروف دیوان کی کوئی مبسوط و جامع شرح موجود نہ ہونے کی کمی عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی خوشی کی بات ہے کہ میر ولی اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد نے اپنی قابلقدر تصنیف لسان الغیب سے اس کمی کو پورا کر دیا ۔ اس لئے میر صاحب موصوف تمام قدردانان و شائقین کلام حافظ کے شکریہ کے مستحق ہیں ۔ لسان الغیب کا پہلا حصہ جو تقریباً چار سو صفحات اور اڑتالیس غزلوں کی شرح پر مشتمل ہے ۔ شایع ہو چکا ہے اور

باقی حصص غالباً زیر طبع ہیں پہلے حصہ کو دیکھکر ہمنے یہ رائے قائم کی ہے کہ لسان الغیب واقعی محنت اور قابلیت اور کوشش و کاوش سے لکھی گئی اور مجموعی اعتبار سے مروجہ اردو اور فارسی شرحوں سے یقیناً بہتر و مرجح ہے ادبی و علمی ترقی کے اس دور نے دیوان حافظ جیسی اہم کتاب کی شرح اور شارح کے لئے جن شرائط اور صفات کو ضروری قرار دیا ہے لسان الغیب اور اسکے قابل مصنف میں تقریباً وہ تمام باتیں موجود ہیں اس لئے دیوان حافظ کی یہ شرح "اپ ٹو ڈیٹ" یعنی آجکل کی ضروریات معلومات اور مذاق کے مطابق کہی جا سکتی ہے اور اسکے مطالعہ سے حافظ و کلام حافظ سے متعلق وہ ضروری معلومات حاصل ہو سکتی ہیں جسکو فی زماننا نظریں زیادہ اشتیاق سے ڈھونڈتی ہیں۔

یورپ کے ان قابل وسیع النظر اور محقق شارحین کی لکھی ہوئی شرحوں کو چھوڑ کر جنھوں نے اپنی گرانمایہ عمر کے بڑے بڑے حصے دیوان حافظ کے اشعار و معانی کے حل کرنے اور فلسفہ حافظ کے سمجھنے میں صرف کئے ہیں فی زماننا اردو اور فارسی میں دیوان حافظ کی جو شرحیں رائج ہیں انکی متعلق مبصران ادب اور ذائقہ چشان حکمت و فلسفہ کو یہ عام شکایت تھی کہ ان شروح میں زیادہ تر صوفیانہ مذاق کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک شعر کے حقیقی معنے بھی ضرور بیان کئے جائیں یہاں تک کہ امکنہ و اشخاص کے ناموں کی تعبیر بھی حقیقی رنگ میں کی گئی ہے اور تاریخی واقعات کو بھی کھینچ تان کر حقیقت کا لباس پہنایا گیا ہے جس سے شعر کا لطف خاک میں مل جاتا ہے علاوہ ازیں کلام حافظ کے ادبی محاسن اور شاعرانہ لطائف پر بہت ہی کم روشنی ڈالی گئی ظاہر ہے کہ جن شارحین نے ایسی افسوسناک فروگذاشتوں کو جائز رکھا ہے انہوں نے حافظ اور کلام حافظ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا اور ایک ایسے جامع الصفات فاضل کی نسبت جو پیر دریا صوفی ہونے کے علاوہ ایک فصیح و بلیغ شاعر اور زبردست حکیم و فلسفی بھی ہے دنیا کو ایک بڑی غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔

میر ولی اللہ صاحب نے شارحین پیشین کی مذکورۂ بالا فروگذاشتوں کا تدارک کرنے اور اپنی لکھی ہوئی شرح لسان الغیب میں ادبی، صوفیانہ اور فلسفیانہ تینوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ فلسفیانہ پہلو جسقدر توضیح کا مستحق تھا اسقدر اسکو واضح نہیں کیا گیا۔ تاہم شعر العجم کے صفحہ ۶۹ پر تحت عنوان "خواجہ حافظ کے کلام کا اثر" مجملاً ان شبہات کا جواب دیدیا ہے جو نا واقفوں کی طبیعت

ہیں "مثنوی اسرار خودی" کے مطالعہ سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ہم نے لسان الغیب کے پہلے حصہ میں اس بارہ صفحہ کے مضمون کو جس سے حافظ صاحب کی فلسفیانہ تعلیم پر روشنی پڑتی ہے بہت پسند کیا۔ اگر فلسفہ حافظ پر ایک مستقل اور بسیط و مفصل مضمون لکھدیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔

لسان الغیب میں جابجا حسب ضرورت تاریخی واقعات کی توضیح ہو جانے اور دیوان میں جن اشخاص کے نام آئے ہیں انکے مختصر حالات درج ہو جانے سے ایک خاص خوبی اور دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اشعار کے معانی و مطالب سمجھنے میں بھی ان تاریخی تشریحات سے بڑی مدد ملتی ہے مصنف نے قابل تعریف کوشش سے دوسرے شاعروں کے مختلف اشعار بھی بکثرت جابجا درج کئے ہیں جو حافظ صاحب کے اشعار کے معانی واضح کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں چونکہ دیوان حافظ کے اکثر اشعار میں قرآن و حدیث کے مضامین کی جانب تلمیحات ہیں اسلئے لسان الغیب میں مناسب مواقع پر آیات و احادیث نقل کر کے انکی تشریح کر دی گئی ہے اگر حافظ صاحب نے ایک ہی مضمون کو کئی شعروں میں لکھا ہے تو ان سب شعروں کا حوالہ شرح میں موجود ہے۔ لسان الغیب کے شروع میں خواجہ حافظ کی مفصل سوانحعمری دی ہے جس میں حافظ صاحب کے نام و نسب تعلیم عادات و خصائل۔ شہرت۔ وقعت۔ مشاغل۔ مشرب و مسلک پر مستند ماخذوں سے روشنی ڈالی گئی ہے اور کلام حافظ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے جو ادبی اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک قابل قدر چیز ہے۔ سوانحعمری میں بعض روایات ایسی دور از قیاس بھی درج ہو گئی ہیں جنکی صحت میں خود مصنف کو شبہ ہے ہمارے خیال میں اس قسم کی روایات اگر درج ہی نہ کی جاتیں تو بہتر تھا امید ہے کہ دوسری اشاعت میں انکو خارج کر دیا جائیگا۔ بہر حال لسان الغیب اپنے رنگ کی سب سے اچھی تصنیف ہے۔ جو اس زمانہ میں شایع ہوئی ہے اور میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے کی کوشش واقعی قابل تحسین و آفرین ہے کہ آپ نے مسلمانوں کیلئے جو قانونی پیشہ میں پڑ کر مفید قوم علمی مشاغل کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں عمدہ مثال قائم کی ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزا

ناظرین اسوہ حسنہ سے خصوصاً اور تمام مسلمانوں سے عموماً ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ دیوان حافظ کی دلچسپ شرح لسان الغیب خرید کر اسکے قابل مصنف کی حوصلہ افزائی کریں اور اپنے اس طرز عمل سے اس قسم کے مصنفوں کی تعداد بڑھانے کا باعث ہوں۔ لسان الغیب ۲۶x۲۰ کی تقطیع پر خوشخط و خوشنما چھپی ہے کاغذ بھی بہت اچھا ہے ضخامت چار سو صفحات کے قریب ہے۔ قیمت ۸/ ہے۔

لسان الغیب جلد دوم - میر ولی اللہ صاحب بی - اے وکیل ایبٹ آباد کی لکھی ہوئی مفید و دلچسپ شرح دیوان حافظ لسان الغیب پر کسی گزشتہ پرچہ میں ریویو کیا جاچکا ہے اس قابل قدر شرح کی دوسری جلد بھی شائع ہو گئی ہے جو کسی لحاظ سے جلد اول سے کم نہیں ہے جن شائقین نے جلد اول خریدی ہے وہ اس دوسری جلد کو بھی ضرور خریدیں قیمت دو روپیہ عہ ہے۔ مصنف کو مذکورہ بالا پتہ پر خط لکھنے سے مل سکتی ہے -

جناب ایڈیٹر صاحب البرید کانپور

ہمیں مسرت ہے کہ اس ضرورت کا احساس کرکے ہمارے نادیدہ کرمفرما جناب میر ولی اللہ صاحب بی اے ایل ایل - بی - وکیل ایبٹ آباد نے خواجہ حافظ کی ایک دلچسپ سوانحعمری اور دیوان حافظ کی ایک مبسوط و مکمل شرح لکھ کر شائع کرنا شروع کی ہے - جسکی جلد اول شائع ہو گئی ہے - جو ہمارے زیر مطالعہ ہے واقعی یہ شرح نکات تصوف کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے - جس میں ادبی پہلو بھی ملحوظ ہے اور صوفیانہ رنگ بھی موجود - جابجا آیات قرآنی و احادیث نبوی بھی درج ہیں - دوسرے نامی شعرا کے کثیر التعداد اردو فارسی اشعار اور الفاظ کی لغوی تحقیق سے معانی و مطالب اور بھی واضح اور عام فہم ہو گئے ہیں بہرحال یہ شرح قابل دید اور قابل قدر ہے جسکی ایک ایک جلد احباب کی لائبریری میں ضرور موجود ہونی چاہیے - ٹائیٹل رنگین و نظر فریب ہے اور لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ حجم ۲۰×۲۶ کے ۴۰۰ صفحات پر یہ پہلی جلد شائع کی گئی ہے -

جناب ایڈیٹر صاحب ذوالقرنین بدایوں -

اردو شرح دیوان حافظ مع مفصل سوانحعمری کی ایک کاپی جو میر ولی اللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد کی دماغی محنت کا نتیجہ ہے اور جسکو اس سے قبل مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی ناظرین ذوالقرنین سے متعارف کرا چکے ہیں قابل مصنف کی عنایت سے ہمارے پاس پہنچی ہے جو اس مکمل شرح کا جسکو مصنف نے چار جلدوں میں شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے - ایک ربع ہے - اسوقت تک دو جلدیں شایع ہو چکی ہیں لیکن ہمارے پاس

صرف جلد اول پہنچی ہے۔ جسکے شروع میں دیباچہ کے بعد ۴۸ صفحات پر خواجہ حافظ کی سوانحمری دی گئی ہے جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے۔ قابل مصنف نے خواجہ صاحب کے حالات لکھنے میں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ جو بے بنیاد روائیتں آپ کی سوانحمری کے متعلق مشہور ہیں انکو نظر انداز کر دیا جائے اور بعض کی تشریح کر کے اپنے پیش رو شارحین کی غلط فہمیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً "چچا سعدی" کے مشہور قصہ کو لکھکر اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ حضرت حافظ کے چچا سعدی دوسرے تھے اور شیخ مصلح الدین شیرازی کا زمانہ اس سے قبل گزر چکا تھا۔

ہم نے سوانحمری پڑہنے کے بعد اکثر غزلوں کو پڑہا چونکہ اس سے قبل بعض اور شروح اور حواشی بھی ہماری نظر سے گزر چکی تھیں اسلئے ایک ہی نظر میں "لسان الغیب" کی امتیازی خصوصیت روشن ہو گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ادبی حیثیت سے صرف یہی ایک شرح ہے جو اس وقت تک اردو زبان میں لکھی گئی ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔

بیشک اس سے قبل بھی اردو کو بعض شارحین کی عنایت سے یہ فخر حاصل ہو چکا ہے کہ دیوان حافظ کی شرح مثل دوسری زبانوں انگریزی جرمنی وغیرہ کے ہندوستان کی اس وسیع الاثر زبان میں لکھی گئی لیکن وہ تمام شرحیں ایسی ہیں کہ ان میں ہر واقعہ اور شعار کو خواہ وہ تاریخی ہی کیوں نہ ہوں کسی نہ کسی طرح توڑ مروڑ کر معرفت کے صیغہ میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن لسان الغیب میں تمام تاریخی تلمیحات کو آئینہ کے مثل روشن کر دیا گیا ہے۔ شعر کی تمام ادبی خوبیاں واضح کر دی گئی ہیں۔ الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کو لکھکر اشعار کے معانی اور مطالب کو واضح کر دیا ہے کہ فارسی کی معمولی استعداد رکھنے والے اشخاص بھی خواجہ حافظ کے کلام سے حظ حاصل کر سکتے ہیں۔ بعض ضروری عنوانوں پر "عشق" "جبر و اختیار" "دیوان حافظ اور فالیں" وغیرہ کے متعلق نہایت قابلانہ بحث کی گئی ہے۔ طرز بیان نہایت صاف زبان سلیس اور عام فہم ہے۔۔۔

....

کلام حافظ کی لطافت اسکی تاثیر اسکی ادبی خوبیاں اسکے معانی و مطالب کی تشریح دکھانے میں قابل مصنف کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اسکی نسبت ہم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے ہیں جو مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی جنہیں کلام حافظ پر غیر معمولی عبور حاصل ہے اور جنہیں دیوان حافظ کا حافظ کہنا بیجا نہ ہوگا اپنے ریویو میں اس سے قبل

انہیں کالموں میں لکھ چکے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ذوالقرنین کو اس خصوص میں اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اور خواجہ حافظ ہی کی زبان میں وہ کہنے کو تیار ہے۔

دیدن روئے ترا دیدۂ جاں می باید	ویں کجا مرتبۂ چشم جہاں بین من است

شرح دیوان حافظ کی دوسری جلد بھی میر ولی اللہ صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد نے اپنی مہربانی سے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ میر صاحب نے اس جلد میں بھی کچھ کم عرق ریزی سے کام نہیں لیا ہے اس حصہ میں جسکا حجم ۴۰۰ صفحہ ہے پوری ردیف دال بھی ختم نہ ہو سکی ہے چونکہ عین عشرۂ محرم میں یہ جلد ہمارے پاس پہنچی تھی ہم نے

بہ بیں ہلال محرم بخواہ ساغر راح	کہ ماہ امن و امان است و سال صلح و صلاح

کی شرح کو خاص طور پر دیکھا کیونکہ اس شعر کی وجہ سے بعض حلقوں میں حضرت حافظ پر اعتراض کیا جاتا ہے قابل مصنف نے اس اعتراض کو نہایت قابلیت سے رفع کیا ہے۔ بہرحال اس جلد کو دیکھکر ہماری وہ رائے جو اس شرح کی نسبت صرف پہلا حصہ دیکھکر قائم ہوئی تھی پختہ ہو گئی اور اب ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جسوقت یہ شرح ختم ہو جائیگی تو آپ ہی اپنی نظیر ہو گی اور اردو زبان کو اس شرح پر بجا ناز ہو گا کیونکہ اس پایہ کی دوسری شرح اب تک اس دیوان کی اردو میں نہیں لکھی گئی۔ اس جلد کی قیمت ۱۲عہ ہے جو مصنف سے ملسکتی ہے۔ (اڈیٹر)

جناب خان بہادر نواب صاحبزادہ عبدالقیوم خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ خیبر۔

فرماتے ہیں۔ میں نے آپکی تصنیف کو عموماً اور خواجہ کی لائف والے حصہ کو خصوصاً غور سے پڑھا۔ آپکے معلومات اور تجسس قابل قدر ہیں اور آپنے انکو نہایت سلیس طرز پر ادا کیا ہے جو پڑھنے والے کو ہر طرح سے پر از لطف معلوم ہوتے ہیں

جناب مولوی الف دین صاحب بی۔ اے۔ ایل پلیڈر کیمبل پور

میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لسان الغیب خواجہ حافظ کے کلام پر ایک مبسوط اور نقادانہ تبصرہ اور ردیف الالف سے لیکر ردیف التا تک دیوان حافظ کی شرح لکھی ہے جسکی جلد اول ۴۰۰ صفحات پر چھپ گئی ہے۔ خواجہ صاحب کے حالات زندگی لکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے

کئی ایک مختلف کتابوں کی ورق گردانی کی ہے۔ جہاں کہیں کوئی بات جو موضوع پر روشنی ڈالتی تھی لے لی گئی ہے اور اس ریزہ چینی سے ایک مسلسل مفید کارآمد اور محققانہ حیات حافظ تیار کی گئی ہے۔ جو اہل مذاق کو ہمیشہ خوش وقت کریگی۔ واقعات کو جا بجا حوالہ کتب اور اشعار حافظ سے مستند اور مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آخر خواجہ صاحب کے تعلق خودداری کے مضمون کو لیا ہے اور اسے محققانہ انداز سے بحوالہ اشعار خواجہ ثابت کیا گیا ہے۔

حافظ کا کلام ایک علیم اور متبحر شخص پر نہایت ہی مفید اثر ڈالتا ہے۔ مگر مبتدیوں کے لئے مجموعی اثرات کی وجہ سے جو بادی النظر میں عامیانہ دماغ میں مرتسم ہو جاتے ہیں مضر ہے۔

شرح کی نظم و ترتیب نہایت اعلےٰ اور معلومات وسیعہ پر مشتمل ہے جا بجا متقدمین کے کلام سے استناد کیا گیا ہے میری رائے میں یہ کتاب جو ہماری قوم کے ایک مستند لائق اور ہونہار نوجوان نے تالیف کی ہے۔ ہر ایک اہل مذاق کے پاس ہونی چاہیئے۔

ہمارے ہاں کام کے آدمی ناکام رہتے ہیں۔ کیونکہ انکی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ بخلاف اسکے ہمسایہ اقوام میں معمولی آدمی نامور ہو جاتے ہیں کہ قوم انکی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

پبلک کو چاہیئے کہ اس نقادانہ تبصرہ کو جسمیں داد تحقیق دی گئی ہے اور مفید شرح کو جسمیں معلومات نادرہ کا ایک انبار لگایا گیا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ خرید کر نوجوان مولف کی حوصلہ افزائی کریں۔

یہ شرح اور تبصرہ اردو زبان میں ہے اور یہ ملک و قوم کی ایک مزید اور اعلےٰ خدمت ہے۔

خاکسار الف دین

جناب مولانا مولوی سید محمد حنیف صاحب چشتی صابری مفتی

نکودر۔ ضلع جالندھر

جناب میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر ایبٹ آباد (پنجاب) کہ قمر چرخ معانی و شمس برج نکتہ دانی است بشرحش پرداختہ و عنقائے معانی را بدام تحریر آوردہ بادہ شیرازی را بشیشہ ہندی ریختہ کام و زبان تشنہ کامان مقاصد معانی را سیراب و سرمست کرد۔ زہے شرحے کہ ابہام را بہ توضیح و اجمال را بہ تفصیل و تفصیل را بہ تشریح بانکات و لطائف و باعجائب غرائب بر منصہ شہود جلوہ میدہد و دیدہ نظارگیان را بانظارہ گلہائے عرفان و بایو قلمونی مطالب ہائے ایقان روشن میکند۔ جزاک اللہ عنا خیر الجزاء۔

جناب مولوی عبد الحکیم صاحب ایم۔ اے (علیگ)

پروفیسر راجشاہی کالج کلکتہ

فرماتے ہیں۔ کلکتہ میں جو ایکدفعہ سرسری طور پر شرح دیکھنے کا اتفاق ہوا تو مجھے بیحد پسند آئی نہایت ہی پرمغز پر معنی و دلچسپ اور طرز ادا بالکل نرالی ہے۔ ادب و معانی اور تصوف و رندی میں آپنے مرج البحرین کا لطف پیدا کردیا ہے۔ زیادہ تشریح آئندہ

جناب ماسٹر محمد رمضان صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر

گورنمنٹ ہائی سکول پشاور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اگرچہ کلام خواجہ حافظ ؒ ایک ایسا مجموعہ ہے کہ صوفی منش اصحاب اسکے دلدادہ ہیں۔ مگر جس جدت طرازی سے آپنے اسکی شرح لکھی ہے۔ وہ آپ کا ہی حصہ ہے گو یا یہ کلام اب ایسا ہوگیا ہے کہ جس سے رند و صوفی۔ زاہد و مُلّا معلم و متعلم یکساں مستفیض ہو سکتے ہیں۔ جس محققانہ تحقیق و تدقیق سے آپنے حافظ رح کی سوانح لکھی ہے۔ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں لکھی گئی حقیقت حال یہ ہے۔ کہ روز ازل سے ہی یہ مقدر رہا۔ کہ ایک بیسویں صدی کا نوجوان فاضل خواجہ مرحوم کے گرد آلود چہرہ سے نقاب اٹھائے اور اصلی معنوں میں انکے کیرکٹر کو لوگوں پر ظاہر کرے۔ تمام غلط فہمیوں کو دور کرے۔ میرے خیال میں کتاب ایسی ہے کہ ٹیکسٹ بک کمیٹی نصاب تعلیم میں اسے داخل کرکے نوجوان فاضل مصنف کی حوصلہ افزائی کرے

خلاصہ ریویو جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب صدیقی بدایون

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست   صلائے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست

گلستان عالم میں ایک نیا پھول کھلا بلبلوں کو بھی شوق نغمہ سنجی پیدا ہوا۔ بالفاظ دیگر علمی دنیا میں ایک جدید کتاب کا اضافہ ہوا جسکی ملک کو ضرورت تھی لسان الغیب جلد اول مولفہ جناب میر ولی اللہ صاحب ایڈوکیٹ ال ایل بی وکیل ایبٹ آباد (پنجاب) میری نظر سے گذری۔ یہ دیوان حافظ کی اردو شرح حامل متن ہے مع ترجمہ اشعار اور شروع میں خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی مفصل سوانعمری بھی درج ہے چونکہ اس خاکسار کو خواجہ حافظ علیہ الرحمہ سے قدیمی عقیدت و نیاز ہے اس لیئے باوجود عدیم الفرصتی یہ جلد شوق سے منگوائی اور اسکا بغور مطالعہ کیا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ لائق مولف کا ایما ہوا کہ آپکی نسبت میں اپنی ناچیز رائے تحریر کروں اسلیئے تعمیل ارشاد لازم ہوئی۔ اسمیں شک نہیں کہ ذی علم مولف نے زیادہ محنت اور زیادہ تر اس شرح کے لکھنے کیواسطے کوئی اور شخص نہ تھا علاوہ واقفیت زبان اور وسیع معلومات کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لسان الغیب

یعنی

اردو شرح دیوان حافظ مع مفصل سوانح عمری

جلد چہارم

از

میر ولی اللہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ وکیل ایبٹ آباد

۱۹۱۷ء

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب منیجر طبع ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل (۵)

بشری اذ السلامة حلت بذی سلم	۱	لله حمد معترف غایة النعم
آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژده داد	۲	تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاه چه خوش طرفه نقش بست	۳	آهنگ خصم او بسراپرده عدم
پیمان شکن هر آینه گردد شکسته دل	۴	ان العهود عند ملیک النهی ذمم
در نیل غم فتاد سپهرش بطعنه گفت	۵	الآن قد ندمت و ما ینفع الندم
می جست از سحاب امل رحمتی ولی	۶	جز دیده اش معاینه بیرون نداد نم
ساقی بیا که دور گل ست و زمان عیش	۷	پیش آر جام و هیچ مخور غم ز بیش و کم
ای دل تو جام جم بطلب ملک جم مخواه	۸	کین بود قول بلبل بستانسرای جم
چون خون خصم همچو صراحی بریختی	۹	با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم
بشنو ز جام باده که این زال نوعروس	۱۰	بسیار کشته شوهر چون کیقباد و جم

(۱۱)	حافظ بکنج میکده دارد قرارگاه کالطیر فی الحدیقة واللیث فی الاجم	(۱۱)

خواجہ صاحب کے زمانہ میں سلطنت شیراز میں کئی تبدیلیاں ہوئیں۔ یہ غزل غالباً کسی بادشاہ کی فتح اور اسکے دشمن کی شکست کے موقعہ پر کہی گئی ہے۔ ممکن ہو منصور بادشاہ کے حاکم شیراز ہونے کے متعلق ہو۔

(۱) ترجمہ۔ خوشخبری ہو کہ سلامتی ذی سلم میں نازل ہوئی۔ خدا کے لئے حمد اور بے انتہا نعمتوں کا اعتراف۔

ذی سلم سے مراد مقام معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوح یا معشوق کے مقام میں سلامتی نازل ہوئی یا یہ کہ معشوق جو خود بمنزلہ سلامت ہو اپنے مقام میں تشریف فرما ہوا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر۔

(۲) ترجمہ۔ وہ خوشخبری دینے والا کہاں ہو جس نے اس فتح کی خوشخبری دی۔ تاکہ اس کے قدموں میں زر و سیم کی طرح میں جان نثار کروں۔

خوشخبری لانے والے پر زر و سیم نثار کرنا عام رسم ہو۔ خواجہ صاحب جان نثار کرتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ بادشاہ کے واپس آنے پر اسکے دشمن کے ارادہ نے عدم کے سراپردہ میں کیا عجیب نقش باندھا۔

یعنے دشمن کی تمام آرزوئیں بادشاہ کی واپسی پر خاک میں مل گئیں اور اسکے تمام ارادوں پر پانی پھر گیا

(۴) ترجمہ۔ وعدہ توڑنے والا ضرور شکستہ دل ہو جاتا ہو۔ کیونکہ وعدے عقلمندوں کے نزدیک ذمہ واریوں کے برابر ہوتے ہیں

نُہیٰ جمع نہیہ بمعنے عقل۔ اولوک النہی۔ یعنے عقلمند اہلِ خرد۔ ذمم جمع ذمہ۔ ذمہ واری۔

(۵) ترجمہ۔ (عہد شکن دشمن) غم کے نیل میں گرا اور آسمان نے اسے طنزاً کہا کہ اس وقت تو نادم ہوا ہو لیکن تیری ندامت تجھے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

اس شعر میں ایک قرآنی قصہ کی تلمیح ہو۔ جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا تو اس نے کہا کہ میں خدا کے ساتھ ایمان لاتا ہوں۔ اسے جواب ملا کہ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (اب تو ایمان لاتا ہو اور پہلے تو نافرمان اور مفسد تھا)

(۶) ترجمہ۔ امید بادلوں سے وہ رحمت ڈھونڈھتا تھا لیکن اسکی آنکھوں کے بغیر اور کہیں نمی ظاہر نہ ہوئی۔

مطلب یہ ہو کہ دشمن امید کے بادل سے بارش کی خواہش کرتا تھا یعنے اس امید میں تھا کہ میری مراد بر آئیگی لیکن ابرِ امید سے تو ایک قطرہ نہ برسا البتہ اسکی آنکھیں اشک باری کرتی تھیں۔ یعنی وہ محروم ہو کر روتا تھا۔

(۷) ترجمہ۔ اے ساقی آ کہ بہار کا موسم ہو اور عیش کا زمانہ ہو۔ پیالہ سامنے لا اور کمی بیشی کا غم نہ کھا۔

یعنے جام سامنے لا۔ اور دنیا کے نفع و نقصان کا فکر نہ کر۔

(۸) ترجمہ۔ اے دل جام جم کی طلب کر۔ اور ملک جم کی خواہش نہ کر۔ کیونکہ جمشید کے بارے کی بلبل کا یہی قول تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جام مے کی طلب کر اور دنیاوی جاہ و سلطنت کی خواہش نہ رکھہ کیونکہ جمشید کے باغ کی بلبل یہی گایا کرتی تھی کہ ملک جمشید ناپائدار ہے اسکی طلب نہ کرو۔ چنانچہ جمشید کی سلطنت کا اب نام و نشان نہیں البتہ جام جم کے نام سے اسکی یادگار باقی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ جب تو نے دشمن کا خون صراحی کیطرح گرادیا ہے۔ تو اب دوستوں کے ساتھہ عیش و طرب میں جام شراب لے۔

(۱۰) ترجمہ۔ شراب کے پیالہ ہی سُن کہ اس نوعروس بڑھیا نے۔ کیقباد اور جمشید کیطرح کئی شوہر قتل کئے ہیں۔

زالِ نوعروس سے مراد دنیا۔ دیکھو شعرت ۱/۴

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ شرابخانہ کے گوشہ میں اس طرح رہتا ہے جیسے باغ میں پرندہ یا نیستان میں شیر۔

غزل (۶)

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم		بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم
سخن درست بگویم نمی توانم دید	۱	کہ می خورند حریفاں و من نظارہ کنم
بدور لالہ دماغ مرا علاج کنید	۲	گر از میانہ اہل طرب کنارہ کنم
اگر شبی بزبانم حدیث توبہ رود	۳	ز بی طہارتی آن را بے غرارہ کنم
بتخت گل بنشانم بتے چو سلطانے	۴	ز سنبل و سمنش ساز طوق و یارہ کنم
مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی	۵	ہماں بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم
ز روی دوست مرا چوں گل مراد شگفت	۶	حوالہ سر دشمن بسنگ خارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بیں	۷	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم
اگر ز لعل لب یار بوسہ یابم	۸	جواں شوم ز سر و زندگی دو بارہ کنم
چو غنچہ با لب خنداں بیاد مجلس شاہ	۹	پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	۱۰	مرا چہ سود کہ منع شرابخوارہ کنم

(۱۱)

زبادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
ببانگ بربط و نی رازش آشکارہ کنم

(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت توبہ کا ارادہ پر میں نے دل میں کہا کہ استخارہ کرونگا لیکن توبہ شکن بہار آرہی ہے کیا علاج کروں

یعنے صبح کے وقت میرا ارادہ تہا کہ توبہ کیلئے استخارہ کرونگا لیکن موسم بہار جو توبہ شکن ہوتا ہے آرہا ہے تو کس طرح قائم رہ سکیگی۔ استخارہ کے لیئے دیکھو شعر ت ۶۲

(۲) ترجمہ۔ میں سچی بات کہتا ہوں کہ میں نہیں دیکھ سکتا۔ کہ رقیب تو شراب پئیں اور میں دیکھتا رہوں۔

یعنے سچ تو یہ ہے کہ میں اس بات کی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ رقیب شراب پئیں اور میں بیٹھا دیکھا کروں

(۳) ترجمہ۔ موسم بہار میں (شراب کے دور سے) میرے دماغ کا علاج کرو۔ اگر میں اہل طرب کی مجلس سے کنارہ کشی کروں۔

یعنے اگر میں شراب نوشی ترک کروں تو موسم بہار میں جام مے کے دور سے میرے دماغ کا علاج کرو کیونکہ ترک سے فتورِ دماغ کی علامت ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگر کسی رات میری زبان سے توبہ کا لفظ نکل جائے۔ تو اس بے طہارتی کی وجہ سے شراب کا غرارہ کرونگا۔

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی ناجائز لفظ منہ سے نکلجائے تو اس خیال سے کہ زبان پلید ہوگئی ہے غرارہ کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اگر میرے منہ سے توبہ (شراب سے توبہ) کا لفظ بھی نکل جائے۔ تو میں سمجھونگا کہ میری زبان ناپاک ہوگئی ہے اور اسکو پاک کرنے کے لئے شراب سے غرارہ کرونگا۔

(۵) ترجمہ۔ تختۂ گل پر بادشاہ کیطرح اپنے معشوق کو بٹھاؤنگا۔ اور سنبل و سمن سے اسکے لئے طوق اور یارہ بناؤنگا

طوق۔ گلوبند۔ گلے کا زیور۔ یارا کنگن کڑا۔ ہاتھ کا زیور مطلب یہ ہے کہ معشوق کیلئے پہولوں کا ہار اور کنگن بناؤنگا۔

(۶) ترجمہ۔ چونکہ مجھے لقمہ پرہیزی کی عادت نہیں ہے اسلئے یہی بہتر ہے کہ شرابخانہ کا ٹھیکہ لے لوں۔

لقمہ پرہیزی۔ یعنے پرہیز کا لقمہ کہانا۔ حلال روزی کہانا اس شعر میں در اصل اُن زاہدوں پر طعنہ ہے جو شراب کو تو برا سمجھتے ہیں لیکن مالِ حرام کے تصرف کو چنداں برا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بظاہر بہت لقمہ پرہیزی کا اظہار کرتے ہیں۔ دیکھو شعر الف ۱۶

عام الزام ہے اکبر پہ کہ پیتا ہے یہ کیوں	اِسکی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ کہاتا کیا ہے

(۷) ترجمہ۔ معشوق کے چہرہ سے چونکہ میری مراد کا پہول شگفتہ ہوگیا ہے اس لئے دشمن کے سر کو سنگِ سخت کے حوالہ کرتا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ میں شرابخانہ کا گدا ہوں لیکن مستی کے وقت دیکھ کہ میں آسمان سے ناز اور ستاروں پر حکومت کرتا ہوں۔

(۹) ترجمہ۔ اگر معشوق کے لب لعل سے مجھے ایک بوسہ مل جائے۔ تو میں از سرِ نو جوان ہوجاؤں اور دوبارہ زندگی حاصل ہو۔

(۱۰) ترجمہ۔ بادشاہ کی مجلس کی یاد میں غنچہ کی طرح لب خنداں کے ساتھہ۔ پیالہ لوں اور شوق سے جامہ چاک کر دوں۔ غنچہ کا لب خنداں کے ساتھہ جامہ چاک کرنا یعنے شگفتہ ہو کر پھول بن جانا ظاہر۔ پھول کو جام سے بھی تشبیہ دیتے ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ میں نہ قاضی ہوں نہ مدرس نہ محتسب ہوں اور نہ فقیہ۔ مجھے کیا مطلب کہ شراب پینے سے لوگوں کو منع کروں۔

(۱۲) ترجمہ۔ چھپ کر شراب پینے سے حافظ ملول ہو گیا ہے اب بربط اور نے کی آواز سے اسکے راز کو فاش کرتا ہوں۔ یعنے شرب الیہود سے میرا دل تنگ ہو گیا ہے۔ اب بربط و نے کی آواز کے ساتھہ علانیہ اور علی روس الاشہاد شراب پیونگا۔

غزل (۷)

۱	بغیر از انکہ بشد دین و دانش از دستم	دگر بگو کہ ز عشقت چہ طرف بربستم
۲	اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد	بخاک پای عزیزت کہ عہد نشکستم
۳	چو ذرہ گرچہ حقیرم ببین بدولت عشق	کہ در ہوای رخت چون بمہر پیوستم
۴	بیار بادہ کہ عمریست تا من از سر مہر	بکنج عافیت از بہر عیش ننشستم
۵	اگر ز مردم ہشیاری ای نصیحت گو	سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم
۶	چگونہ سر ز خجالت برآورم بر دوست	کہ خدمتی بسزا برنیامد از دستم
(۷)	بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت	کہ مرہمی بفرستم چو خاطرش خستم

(۱) ترجمہ۔ بغیر اسکے کہ دین اور عقل میری ہاتھہ سے جا رہی۔ تو ہی بتا کہ تیرے عشق سے مجھے اور کیا فائدہ ہوا۔

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ تیرے غم نے میری عمر کے خرمن کو برباد کر دیا۔ تیرے عزیز پاؤں کی خاک کی قسم ہے کہ میں نے وعدہ نہ توڑا یعنے باوجود خرمن عمر کے برباد ہونے کے میں نے تیرا عشق نہ چھوڑا۔

گو میں رہا رہین ستمہائے روزگار	لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

(۳) ترجمہ۔ ذرہ کیطرح اگرچہ میں حقیر ہوں لیکن دیکھہ کہ تیری عشق کی دولت سی تیرے چہرہ کی آرزو میں کیطرح سورج جا ملا
روئے محبوب کو آفتاب اور اپنے آپ کو ذرہ سی تشبیہ دی ہی جسطرح ذرہ باوجود ایک حقیر چیز ہونے کے آفتاب کے عشق میں اڑکر
اوپر جاتا ہی اسی طرح عاشق بہی باوجود ایک ناچیز ہستی ہونے کے محبوبِ مطلق تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

دانم نرسد ذرہ بخورشید و لیکن		شوقِ طیران می کشد ار باب ہمم را (عرفی)

(۴) ترجمہ۔ شراب لا کیونکہ مدت ہوئی کہ میں عشق سی گوشۂ عافیت میں عیش کے لئے نہیں بیٹھا۔

(۵) ترجمہ۔ اے ناصح اگر تو دانا آدمی ہی تو اپنی بات کو خاک میں نہ ڈال کیونکہ میں مست ہوں۔
یعنے میں مست ہوں۔ مجھہ پر نصیحت کا کچھہ اثر نہیں۔ اگر تو دانا ہی تو اپنی نصیحتوں کو مجھہ پر ضائع نہ کر۔

(۶) ترجمہ۔ میں خجالت کی وجہ سی معشوق کی سامنے کس طرح سر اٹھاؤں۔ کیونکہ کوئی لائق خدمت میرے ہاتھہ سی نہیں ہوئی
اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہی مطلب یہ ہی کہ میرا سرمایۂ اعمال بہت تھوڑا ہی محبوبِ مطلق کے سامنے بوجہ خجالت
کے میں سر نہیں اٹھا سکتا۔

عذرِ تقصیرِ خدمت آوردم		کہ نہ دارم بطاعت استظہار

(۷) ترجمہ۔ حافظ جل گیا اور اس دلنواز معشوق نی نہ کہا کہ جب میں نی اسکے دل کو زخمی کیا ہی تو مرہم بھی بھیج دیں
یعنے معشوق کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ جب میں نی عاشق کی دل کو زخمی کیا ہی تو اسکا علاج بھی کروں

غزل (۸)

بگذار تا بشارعِ میخانہ بگذریم	۱	کز بہر جرعہ ہمہ محتاج این دریم
جائیکہ تخت و مسند جم میرود بباد	۲	گر غم خوریم خوش نبود بہ کہ می خوریم
تا بو کہ دست در کمر او توان زدن	۳	در خون دل نشستہ چو یاقوت احمریم
روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق	۴	شرط آن بود کہ جز رہ این شیوہ نسپریم
واعظ مکن نصیحت شوریدگان کہ ما	۵	با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم
زان پیشتر کہ عمر گرانمایہ بگذرد	۶	بگذار تا قیامت روی تو بنگریم
چون صوفیان بحالت و رقصند در سماع	۷	ما نیز ہم بشعبدہ دستی بر آوریم

از جرعهٔ تو خاک زمیں قدر لعل یافت ۸ بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم

حافظ چو رہ بکنگرهٔ کاخ وصل نیست (۹)
با خاک آستانہ ایں در بسر بریم (۹)

(۱) ترجمہ:- چھوڑ کہ ہم شرابخانہ کے رستہ پر جائیں۔ کیونکہ ایک گھونٹ کیلئے ہم سب اس دروازہ کے محتاج ہیں۔

(۲) ترجمہ:- جہاں جمشید کا تخت اور مسند برباد ہو جاتے ہیں اگر ہم غم کھائیں تو جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ شراب پئیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب دنیا ناپائدار ہے تو اسکا غم نہیں کھانا چاہیئے۔ شراب عشق پی کر حیات ابدی حاصل کرنی چاہیئے۔

(۳) ترجمہ:- اس امید میں کہ شاید اسکی کمر میں ہاتھ پڑ جائے۔ یاقوت سرخ کیطرح ہم خونِ دل میں بیٹھے ہیں۔ یاقوتِ سرخ اور دیگر جواہرات کا معشوق کی کمر بند میں ہونا ظاہر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یاقوتِ سرخ کی طرح ہم نے بھی دل کو خون کیا ہے تاکہ اس کی طرح ہمارا ہاتھ بھی کبھی معشوق کی کمر تک پہنچ سکے۔

(۴) ترجمہ:- روز ازل سے ہی جب ہم نے رندی اور عشق کا دم مارا۔ تو شرط یہی ہے کہ اس شیوہ کے سوا اور کوئی رستہ اختیار نہ کریں۔

(۵) ترجمہ:- اے واعظ ہم شوریدہ سروں کو نصیحت نہ کر کیونکہ ہم۔ کوئے دوست کی خاک کی موجودگی میں بہشت کیطرف نظر نہیں کرتے۔
یعنے جب ہمارے نزدیک کوئے دوست کی خاک باغِ جنت سے بہتر ہے تو بہشت کے وعدہ پر ہم کو ترکِ عشق کی نصیحت نہ کر۔

(۶) ترجمہ:- پیشتر اس کے کہ گرانمایہ عمر گزر جائے۔ اجازت دے کہ تیرے چہرے کی قیامت کو دیکھ لیں۔
خواجہ صاحب مرنے سے پہلے ہی قیامت کو دیکھنا چاہتے ہیں بعض دیوانوں میں "قیامت" کی بجائے "مقابل" ہے۔

(۷) ترجمہ:- جب صوفی سماع کے وقت وجد و رقص میں ہیں۔ تو ہم بھی شعبدہ کے طور پر (صرف دکھلاوے کے لئے) وجد کریں۔

(۸) ترجمہ:- تیری جرعہ سے زمین کی خاک نے لعل کی قدر حاصل کی۔ ہم بیچارے کہ تیرے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں۔
قاعدہ ہے کہ شراب پیتے وقت تھوڑی سی شراب زمین پر گرا دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تو نے جرعۂ شراب زمین پر گرا کر زمین کو لعل بنا دیا۔ ہم بیکس مٹی سے بھی کمتر ہیں کہ ہمیں ایک جرعۂ شراب بھی نہ دیا گیا۔

(۹) ترجمہ:- اے حافظ جب محلِ وصل کے بام تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ تو اس دروازہ کی آستانہ کی مٹی کے ساتھ ہی وقت بسر کرنا چاہیئے۔

غزل (۹)

به تیغم گر زند دستش نگیرم	۱	وگر تیرم زند منت پذیرم
کمان ابروی ما را گو مزن تیر	۲	که پیش دست و بازویت بمیرم
غم گیتی چو از پایم در آورد	۳	بجز ساغر نباشد دستگیرم
برآی ای آفتاب صبح امید	۴	که در دست شب هجران اسیرم
چو طفلان تا کی ای واعظ فریبی	۵	بسیب بوستان و جوی شیرم
من آن مرغم که هر شام و سحرگاه	۶	رسد تا سدره آواز صفیرم
بفریادم رس ای پیر خرابات	۷	بیک جرعه جوانم کن که پیرم
بگیسوی تو خوردم دوش سوگند	۸	که از پای تو من سر بر نگیرم

(۹) بسوز این خرقهٔ تقوی چو حافظ (۹)
که گر آتش شوم در وی نگیرم

(۱) ترجمہ ۔ اگر وہ مجھے تلوار سے مارے تو میں اسکا ہاتھ نہیں پکڑونگا ۔ اور اگر مجھے تیر مارے تو میں اسکا ممنون ہونگا۔

(۲) ترجمہ ۔ ہمارے کمان ابرو معشوق کو کہو کہ تیر نہ مارے ۔ تاکہ میں تیرے دست و بازو کے سامنے مروں۔

یعنے دور سے ہی تیر مار کر نہ مار ڈالے بلکہ اپنے سامنے اپنے دست و بازو سے مجھے قتل کرے ۔ یا یہ کہ مجھے تیر نہ مارے میں خود ہی اسکے دست و بازو پر قربان ہونے کو تیار ہوں۔

(۳) ترجمہ ۔ دنیا کے غم نے جب مجھے پاؤں سے گرا دیا ۔ تو بغیر ساغر کے میرا اور کوئی دستگیر نہیں ہوتا۔

تشریح کے لئے دیکھو شعر الف 1/1 الف 13/1 ت 14/3 ت 14/4 ت 5/4 ت 49/11 ت 5/4 ت 22/3 ـ

ت 82/5 د 6/1-1-3 د 79/3 د 8/4 د 86/4 د 128/4 ن 11/4

(۴) ترجمہ ۔ اے صبح امید کے آفتاب نکل کہ میں شب ہجراں کے ہاتھ میں اسیر ہوں۔

صبح امید سے مراد صبح وصال ، دنیا شب ہجر ہے ۔ کیونکہ دنیا میں مشاہدۂ ذات ممکن نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے واعظ تو مجھے کب تک بچوں کیطرح باغ کے سیب اور دودھ کی نہر سے بہکائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ باغِ جنت کے میوے اور شیر و شہد کی نہریں طفل فریبی کی باتیں ہیں۔ ہم پختہ مغزانِ عشق پر ان باتوں کا کیا اثر ہے۔ دیکھو شعر الف ۱/۲ (کو الف بہشت و دوزخ)

(۶) ترجمہ۔ میں وہ مرغ ہوں کہ ہر شام اور صبح کے وقت۔ میری آوازِ صفیر سدرہ تک پہنچتی ہے۔

صفیر۔ پرندوں کی آواز۔ سدرہ دیکھو ت ۱/۴ بعض دیوانوں میں دوسرا مصرع اس طرح ہے ع

زبام عرش مے آید صفیرم

تشریح کے لئے دیکھو شعر ت ۱/۴

(۷) ترجمہ۔ اے پیرِ خرابات میری فریاد کو پہنچ (داد رسی کر) ایک گھونٹ سے مجھے جوان کر کہ میں بوڑھا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ کل میں نے تیری زلف کی قسم کھائی۔ کہ میں تیرے پاؤں سے سر نہیں اٹھاؤنگا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کی طرح اس خرقۂ تقوی کو جلا دو۔ کہ اگر میں آگ ہی بن جاؤں تو اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر میں آگ ہی بن جاؤں تو معشوق پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور وہ میری حالتِ زار کیطرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پس خرقۂ تقوی سے کیا فائدہ اسے جلا دو۔ اگر وے کی ضمیر خرقۂ تقوی کیطرف سمجھی جائے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ میری آتشِ دل کا اثر خرقۂ تقوی پر مطلق نہیں ہوتا۔ اس لئے اسے جلا دینا چاہیئے۔

غزل (۱۰)

بمژگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دینم	۱	بیا کز چشم بیمارت ہزاران درد برچینم
الا ای ہمنشین دل کہ یارانت برفت از یاد	۲	مرا روزی مباد آن دم کہ بی یاد تو بنشینم
ز تاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل	۳	بیار ای باد شبگیری نسیمی زان عرق چینم
شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین	۴	اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم
صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز	۵	کہ غوغا میکند در سر خمار خمر دوشینم
اگر بر جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست	۶	حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزینم
جہان پیر است بی بنیاد ازین فرہاد کش فریاد	۷	کہ کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

جہان فانی و باقی فدای شاہد و ساقی	۸	کہ سلطانی عالم را طفیل عشق می بینم
رموز عشق و مستی زمن بشنو نہ از واعظ	۹	کہ با جام و قدح ہر شب قرین ماہ و پروینم
(۱۰)	حدیث آرزومندی کہ در این نامہ ثبت افتاد ہمانا بی غلط باشد کہ حافظ داد تلقینم	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ تونے اپنی سیاہ پلکوں سے میرے دین میں ہزاروں رخنے کر دیئے۔ آ کہ تیری چشم بیمار سے میں ہزاروں درد چُن لوں۔

فرماتے ہیں کہ تیری مژگان سیاہ نے مجھ کافر کر دیا لیکن اب تک میں تیری چشم بیمار پر قربان ہونے کو تیار ہوں دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ تیری چشم بیمار کو خدا ہمیشہ سلامت رکھے اور اسے کسی درد میں مبتلا نہ کرے میں اسکی بجائے ہزاروں درد اپنے اوپر گوارا کر لونگا۔ بیمار اور درد کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ ہاں اے دل کی ہمنشیں کہ تونے یاروں کو بھلا دیا۔ مجھے وہ دم نصیب نہ ہو کہ تیری یاد کے بغیر بیٹھوں۔

الا۔ (۱) حرف تنبیہ۔ ہوشیار ہو۔ آگاہ ہو۔ (۲) صرف خطاب بطریق عرض الحاج۔ یہاں یہی دوسرے معنے ہیں ہمنشیں دل سے مراد معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ اے معشوق تونے ہم کو تو بھلا دیا ہے لیکن خدا وہ وقت مجھے نصیب نہ کرے کہ میں تجھ کو بھول جاؤں۔

یادم نمی کنی وز یادم نمیروی		عمرت دراز باد فراموشکار من

(۳) ترجمہ۔ آتش ہجر کی گرمی سے پھول کیطرح میں پسینہ میں غرق ہو گیا۔ اے باد سحر اس عرق چین سے میرے پاس تھوڑی سی نسیم لا۔ عرق چین۔ پسینہ پونچھنے کی چیز۔ (مرکب از عرق بمعنے پسینہ و چین از مصدر چیدن) (۱) ایک قسم کی ٹوپی جو دستار کے نیچے پہنی جاتی ہے تاکہ سر کا پسینہ پگڑی کو نہ لگے۔ (۲) ایک زریں ٹوپی جو عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ (۳) رومال پھول پر شبنم کے قطرے ہوتے ہیں جنہیں نسیم سحر آ کر خشک کر دیتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ آتش ہجر کی گرمی سے میں پسینہ پسینہ ہو رہا ہوں۔ اے باد صبا معشوق کی عرق چین (ٹوپی) سے یعنے اسکی زلف معنبر سے تھوڑی سی خوشبودار نسیم لا جو میرے پسینہ کو سوکھا دے۔

(۴) ترجمہ۔ رحلت کی رات میں بستر سے سیدھا حوران بہشتی کے محل میں پہنچ جاؤنگا۔ اگر جان دینے کے وقت تو میرا شمع بالیں ہو۔

حور العین - بکسر عین - زنانِ سفید پوست فراخ چشم - حورانِ بہشتی - مطلب یہ ہے کہ اگر میری جانکنی کے وقت تو میرے سرہانے پر بیٹھا ہوگا - تو میں مرکر سیدھا حورانِ بہشتی کے محل پر جا پہنچونگا - یعنی ایک حور کے پاس سے جا کر دوسری حوروں کے مقام پر جا ٹھیرونگا

(۵) ترجمہ - بلبل نے صباح الخیر کہا ای ساقی تو کہاں ہے اٹھ - کیونکہ میرے سر میں کل کی شراب کا خمار غوغا کر رہا ہے

صباح الخیر - صبح کا سلام - صبح کے وقت جب ایک دوست دوسرے دوست سے ملتا ہے - تو صباح الخیر کہتا ہے یعنے یہ صبح تیرے لئے مبارک ہو اچھی ہو - گڈ مارننگ (انگریزی) مطلب یہ ہے کہ صبح کا وقت ہے بلبل پھولوں کو صباح الخیر کہہ رہی ہے - اے ساقی اٹھ اور مجھے شراب صبح کا ایک پیالہ دے کیونکہ شراب دوشینہ سے میرے سر میں خمار ہے

خمر دوشینہ سے مراد شراب عشق کا پیالہ جو صبح الست کو پیا گیا - دیکھو شعرت ۲/۹ ۱۰-۱۱

(۶) ترجمہ - اگر معشوق میری بجائے کسی اور کو دوست بنائے تو اسے اختیار ہے لیکن اگر میں دوست کی بجائے جان بھی اختیار کروں تو مجھ پر حرام ہو -

حاکم اوست - وہ حاکم ہے اسے اختیار ہے - مالک ہے جو چاہے کرے - مطلب یہ ہے کہ معشوق مجھے چھوڑ کر کسی اور کو دوست بنائے تو اسکا اختیار ہے لیکن میں اسکے مقابلہ میں جان کو بھی ہیچ سمجھتا ہوں -

	ترا بندہ از من بہ افتد بسے		مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے

(۷) ترجمہ - جہان ایک بے بنیاد بوڑھا ہے اس فرہاد کش (عاشق کش) سے فریاد ہے - کیونکہ اسکے افسون و نیرنگ نے مجھے جانِ عزیز سے بھی بیزار کر دیا ہے -

جہان کو بے بنیاد عاشق کش اور بوڑھا کہتا ہے جسکے افسون و نیرنگ سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا - فرہاد اور شیریں میں صنعتِ ایہام ہے -

(۸) ترجمہ - فانی اور باقی جہاں شاہد و ساقی پر قربان ہوں - کیونکہ میں جہاں کی بادشاہی کو عشق کے طفیل سے دیکھتا ہوں

جہان فانی و باقی سے مراد دنیا اور آخرت - دونو جہاں - مطلب یہ ہے کہ حقیقی سلطنت عشق کے ذریعے سے مل سکتی ہے اس لئے میں دونو جہانوں کو معشوق اور ساقی پر قربان کرتا ہوں -

(۹) ترجمہ - عشق اور مستی کے راز مجھ سے سن نہ کہ واعظ سے - کیونکہ میں جام و قدح سے ہر رات ماہ و پروین کے پاس ہوتا ہوں

جام و قدح کو ماہ و پروین کہا ہے - مطلب یہ ہے کہ عالم قدس کے اسرار مے عشق سے حاصل ہوتے ہیں نہ کہ کتابوں سے -

(۱۰) ترجمہ - آرزومندی کی باتیں جو اس دفتر میں ثبت ہوئیں ضرور ہے کہ صحیح ہوں - کیونکہ یہ حافظ نے مجھے سکھائی ہیں -

غزل ۱۱

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم	۱	فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم
اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقان ریزد	۲	من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم
چو در دست ست رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش	۳	کہ دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم
صبا خاک وجود ما بآن عالیجناب انداز	۴	بود کان شاہ خوبان را نظر بر منظر اندازیم
یکی از عقل می لافد دگر طامات مے بافد	۵	بیا کاین داوریہا را بہ پیش داور اندازیم
بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ	۶	کہ از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم
شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم	۷	نسیم عطر گردان را شکر در مجمر اندازیم
بیا جانا منور کن ز رویت مجلس ما را	۸	کہ در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم
(۹) سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز		بیا حافظ کہ ما خود را بملک دیگر اندازیم (۹)

(۱) ترجمہ۔ آتا کہ پھول بکھیریں اور شراب پیالہ میں ڈالیں۔ آسمان کی چھت کو پھاڑ دیں اور نئی بنیاد قائم کریں۔
یعنے آکہ بزم گل و مل کو گرم کریں اور حالت مستی میں اپنی ایک نئی دنیا بنائیں۔

(۲) ترجمہ۔ اگر عاشقوں کی خونریزی کے لئے غم لشکر کشی کرے۔ تو میں اور ساقی متفق ہو کر اسکی بیخ کنی کر دیں۔
غم اور شراب کے لئے دیکھو الف $\frac{1}{1}$ الف $\frac{12}{1}$ ت $\frac{22}{2}$ ت $\frac{14}{7}$ ت $\frac{45}{9}$ ت $\frac{50}{7}$ ت $\frac{62}{3}$ ت $\frac{94}{5}$ د $\frac{16}{1}$ د $\frac{29}{3}$
د $\frac{58}{1}$ د $\frac{68}{7}$ د $\frac{129}{14}$ ن $\frac{11}{7}$ م $\frac{9}{3}$۔

(۳) ترجمہ۔ جب تیرے ہاتھ میں اچھا ساز ہی تو اے مطرب اچھا سرود سنا۔ تاکہ رقص کی حالت میں ہم غزل پڑھیں اور رقص ہی کی حالت میں سر دیدیں۔
دست افشاں اور **پاکوباں** ہر دو بمعنی رقص۔ خواجہ صاحب میں یہ کمال ہی کہ ہر ایک کیفیت کی پوری جیتی جاگتی تصویر بنا کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ یہ شعر پڑھکر معاً بزم رقص و سماع کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے

(۴) ترجمہ - اے صبا ہمارے وجود کی خاک کو اس عالی درگاہ پر جا گرا۔ شاید کہ اس حسینوں کی بادشاہ کی چہرہ پر ہم نظر ڈال سکیں۔

منظر - جائے نظر (۱) آنکھ (۲) چہرہ صورت۔ رو۔ (۳) دریچہ۔

(۵) ترجمہ - ایک عشق کی لافیں مارتا ہے دوسرا کشف و کرامات کی ڈینگیں مارتا ہے آ کہ ہم ان تمام جھگڑوں کو خدا کی سامنے پیش کر دیں

طامات جمع طامہ کی صوفیوں کے اظہار کشف و کرامات میں ڈینگ - شیخی - لاف و گزاف بیہودہ باتیں - طامات بافی شیخی اور ڈینگ مارنا - لاف زنی کرنا - خواجہ صاحب زاہدوں کی لاف و گزاف اور صوفیوں کی طامات بافی کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے ان تمام باتوں کی حقیقت کھل جائیگی۔

(۶) ترجمہ - تو اگر بہشت عدن کا طالب ہے تو ہمارے ساتھ شراب خانہ میں چل - کہ ہم تجھے خم کے پاؤں سے سیدھا حوض کوثر میں پہنچا دیں۔

عدن - اقامت - ٹھیرنا - کسی جگہ ہمیشہ رہنا - بہشت کی باغ جن میں آدمی ہمیشہ رہینگے - مطلب یہ ہے کہ اگر تو بہشت اور کوثر کا خواہاں ہے تو عشق اختیار کر اور شراب عشق پی۔

(۷) ترجمہ - شراب سرخ کے پیالے میں گلاب ڈالیں اور عطر افشان نسیم کے مجمر میں شکر گرائیں۔

مجمر - عود دان - وہ انگیٹھی جس میں عود سپند وغیرہ خوشبودار چیزیں جلائی جاتی ہیں - شکر در مجمر انداختن شکر میں عود برادہ ملا کر مجلس کے اندر انگیٹھی میں جلانا - محاورہ ہے۔

(۸) ترجمہ - اے معشوق آ اور ہماری مجلس کو اپنے چہرہ سے منور کر - تاکہ تیرے سامنے ہم غزل پڑھیں اور تیرے پاؤں میں سر گرائیں

(۹) ترجمہ - سخندانی اور قدر دانی کی شیراز میں قدر نہیں - اے حافظ آ کہ ہم اپنے آپ کو کسی دوسرے ملک میں لیجائیں۔

بااین ہمہ خواجہ صاحب کبھی شیراز سے باہر نہیں گئے۔

غزل (۱۲)

بیتو ای سرو روان با گل و گلشن چہ کنم	۱	زلف سنبل چہ کشم عارض سوسن چہ کنم
آہ کز طعنہ بدخواہ ندیدم رویت	۲	نیست چون آینہ ام روی ز آہن چہ کنم
برو ای زاہد و بر دردکشان خوردہ مگیر	۳	کار فرمای قدر میکند این من چہ کنم
برق غیرت چو چنین میجہد از مکمن غیب	۴	تو بفرما کہ من سوختہ خرمن چہ کنم

مددی گر بچراغی نکند آتش طور	۵	چارهٔ تیره شب وادی ایمن چه کنم
شاه ترکان چو پسندید و بچاهم انداخت	۶	دستگیر ار نشود دستِ تہمتن چه کنم
خون من ریختی از ناوک دلدوز فراق	۷	خود بگو با تو من ای دیدهٔ روشن چه کنم

(۸) حافظا خلد برین خانهٔ موروث منست
اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم (۸)

(۱) ترجمہ۔ اے سرو رواں تیرے بغیر میں گل و گلشن کو کیا کروں۔ زلفِ سنبل کو ہاتھ میں کیا لوں عارضِ سوسن کو کیا کروں۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے بغیر باغ و بہار کا کچھ لطف نہیں۔

عہد کردیم کہ بے دوست بصحرا نرویم	بے تماشاگہ رویش بتماشا نرویم	(سعدی)
بوستان خانۂ عیش است و چمن کوی نشاط	تا مہیا نشود عیش مہنا نرویم	

(۲) ترجمہ۔ افسوس کہ دشمنوں کے طعنوں کی وجہ سے میں تیرا چہرہ نہ دیکھ سکا آئینہ کی طرح میرا چہرہ لوہے کا نہیں ہے کیا کروں آئینہ۔ دراصل آہنہ ہے۔ یعنی لوہے کا بنا ہوا۔ کیونکہ پہلے پہل سکندر اعظم نے آئینہ لوہے سے بنایا تھا اس لئے یہ نام ہوا۔ زبان گیلانی میں بھی آئینہ لوہے کو کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرا چہرہ آئینہ کی طرح لوہے کا بنا ہوا نہیں ہے کہ اس پر کسی چیز کا اثر نہ ہو اور ہمیشہ تیرے چہرے کے مقابل رہے۔ دشمنوں کے طعنوں کا مجھ پر یہ اثر ہوا ہے کہ تجھے دیکھنے سے محروم ہو گیا ہوں

(۳) ترجمہ۔ اے زاہد چلا جا اور دُردکشوں کی عیب جوئی نہ کر۔ یہ سب کچھ خدا اپنی قدرت سے کر رہا ہے میں کیا کر سکتا ہوں قدر۔ تقدیرِ الٰہی۔ حکم۔ ہر کام کی مقدار اور نہایت۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو الف ۳/۴ ت ۱۹/۱۸ د ۵۱/۲ ش ۱۶/۵ ش ۶/۱ ش ۲۲/۵۔

(۴) ترجمہ۔ جب غیرت کی بجلی غیب کی کمین گاہ سے اسطرح کوندتی ہے تو تو خود ہی بتا کہ میں سوختہ خرمن کیا کروں۔ مطلب یہ ہے کہ محبوبِ حقیقی کی برقِ غیرت نے دنیا میں جب کوئی خرمن چھوڑا ہی نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اسی غیرت کے متعلق شیخ فخر الدین عراقی نے کہا ہے "غیرتِ معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق غیر او را دوست ندارد و بغیرِ او محتاج نہ شود لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہرچہ او را دوست دارد بہرچہ محتاج شود او بود

(لمعہ چہارم)	لاجرم عین جملہ اشیا شد"		غیرتش غیر در جہاں نگذاشت	

یا برق غیرت سے مراد وہ غیرت جسکا ذکر شعر د ۲ میں ہے۔ یعنے برق عشق جس نے خرمن آدم کو جلا دیا۔

(۵) ترجمہ۔ اگر طور کی آگ ایک چراغ سے میری مدد نہ کرے تو وادی ایمن کی اندھیری رات کا کیا علاج کروں

مطلب یہ ہے کہ اگر محبوب حقیقی کی عنایت بدرقۂ راہ نہ ہو اور شمع ہدایت سامنے نہ رکھی تو منازل عشق کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ آتش طور اور وادی ایمن کے لئے دیکھو شعر د ۱۲۳

(۶) ترجمہ۔ ترکوں کے بادشاہ نے جب یہی پسند کیا اور مجھے کنوئیں میں گرا دیا تو اگر تہمتن کا ہاتھ میری دستگیری نہ کرے تو میں خود کیا کر سکتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق نے مجھے تکلیف اور بیکسی کی حالت میں چھوڑا ہوا ہے اگر کوئی معاون میری دستگیری نہ کرے تو رہائی مشکل ہے یا یہ کہ محبوب مطلق نے مجھے دنیا کے تاریک کنوئیں میں اسیر کیا ہوا ہے اگر مرشد میری دستگیری نہ کرے تو اس قید سے آزاد ہونا مشکل۔ اس شعر میں ایک مشہور تواریخی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

کیخسرو کے عہد میں بیژن نامی ایک پہلوان تھا جو کاوہ کی اولاد سے تھا اور رستم پہلوان کا بھانجا تھا۔ سرحد ایران پر موذی جنگلی جانور فصلوں کا نقصان کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے بیژن انکو مارنے کے لئے گیا۔ مارتے مارتے افراسیاب کے ملک میں جا پہنچا۔ وہاں ایک باغ میں افراسیاب کی بیٹی منیژہ کو دیکھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے پر فریفتہ ہوگئے منیژہ جب گھر گئی تو بیژن کو بھی ساتھ لیگئی اور کئی روز شاہی محلوں میں اسے چھپا رکھا۔ افراسیاب کو خبر ہوئی اسنے بیژن کو سیاہ چاہ میں اسیر کر دیا ایران خبر پہنچی۔ رستم کو حکم ہوا کہ اسے کسی طرح نکال لائے۔ رستم نے ایک سوداگری کا قافلہ تیار کیا اور اس بہانہ سے توران جا نکلا۔ رات کو سیہ چاہ پر پہنچکر بیژن کو نکالا۔ افراسیاب کے محلوں پر حملہ کیا۔ اور مال غنیمت منیژہ اور بیژن کو ساتھ لیکر ایران میں آگیا۔

(۷) ترجمہ۔ فراق کے دلدوز تیر سے تو نے میرا خون بہایا۔ اے دیدۂ روشن! تو خود ہی کہہ کہ میں تجھے کیا کروں۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ بہشت بریں میرا موروثی مکان ہے۔ اس ویرانہ منزل (دنیا) میں میں اپنا قیام کس طرح کروں۔

خلد بریں کو خانہ موروث کہا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام جو تمام بنی نوع انسان کے مورث اعلیٰ ہیں اس مکان میں رہ چکے ہیں۔ دیکھو شعر ت ۱/۵-۶-۷۔ مرزا غالب کی ستم ظریفی دیکھیے کہ کسی زاہد کے اسی

دعوی پر ناراض ہو کر کہتے ہیں

خواجہ فردوس بمیراث تمنا دارد		وے گر درروشِ نسل بہ آدم نرسد

غزل ۱۳

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم	۱	دولت غلامِ من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سرِ من بخت رفتہ بود	۲	از دولتِ وصالِ تو باز آمد از درم
بیدار در زمانہ ندیدے کسے مرا	۳	در خواب اگر خیالِ تو گشتی مصورم
من عمر در غمِ تو بپایاں برم و لے	۴	باور مکن کہ بے تو زمانے بسر برم
زاں شب کہ باز در دلِ تنگم درآمدی	۵	صد شمع در گرفت دماغ معطرم
دردم اطبیب نداند دوا کہ من	۶	بی دوست خستہ خاطر و با دوست خوشترم
گفتے بیار رخت اقامت بکوی ما	۷	من خود بجان تو کہ ازیں کوے نگذرم

(۸)	ہر کس غلامِ شاہی و مملوکِ صاحب جلیست حافظ کمینہ بندۂ سلطان کشورم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ جب سے تیرا مبارک سایہ میری سر پر پڑا ہے۔ دولت میری غلام ہو گئی ہے اور اقبال میرا نوکر ہو گیا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ کئی سال ہوئے کہ بخت مجھ سے چلا گیا تھا۔ تیرے وصال کی دولت سے پھر میرے دروازہ کے اندر آ گیا۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ میں مجھے پھر کوئی شخص بیدار نہ دیکھتا۔ اگر خواب میں تیری تصویر کا نقشہ (میرے دل پر) منقوش ہو جاتا۔ یعنی اگر خواب میں تیری تصویر میرے دل پر منقوش ہو جاتی تو میں اس میں اسقدر محو ہو جاتا کہ جاگنے کا نام نہ لیتا اور تمام عمر خواب میں ہی تجھے دیکھتا رہتا۔ حاصل کلام یہ کہ اگر خواب میں ہی مجھے دیدار نصیب ہو جائے۔ تو تمام عمر خواب میں ہی رہوں اور تجھ کو دیکھتا رہوں۔ جاگنے کا نام نہ لوں۔ بعض دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اسطرح ہے ع۔ در خواب گر وصال تو دیدے میسرم

(۴) ترجمہ۔ میں تمام تیرے غم عشق میں بیشک عمر گذار رہا ہوں لیکن یقین نہ کر کہ تیرے بغیر میں تھوڑی دیر بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ جس رات سے تو پھر میرے تنگ دل میں آ گیا ہے۔ میرے معطر دماغ نے صدہا شمعیں روشن کر دی ہیں۔

(٦) ترجمہ۔ طبیب میرے درد کی دوا نہیں جانتا کیونکہ بے دوست کے بغیر خستہ دل اور دوست کے ساتھ خوش رہتا ہوں۔

(٧) ترجمہ۔ تو نے مجھے کہا کہ رخت اقامت ہمارے کوچہ میں (ڈالا)۔ تیری جان کی قسم کہ میں خود اس کوچہ سے باہر جاتا ہی نہیں۔

(٨) ترجمہ۔ ہر ایک شخص کسی بادشاہ کا غلام اور کسی صاحب کا بندہ ہوتا ہے۔ حافظ بادشاہِ ملک کا ایک کمترین غلام ہے۔

ہر قوم راست راہی دینے و قبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم در طرف کج کلاہے

غزل (١٤١)

١	مرا می بینی و دردم زیادت میکنی دردم	ترا می بینم و شوقم زیادت می شود ہر دم
٢	بسامانم نمیپرسی نمیدانم چہ سر داری	بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم
٣	نہ راہست اینکہ بگذاری مرا جانا و بگریزی	گذاری آر و بازم پرس تا خاک رہت گردم
۴	ندارم دست از دامن بجز در خاک و آندم ہم	چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم
۵	فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدہی تا کی	دمار از من برآوردی نمیگوئی برآوردم
٦	شبی دل را بتاریکی ز زلفت باز میجستم	رخت میدیدم و جامی ز لعلت باز میخوردم
٧	کشیدم در برت ناگاہ و شد در تاب گیسویت	نہادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

(٨)	تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میدہ چو گرمی تو می بینم چہ باک از خصم دم سردم	(٨)

(١) ترجمہ۔ تو مجھے دیکھتا ہے اور میرے درد کو اسی وقت زیادہ کر دیتا ہے۔ میں تجھے دیکھتا ہوں اور میرا شوق ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے
دردم اور دردم میں صنعتِ تجنیس ہے۔ دونوں مصرعوں میں مضمون کا مقابلہ بہت لطیف ہے۔

(٢) ترجمہ۔ تو مجھ سامان سے نہیں پوچھتا مجھے معلوم نہیں تیرا کیا خیال ہے۔ تو میرے علاج کی کوشش نہیں کرتا شاید تجھے میرے درد کا علم نہیں
بسامانم نمیپرسی یعنے میری بے سر و سامانی کا خیال نہیں کرتا اور سامان سے میری مدد نہیں کرتا۔ چہ سر داری (١) تیرا کیا خیال ہے۔ (٢) تو کیسا سردار ہے۔ پہلے مصرعہ میں سر و سامان اور دوسرے مصرعہ میں درد اور درمان کی رعایت ظاہر ہے

(٣) ترجمہ۔ اے جاناں یہ طریقہ (اچھا) نہیں کہ مجھے چھوڑ کر تو بھاگ جائے میری طرف گذر کر میری حال پرسی کر تاکہ میں تیری رستہ کی خاک ہو جاؤں

(۴) ترجمہ - خاک میں مل جانے سے پہلے میں کبھی تیری دامن کو نہیں چھوڑونگا اور اُسوقت بھی جب تو میری خاک پر ہوکر گذریگا۔ تو میری گرد تیرے دامن کو پکڑے گی۔

(۵) ترجمہ - تیرے غم عشق سے میرا دم نکل گیا تو مجھے کب تک دہوکا دیتی رہیگا۔ تو نے مجھے ہلاک کر ڈالا اور تو نہیں کہتا کہ میں سانس بھی لوں۔

دم دادن۔ دھوکا دینا۔ دمار۔ ہلاکت۔ سانس۔ دم۔ برآور دم۔ دو طرح پڑہا جاسکتا ہے (۱) (دم برآور)۔ سانس لے۔ دم لے۔ آواز کر۔ فریاد کر۔ یعنے تو نے مجھے ہلاک بھی کر دیا اور فریاد بھی نہیں کرنی دیتا (۲) برآورد دم۔ میں نے نکالا۔ اس صورت میں دمار محذوف ہوگا یعنی تو نے مجھے ہلاک کر ڈالا اور یہ بھی نہیں کہتا کہ ہاں میں نے ہلاک کیا ہے (الفاظ کا باہم ربط اور مناسبت قابل داد ہے)

(۶) ترجمہ - ایک رات میں تیری زلف کی تاریکی میں دل کو ڈھونڈھتا تھا تیرا چہرہ دیکھتا تھا اور تیرے لب لعل سے پیالہ پیتا تھا۔

(۷) ترجمہ - میں نے ناگاہ تجھے بغل میں لیا اور تیرے گیسو پیچ و تاب میں ہو گئے تیرے لب پر میں نے لب رکھا اور جان و دل قربان کر دیے

(۸) ترجمہ - تو حافظ پر مہربان رہ اور دشمن کو کہو کہ جاکر (حسد میں) مرجائے جب میں تیری گرمی (مہربانی) دیکھتا ہوں تو مجھے سرد دم (نامہربان) دشمن کا کیا ڈر ہے۔

غزل (۱۵)

تو ہمچو صبحے و من شمع خلوت سحرم	۱	تبسمے کن و جان بین کہ چون ہمی سپرم
چنین کہ در دل من داغ زلف سرکش تست	۲	بنفشہ زار شود تربتم چو در گذرم
بر آستان امیدت کشادہ ام در چشم	۳	کہ یک نظر فکنی چون فگندی از نظرم
غلام مردم چشمم کہ باسیاہ دلے	۴	ہزار قطرہ بیارد چو درد دل شمرم
چہ شکر گویمت ای خیل غم عفاک اللہ	۵	کہ روز بیکسے آخر نمیروی ز سرم
بہر نظر بت ما جلوہ میکند لیکن	۶	کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمی نگرم

(۷)	بخاک حافظ اگر یار بگذرد چو نسیم چو غنچہ در لحد تنگ خود کفن بدرم	(۷)

(۱) ترجمہ - تو صبح کی مثال ہے اور میں خلوت سحر کی شمع ہوں۔ تبسم کر اور دیکھ کہ میں کس طرح جان قربان کرتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ نسیم صبح سے شمع بجھ جاتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ تو صبح ہے اور میں شمع ہوں تیری ایک تبسم پر جان دینے کو تیار ہوں۔ رباعی ذیل میں بھی عاشق و معشوق کو شمع و صبح سے تشبیہ دی گئی ہے۔

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی		سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت این چنینم دور آنچنان کہ گفتم		نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف سرکش کا میرے دل میں ایسا داغ ہے کہ جب میں مر جاؤنگا تو میری قبر بنفشہ زار ہو جائیگی۔

اسی مضمون کیلئے دیکھو ص ۹۸۔ چونکہ دل میں زلف کا خیال تھا اس لئے قبر پر بھی بنفشہ اگا جو زلف کے مشابہ ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے تیری امید کے آستان پر آنکھ کا دروازہ کھولا ہے تاکہ تو میری طرف ایک نظر کرے جبکہ مجھے تو نے نظر سے گرا دیا ہے

یعنے اگرچہ تو نے مجھے نظر سے گرا دیا ہے تاہم امید ہے کہ تو میری طرف ایک نظر کریگا۔

(۴) ترجمہ۔ میں آنکھ کی پتلی کا غلام ہوں جو باوجود سیاہ دلی کے جب میں درد دل بیان کرتا ہوں تو ہزار قطرے گراتی ہے

آنکھ کی پتلی سیاہ ہوتی ہے لہذا اسے سیاہ دل کہا۔ سیاہ دل آدمی کسی کے درد پر نہیں روتا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ آنکھ کی پتلی باوجود سیاہ دل ہونیکے میرے اظہار درد پر آنسو گراتی ہے لہذا میں اسکی ہمدردی کا قائل ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ اے غم کس شکر خدا تجھے بخشے میں تیرا شکریہ کسطرح ادا کروں۔ کہ بیکسی کے دن بھی تو میرے سر سے نہیں جاتا۔

بیکسی کے وقت کا کوئی ساتھی نہیں البتہ غم اس وقت بھی ساتھ ہوتا ہے خواجہ صاحب غم کی اس وفاشعاری کا شکریہ ادا کرتے ہیں

(۶) ترجمہ۔ ہمارا معشوق ہر ایک نظر میں جلوہ نمائی کرتا ہے لیکن کسی شخص کو وہ کرشمہ نظر نہیں آتا جو میں دیکھتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کا جلوہ ہر ایک شخص کی نظروں میں ہے لیکن اسکے جو کرشمے عاشق کو نظر آتے ہیں اور کسی کو نہیں آتے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر معشوق نسیم کیطرح حافظ کی قبر سے گذرے۔ تو تنگ قبر میں غنچہ کیطرح میں اپنے کفن کو پھاڑ دوں۔

بادِ صبا اور نسیم سحر سے کلیاں کھل کر پھول بن جاتی ہیں گویا اپنے تنگ جامہ کو چاک کرتی ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کا گذار میری قبر پر ہو تو میں بھی غنچہ کیطرح جامہ چاک کرکے شگفتہ ہو جاؤں۔

غزل (۱۶)

چرا نہ در پئے عزم دیار خود باشم	۱	چرا نہ خاک کف پای یار خود باشم
غم غریبی و غربت چو بر نمی تابم	۲	بشہر خود روم و شہریار خود باشم

ز محرمان سراپردهٔ وصال شوم	٣	ز بندگان خداوندگار خود باشم
چو کار عمر نہ پیداست باری آن اولیٰ	٤	کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشم
ز دست بخت گران خواب و کار بیسامان	٥	اگر کنم گلہ رازدار خود باشم
ہمیشہ پیشہ من عاشقی و رندی بود	٦	دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم
(٧)	بود کہ لطف ازل رہنمون شود حافظ وگرنہ تا بابد شرمسار خود باشم	(٧)

خواجہ صاحب کبھی شیراز سے باہر تو نکلے ہی نہ تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس غزل میں دنیائے فانی کو غربت اور دارِ بقا کو اپنا وطن قرار دیا ہے اور اسی وطنِ عزیز کیطرف جانیکا عزم کرتے ہیں۔

(١) ترجمہ۔ میں اپنے وطن کیطرف جانیکا ارادہ کیوں نہ کروں۔ اپنے معشوق کی کفِ پا کی خاک کیوں نہ بنوں۔

(٢) ترجمہ۔ مسافری اور مسافرت کے غم کی جب برداشت نہیں۔ تو (بہتر ہے کہ) اپنے شہر کو جاؤں اور اپنا بادشاہ بنوں

مرزا بیدل نے یہی خیال اسطرح ظاہر کیا ہے۔

بدر آ اے بیدل ازیں قفس اگر آں طرف کشدت ہوس		تو بہ غربت آنہمہ خوش نہ کہ نگومیت بہ وطن درآ

(٣) ترجمہ۔ سراپردۂ وصال کا محرم بنوں۔ اور اپنے آقا کا غلام ہو جاؤں۔

(٤) ترجمہ۔ جب زندگی کا انجام معلوم نہیں تو پھر یہی بہتر ہے کہ واقعہ کے دن اپنے معشوق کے پاس ہوں۔

روز واقعہ سے مراد روزِ اجل موت کا دن یا روزِ قیامت

(٥) ترجمہ۔ اپنے بخت خوابیدہ اور بے سروسامانی کے ہاتھ سے اگر گلہ کروں تو اپنا ہی راز دار بنوں۔

گراں خواب۔ گہری نیند میں سویا ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی بدنصیبی یا بیکسی کی اگر شکایت بھی کرتا ہوں تو اغیار سے نہیں کرتا صرف اپنے دل سے ہی کرتا ہوں اپنا رازدار اور کسی کو نہیں بناتا۔

(٦) ترجمہ۔ میرا کام ہمیشہ عاشقی اور رندی تھا۔ پھر کوشش کرونگا اور اپنے کام میں مشغول ہوں گا۔

یعنے ہمیشہ سے رند و عاشق ہوں اور آئندہ بھی اسی کام میں مشغول رہونگا۔

(٧) ترجمہ۔ اے حافظ خدا کرے کہ لطفِ ازل میرا رہنما بنے۔ وگرنہ ابد تک میں اپنے آپ سے شرمسار ہونگا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر لطفِ ازل رہنمائی کرے تو منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤنگا۔ ورنہ اس چراغ ہدایت کے بغیر ہمیشہ بھٹکتے رہنے کی اپنی

ناکامیابی پر شرمندہ رہنے پڑیگا۔

	بے منزل آمد ز من تا بہ تو نشاید ترا جز بہ تو یافتن		نشاید ترا یافت الّا بہ تو عناں باید از ہر درے تافتن	(نظامی)
	راہیست پر از خطر رہِ عشق جز بدرقۂ عنایتِ تو		آنجا ہمہ رہزنانِ بے باک۔ نتواں شد ازیں رہِ خطرناک۔	(جامی)

غزل (۱۷)

چل سال بیش رفت کہ من لاف میزنم	۱	کز چاکرانِ پیرِ مغان کمترین منم
ہرگز بیمنِ عاطفتِ پیرِ می فروش	۲	ساغر تہی نشد ز می صاف روشنم
در حقِ من بدردکشی ظنِ بد مبر	۳	کالودہ گشت خرقہ ولی پاکدامنم
شہباز دستِ پادشہم ایں چہ حالتست	۴	کز یاد بردہ اند ہوای نشیمنم
حیف است بلبلی چو من اکنوں دریں قفس	۵	با ایں لسانِ عذب کہ خامش چو سوسنم
آب و ہوای پارس عجب سفلہ پرورست	۶	کو ہمرہی کہ خیمہ ازیں خاک برکنم
توران شہ خجستہ کہ در منِ مزید فضل	۷	شد منّتِ مواہبِ او طوقِ گردنم

(۸)	حافظ بزیرِ خرقۂ قدح تا بکے کشی در بزمِ خواجہ پردہ زکارت برافگنم	(۸)	

(۱) ترجمہ۔ چالیس سال سے زیادہ ہوئے کہ میں لاف مار رہا ہوں کہ میں پیرِ مغاں کے کمترین غلاموں میں سے ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ پیرِ میفروش کی مہربانی کی برکت سے میرا پیالہ صاف اور روشن شراب سے کبھی خالی نہ ہوا۔

(۳) ترجمہ۔ دُردکشی کی وجہ سے میرے حق میں بُرا گمان نہ کر۔ کیونکہ میرا خرقہ گو آلودہ ہو گیا ہے لیکن میں خود پاکدامن ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ میں بادشاہ کے ہاتھ کا شہباز ہوں یہ کیا حالت ہے کہ نشیمن کا اشتیاق میری یاد سے بھلا دیا گیا ہے۔

	ہے آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند		گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں	

برده اند کا فاعل عاملانِ قضا و قدر ہے مطلب یہ ہے کہ میں عالمِ قدس کا مرغ ہوں کیا وجہ ہے کہ دنیا کی جال میں پھنس کر میں نے اپنے اصلی آشیانہ کو بھلا دیا ہے ۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر م ۱۲/۱ شعرت

(۵) ترجمہ ۔ حیف ہے کہ مجھ جیسی بلبل اب اس پنجرہ میں باوجود ایسی میٹھی زبان کے سوسن کی طرح خاموش ہے۔

سوسن کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں افسوس ہے کہ مجھ جیسی شیریں زبان بلبل اس قفسِ عنصری میں دیا شیراز میں پھنس کر زبانِ سوسن کی طرح خاموش ہو گئی۔

(۶) ترجمہ ۔ پارس کی آب و ہوا عجیب سفلہ پرور ہے۔ کوئی ہمراہ کہاں ہے کہ اس سرزمین سے خیمہ اکھاڑ لوں۔

یعنے پارس میں اہل ہنر کی قدر نہیں یہ لوگ سفلہ پرور ہیں۔ اگر کوئی رفیقِ راہ ہوں تو اس سرزمین سے قطع تعلق کر جاؤں (باوجود ان تمام باتوں کے خواجہ صاحب شیراز کو نہ چھوڑ سکے)

(۷) ترجمہ ۔ مبارک توران شاہ کہ فضل و کرم کی زیادتی میں اسکی بخششوں کا احسان میری گردن کا طوق ہے۔

توران شاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۸ اسوانحمری نیز شعر م ۱/۴

(۸) ترجمہ ۔ اے حافظ خرقہ کے نیچے تو کب تک جام مے چھپائیگا (شراب پئیگا) خواجہ کی مجلس میں میں تیرے کاموں سے پردہ اٹھا دوں گا۔

یعنے خرقہ کی آڑ میں کب تک چھپ چھپ کر شراب پیئے گا میں تیرا راز فاش کر دوں گا۔

غزل (۱۸)

حاشا کہ من بموسم گل ترک مے کنم	۱	من لاف عقل میزنم این کار کے کنم
مطرب کجاست تا ہمہ محصول زہد و علم	۲	در کار بانگ بربط و آوازِ نے کنم
از قال و قیل مدرسہ حالی دلم گرفت	۳	یک چند نیز خدمت معشوق و مے کنم
کو پیک صبح تا گلہ ہای شب فراق	۴	با آن خجستہ طالع فرخندہ پے کنم
کی بود در زمانہ وفا جام مے بیار	۵	تا من حکایت جم و کاؤس و کے کنم
از نامہ سیاہ نترسم کہ روز حشر	۶	با فیض لطف او صد ازین نامہ طے کنم
خاک مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند	۷	با مدعی بگو کہ چرا ترک مے کنم

(۶) این جان عاریت که بحافظ سپرد دوست
روزی رخش ببینم و تسلیم وے کنم (۸)

(۱) ترجمہ - میں موسم بہار میں ہرگز ہرگز ترک مے نہیں کرونگا - میں عقلمند ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں۔
یعنی موسم بہار میں ترک مے کرنا تو بیوقوفوں کا کام ہے۔

(۲) ترجمہ - مطرب کہاں ہے کہ زہد و علم کا تمام حاصل - بربط اور نے کی آواز پر خرچ کردوں۔
یعنے بزم سماع میں زہد و علم کو بالائے طاق رکھ دوں

(۳) ترجمہ - مدرسہ کی قیل و قال سے اب میں دل برداشتہ ہوگیا ہوں - چاہئے کہ کچھ دیر کے لئے معشوق و مے کی خدمت بھی کروں
مطلب یہ ہے کہ علمی مباحث سے اب دل برداشتہ ہوگیا ہوں - عشق اختیار کرتا ہوں۔

بادف و نے دوش آں مرد عرب
ایها القوم الذی فی المدرسه
فکرکم ان کان من غیر الحبیب
علم نبود غیر علم عاشقی

وہ چہ خوش میگفت از روئے طرب
کلما حصلتموها وسوسه
مالکم من نشاة الاخری نصیب
باالقی تلبیس ابلیس شقی۔

(بہاؤ الدین آملی)

(۴) ترجمہ - قاصدِ صبح کہاں ہے کہ شبِ فراق کی شکائتیں اس مبارک طالع مبارک قدم کے سامنے بیان کروں۔
پیکِ صبح سے مراد آفتاب - عاشق کو شبِ فراق لمبی معلوم ہوتی ہے طلوعِ آفتاب کا انتظار ہے کہ اس سے شبِ ہجران کی مصیبتیں بیان کرے۔

(۵) ترجمہ - زمانہ میں فاکب تہی جام شراب لا - تا کہ میں جم اور کاؤس اور کے کی حکائتیں بیان کروں۔
مطلب یہ ہے کہ شراب کا پیالہ لا تا کہ میں دنیا کی ناپائداری اور کے و کاؤس اور جمشید کی ناپائدار ثروت کے قصے بیان کروں۔

(۶) ترجمہ - مجھے اپنے سیاہ اعمال نامہ کا کچھ خوف نہیں کیونکہ قیامت کے روز اس کی مہربانی کے فیض سے اس قسم کے سو نامے طے ہو سکتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ میرا ایک نامۂ اعمال تو کیا صدہا ایسے اعمال نامے خدا کی مہربانی اور لطف سے طے ہو جائیں گے اور گنہگار بخشے جائیں گے۔

(۷) ترجمہ - جب میری مٹی ازل کے دن شراب سے گوندھی گئی ہے - تو مدعی کو کہو کہ میں شراب کیوں ترک کروں
یعنے جب شراب عشق میری سرشت میں ہے تو میں اسے کیونکر ترک کر سکتا ہوں - اسی مضمون کے لئے دیکھو ت ۲/۴۷ د ۵۴/۱

(۸) ترجمہ۔ یہ مستعار جان جو معشوق نے حافظ کو دی۔ ایک دن اسکا چہرہ دیکھونگا اور اُسکے حوالہ کردونگا۔

یعنے یہ جانِ مستعار محبوب حقیقی کی دی ہوئی ہے۔ ایک روز اسکا مشاہدہ کرونگا اور جان اس کے حوالہ کردونگا۔ بعض لوگوں نے خواجہ صاحب کو معتزلہ کہا ہے لیکن معتزلہ مشاہدہ حق کے قائل نہیں۔ خواجہ صاحب یہاں صاف لفظوں میں مشاہدہ ذات کی امید ظاہر کرتے ہیں اس سے ثابت ہے کہ خواجہ صاحب کو اس فرقہ سے تعلق نہیں دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۳-۲۲ سوانحعمری۔

غزل (۱۹)

حالیا مصلحت وقت دران می بینیم	۱	کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینیم
جز صراحے و کتابم نبود یار و ندیم	۲	تا حریفان دغا را بجہاں کم بینیم
بسکہ در خرقۂ سالوس زدم لاف صلاح	۳	شرمسار از رخ ساقی و مے رنگینیم
جام می گیرم و از اہل ریا دور شوم	۴	یعنی از اہل جہاں پاکدلے بگزینیم
سر بآزادگی از خلق برآرم چوں سرو	۵	گر دہد دست کہ دامن ز جہاں بر چینیم
سینہ تنگ من و بار غم او ہیہات	۶	مرد این بار گران نیست دل مسکینیم
دل و جانم بخیال سر زلف تو بسوخت	۷	ور گوا بایدت اینک نفس مشکینیم
بر دلم گرد ستمہاست خدارا مپسند	۸	کہ مکدر شود آئینۂ مہر آگینیم
بندہ آصف عہدم دلم آزردہ مکن	۹	کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینیم
(۱۰)	من اگر رند خراباتم و گر حافظ شہر این متاعم کہ تو می بینی و کمتر زینیم	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اب میں مصلحتِ وقت اسی میں دیکھتا ہوں۔ کہ رختِ اقامت شرابخانہ میں لیجا کر وہاں خوشی سے زندگی بسر کروں۔

(۲) ترجمہ۔ صراحی اور کتاب کے سوا میرا یار اور ندیم اور کوئی نہو۔ تاکہ اہلِ دغا کو دنیا میں نہ دیکھوں۔

مطلب یہ ہے کہ اہلِ جہاں اربابِ دغا ہیں میں انکی صحبت سے تنگ آگیا ہوں شرابخانہ میں جا کر رہونگا کیونکہ وہاں کے مقیم صاف دل ہوتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ چونکہ خرقہ مکر میں پرہیزگاری کی بہت لاف زن رہا ہوں۔ رخِ ساقی اور مے رنگین سے شرمسار ہوں۔

یعنے بزمِ ساقی و شراب میں اپنی ریاکاری اور سالوس سے شرمندہ ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ شراب کے پیالوں اور اہلِ ریا سے دور ہو جاؤں۔ یعنی اہلِ جہان کو چھوڑ کر پاک دلی اختیار کروں۔

(۵) ترجمہ۔ سرو کی طرح خلقت سے آزادگی کا سر نکالوں۔ اگر یہ ممکن ہو سکے کہ جہان سے دامن بچا لیجاؤں۔

ظاہر ہے کہ باغ کی تمام نباتات سے سرو نے آزادگی کا سر نکالا ہوتا ہے اور سب سے علیحدہ معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میں دنیا سے قطع تعلق کر سکا تو تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر آزاد ہو جاؤنگا۔

(۶) ترجمہ۔ میرا یہ تنگ سینہ اور اسکے غموں کا وہ بوجھ! افسوس! میرا مسکین دل اس بارِ گراں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ میرے تنگ سینہ اور کمزور دل میں اسکے غموں کے برداشت کی طاقت نہیں۔

غمِ عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم	چسان در شیشۂ ساعت کنم خاکِ بیابان را

(۷) ترجمہ۔ میرا دل اور میری جان تیری زلف کے خیال میں جل گئے اور اگر تجھے کوئی گواہ چاہیئے تو یہ میرا انفاسِ مشکین ہے۔

یعنے میرے دل اور جان کے جل جانے کا اگر تجھے ثبوت چاہیئے۔ تو میری آہیں جو دھوئیں کی طرح ہیں میری آتشِ دروں کی گواہ ہیں۔ زلف اور مشکین کی رعایت ظاہر ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میرے دل پر ستموں کی گرد سے خدا کے لیے یہ بات پسند نہ کر کہ میرا محبت بھرا آئینہ مکدر ہو جائے۔

آئینہ مہر آگین۔ سے مراد دل ہے جو عشق کا مقام ہے مطلب یہ ہے کہ گردِ ستم سے میرے آئینۂ دل کو مکدر نہ ہونے دے۔ کیونکہ عشق و محبت کی تجلیات کا عکس اسی آئینہ میں ہوتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں آصفِ عہد کا غلام ہوں میرے دل کو آزردہ نہ کر کہ اگر میں (اس کے سامنے) آسمان کی بھی شکایت کروں تو وہ اس سے بدلا لیگا

آصفِ عہد سے مراد عماد بن محمود جو سلطان قطب الدین والئے اصفہان کا وزیر تھا اور خواجہ صاحب کا مربی اس وزیر کو خواجہ صاحب اکثر آصفِ عہد کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں خواہ رندِ خراباتی ہوں خواہ حافظِ شہر میں یہی متاع ہوں جو تو موجود دیکھتا ہے بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔

اظہارِ فروتنی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تو مجھے حافظِ شہر سمجھ یا رندِ خرابات۔ یہی کچھ ہوں جو تجھے نظر آتا ہوں بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔

بتر زانم کہ خواہی گفت آنی
کہ دانم عیب من چون من ندانی

غزل (۲۰)

حجاب چہرۂ جان مے شود غبارِ تنم	۱	خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ بر فگنم
چنین قفس نہ سزای منِ خوش الحان ست	۲	روم بگلشن رضواں کہ مرغ آن چمنم
عیاں نشد کہ چرا آمدم کجا بودم	۳	دریغ و درد کہ غافل ز کارِ خویشتنم
چگونہ طوف کنم در فضای عالم قدس	۴	چو در سراچہ ترکیب تختہ بندِ تنم
اگر ز خون دلم بوی عشق مے آید	۵	عجب مدار کہ ہمدرد نافہ ختنم
مرا کہ منظرِ حور ست مسکن و ماویٰ	۶	چرا بکوے خراباتیاں بود وطنم
طراز پیرہنِ زرکشم مبیں چون شمع	۷	کہ سوز ہاست نہانی درون پیرہنم

(۸) بیا و ہستیِ حافظ ز پیش او بردار
کہ با وجود تو کس نشنود ز من کہ منم (۸)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ فرماتے ہیں کہ روح کے لئے قفسِ عنصری ایک ناگوار قید ہے۔ انسان غبارِ وجود میں آلودہ ہو کر اپنی حقیقت سے بھی ناآشنا رہتا ہے۔ نہ اپنے وطن کی خبر ہے۔ نہ سفرِ دنیا کی کیفیت سے آگاہ ہے اور نہ ہی منزلِ مقصود کا کچھ پتا ہے۔ انسان جو گلشنِ رضوان کا ایک آزاد پرندہ تھا وجود کے پنجرہ میں گرفتار ہو کر عالمِ قدس کے فضا کی سیر اور تماشا سے بھی محروم ہو گیا۔ مقطع میں جا کر موجودِ مطلق سے درخواست کرتے ہیں کہ تیری موجودگی میں ہم کو موجود تو کوئی کہتا نہیں اسلئے اس وجودِ عدم نشاں کو ہم سے اٹھا دے۔

(۱) ترجمہ۔ میرے تن کا غبار جان کی چہرہ کا حجاب ہے۔ وہ وقت اچھا ہوگا کہ اس چہرہ سے پردہ اٹھا دونگا۔

یعنے وہ وقت اچھا ہوگا جب روح قفسِ عنصری سے آزاد ہو جائے گا۔

(۲) ترجمہ۔ ایسا پنجرہ مجھ جیسے خوش الحان کے لائق نہیں۔ میں گلشنِ رضوان میں جاتا ہوں کہ اسی باغ کا پرندہ ہوں۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر م ۱۲/۸ ق ۱/۵-۶-۷۔

(۳) ترجمہ۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میں کیوں آیا اور کہاں تھا۔ افسوس! افسوس!! کہ میں اپنے کام سے بھی غافل ہوں۔

یعنے مجھو ابتدا اور انتہا کی کچھ خبر نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ میں کہاں سے آیا اور کیوں آیا۔ افسوس ہے کہ مجھے اپنی حقیقت سے بھی آشنائی نہیں

(۴) ترجمہ۔ عالمِ قدس کے فضا میں میں کس طرح سیر کروں۔ جب اس سراچہ ترکیب میں جسم کا تختہ بند ہوں۔

سراچہ ترکیب سے مراد دنیا۔ جو اربعہ عناصر کی ترکیب سے بنی ہے۔ تختہ بند۔ حبس۔ قید۔ محبوس۔ قیدی۔ ٹوٹے ہوئے عضو پر لکڑی کی پھٹیاں اور کپڑا جو باندھا جاتا ہے اس عضو کو بھی کہتے ہیں جس پر پھٹیاں اور تختہ باندھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جسم کی قید میں نا ممکن ہے کہ فضا عالمِ قدس کی سیر ہو سکے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر میرے دل کے خون سے عشق کی بو آتی ہے تو تعجب نہیں کیونکہ میں نافہ ختن کا ہمدرد ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ نافہ خون کے منجمد ہونے سے بنتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ نافہ ختن کو بھی معشوق کی زلفِ عنبرین کا عشق ہوتا ہے اور اسی لئے اس میں خوشبو ہوتی ہے اسی طرح اگر میرے دل کے خون میں بھی عشق کی خوشبو ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے بھی زلفِ محبوب کا عشق ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جب حوروں کے محل میری جائے سکونت اور جائے قرار ہیں۔ تو خرابات کے کوچے میں میرا وطن کیوں ہو؟

کوئے خرابات سے مراد دنیا۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر (۲) غزل ہذا

(۷) ترجمہ۔ شمع کی طرح تو مجھے زرکش پیراہن کا نقش ہی نہ دیکھ کیونکہ میرے پیراہن کے نیچے پوشیدہ سوز ہیں۔

طراز۔ ہر چیز کا نقش و نگار چھینٹ۔ زرکش۔ زرتار جس کپڑے میں زری تاریں ہوں۔ فرماتے ہیں کہ شمع کا تو صرف لباس ہی زرکش اور روشن ہے اور اسکا سوز صرف اس کے لباس زرکش میں ہی ہے برخلاف اس کے میرے پیراہن کے نیچے سوز ہائے نہانی ہیں۔ جنکا بظاہر کچھ پتہ نہیں لگتا۔

(۸) ترجمہ۔ آ اور حافظ کی ہستی کو اسکے سامنے سے ہٹا دے۔ کیونکہ تیری موجودگی میں میرا کہنا کوئی نہیں سنتا کہ "میں ہوں"۔

مطلب یہ ہے کہ موجود صرف تو ہی ہے تیری موجودگی میں اگر میں با آواز بلند بھی کہوں کہ میں موجود ہوں تو کوئی نہیں مانتا اس لئے میری اس نمائشی ہستی کو مٹا دے۔ ماحصل کلام یہ ہے کہ موجود صرف ذات خدا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ ہم بھی ہیں غلط ہے ہم کچھ بھی نہیں ہماری ہستی ہی کچھ نہیں۔ صرف خیال ہی خیال ہے اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ ہماری ہستی کا طلسم بالکل ٹوٹ ہی جائے۔

غزل (۲۱)

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم	۱	راحت جان طلبم وز پی جانان بروم
گرچہ دانم کہ بجائی نبرد راہ غریب	۲	من ببوی خوش آن زلف پریشان بروم

چوں صبا با دل بیمار و تن بے طاقت	۳	بہواداری آں سرو خرامان بروم
دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت	۴	رخت بر بندم و تا ملک سلیمان بروم
در رہ او چو قلم گر بسرم باید رفت	۵	بادل درد کش و دیدہ گریان بروم
نذر کردم کہ گر ایں غم بسر آید روزے	۶	تا در میکدہ شاداں و غزلخوان بروم
بہواداری او ذرہ صفت رقص کناں	۷	تا لب چشمۂ خورشید درخشان بروم
نازکان را چو غم حال گرفتاران نیست	۸	سار بانان مددی تا خوش و آسان بروم

(۹) ور چو حافظ نبرم رہ زبیابان بیروں
ہمرہ کوکبۂ آصف دوراں بروم (۹)

اس غزل میں بہی گذشتہ غزل کی طرح تسلسل مضمون موجود ہی اور سرائے فانی سے ملک جاودانی کیطرف سفر کا شوق ظاہر کیا ہی۔ خواجہ حافظ کی مشہور غزلوں میں سے ہے اور نہایت موثر ہے۔

(۱) ترجمہ۔ وہ دن اچھا ہوگا کہ میں اس ویران منزل سے چلا جاؤنگا۔ جان کی راحت طلب کرونگا اور معشوق کے پیچھے جاؤنگا۔

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ (مجھ جیسا) غریب کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ تاہم میں اس پریشان زلف کی خوشبو پر جارہا ہوں

دانم نرسد ذرہ بخورشید ولیکن	شوق طیراں مے کشدار بابِ ہمم را	(عرفی)

حاصل کلام یہ ہی کہ اگرچہ مجھ جیسا حقیر ناچیز آدمی مقامات عالیہ پر نہیں پہنچ سکتا تاہم پائے طلب منزل مقصود کے شوق میں طے منازل میں مصروف ہے۔

(۳) ترجمہ۔ صبا کی طرح باوجود بیمار دل اور بے طاقت جسم کے اس سرو خراماں کے اشتیاق میں جارہا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ زندانِ سکندر کی وحشت سے میرا دل تنگ ہوگیا ہی۔ اسباب باندھتا ہوں اور ملکِ سلیمان کیطرف جاتا ہوں

زندانِ سکندر۔ شہر یزد میں ایک تہ خانہ ہی۔ جہاں کہتے ہیں کہ سکندر کا تابوت رکھا ہی۔ یہاں مراد جسم عنصری یا دنیا۔ ملکِ سلیمان سے عالم قدس۔

(۵) ترجمہ۔ اسکے رستہ میں اگر مجھے قلم کیطرح سر کے بل بھی چلنا پڑے۔ تو دردمند دل اور دیدہ گریاں کے ساتھ چلتا جاؤنگا۔
ظاہر ہی کہ قلم سر کے بل چلتا ہی۔ سیاہی کے قطرے چشمِ قلم کا گریہ ہوئے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے منت مانی ہی کہ اگر اس غم کا کسی دن خاتمہ ہوا تو شرابخانہ کے دروازہ تک ہنستا ہوا اور غزل کہتا ہوا جاؤنگا۔

(۷) ترجمہ۔ اسکی آرزو میں ذرہ کیطرح رقص کرتا ہوا خورشید درخشاں کے چشمہ کے کنارے تک چلا جاؤں گا۔
ذرہ کا رقص کرتا ہوا خورشید کیطرف جانا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح ذرہ رقص کرتا ہوا خورشید کیطرف جاتا ہے میں بھی محبوب مطلق کے مشاہدہ کی آرزو میں ذرہ کیطرح رقص کرتا ہوا اوپر جاؤں گا۔

(۸) ترجمہ۔ نازک بدن معشوقوں کو جب اسیروں کے حال کا فکر نہیں ہے۔ تو اے ساربانوں مدد کرو کہ میں خوشی اور آسانی سے (منزل مقصود تک) چلا جاؤں۔

(۹) ترجمہ۔ اور اگر حافظ کیطرح میں بیاباں ہی باہر نہ نکل سکوں۔ تو آصفِ عہد کے لشکر کے ساتھ چلا جاؤنگا۔
کوکبہ۔ امرا کی سواری کے ساتھ جو جماعت ہوتی ہے۔ اس شعر میں گریز ہے مدح آصفِ عہد کیطرف۔ آصفِ دوران کے لئے دیکھو شعر م ۱۹/۴۔

غزل (۲۲)

خیال روی تو در کارگاه دیده کشیدم	۱	بصورت تو نگاری ندیدم و نشنیدم
امید خواجگیم بود بندگی تو کردم	۲	هوای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم
اگرچه در طلبت همعنان باد شمالم	۳	بگرد سرو خرامان قامتت نرسیدم
امید در سر زلفت بروز عهد نبستم	۴	طمع بدور دهانت زکام دل ببریدم
گناه چشم سیاه تو بود و ناوک غمزه	۵	که من چو آهوی وحشی ز آدمی برمیدم
ز شوق چشمهٔ نوشت چه قطره ها که فشاندم	۶	ز لعل روح فزایت چه عشوه ها که خریدم
ز غمزه بر دل ریشم چه تیرها که گشادی	۷	ز غصه بر سر کویت چه بارها که کشیدم
ز کوی یار بیار ای نسیم صبح غباری	۸	که بوی خون دل ریش از آن غبار شنیدم
چو غنچه بر سرم از کوی او گذشت نسیمی	۹	که پرده بر دل خونین بهوای او بدریدم

(۱۰) بخاک پای تو سوگند نور دیدهٔ حافظ
که بی رخ تو فروغ از چراغ دیده ندیدم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ آنکھوں کے کارخانہ میں تیرے چہرہ کا نقشہ کھینچا۔ تیری صورت کا کوئی معشوق نہ دیکھا نہ سنا۔

(۲) ترجمہ۔ مجھے شاہی کی امید تھی اسلئے تیری غلامی کی۔ مجھے سلطنت کی آرزو تھی لہذا تیری خدمت اختیار کی۔

مطلب یہ ہے کہ تیری غلامی بادشاہی کے برابر ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگرچہ میں تیری طلب میں بادِ شمال کا ہم عنان ہوا لیکن تیری قد کے سروِ خراماں کی گرد تک بھی نہ پہنچ سکا

(۴) ترجمہ۔ میں نے عہد کے دن تیری زلف کی ساتھ امید باندھی اور تیرے دہن کے دور سے دل کا مقصد حاصل کرنے سے امید منقطع کر دی۔

روزِ عہد سے مراد وہ دن جب عہدِ محبت کیا گیا۔ روزِ میثاق۔

(۵) ترجمہ۔ یہ تیری سیاہ آنکھ اور غمزہ کے تیر کا قصور تھا کہ میں وحشی ہرن کیطرح آدمیوں سے بھاگ گیا۔

یعنے میرے وحشی و مجنوں ہونے کی وجہ تیرے غمزے اور تیری سیاہ آنکھیں ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے چشمۂ آبحیات کے شوق میں میں نے کتنے قطرے گرائے۔ تیرے روح افزا لب سے کتنی عشوے میں اٹھائے

یعنے تیرے لبِ لعل کے بوسہ کے لئے میں کتنی مدت روتا رہا اور عشوہ برداریاں کرتا رہا۔

(۷) ترجمہ۔ تو نے غمزہ سے میرے زخمی دل پر کتنے تیر لگائے۔ تیرے کوچہ میں میں نے کسقدر رنج و غصہ برداشت کیا۔

(۸) ترجمہ۔ اے نسیم صبح معشوق کی کوچہ سے کچھ غبار مجھ تک اٹھا لا۔ کیونکہ میں اپنے زخمی دل کے خون کی خوشبو اس غبار سے سونگھی۔

یعنے چونکہ اسکی کوچہ میں میں نے اپنے دل کا خون گرایا ہے اس لئے اب اس کوچہ کے غبار سے بھی مجھے اپنے دل کے خون کی خوشبو آتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ غنچہ کیطرح میرے سر سے اسکی کوچہ کی نسیم گذری کہ میری خونین دل ہی کی اسکی آرزو نے پردہ پھاڑا۔

بدریدم۔ کا میم دل خونین کے ساتھ ہے اور بدرید کا فاعل ہوائے او۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح نسیم غنچہ کے پردہ کو پھاڑتی ہے اور اسے شگفتہ کرتی ہے اسی طرح کوچۂ محبوب کی ہوا عاشق کے خونین دل کو آکر شگفتہ کرتی ہے

(۱۰) ترجمہ۔ اے حافظ کی آنکھوں کے نور! (یعنے اے معشوق!) تیری خاکِ پا کی قسم ہے۔ کہ تیرے چہرہ کے سوا مجھے آنکھ کے چراغ میں بھی روشنی نظر نہیں آتی۔

یعنے تیرے دیدار کے بغیر میری آنکھوں میں بھی روشنی اور نور نہیں ہوتا۔ کیونکہ میری آنکھوں کا نور تو ہی ہے۔

غزل ۲۳

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم	۱	دل از پی نظر آید بسوی روزن چشم
بیا که لعل و گهر در نثار مقدم تو	۲	ز گنج خانهٔ دل میکشم بمخزن چشم
سزای تکیه گهت منظری نمی بینم	۳	منم بعالم و این گوشهٔ معین چشم
سحر سرشک روانم سر خرابی داشت	۴	گرم نه خون جگر میگرفت دامن چشم
نخست روز که دیدم رخ تو دل میگفت	۵	اگر رسد خللی خون من بگردن چشم
ببوی مژدهٔ وصل تو تا سحر همه شب	۶	براه باد نهادم چراغ روشن چشم

قطعہ

(۷) بمردمی که دل دردمند حافظ را

مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم (۷)

(۱) ترجمہ۔ اگر تیرے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے باغ میں آئے۔ تو دل دیدار کے لئے روزنِ چشم کیطرف چلا آتا ہے۔ یعنے جب آنکھوں میں تیری تصویر آجاتی ہے تو دل جو تیرے دیدار کا مشتاق ہے اس تصویر کو دیکھنے کے لئے آنکھوں میں آنا چاہتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ آ کہ تیرے قدموں پر نثار کرنے کے لئے دل کے خزانے سے آنکھوں کے خزانے میں لعل و گہر لا رہا ہوں لعل سے مراد خون کے آنسو اور گہر سے مراد مطلق آنسو مطلب یہ ہے کہ میں تیرے دیدار کے اشتیاق میں خون کے آنسو رو رہا ہوں۔ کسی عزیز کے آنے پر لعل و گہر کا نثار کرنا معلوم۔

(۳) ترجمہ۔ تیری تکیہ گاہ کے لائق میں کوئی منظر نہیں دیکھتا۔ البتہ دنیا میں میں ہوں اور میری آنکھوں کا گوشۂ معین منظر۔ جائے نظر۔ دریچہ۔ کھڑکی وغیرہ جسمیں بیٹھکر باہر دیکھا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کی تکیہ گاہ کے لائق دنیا میں کوئی محل اور کوئی منظر نہیں ہے البتہ میرے وجود کے محل میں میری آنکھوں کا ایک دریچہ ہے جس میں بیٹھکر وہ نظارہ کرسکتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ خواجہ صاحب اپنے معشوق کو اپنی آنکھوں میں بٹھانا چاہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ صبح کو وقت میری رواں آنسو خرابی کرنے لگے تھے۔ اگر خونِ جگر دامن چشم کو نہ پکڑ لیتا۔

مطلب یہ ہی کہ سیلاب اشک خانۂ چشم کو ویران کرنے لگا تھا لیکن خونِ جگر آنکھوں میں آگیا اور اس سیلاب کو روکا۔

(۵) ترجمہ۔ پہلی ہی دن جب میں نے تیرا چہرہ دیکھا تو دل نے کہدیا کہ کوئی خلل واقع ہوا تو میرا خون آنکھوں کی گردن پر ہوگا۔

چونکہ روئے معشوق کو پہلی آنکھیں ہی دیکھتی ہیں اس لئے اگر عشق میں عاشق کا دل خون ہوتا ہی تو تمام قصور آنکھوں کا ہی ہوتا ہی۔

(۶) ترجمہ۔ تمام رات صبح تک تیرے وصل کی خوشخبری کی امید میں میں نے آنکھوں کے روشن چراغ کو ہوا کا منتظر رکھا۔

بادِ صبا مژدۂ وصال لاتی ہی اسلئے عاشق تمام رات نسیم سحر کے لئے چشم براہ (منتظر رہتا ہے)

(۷) ترجمہ۔ حمیت انسانی کے طفیل حافظ کے دردمند دل پر آنکھوں کا دلدوز اور مردم افگن تیر نہ مار۔

غزل (۲۴)

خیز تا از در میخانہ گشادی طلبیم	۱	بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم
زاد راہ حرم دوست نداریم مگر	۲	بگدائی ز در میکدہ زادی طلبیم
اشک آلودۂ ما گرچہ روانست ولی	۳	برسالت سوی او پاک نہادی طلبیم
لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام	۴	اگر از جور غم عشق تو دادی طلبیم
نقطۂ خال تو بر لوح بصر نتوان زد	۵	مگر از مردمک دیدہ مدادی طلبیم
بوسہ از لب شیرین تو دل خواست بجان	۶	بشکر خندہ لبت گفت مرادی طلبیم
تا بود نسخۂ عطری دل سودازدہ را	۷	از خط غالیہ سای تو سوادی طلبیم
چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد	۸	ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم

(۸) بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ
خیز تا از در میخانہ گشادی طلبیم (۸)

(۱) ترجمہ۔ اٹھ تا کہ شراب خانہ کے دروازے سے کشائش کار ڈھونڈیں معشوق کے دروازہ پر بیٹھیں اور مراد مانگیں۔

(۲) ترجمہ۔ حرم دوست تک پہنچنے کے لئے ہماری پاس کوئی زادِ راہ نہیں لیکن گدا گری کر کے شراب خانہ کے دروازے سے زادِ راہ مانگیں

یعنے حرم حریم وصال تک پہنچنے کے لئے زادِ راہ چاہئے۔ جو ہمارے موجود نہیں۔ لہذا شرابِ خانہ سے زادِ راہ مانگنا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ سرمایۂ اعمال تو ہمارے پاس ہے نہیں عشق کی بدولت شاید کامیاب ہو جائیں۔

(٣) ترجمہ۔ ہمارے آلودہ آنسو اگرچہ جاری ہیں لیکن اُسکی طرف قاصد بھیجنے کے لئے ہمیں کسی پاک نہاد کی ضرورت ہے۔

اشک آلودہ سے مراد اشکِ خون آلودہ۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے آلودہ آنسو تو رواں ہیں اور بطور قاصد معشوق کے پاس جا سکتے ہیں لیکن اُسکی پاس آلودہ نہیں بلکہ کوئی پاک نہاد قاصد بھیجنا چاہئے۔ اس لئے ہم کسی پاکدامن قاصد کی تلاش میں ہیں

(٤) ترجمہ۔ تیرے غم کے داغ کی لذت ہمارے دل پر حرام ہو اگر تیرے غمِ عشق کے ظلم کے ہاتھ سے ہم انصاف کے طالبگار ہوں

مطلب یہ ہے کہ جو شخص غمِ عشق کو برداشت نہیں کر سکتا اور اُسکی شکایت کرتا ہے اُسکے دل کو داغِ عشق کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی۔ (خواجہ صاحب غمِ عشق کے داغ کو ہی لذت بیان کرتے ہیں)

(٥) ترجمہ۔ تیرے خال کا نقش لوح بصر پر نہیں لگا سکتے۔ البتہ ہم آنکھوں کی پتلی سے سیاہی مانگتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے خالِ سیاہ کا نقشہ ہم اپنی آنکھوں میں نہیں جما سکتے۔ البتہ آنکھوں کی پتلی سے سیاہی مانگ کر اُسکی تصویر بنا سکتے ہیں حاصل کلام یہ کہ ہماری آنکھوں کی پتلی گویا تیرے خالِ سیاہ کا نقشہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں میں جمایا ہوا ہے۔

(٦) ترجمہ۔ دل نے تیرے لبِ شیریں سے جان کے بدلے ایک بوسہ مانگا۔ تیرے لب نے ہنس کر کہا کہ فہو المراد

یعنے دل نے تیرے لبوں سے ایک بوسہ مانگا اور اُسکی قیمت میں جان دینی منظور کی۔ تیرے لبِ لعل نے ہنس کر کہا کہ اچھا منظور ہے۔

(٧) ترجمہ۔ تاکہ ہمارے سوداز دہ دل کے لئے عطر کا ایک نسخہ ہو۔ تیرے غالیہ ساخط سے ہم سیاہی مانگتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہم تیرے خوشبودار خطِ سبز سے تھوڑی سی سیاہی مانگتے ہیں تاکہ وہ سیاہی ہمارے دل کے لئے ہمیشہ عطر کا کام دے۔

(٨) ترجمہ۔ چونکہ تیرا غم سوائے خوش دل کے اور کسی جگہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہم تیرے غم کی امید پر خوش دل کی طلب گار ہیں

مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دل کو خوش رکھنا چاہتے ہیں تاکہ تیرا غم آکر اس میں مقیم ہو کیونکہ تیرا غم صرف اسی دل میں رہتا ہے جو خوش ہو۔ حاصل کلام یہ کہ غمِ عشق صرف اسی دل میں رہ سکتا ہے جس میں اور کوئی غم نہ ہو۔

(٩) ترجمہ۔ اے حافظ تیرے دروازے پر کب تک بیٹھے گا۔ اٹھ تاکہ شراب خانہ کے دروازہ پر جا کر کشایش کار ڈھونڈھیں۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ٨ ۱/۳

غزل (۲۵)

۱ خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم — زرق و طامات ببازار خرافات بریم

۲ تا ہمہ خلوتیاں جام صبوحی گیرند — چنگ و صنجی بدر پیر مناجات بریم

۳ ور نہد در رہ ما خار ملامت زاہد — از گلستانش بزندان مکافات بریم

۴ شرم می آیدم از خرقۂ آلودۂ خویش — کہ بدین فضل و ہنر نام کرامات بریم

۵ قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند — بس خجالت کہ ازین حاصل اوقات بریم

۶ سوی رندان قلندر برہ آورد سفر — دلق و سجادۂ شطاحی و طامات بریم

۷ با تو آں عہد کہ در وادی ایمن بستیم — ہمچو موسی ارنی گوی بمیقات بریم

۸ فتنہ میبارد ازیں طاق مقرنس برخیز — تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

۹ در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند — رہ بپرسیم مگر پے بمہمات بریم

۱۰ بادہ نوشیدن پنہان نہ نشان کرم ست — ایں میانجی برارباب کرامات بریم

۱۱ خاک کوی تو بصحرای قیامت فردا — ہمہ بر فرق سر از بہر مباہات بریم

(۱۲) حافظ آب رخ خود بر در ہر سفلہ مریز — حاجت آں بلکہ بر قاضی حاجات بریم (۱۲)

(۱) ترجمہ ۔ اٹھ تاکہ صوف کے خرقہ کو خرابات میں لیجائیں ۔ فریب اور لاف زنی کو خرافات کے بازار میں لیجائیں ۔ مطلب یہ ہے کہ چلو خرقہ صوفی کو رہن سے کردیں اور صوفیانہ زرق و طامات کو بیچ کر رندانہ خرافات لے لیں کیونکہ طامات سے خرافات بہتر ہے ۔ خرافات بمعنے لغویات ۔ بیہودہ گوئیاں طامات صوفیوں کی لاف زنی ۔

(۲) ترجمہ ۔ تاکہ تمام خلوتی شراب صبح کا پیالہ پئیں ۔ ہم پیر مناجات کے دروازہ پر چنگ و صنج لیجائیں ۔ صنج معرب چنگ ۔ مناجات سرگوشی کرنا ۔ مجازاً خدا کی جناب میں اسکو حاضر جان کر اسطرح عرض و نیاز کرنا جسطرح باتیں کیا کرتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ پیر مناجات کے دروازہ پر آواز بلند زور شور سے عرض حال کریں اور خبر

عشق کے پیالے ہیں۔ بعض دیوانوں میں چنگ صبحی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگر زاہد ہمارے رستہ میں ملامت کے کانٹے بچھائے۔ تو اسکو باغ سے زندانِ مکافات میں لیجائیں۔

مطلب یہ ہو کہ اگر ہماری شراب اور چنگ وصبح پر زاہد ہمیں ملامت کرے تو اسے جہنم میں بھجوا دیں۔

(۴) ترجمہ۔ مجھے اپنے ناپاک خرقہ سے شرم آتی ہو کہ اس فضل وہنر پہ کرامات کا نام لیں۔

الفاظ فضل وہنر طنزاً استعمال ہوئی ہیں۔ مطلب یہ ہو کہ جب ہمارے اعمال ہی اچھے نہیں۔ خرقہ ہی رنگِ ریا سے آلودہ ہے تو کیا ایسے فضل وہنر پر ہم بزرگی کا دعویٰ کریں؟ حاصل کلام یہ ہی کہ سیاہ دل ریاکار زاہدوں کو دعویٰ کرامات سے شرم آنی چاہیئے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نہ کرے، تو ہمیں اس حاصلِ اوقات سے بہت شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

حاصلِ اوقات۔ وقت سے جو فائدہ اٹھایا جائے۔ وہ کام جو فرصت کو غنیمت جان کر کرلیا جائے۔

مطلب یہ ہو کہ اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کی اور کوئی کام نہ کیا تو ہمیں آخرکار شرمندہ ہونا پڑیگا۔ وقت کی قدر اور ذوقِ عمل کی تعلیم ہے۔

(۶) ترجمہ۔ رندانِ قلندر کے پاس سفر کے تحفہ کے طور پر۔ دلق۔ سجادہ شطاحی اور طامات لے جائیں۔

رہ آورد یارہ آوارہ۔ سوغات۔ تحفہ جو کسی کے واسطے سفر سے لائیں۔ **شطاحی** شریعت کے برخلاف کلمات زبان پر لانا واصلینِ الٰہی کا بے اختیاری کی حالت میں کوئی کلمہ زبان پر لانا جو بظاہر خلافِ شرع ہو۔ شعر کا مطلب یہ ہو کہ ہم اپنے دلق۔ سجادہ شطحیات اور طامات کو رندوں کے سپرد کر دیں۔ یعنی زہد ریائی چھوڑ کر رندی اختیار کرلیں۔

(۷) ترجمہ۔ ہم نے وہ وعدہ جو تیرے ساتھ وادیٔ ایمن میں باندھا، موسیٰ کیطرح ارنی کہتے ہوئے میقات تک لے جائیں گے۔

وادیٔ ایمن تحقیق کے لئے دیکھو شعر د ۱۲۲/۴۔ **ارنی**۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ (الاعراف) یعنے موسےٰ نے کہا کہ اے پروردگار مجھے اپنا دیکھنے والا بنا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں۔ خدا نے کہا کہ تو مجھے نہیں دیکھیگا۔

میقات۔ وقت، ہنگام کار۔ وعدہ گاہ وغیرہ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے۔ تو اس سے مراد وہ وعدہ گاہ اور وقتِ وعدہ ہوتی ہو جب کہ خداتعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی اور حضرت موسےٰ کے سوال ارنی پر جواب لن ترانی دیا۔ شعر کا مطلب یہ ہو کہ ہم نے تیرے ساتھ میثاق کے دن جو عشق ومحبت کا وعدہ کیا تھا ہم اس وعدہ کو ابدالآباد تک قائم رکھینگے اور تیرے دیدار کے طالب سائل رہینگے یعنی وعدہ قالوبلیٰ کو میدان حشر تک پورا کرتے چلے جائینگے۔

(۸) ترجمہ۔ اس بلند گنبد سے فتنہ برستا ہے اُٹھ تاکہ شراب خانہ میں جاکر تمام آفتوں سے پناہ لیں۔

مقرنس۔ وہ عمارت جو قُرناس کی شکل پر بنائی جائے قُرناس بمعنے بینی کوہ۔ مقرنس سے مراد عمارت بلند اور بنائے عالی لیجاتی ہے۔ طاق مقرنس سے مراد آسمان۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان سے فتنے برستے ہیں۔ چلو میخانہ میں جاکر ان تمام فتنوں سے پناہ لیں۔

(۹) ترجمہ۔ بیابانِ فنا میں آخر کب تک گم رہینگے۔ چلو رستہ پوچھیں تاکہ مہموں کو سر کریں

مہمات۔ جمع مہم۔ امرِ عظیم۔ کارِ دشوار۔ مطلب یہ ہے کہ اس بیابانِ فنا میں ہم کب تک آوارہ و سرگردان رہینگے شعلِ ہدایت کی طلب کرنی چاہیے۔ تاکہ منزلِ المقصود تک پہنچ سکیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ پوشیدہ پوشیدہ شراب پینا نیکی کی علامت نہیں۔ یہ پیغام کرامات والوں کے پاس لیجانا چاہیے۔

میانجی۔ قاصد۔ ایلچی۔ ایلچی گری۔ پیغام۔ یعنے صاحبانِ کرامات کو جاکر یہ کہنا چاہیے کہ چھپ کر شراب پینا کوئی بزرگی نہیں یہ ان بزرگوں پر حملہ ہے جو باوجود اظہار کرامات شرب البہودہ میں مصروف رہتے ہیں اور ریاکار ہوتے ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ کل قیامت کے میدان میں تیرے کوچہ کی مٹی کو ہم فخر کے لئے سر پر رکھینگے۔

مباہات کسی چیز پر نازاں ہونا۔ فخر کرنا۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے حافظ ہر سفلہ کے دروازہ پر اپنی آبروریزی نہیں کرنی چاہیے۔ مناسب یہی ہے کہ اپنی حاجت قاضی الحاجات کے پاس لے جائیں۔

قاضی حاجات۔ حاجات روا کرنے والا۔ حاجتیں پوری کرنے والا۔ مراد خدا تعالےٰ۔ خواجہ صاحب نے اس شعر میں ایک نہایت قیمتی اصول کی تعلیم فرمائی ہے۔ آپکے آزاد منش انسان کے لئے فی الحقیقت اربابِ دنیا کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا اپنی آبروریزی کرنی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی ضروریات کو قاضی الحاجات کے سامنے پیش کرے۔ خدا پر اور اپنے بازو پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

عرضِ حاجات روا نیست مگر پیشِ کریم	از بخیلاں طمعِ خام چہ معنی دارد (عالی)

خواجہ صاحب خود بھی تمام عمر اس اصول پر کاربند رہے۔ اگرچہ اپنے وقت کے بادشاہوں امیروں وزیروں کے ساتھ ان کے تعلقات عموماً خوشگوار رہے۔ تاہم کبھی کسی سے صلہ و مزد کی امید نہیں رکھی۔

اقبالِ کرم میگزد اربابِ ہمم را
ہمت نخورد نیشترِ لا و نعم را
(عرفی)

غزل (۲۶)

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم	۱	حاصل خرقہ و سجادہ روان در بازم
حلقۂ توبہ گر امروز چو زہاد زنم	۲	خازن میکدہ فردا نکند در بازم
ور چو پروانہ دہد دست فراغ البالی	۳	جز بدان عارض شمعی نبود پروازم
ماجرای دل سرگشتہ نگویم با کس	۴	زانکہ جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم
صحبت حور نخواہم کہ بود عین قصور	۵	با خیال تو اگر با دگری پردازم
سر سودای تو در سینہ بماندی پنہان	۶	چشم تر دامن اگر فاش نکردی رازم
مرغ سان از قفس خاک ہوائی گشتم	۷	بامیدی کہ مگر صید کند شہبازم
ہمچو چنگم بکنار آر و بدہ کام دلم	۸	یا چو نی از لب خود یک نفسی بنوازم

(۹) گر بہر موی سری بر تن حافظ باشد
ہمچو زلفت ہمہ را در قدمت اندازم (۹)

(۱) ترجمہ۔ خراباتِ مغاں میں اگر پھر میرا گذر ہو۔ تو خرقہ و سجادہ کے حاصل کو فی الفور ہار دوں۔
یعنے اگر میخانہ تک پہنچ جاؤں تو زہد خشک کو بالکل ترک کر دوں۔

(۲) ترجمہ۔ اگر آج زاہدوں کیطرح توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ تو کل شراب خانہ کا خزانچی میرے لئے دروازہ نہیں کھولے گا۔
یعنے اگر شراب سے توبہ کروں تو پیرِ مغاں پھر مجھے شراب خانہ کے اندر کبھی جانے نہیں دیگا۔

(۳) ترجمہ۔ اور اگر پروانہ کیطرح مجھے فارغ البالی نصیب ہو جائے تو اُس شمع جیسی عارض کے بغیر اور کہیں پرواز نہ کروں۔
فراغ البالی۔ دل کا ہر قسم کے غم و اندیشہ سے خالی ہونا۔ بال بمعنے دل۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح پروانہ شمع کے گرد ہی پرواز کرتا ہے اور تنہائی میں بھی زندہ جاتا ہے۔ شمع کے گرد ہی پرواز کرتا رہوں اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ میں اپنے سرگردان دل کا ماجرا کسی سے بیان نہیں کرتا کیونکہ تیرے غم کی تلوار کے بغیر میرا کوئی ہمراز نہیں۔
یعنے میرا دمساز صرف تیرا غم ہے اس لئے تیرے غم کا ماجرا اور کس سے بیان کروں۔

(۵) ترجمہ۔ میں حور کی صحبت نہیں چاہتا کیونکہ یہ عین قصور ہوگا۔ اگر میں تیرے خیال کے باوجود کسی دوسرے کیطرف مشغول ہوں مطلب یہ ہے کہ مجھ کو نعیم بہشت کی ضرورت نہیں ہے صرف مشاہدہ محبوب درکار ہے۔ حور و قصور کی رعایت ظاہر۔ لفظ قصور میں صنعت ایہام ہے۔ خواجہ معین الدین صاحب اجمیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

اگر تو طالب یاری وصال دوست طلب	بہشت و حور مجو کاں قصور خواہد کرد	

دیکھو شعر ۱۵۵/۹ اور شعر الف ۱/۱ (کوائف بہشت)

(۶) ترجمہ۔ تیرے عشق کا خیال میرے سینہ میں ہی پوشیدہ رہتا۔ اگر تر دامن آنکھ میرے راز کو فاش نہ کرتی۔

آنکھوں اور آنسوؤں کی غمازی کے لئے دیکھو د ۱۰۶/۲ د ۲۹/۱ ش ۹/۲ ع ۹/۵۔

(۷) ترجمہ۔ پرندہ کی طرح میں جسم خاکی کے پنجرہ سے اڑ گیا۔ اس امید پر کہ شائد شہباز مجھے شکار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ میں قفس عنصری کو توڑ کر پرواز کرتا ہوں تاکہ شہباز مجھ کو شکار کرے۔ یعنے مشاہدہ محبوب کے لئے جو دنیا میں ممکن نہیں دنیا کو چھوڑتا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ چنگ کی طرح مجھے بغل میں لے اور میرے دل کی مراد پوری کر یا نے کیطرح اپنے لب سے مجھ تھوڑی دیر کے لئے ملا لے۔

(۹) ترجمہ۔ اگر حافظ کے جسم پر ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک سر ہو تو تمام سروں کو تیری زلف کیطرح تیرے قدموں پر گرا دونگا۔

یعنے ایک سر نہیں اگر ہزاروں سر بھی ہوں تو بھی تیرے قدموں پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔

گر دست دہد ہزار جانم	در پائے مبارکت فشانم	(سعدی)	

ضمناً معشوق کی زلف کی درازی کا ذکر بھی کر گئے ہیں کہ معشوق کی زلف کے بال اس کے پاؤں تک پہنچے ہیں۔

غزل (۲۷)

درخرابات مغاں نور خدا می بینم	۱	وین عجب بین که چه نوری زکجا می بینم
کیست دردی کش این میکده یا رب که درش	۲	قبلهٔ حاجت و محراب دعا می بینم
جلوه بر من مفروش ای ملک الحاج که تو	۳	خانه می بینی و من خانه خدا می بینم
سوز دل اشک روان آه سحر نالهٔ شب	۴	این همه از اثر لطف شما می بینم

خواهم از زلف بتان نافه کشائی کردن	۵	فکر دورست همانا که خطائی بینم
هر دم از روی تو نقشی زندم راه خیال	۶	با که گویم که درین پرده چها می بینم
کس ندیدست ز مشک ختن و نافهٔ چین	۷	آنچه من هر سحر از باد صبا می بینم
نیست در دایرهٔ یک نقطه خلاف از کم و بیش	۸	که من این مسئله بی چون و چرا می بینم

(۹) دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید
که من او را ز محبان خدا می بینم (۹)

(۱) ترجمہ۔ میں خرابات مغان میں نورِ خدا دیکھتا ہوں۔ یہ عجیب بات دیکھہ کہ میں کیسا نور کس جگہ دیکھتا ہوں یعنے عجیب بات یہ ہی کہ خدا کا نور خرابات میں نظر آتا ہے۔ حقیقت میں خدا کا نور ہر جگہ موجود ہی کوئی مقام اسکے نور سے خالی نہیں۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ نور) خدا تمام آسمانونکا اور زمین کا نور ہی

(۲) ترجمہ۔ یا خدا اس میکدہ کا دردی کش کون ہی کہ اسکے دروازہ کو میں قبلۂ حاجات اور محرابِ دعا دیکھتا ہوں۔ یعنے کیسا عجیب دردنوش ہی کہ میرا قبلۂ حاجات اور محرابِ دعا ہے

(۳) ترجمہ۔ اے ملک الحاج میرے سامنے فخر نہ کر کیونکہ تو گھر کو دیکھتا ہی اور میں گھر کے مالک کو دیکھتا ہوں۔

ملک الحاج۔ حاجیونکا سردار۔ خانہ خدا میں اضافت مقلوب ہے یعنے خدائے خانہ۔ گھر کا مالک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے حاجی تو میرے سامنے حاجی ہونے کا فخر نہ کر کیونکہ تو نے صرف گھر (کعبہ) دیکھا ہی اور مینے گھر کے مالک (خدا) کو دیکھا ہے۔ سلمان کا شعر ہے۔

غرض از کعبہ و بت خانہ توئی سلمان را	چہ کنم خانہ بے خانہ خدا باید رفت

مولانا روم فرماتے ہیں۔

آنانکہ بسر در طلب کعبہ دویدند	چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند
از سنگ یکے خانۂ اعلائے مکرم	اندر وسط وادی بے زرع بدیدند
رفتند درو تا کہ ببینند خدا را	بسیار بجستند خدا را نہ بدیدند
چون معتکفِ خانہ شدند از سر مستی	ناگاہ خطابے ہم از آں خانہ شنیدند
کاے خانہ پرستان چہ پرستید گل و سنگ	آں خانہ پرستید کہ خاصان طلبیدند

آں خانۂ دل خانۂ حق واحدِ مطلق ۔۔۔ خوش وقت کسانیکہ دراں خانہ خزیدند

(۴) ترجمہ۔ دل کا سوز۔ رواں آنسو۔ آہِ سحر اور رات کا نالہ۔ یہ تمام چیزیں تمہاری مہربانی کی اثر سے دیکھ رہا ہوں یعنے یہ سب چیزیں تیرے عشق کی بدولت ملی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ میں معشوقوں کی زلف سے نافہ کشائی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دور کا فکر ہے فی الحقیقت میں غلطی پر ہوں۔ یعنے میرے لئے زلفِ معشوق سے خوشبو حاصل کرنا امرِ محال ہے۔ نافہ اور خطا میں صنعتِ ایہام ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہر وقت تیرے چہرہ کا ایک تازہ نقشہ میری خیال کی راہزنی کرتا ہے۔ میں کس کو کہوں کہ اس پردہ میں میں کیا کچھ دیکھتا ہوں مطلب یہ ہے کہ میرے دل کی آنکھوں کے سامنے معشوق ہر وقت جلوہ آرا رہتا ہے اور ہر بار ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے

(۷) ترجمہ۔ کسی شخص نے مشکِ ختن اور نافۂ چین میں وہ بات نہیں دیکھی۔ جو میں ہر صبح بادِ صبا میں دیکھتا ہوں۔ یعنے ہر صبح بادِ صبا زلفِ معشوق سے ایسی خوشبو لاتی ہے۔ جس کے مقابلہ میں مشکِ ختن اور نافۂ چین کچھ چیز نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ دائرہ میں کمی بیشی سے ایک نقطہ بھر خلاف نہیں ہے۔ میں اس مسئلہ کو بے چوں وچرا سمجھتا ہوں۔ دائرہ گولائی میں مکمل ہوتا ہے اور ایک نقطہ بھر کم و بیش یا ادھر ادھر نہیں ہوتا اور خطِ محیط کی کجی میں بھی کسی مقام پر اختلاف نہیں ہوتا۔ کائنات بھی ایک دائرہ کی شکل ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اپنے مقررہ وقت اور مقررہ رستے پر ہو رہا ہے۔ کوئی شخص اور کوئی چیز خطِ محیط سے ایک قدم ادھر ادھر نہیں ہو سکتی۔

(۹) ترجمہ۔ اے دوستو حافظ کی نظر بازی کو معیوب نہ سمجھو۔ کیونکہ میں اس کو خدا کے محبوں سے سمجھتا ہوں۔ یعنے میں جانتا ہوں کہ حافظ خدا کا محب ہے اس لئے اس کی نظر بازی اور عاشقی کو برا نہ جانو۔ خواجہ صاحب نے یہاں پھر اپنی رندی اور نظر بازی کی تشریح اور توضیح کر دی ہے۔ اب بھی جو شخص اعتراض کرے وہ قابلِ رحم ہے۔

غزل (۲۸)

۱ دردِ از یارست و درمان نیز ہم ۔۔۔ دل فدای او شد و جاں نیز ہم

۲ آنکہ میگویند آں بہتر ز حسن ۔۔۔ یارِ ما ایں دارد و آں نیز ہم

۳ ہر دو عالم یک فروغِ روی اوست ۔۔۔ گفتمت پیدا و پنہاں نیز ہم

۴ داستاں در پردہ میگویم ولے ۔۔۔ گفتہ خواہد شد بدستاں نیز ہم

یار باز اکنوں بقصدِ جانِ ما ۵ عہد را شکست و پیماں نیز ہم

خونِ ما آں نرگسِ مستانہ ریخت ۶ واں سرِ زلفِ پریشاں نیز ہم

عاشق از مفتی نترسد می بیار ۷ بلکہ از یرغوی سلطاں نیز ہم

اعتمادے نیست بر کارِ جہاں ۸ بلکہ بر گردونِ گرداں نیز ہم

چوں سر آمد دولتِ شبہای وصل ۹ بگذرد ایامِ ہجراں نیز ہم

(۱۰) محتسب داند کہ حافظ می خورد (۱۰)
و آصفِ ملکِ سلیماں نیز ہم

اس غزل میں لفظ نیز اور ہم کا اجتماع بغرضِ تاکیدِ معنی۔ زینتِ کلام اور ضرورتِ شعری ہے۔

(۱) ترجمہ۔ درد بھی معشوق کی طرف سے ہے اور علاج بھی۔ دل بھی اسی پر فدا ہو گیا اور جان بھی۔

(۲) ترجمہ۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ آن حسن سے بہتر ہے ہمارے معشوق میں یہ بھی ہے اور وہ بھی
آن سے ناز و ادا اور انداز۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ناز و انداز حسن سے زیادہ دلکش ہوتے ہیں۔ ہمارے معشوق میں حسن بھی ہے اور ناز و انداز بھی۔ دوسرے مصرعہ میں آیں و آں حروف اشارہ ہیں ایں کا اشارہ حسن کیطرف اور آں کا آن کی طرف۔ آن اور آں میں صنعت تجنیس ہے۔

(۳) ترجمہ۔ دونو جہان اس کے چہرہ کا ایک پرتو ہیں۔ یہ بات میں نے تجھے صاف الفاظ میں بھی کہی ہے اور اشارتاً بھی۔
مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات محبوبِ حقیقی کی حسن کا ایک پرتو ہے اور یہ بات میں نے صاف لفظوں میں بھی بیان کر دی ہے اور اشارتاً بھی۔

(۴) ترجمہ۔ تو حکایت کو پردہ میں بیان کرتا ہے لیکن یہی حکایت بطور داستان کے (علانیہ) بھی بیان ہو جائیگی۔
یعنے حکایتِ عشق، اور اسرارِ معرفت کبھی ظاہر بھی ہو جائینگے۔

(۵) ترجمہ۔ معشوق نے پھر ہماری جان لینے کے ارادہ سے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے۔

(۶) ترجمہ اس مست آنکھ نے ہمارا خون بہایا اور اس زلفِ پریشان نے بھی۔

(۷) ترجمہ۔ شراب لا کیونکہ عاشق مفتی سے نہیں ڈرتا بلکہ بادشاہ کی سیاست سے بھی۔
یرغو سیاست۔ ترکی لفظ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ جہاں کے کام پر کچھ اعتبار نہیں بلکہ پھرنے والے آسمان پر بھی۔

(۹) ترجمہ۔ جب وصل کی راتوں کی دولت ختم ہوگئی۔ تو ہجر کے دن بھی گذر جائینگے۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د $\frac{۷۹}{۱}$ ۔

(۱۰) ترجمہ۔ محتسب جانتا ہی کہ حافظ شراب پیتا ہے۔ اور ملک سلیمان کا وزیر بھی۔

آصف سے مراد عماد بن محمود وزیر سلطان قطب الدین دیکھو م $\frac{۲۱}{۹}$ ۔

غزل (۲۹)

از غمِ خویش چنان شیفتہ کردی بازم	۱	کز خیال تو بخود نیز نمی پردازم
ہر کہ از نالۂ شبگیر من آگاہ شود	۲	ہیچ شک نیست کہ چون روز بداند رازم
گفتہ بودی کہ خبر دہ کہ ز ہجرم چونے	۳	آنچنانم کہ بہ بینی و ندانی بازم
بعد ازین با رخ خوب تو نظر خواہم باخت	۴	گو ہمہ خلق بدانند کہ شاہد بازم
عہد کردی کہ بسوزی ز غم خویش مرا	۵	ہیچ غم نیست تو میسوز کہ من میسازم
آنچنان بر سرِ من نازِ تو خوش می آید	۶	کہ حلالت بکنم گر بکُشی از نازم
اگر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی	۷	ہم بخاک سرِ کوی تو بود پروازم

(۸)	حافظ از جان ندہد بہر تو چون پروانہ پیش روی تو چو شمعش نفسی بگدازم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ تو نے مجھے پھر اپنے غم میں اسقدر شیفتہ کر لیا ہے کہ تیرے خیال میں مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں۔

گر من نہ آشنائی تو جانانہ مے شدم		از خویش ہم برآئے چہ بیگانہ میشدم (نعمت خان عالی)

(۲) ترجمہ۔ جو شخص میرے شبگیر نالوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ میرا راز اس پر دن کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ یعنے میری آہ وزاری کو دیکھکر لوگوں کو میرا عشق اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ تونے مجھے کہا تھا کہ مجھے خبر دے کہ میرے ہجر میں تیرا کیا حال ہے میرا یہ حال ہے کہ اگر تو مجھے دیکھے تو پہچان نہ سکے۔

(۴) ترجمہ۔ اسکے بعد میں ہمیشہ تیرے خوبصورت چہرے کو دیکھتا رہونگا۔ اگرچہ تمام خلقت کو یہ معلوم ہوجائے کہ میں شاہدبازہوں

(۵) ترجمہ۔ تونے وعدہ کیا تھا کہ مجھے اپنے غم سے جلائیگا مجھے اس بات کا کچھ فکر نہیں تو بیشک جلا کہ میں نے (اس جلنے سے) موافقت پیدا کرلی ہے۔

یعنے میں تیرے غم سے جلنے کا عادی ہوگیا ہوں اور اس سوز کو برداشت کرسکتا ہوں۔

(۶) ترجمہ۔ میرے دل کو تیرے ناز ایسے اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ اگر تو مجھے ناز سے قتل ہی کردے تو میں (اپنا قتل) تیرے ہی لئے جائز سمجھونگا

(۷) ترجمہ۔ اگر تو خود ہی مجھے اپنے جال سے رہائی بخشے۔ تو بھی میں تیرے کوچہ کی خاک کی طرف ہی پرواز کرونگا۔

یعنے تو اگر مجھے رہا بھی کردے تو بھی میں تیرے کوچہ کی خاک کو نہیں چھوڑونگا۔

(۸) ترجمہ حافظ اگر پروانہ کی طرح تجھ پر جان نہیں دیگا۔ تو تیرے چہرے کے سامنے شمع کی طرح تھوڑی دیر کے لئے میں اسے جلاؤنگا۔

غزل (۳۷)

درنہانخانۂ عشرت صنمی خوش دارم	۱	کزسرزلف ورخش نعل در آتش دارم
گربکاشانۂ رندان قدمے خواہی زد	۲	نقل شیر وشکرین ومی بیغش دارم
ورتوزین دست مرابی سروسامان داری	۳	من بہ آہ سحرت زلف مشوش دارم
عاشق ورندم ومیخوارہ باوازبلند	۴	این ہمہ منصب ازان شوخ پری وش دارم
ورچنین جلوہ نماید خط زنگاری دوست	۵	من رخ زرد بخونابہ منقش دارم
ناوک غمزہ بیاور زرہ زلف کہ من	۶	جنگہا بادل مجروح بلاکش دارم
یک سرموی بدست من ویک سرِبادوست	۷	سالہا برسر این موی کشاکش دارم

(۸)	حافظا چون غم وشادی جہان درگذرست بہتر آنست کہ من خاطر خود خوش دارم	(۸)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نظر نہیں آئی۔ مروجہ مطبوعہ دیوانوں میں موجود ہے۔

(۱) ترجمہ۔ عشرت کے خلوت خانہ میں ایک ایسا معشوق رکھتا ہوں کہ اسکی زلف و رخ سے ہمیشہ بیقرار رہتا ہوں۔

نعل در آتش۔ بیقرار۔ مضطرب۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی محبت میں بیقرار کرنا چاہئیں تو گھوڑے کے نعل میں اسکا نام لکھکر آگ میں رکھتے ہیں اور اس پر افسون پڑھتے ہیں۔ وہ شخص بیقرار اور مطیع ہو جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اگر تو رندوں کے گھر میں قدم رنجہ فرمائیگا تو میں شیر و شکر کا نقل اور صاف شراب رکھونگا۔

(۳) ترجمہ۔ اور اگر تو اسی طرح مجھے بے سر و سامان رکھیگا۔ تو میں آہ سحر سے تیری زلف کو ہمیشہ پریشان رکھونگا

دست۔ طرز۔ روش۔ قاعدہ۔ زلف ذراسی ہوا سے پریشان ہو سکتی ہے۔ لہذا آہ سحر سے زلف کا پریشان ہونا ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ میں عاشق ہوں رند ہوں اور علانیہ شراب پینے والا ہوں۔ یہ تمام منصب مجھے اس پری وش و شوخ سے حاصل ہوئے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اگر معشوق کا خط سبز اسی طرح جلوہ نمائی کرتا رہے گا۔ تو میں اپنے زرد چہرہ کو خون دل سے رنگین کرتا رہونگا۔

زنگار۔ زرد۔ خون اور نقش کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ غمزہ کا تیر زلف کے رستہ سے لا کہ مجھے اپنے بلاکش مجروح دل کے ساتھہ لڑائیاں ہیں۔

ناوک غمزہ سے مراد تیر نظر۔ تیر نظر کا زلف کے رستے سے جانا گویا ترچھی نظر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ میری اپنے مجروح بلاکش دل کے ساتھہ لڑائی ہے اس لئے اس پر ترچھی نظر سے ایک تیر مار۔ زرہ زلف کی بجائے زرہ لطف بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ بال کا ایک سرا میری ہاتھہ میں ہے اور دوسرا دوست کے ہاتھہ میں۔ اس بال پر کئی سالوں سے کشمکش ہو رہی ہے۔

بال سے مراد رشتۂ محبت مثلاً

کچھہ وہ کھینچے کھینچے رہے کچھہ ہم کھینچے کھینچے	اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ جب دنیا کی خوشی اور غم گذر جانے والی چیزیں ہیں۔ تو بہتر یہی ہے کہ میں اپنے دل کو خوش رکھوں

دیکھو شعر د ۹۷/۱-۹-۱۰ ۔

غزل (۳۱)

دوستاں وقت گل آن بہ کہ بعشرت کوشیم ۱ سخنِ پیر مغان ست بجاں می نوشیم

نیست درکس کرم و وقت طرب میگذرد ۲ چارہ آنست کہ سجادہ ہمی بفروشیم

خوش ہوائیست فرح بخش خدایا بفرست ۳ نازنینی کہ برویش مِیِ گلگوں نوشیم

ارغواں ساز فلک رہزن اہل ہنرست ۴ چوں ازین غصہ ننالیم وچرا نخروشیم

گل بجوش آمد و ازمی نزدمش آبے ۵ لاجرم ز آتش حرمانِ و ہوس میجوشیم

(۶) حافظ ایں حال عجب باکہ تواں گفت کہ ما
بلبلانیم کہ در موسم گل خاموشیم (۶)

(۱) ترجمہ۔ اے دوستو بہار کے موسم میں یہی بہتر ہے کہ ہم عیش کی کوشش کریں۔ پیرِ مغاں کا حکم ہے۔ دل و جان سے شراب پئیں۔

(۲) ترجمہ۔ کسی شخص میں بخشش و عطا نہیں اور خوشی کا وقت گذر رہا ہے۔ اب یہی علاج ہے کہ مصلی کو شراب کے عوض بیچدیں یعنے کوئی شخص بلا عوض ہمیں شراب نہیں دیتا اب سوائے اسکے اور کیا چارہ ہے۔ کہ ہم سجادہ بیچ کر شراب پئیں۔

(۳) ترجمہ۔ ہوا نہایت لطیف اور فرحت بخش ہے۔ اے خدا کوئی نازنین بھیج کہ اسکے سامنے بیٹھ کر شراب سرخ پئیں۔

(۴) ترجمہ۔ آسمان کا ارغواں ساز اہل ہنر کا رہزن ہے۔ اس رنج سے ہم نالہ و خروش کیوں نہ کریں۔

ارغواں۔ یہاں بمعنے ارغنوں آیا ہے ارغوں اور ارغن بھی کہتے ہیں۔ ایک ساز کا نام ہے۔ جسے افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔ ارغواں ساز سے مراد افلاطون اور ارغواں ساز فلک سے مراد افلاطونِ فلک یعنی عطارد جسے دبیر فلک بھی کہتے ہیں۔ علم و عقل کا تعلق اس سیارہ سے ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آسمان (یا عطارد) ہمیشہ اہل ہنر کا دشمن رہا ہے۔ خواجہ صاحب اور دوسرے ارباب کمال ہمیشہ دنیا کی ناقدرشناسی اور اہل ہنر کی بے قدری اور حرماں کی شکایت کرتے آئے ہیں۔ دیکھو شعر $\frac{۱۲۱}{۳-۸}$ و $\frac{۱۲۶}{۷}$۔

(۵) ترجمہ۔ پھول جوش میں آیا ہے اور ہم نے شراب سے اس پر پانی نہیں چھڑکا۔ اس لئے ناچار حرمان و ہوس کی

آگ ہی ہم جل رہے ہیں۔

یعنی موسم بہار شباب پر ہے لیکن شراب نہیں اس لئے آتش ہجران ہی جل رہے ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ اے حافظ یہ عجیب حال کس سے بیان کریں کہ ہم بلبلیں ہیں اور موسم بہار میں خاموش ہیں۔

یعنی بلبلیں تو موسم بہار میں چہچہاتی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہم خاموش بیٹھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے اور شراب و شاہد نہیں اس لئے ہمیں موسم بہار سے کچھ لطف حاصل نہیں ہوتا۔

غزل ۳۲

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم	۱	لیکن از لطف لبت صورت جان می بستم
عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست	۲	دیرگاہ است کزین جام ہلالی مستم
عافیت چشم مدار از من میخانہ نشین	۳	کہ دم از خدمت رنداں زدہ ام تا ہستم
در رہ عشق از آن سوی فنا صد خطر است	۴	تا نگوئی کہ چو عمرم بسر آمد رستم
بوسہ بر درج عقیق تو حلال است مرا	۵	کہ با فسوس و جفا عہد وفا نشکستم
بعد ازینم چہ غم از تیر کج انداز حسود	۶	کہ بمحبوب کمان ابرو خود پیوستم
از ثبات خودم این نکتہ خوش آمد کہ بجور	۷	بر سر کوی تو از پای طلب ننشستم
صنم لشکریم غارت دل کرد و برفت	۸	آہ اگر عاطفت شاہ نگیرد دستم

(۹)	رتبت دانش حافظ بہ فلک برشدہ بود کرد غمخواری بالای بلندت پستم	(۹)

(۱) ترجمہ۔ کل تیری آنکھوں کی مستی نے مجھے ہلاک کر دیا تھا۔ لیکن تیرے لبوں کے لطف سے پھر جان میں جان آئی۔

(۲) ترجمہ۔ میرا عشق تیرے خط مشکیں کے ساتھ آج سے نہیں ہے بلکہ مدتیں گذر گئیں کہ میں اس ہلالی جام سے مست ہوں۔

جام ہلالی سے مراد سبزہ خط۔ کیونکہ سبزہ گولائی میں ہلال کی شکل کا ہوتا ہے تشریح کے لئے دیکھو د ۲۵/۸

ت ۱/۷ ت ۲/۴ ت ۶/۱ د ۲۳/۹ د ۵۴/۱ ۵/۴

(۳) ترجمہ۔ مجھ میخانہ نشیں سے عافیت کی امید نہ رکھہ کیونکہ میرا دعوی ہے کہ جب تک زندہ ہوں۔ رندوں کی خدمت کرونگا۔

(۴) ترجمہ۔ عشق کے رستے میں موت کے بعد بھی سو خطرے ہیں۔ تو یہ نہ کہہ کہ جب میری زندگی ختم ہوگئی تو میں چھوٹ جاؤنگا۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق منزل فنا سے ادہر اور اُدہر دونو طرف خطرناک ہے۔ عاشق کو مر کر بھی آرام نصیب نہیں ہوتا۔

رفتم اندر تہ خاک انس تنہائم باقی ست	عشق جانم بربود آفت جانم باقی ست	(نیاز)

اسی مضمون پر نعمت خاں عالی کا شعر ہے۔

رہائی نیست ممکن عالی از دست غم جاناں	بمردن چارہ گر شد من بیباک میکردم

قاسم نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔

قاسم شدیم و ندیدیم خاطر جمعے	زسنگ تفرقہ کردند لوح تربت ما
بخواب نیستی آسودگی نبود شہید عشق را	عجب نبود کہ از صبح قیامت پیشتر خیزد
زگرد شہائے سال و ماہ شہید عشق فارغ نیست	بمیرد گر جواں روز قیامت پیر برخیزد۔

(۵) ترجمہ۔ تیری عقیق کی ڈبیہ پر بوسہ دینا میرے لئے جائز ہے۔ کیونکہ میں نے جفا کے افسوس کے باوجود بھی وفا کا عہد نہیں توڑا۔

درج عقیق۔ سے مراد دہن۔

(۶) ترجمہ۔ اسکے بعد مجھے حاسدوں کے کج انداز تیر سے کیا ڈر ہے کیونکہ میں اپنی کمان ابرو محبوب کے ساتھ مل گیا ہوں۔

ع　دوست گر دوست بود ہر دو جہاں دشمن باش

(۷) ترجمہ۔ اپنی ثابت قدمی سے مجھے یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ باوجود جور و ستم کے تیری کوچہ میں پائے طلب کو توڑ کر میں بیٹھ نہیں رہا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تیرے عشق میں مجھے ہزارہا جور و ستم اور رنج و مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن میں نے بڑی ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور منازل عشق کو مردانہ وار طے کرتا چلا گیا۔ مایوس ہوکر بیٹھ نہیں گیا

خواجہ صاحب اکثر سعی و عمل کی تعلیم فرماتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ گوہرِ مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیفوں کو برداشت کرنا چاہیئے اور کوشش کرتے جانا چاہئے۔ خدا آخرِ کار تمہاری سعی کو مشکور فرمائیگا

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار	لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

(۸) ترجمہ۔ لشکری معشوق نے میرے دل کو لوٹ لیا اور چلا گیا۔ اگر بادشاہ کی مہربانی بھی میری دستگیری نہ کرے تو مقامِ افسوس ہوگا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کی دانائی کا مرتبہ آسمان تک پہنچ گیا تھا لیکن تیرے قدِ بلند کے غم نے مجھے پست کردیا۔

غزل (۳۳)

دوش سودای رخش گفتم ز سر بیرون کنم	۱	گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم
قامتش را سرو گفتم سر کشید از من بخشم	۲	دوستان از راست میرنجد نگارم چون کنم
نکتہ ناسنجیدہ گفتم دلبرا معذور دار	۳	عشوہ فرمای تا من طبع را موزون کنم
زرد روئی میکشم زان طبع نازک بیگناہ	۴	ساقیا جامے بدہ تا چہرہ را گلگون کنم
من کہ رہ بردم بگنج حسن بی پایان دوست	۵	صد گدای ہمچو خود را بعد ازاں قارون کنم
ای نسیم حضرتِ سلمی خدارا تا بکی	۶	ربع را برہم زنم اطلال را جیحون کنم
(۸)	ای مہ نامہرباں از بندہ حافظ یاد کن تا دعای دولتِ آں حسن روز افزوں کنم	(۷)

(۱) ترجمہ۔ کل میں نے کہا کہ اُس کے چہرہ کے خیال کو سر سے نکالتا ہوں اس نے کہا کہ زنجیر کہاں ہے تاکہ اس دیوانہ کی تدبیر کروں۔
یعنے کل میں نے ارادہ کیا کہ عشق ترک کرتا ہوں معشوق نے اپنی زلف کی زنجیر کو حکم دیا کہ اس دیوانہ کو گرفتار کرلو۔

ز کویش عزم رفتن چوں کنم سودائے زلفِ او	عالی	کند از جادہ زنجیرم گرفتار ایں چنیں باشد

(۲) ترجمہ۔ میں نے اس کے قد کو سرو کہا تو اس نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ اے دوستو معشوق سیدھی بات سے ناراض ہوتا ہے کیا کروں۔
سرو اور راست کی رعایت ظاہر۔ معشوق اس لئے ناراض ہوا کہ سرو جیسی چوبِ ناتراشیدہ کو میرے قدِ موزوں سے کیوں تشبیہ دی

سرو چوبیست ناتراشیدہ		سرو را قدِ یار میگویند	

(۳) ترجمہ:- اے دلبر میں نے ناموزوں نکتہ بیان کیا ہے۔ تو عشوہ فرمائی کر تاکہ میں طبیعت کو موزوں کرلوں
یعنے کوئی ایسا عشوہ کر کہ اسے دیکھکر میری طبیعت موزوں ہوجائے۔

(۴) ترجمہ۔ میں بے گناہ اس نازک طبیعت سے شرمندگی اٹھا رہا ہوں۔ اے ساقی ایک پیالہ دے تاکہ میں چہرہ کو سرخ کردوں۔

(۵) ترجمہ۔ جب میں معشوق کے حسن بے پایاں کے خزانہ تک پہنچ گیا ہوں تو اس کے بعد اپنے جیسے سوگداگروں کو قاروں بنادونگا۔

یعنے اسرارِ معرفت کے خزانہ سے اب میں اپنی طرح اور کئی سینوں کو پُر کردونگا۔

(۶) ترجمہ:- اے دیارِ محبوب کی نسیم خدا کے لئے (تشریف لا) کب تک میں گھر کو ویران کرونگا اور کھنڈروں کو جیحوں بنادونگا
سلمیٰ۔ عرب کی ایک معشوقہ مجازاً ہر معشوق کو کہتے ہیں۔ ربع۔ منزل۔ سرائے۔ گھر۔ اطلال گرے ہوئے گھر نشاں۔ کھنڈرات۔ مطلب یہ ہے کہ کب تک ہجرِ محبوب میں رو رو کر گھر ویراں کرونگا اور کھنڈرات پر دریا جیحوں بہادونگا۔ اے دیارِ محبوب کی نسیم! معشوق کیطرف سے کوئی پیغام لا اور میرے دل کو تسکین بخش۔

(۷) ترجمہ:- اے نامہربان معشوق اپنے غلام حافظ کو یاد کر۔ تاکہ تیرے روزافزوں حسن کی دولت کے لئے دعا کروں۔
مہ اور مہر کی رعایت ظاہر۔

غزل ۳

دیدہ دریا کنم ورخت بصحرا فگنم	واندریں کار دل خویش بدریا فگنم
از دلِ تنگ گنہ کار برآرم آہے	کاتش اندر گنہ آدم وحوا فگنم
خوردہ ام تیر فلک بادہ بدہ تا سرمست	عقدہ در بند کمر ترکش جوزا فگنم
جرعۂ جام بریں تخت رواں افشانم	غلغل چنگ دریں گنبد مینا فگنم
مایۂ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آنجاست	میکنم جہد کہ خود را مگر آنجا فگنم
بند برقع بکشا ای مہ خورشید لقا	تا چو زلفت سر سودا زدہ در پا فگنم

(۷)	حافظا تکیہ بر ایام چو سہوست و خطا من چرا عشرتِ امروز بفردا فگنم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ آنکھوں کو دریا بناؤں اور اسباب جنگل میں ڈال دوں اور اس کام میں اپنے دل کو دریا میں ڈال دوں۔

رخت بصحرا افگندن صحرا میں جانا۔ صحرا میں ٹھیرنا۔ سفر کرنا۔ مرنا محاورہ ہے۔ **دل بدریا افگندن** کمال ہمت کرنا۔ محاورہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صحرا میں جاکر مقیم ہو جاؤں اور اسقدر اشکباری کروں کہ آنکھوں کو دریا بنا دوں اور اسکام میں نہایت علو ہمت سے کام لوں۔

(۲) ترجمہ۔ اپنے گناہگار اور تنگدل سے ایک ایسی آہ نکالوں کہ آدم و حوا کے گناہ میں بھی آگ لگا دوں۔

آہ۔ سے مراد آہِ انفعال۔ گناہگار کی آہ اور اسکا عجز و نیاز ایک حد تک اسکے گناہوں کے لئے باعثِ مغفرت ہوتا ہے دیکھو شعر ۵ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں پر اس خلوص سے انفعال ظاہر کروں اور ایسی دردناک آہ نکالوں کہ میرے گناہ تو خیر آدم و حوا کا گناہ بلکہ تمام بنی آدم کے گناہ بخشے جائیں۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے آسمان کا تیر کہا یا ہی شراب دے تاکہ سرمست ہو کر ترکش جوزا کی کمر بند میں گرہ لگا دوں۔

جوزا۔ (۱) ایک برج آسمانی کا نام ہے جسکی شکل اسطرح ہے کہ دو برہنہ لڑکے پشت بہ پشت کھڑے ہیں (۲) منطقۃ البروج کے جنوب میں ایک شکل ہے کہ ایک مرد دو کرسیوں پر کھڑا ہے۔ ایک ہاتھ میں عصا ہے کمر بستہ ہے اور شمشیر حمائل کی ہوئی ہے اس شکل کو بھی جوزا کہتے ہیں۔ اس شعر میں جوزا سے مراد یہی شکل ہے نہ کہ برج جوزا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جوزا اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے مارتا ہے۔ اے ساقی شراب دے تاکہ میں مست ہو کر جوزا کے کمر بند کو گرہ لگا دوں تاکہ وہ پھر ترکش سے تیر نکال کر مجھے نہ مار سکے۔ حاصل کلام یہ کہ شراب تیرِ حوادث سے بچنے کے لئے سپر کا کام دیتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جام مے سے ایک گھونٹ اس تختِ رواں پر چھڑک دوں اور اس گنبد مینا میں آوازِ چنگ سے غلغلہ ڈال دوں۔

تخت رواں (۱) وہ تخت جس پر بادشاہ سوار ہوتے ہیں اور کہار کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں (۲) آسمان (۳) خوش رفتار گھوڑی (۴) بنات النعش کے چار ستارے (۵) حضرت سلیمان کا تخت **گنبد مینا** سے مراد آسمان اگر تخت رواں سے مراد بجائے آسمان کے زمین لیجائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ میخوار عموماً شراب پینے سے پہلے ایک گھونٹ شراب زمین پر گرا دیتے ہیں اور زمین کا تخت رواں ہونا ظاہر ہے۔ مگر اس صورت میں یہ اعتراض وارد ہوگا کہ خواجہ صاحب کے وقت زمین کو ساکن سمجھکر اور تخت رواں ہونے کا کسی کو علم تھا

(۵) ترجمہ۔ خوشدلی کا سرمایہ وہاں ہے جہاں معشوق ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو وہاں ہی لیجاؤں۔

(۶) ترجمہ۔ اے خورشید کی صورت والے چاند (یعنی معشوق) برقع کا بند کہول۔ تاکہ تیری زلف کی طرح میں اپنے سودازدہ سر کو تیرے پاؤں پر گرا دوں۔

یعنے چہرہ دکہا تاکہ جسطرح تیری پریشان اور سودازدہ زلف تیرے پاؤں پر پڑی ہوئی اس طرح میں اپنے سودازدہ سر کو بہی تیرے پاؤں پر گرا دوں۔ خواجہ صاحب ضمناً زلف کی درازی کا ذکر بہی کر گئے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ جب زمانہ پر اعتبار کرنا غلطی ہے۔ تو میں آج کی عشرت کو کل پر کیوں چھوڑوں۔

یعنے جب زندگی کا کچہہ اعتبار نہیں تو جو وقت گزرے خوشی سے گذارنا چاہیئے۔

گذشتہ خواب وآئندہ خیال ست		غنیمت داں ہمیں دم را کہ حال است

غزل (۳۵)

دیشب بسیل اشک رہ خواب میزدم	۱	نقشے بیادِ خطِ تو بر آب میزدم
روی نگار در نظرم جلوہ مینمود	۲	وز دور بوسہ بر رخ مہتاب میزدم
ابروی یار در نظر و خرقہ سوختہ	۳	جامی بیاد گوشہ محراب میزدم
چشمم بروی ساقی و گوشم بقول چنگ	۴	فالی بچشم و گوش درین باب میزدم
نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم	۵	برکارگاہ دیدۂ بیخوا ب میزدم
ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست	۶	بازش ز طرۂ تو بمضراب میزدم
ساقی بصوت این غزلم کاسہ میگرفت	۷	میگفتم این سرود و می ناب میزدم

(۸)	خوش بود وقت حافظ و فال مراد کام بر نام عمر و دولت احباب میزدم	(۸)

اِس غزل میں مضمون مسلسل ہے اور گذشتہ رات کی واردات کا قصہ بیان کیا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ گذشتہ رات میں آنسوؤں کے سیلاب سے نیند کا رستہ روکتا تہا۔ اور تیرے خط کی یاد میں پانی پر نقش بنا رہا تہا۔

یعنے میں تمام رات روتا رہا اور نیند نہ آئی تیری خط کا نقشہ آنکھوں میں بناتا تھا لیکن چونکہ آنکھیں پرآب تھیں اس لئے یہ نقشہ بھی نقش برآب کی مثال تھا یعنے ناپائدار تھا۔

(۲) ترجمہ۔ معشوق کا چہرہ میری نظروں میں جلوہ نمائی کرتا تھا اور دوسری میں چاند کے چہرہ پر بوسہ دیتا تھا۔

یعنی معشوق کے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا اس نقشہ پر یا اس نقشہ کے خیال سے چاند کے چہرہ پر بوسہ دیتا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ معشوق کا ابرو نظر میں تھا اور خرقہ زہد کو جلا کر گوشہ محراب کی یاد میں مَیں شراب کا پیالہ پیتا تھا۔

یعنے محراب ابرو کی یاد میں شراب پیتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ میری آنکھیں ساقی کے چہرہ پر تھیں اور میرے کان چنگ کی آواز پر۔ اس باب میں چشم و گوش پر میں فالیں نکالتا تھا۔

چونکہ میری آنکھیں ساقی کے چہرہ پر اور کان چنگ کی آواز پر تھے اس لئے میں آئیندہ کی خوشحالی کی فالیں چشم و گوش سے نکالتا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ میں صبح تک تیرے چہرہ کی تصویر کا نقشہ بے خواب آنکھوں کے کارخانہ میں بناتا رہا۔

یعنے تمام رات تیرے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رہا اور نیند نہ آئی۔

(۶) ترجمہ۔ جو مرغ فکر شاخ طرب سے اڑا۔ میں پھر اس کو تیرے طرہ کی مضراب سے مارتا رہا۔

یعنے میرے دل میں اگر کوئی خوشی کا خیال آیا۔ تو پھر تیری زلف کے سودا نے دل کو پریشان کر دیا

(۷) ترجمہ۔ ساقی میری اس غزل کی آواز پر پیالہ پکڑتا تھا۔ میں یہ سرود کہتا تھا اور شراب خالص پیتا تھا۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا وقت خوشی سے گذرتا تھا اور میں مراد و مقصد کی فال احباب کی عمر و دولت کے نام پر نکالتا تھا۔

یعنی میرا وقت خوش تھا اور احباب کی دولت و عمر کے لئے میں دعا کرتا تھا۔

غزل (۳۶)

روز عید ست و من امروز دراں تدبیرم	۱	کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم
چند بروزیست کہ دورم زرخ ساقی و جام	۲	بس خجالت کہ پدید آید ازیں تقصیرم
من بخلوت ننشینم پس ازیں ور مثل	۳	زاہد صومعہ برپائے نہد زنجیرم
پند پیرانہ دہد واعظ شہرم لیکن	۴	من نہ آنم کہ دگر پند کسے بپذیرم
آنکہ بر خاک در میکدہ جا داشت کجاست	۵	تا نہم بر قدم او سر و پیش میرم

میکشیدم می و سجادهٔ تقوی بر دوش	۶	آه اگر خلق شود آگه ازین تزویرم
(۷)	خلق گویند که حافظ سخن پیر بنوش سالخورده میم امروز به از صد پیرم	(۷)

(۱) ترجمہ ۔ عید کا دن ہی اور آج میں اس تدبیر میں ہوں کہ تیس روزوں کا ثواب دیکر ایک پیالہ شراب کا لوں مطلب یہ ہی کہ شراب محبت کا ایک پیالہ تیس دن کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے ۔ روزہ اور شراب کے لئے دیکھو شعر ت ۲/۱ د ۱۳/۱ ز ۱۲/۱ ش ۳/۲

(۲) ترجمہ ۔ کئی روز ہوئے کہ میں ساقی کے چہرے اور جام سے دور ہوں اس تقصیر سے مجھے بہت شرمندگی حاصل ہوئی ہے۔

وہی مضمون ہی جو شعر (۱) میں بیان ہوا ۔

(۳) ترجمہ ۔ میں اس کے بعد خلوت میں نہ بیٹھونگا خواہ عبادت گاہ کا زاہد میرے پاؤں میں زنجیر ہی ڈال دے ۔

یعنے اگر کوئی باندھ کر بھی مجھے صومعہ میں رکھے تو اب وہاں نہیں رہونگا ۔

(۴) ترجمہ ۔ شہر کا واعظ مجھے بزرگانہ نصیحت کرتا ہی لیکن میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ اب کسی کی نصیحت مانوں ۔

(۵) ترجمہ ۔ وہ شخص جو میخانہ کے دروازہ کا خاک نشین تھا کہاں ہی تاکہ میں اسکے قدموں پر سر رکھوں اور اسکے سامنے جان دیدوں ۔

(۶) ترجمہ ۔ میں شراب پیتا تھا اور سجادۂ تقوی کندھوں پر لئے پھرتا تھا ۔ اگر خلقت میری اس ریاکاری سے واقف ہوجائے تو بڑے افسوس اور شرم کی بات ہوگی ۔

یعنے اگرچہ لوگوں کو دکھانے کے لئے میں سجادہ کو کندھوں پر لئے پھرتا ہوں تاکہ لوگ سمجھیں کہ میں بہت بڑا عابد و زاہد ہوں لیکن خلوت میں شراب پیتا ہوں اگر خلقت کو میری یہ ریاکاری معلوم ہوجائے ۔ تو بہت ذلیل ہونا پڑیگا حقیقت میں اُن زاہدانِ ریاکار پر حملہ ہے ۔ جو ع چوں بخلوت مے روند آن کارِ دیگر مے کنند ۔

(۷) ترجمہ ۔ لوگ کہتے ہیں کہ اے حافظ بوڑھوں (پیروں) کی نصیحت سن لیکن میرے نزدیک آج میری پرانی شراب سو پیروں سے بہتر ہے ۔

سالخوردہ اور پیر کا مقابلہ لطیف ہے ۔

غزل (۳۷)

روزگاری شد که در میخانه خدمت میکنم	۱	در لباس فقر کار اهل دولت میکنم
تا مگر در دام وصل آرم تذروِ خوشخرام	۲	در کمینم انتظار وقت فرصت میکنم
واعظ ما بوی حق نشنید بشنو این سخن	۳	در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم
چون صبا افتان و خیزان میروم تا کوی دوست	۴	وز رفیق راه استمداد همت میکنم
خاک کویت بر نتابد زحمتِ ما بیش ازین	۵	لطفها کردی بتا تخفیف زحمت میکنم
زلف دلبر دام راه و غمزه اش تیر بلاست	۶	یاد دار ای دل که چندینت نصیحت میکنم
دیدهٔ بدبین بپوشان ای کریم عیب پوش	۷	زین دلیریها که من در کنج خلوت میکنم
حاش لله کز حسابِ روزِ حشرم باک نیست	۸	فال فردا میزنم امروز عشرت میکنم
از یمین عرش آمین میکند روح الامین	۹	چون دعای پادشاه ملک و ملت میکنم
خسروا امید جاه و مال دارم زین سبب	۱۰	التماس آستانبوسیِ حضرت میکنم

(۱۱)	حافظم در محفلی دردی کشم در مجلسے بنگر این شوخی که چون با خلق صنعت میکنم	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ مدت ہوئی کہ میں شرابخانہ میں خدمت کرتا ہوں۔ فقیری کے لباس میں امیروں کا کام کرتا ہوں۔

خدمتِ میخانہ کو اہلِ دولت کا کام کہا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تاکہ اس خوش رفتار تدرو کو وصل کے جال میں لاؤں۔ میں گھات میں بیٹھا ہوں اور فرصت کے وقت کا انتظار کر رہا ہوں تدرو بمعنے کبک (از فرہنگ زلیخا) چکور۔ تدروِ خوشخرام سے مراد خوش رفتار معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ اس مبارک وقت کا منتظر بیٹھا ہوں جب معشوق کا وصل نصیب ہوگا۔

(۳) ترجمہ۔ ہمارے واعظ نے حق کی خوشبو نہیں سونگھی۔ سن کہ یہ بات میں اس کے سامنے بھی کہتا ہوں غیبت میں نہیں کہتا۔ مطلب یہ ہے کہ واعظ اسرارِ معرفت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ صبا کی طرح گرتا اٹھتا معشوق کے کوچہ تک جاتا ہوں اور اپنی رفیق راہ سے ہمت کی مدد طلب کرتا ہوں۔

استمداد۔ طلب مدد کرنا۔ صبا کا افتان وخیزاں چلنا ظاہر۔ منازل عشق کو طے کرنے کے لئے رہبر کی ضرورت بتائی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے کوچہ کی خاک اس سے زیادہ ہماری زحمت کی برداشت نہیں کرتی۔ اے معشوق تو نے کئی مہربانیاں کی میں میں تخفیف زحمت کرتا ہوں۔

یعنے تیرے کوچہ کی خاک کو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں تیری کوچہ میں رہوں۔ چونکہ تو میرا مہربان ہے اس لئے اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ تاکہ میرے یہاں رہنے سے تیرے کوچہ کی خاک کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۶) ترجمہ معشوق کی زلف رہ کا جال اور اسکا غمزہ بلا کا تیر ہے۔ اے دل یاد رکھ کہ میں تجھ نصیحت کرتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ اے عیب پوش کریم! بدیاں آنکھ سے پوشیدہ کرلے ان دلیریوں کو جو میں کنج خلوت میں کرتا ہوں

یعنے اے ستار العیوب! گوشۂ خلوت میں ہزارہا بے باکیاں مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بدیاں آنکھوں سے اُن کو پوشیدہ رکھ

(۸) ترجمہ۔ حاشا اللہ مجھے روزِ حشر کے حساب سے کوئی ڈر نہیں۔ آج عیش کرتا ہوں اور کل کے لئے فال نکالتا ہوں۔

یعنے جیسی عیش کی زندگی یہاں بسر کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالی اسی طرح روزِ حشر کو بھی آرام وعیش میں ہونگا۔ روزِ حساب کا مجھے بالکل کچھ ڈر نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ جب میں ملک وملت کی بادشاہ کے لئے دعا کرتا ہوں تو عرش کی دائیں جانب سے جبرئیل ؑ آمین کرتے ہیں۔

بادشاہ وقت کی طرف اشارہ ہے خواجہ صاحب کے عہد میں کئی بادشاہ ہوئے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس خاص بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے بادشاہ مجھے جاہ ومال کی امید ہے اس لئے دربار کی آستاں بوسی کی التماس کرتا ہوں۔

(۱۱) ترجمہ۔ میں (بزرگوں کی) محفل میں حافظ ہوں اور (رندوں کی) مجلس میں درد نوش ہوں۔ میری شوخی دیکھ کہ خلقت کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہوں۔

ان زاہدانِ ریاکار پر حملہ ہے۔ جو مجلسِ زہاد میں زاہد اور بزمِ رنداں میں رند بن جاتے ہیں۔

غزل (۳۸)

زدست کوتہ خود زیر بارم	۱	کہ از بالا بلنداں شرمسارم
مگر زنجیر زلفت گیردم دست	۲	وگرنہ سر بشیدائی بر آرم
ز چشم من بپرس اوضاع گردوں	۳	کہ شب تا روز اختر می شمارم
چہ می خوردم من از میخانۂ عشق	۴	کہ ہشیاری و بیداری ندارم
بایں شکرانہ می بوسم لب جام	۵	کہ کرد آگہ ز دور روزگارم
من از بازوی خود دارم بسی شکر	۶	کہ زور مردم آزاری ندارم
اگر گفتم دعای میفروشاں	۷	چہ باشد شکر نعمت میگذارم
مکن عیبم زخوں خوردن دریں دشت	۸	کہ کار آموز آہوے تتارم
تو از خاکم نخواہے برگرفتن	۹	بجای اشک اگر گوہر ببارم

(۱۰) سری دارم چو حافظ مست لیکن
بہ لطف آں پرے امیدوارم (۱۰)

یہ غزل بعض پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ۔ میں اپنے کوتاہ ہاتھ سے زیر بار ہوں کہ بلند قد معشوقوں سے شرمندہ ہوں۔
یعنے معشوقان بالا قد تک میرا دست کوتاہ نہیں پہنچتا۔ اس لئے شرمندہ ہوں۔ اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہے۔ بالا اور کوتاہ کا مقابلہ ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ شاید تیری زلف کی زنجیر میرا ہاتھ پکڑے ورنہ میں مجنوں ہوا جاتا ہوں۔
یعنے میں مجنوں ہوا جاتا ہوں اپنی زلف کی زنجیر سے مجھے گرفتار کرے۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کے طریقے میری آنکھ سے پوچھ کہ رات بھر صبح تک تارے گنتا رہتا ہوں۔
یعنی رات بھر نیند نہیں آتی اختر شماری کرتا رہتا ہوں اور اس لئے چرخ گردوں کے تمام اوضاع سے آشنا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ شرابخانہ عشق میں نے کیسی شراب پی۔ کہ مجھے ہشیاری اور بیداری کی خبر تک نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ میں اس بات کے شکریہ میں پیالہ کے لب کو بوسہ دیتا ہوں کہ اس نے مجھے زمانہ کے دور سے واقف کر دیا۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو الف ۳/۸ اور ت ۵۶/۴ ۔

(۶) ترجمہ۔ میں اپنے بازو کا بہت شکر گذار ہوں کہ مجھ میں مردم آزاری کی طاقت نہیں۔

دوسرا مصرعہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ہے۔

من آں مورم کہ در پایم بمالند	نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
چگونہ شکر ایں نعمت گذارم	کہ زور مردم آزاری ندارم

(۷) ترجمہ۔ اگر میں نے میفروشوں کے حق میں دعا کی ہے تو کیا ہو گیا۔ نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یعنے میفروش مجھے شراب دیتے ہیں اس لئے میں اُن کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اس دشت میں خون پینے پر میری عیب جوئی نہ کر۔ کیونکہ میں آہوئے تاتار کا شاگرد ہوں۔

کہتے ہیں کہ نافۂ آہو خون کے منجمد ہونے سے بنتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح نافہ بغیر خون کے نہیں بنتا اسی طرح عشق میں بھی دل خون کرنے یا خونِ جگر (یا شراب سرخ) پینے کے بغیر وصالِ محبوب حاصل کرنا اور اسکی زلفِ معنبر کی نافہ کشائی مشکل ہے۔

(۹) ترجمہ۔ تو مجھے زمین سے نہیں اٹھائیگا۔ اگرچہ میں بجائے آنسوؤں کے موتی بھی برساؤں۔

یعنے اگر میں بجائے اشک باری کے گہرباری بھی کروں تو بھی میں تیری نظروں میں اسی طرح حقیر رہونگا۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ کی طرح میرے سر میں مستی ہے۔ لیکن اس پری کی مہربانی کا امیدوار ہوں۔

غزل (۳۹)

زلف بر باد مدہ تا ندہی بر بادم	۱	ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم
رخ برافروز کہ فارغ کنی از برگ گلم	۲	قد برافراز کہ از سرو کنی آزادم
زلف را حلقہ مکن تا نکنی در بندم	۳	چہرہ را آب مدہ تا ندہی بر بادم
شہرۂ شہر مشو تا ننہم سر در کوہ	۴	شور شیریں منما تا نکنی فرہادم

می مخور با دگراں تا نخورم خون جگر	۵	سر بکش تا نکشد سر بہ فلک فریادم
سرم از دست بشد وصل تو ننمود جمال	۶	دست گیرم کہ ز ہجر تو ز پا افتادم
یار بیگانہ مشو تا نبری از خویشم	۷	غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم
رحم کن بر من مسکین و بفریادم رس	۸	تا بخاک در آصف نرسد فریادم
چوں فلک جور مکن تا نہ کشی زارم را	۹	رام شو تا بدمد طالع فرخ زادم

(۱۰)	حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزے من ازاں روز کہ در بند توام آزادم	(۱۰)

اس غزل کے تمام شعروں میں رعایات لفظی ومعنوی اور مقابل الفاظ کی باہم بندش قابل داد ہیں۔ کوئی شعر صنعت سے خالی نہیں۔

(۱) ترجمہ۔ زلف کو پریشان نہ کر تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے۔ ناز کی بنا نہ ڈال تاکہ تو میری بیخ کنی نہ کرے۔ برباد مدہ یعنے ہوا سے پریشان نہ کر۔ برباد خراب۔ ویراں۔ تباہ۔ صنعت تجنیس ہے۔ بکن اور بکنی کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اپنا چہرہ دکھا تاکہ تو مجھے برگ گل سے فارغ کر دے اپنے قد کو بلند کر تاکہ تو مجھے سرو سے آزاد کر دے۔ یعنے تیرے چہرے اور قد کے مقابلہ میں مجھے برگ گل اور سرو کی آرزو نہ رہے۔ افروز اور افراز کی خوبی ظاہر۔ سرو اور آزاد میں صنعت ایہام۔

(۳) ترجمہ۔ زلف میں گرہ نہ لگا تاکہ تو مجھ کو گرفتار نہ کرے۔ چہرہ کو آب و تاب نہ دے تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے۔ حلقہ اور بند کی رعایت ظاہر۔ آب اور باد کا مقابلہ لطیف۔

(۴) ترجمہ۔ تو تمام شہر میں مشہور نہ ہو تاکہ میں (دیوانہ وار) کوہ و صحرا میں نہ بھاگ جاؤں اور شیریں کی مشہوری پیدا نہ کر تاکہ تو مجھے فرہاد نہ بنا دے۔

شور۔ (۱) نمک۔ نمکینی (۲) شہرت۔ مشہوری (۳) شور و غل۔ لفظ شور (نمکین) اور شیریں کا مقابلہ اور شہرہ و شور کی رعایت ظاہر۔ شہر اور کوہ کا مقابلہ لطیف۔ شہرہ۔ شہر۔ مشو۔ شور۔ شیریں میں حروف شین کی شراکت قابل غور ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تو اغیار کے ساتھ شراب نہ پی تاکہ میں (اس افسوس سے) خونِ جگر نہ پیوں سرکشی نہ کر تاکہ میری فریاد آسمان تک نہ پہنچے۔

مے اور خون کا مقابلہ نیز سرکش اور بکشد سر کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ میرا سر ہاتھ سے چلا گیا اور تیری وصل و جمال نہ دکھایا میری دست گیری کر کہ تیرے ہجر نے مجھے پاؤں سے گرا دیا ہے۔

سر۔ دست اور پا کی رعایت۔ وصل اور ہجر کا مقابلہ ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ اغیار کا دوست نہ بن تاکہ تو مجھے اپنے آپ سے باہر نہ کر دے۔ اغیار کی غمخواری نہ کر تاکہ تو مجھے ناشاد نہ کرے۔

از خویش بُردن۔ دیوانہ کرنا۔ بیخود کرنا۔ بیگانہ و خویش۔ غم اور شاد کا مقابلہ ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ مجھ مسکین پر رحم کر اور میری فریاد سن۔ تاکہ آصفِ عہد کے دروازہ تک میری فریاد نہ پہنچ جائے۔

آصف سے مراد وزیر عماد بن محمود۔ دیکھو م ۲۹/۱۰ م ۱/۹ ت ۵/۱۱ د ۱۱/۹ نیز دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۲ سوانحعمری۔ اس شعر میں عاشقانہ مضامین سے مدح کی طرف گریز ہے۔

(۹) ترجمہ۔ آسمان کی طرح ظلم نہ کر کہ تو مجھے حالتِ زار میں قتل نہ کر دے۔ میرا مطیع ہو جا تاکہ میرا مبارک طالع نکل آئے یعنے میرا بخت یاور ہو جائے۔ فلک اور طالع کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ۔ حاشا اللہ کہ حافظ کبھی بھی تیرے جور سے فریاد کرے۔ میں جس دن سے تیری قید میں ہوں آزاد ہوں۔

یعنے حافظ کبھی تیرے جور سے فریاد نہیں کرتا۔ کیونکہ تیری قید اس کے لئے بمنزلہ آزادی کے ہے فی الحقیقت بندِ عشق میں گرفتار ہو کر انسان باقی تمام قیود سے آزاد ہو جاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ سلمان کا ہے۔

من ازاں روز کہ در بندِ توام آزادم		پادشاہم چو بدستِ تو اسیر افتادم	(سلمان)

غزل (۴۰)

سالہا پیروی خدمتِ رندان کردم	۱	تا بفتوائی خرد حرص بزندان کردم
من بسر منزلِ عنقا نہ بخود بردم راہ	۲	قطعِ این مرحلہ با مرغِ سلیمان کردم
از خلافِ آمدِ عادت بطلب کام کہ من	۳	کسبِ جمعیت ازاں زلفِ پریشان کردم
سایہ بر دل ریشم فگن ای گنجِ مراد	۴	کہ من این خانہ بسودائے تو ویران کردم

توبہ کردم کہ نہ بوسم لب ساقی و کنوں	۵	میگزم لب کہ چرا گوش بناداں کردم
نقش مستوری و مستی نہ بدست من و تست	٦	آنچہ استاد ازل گفت بکن آں کردم
دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع	۷	گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم
اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت	۸	اجر صبریست کہ در کلبۂ احزاں کردم
گر بدیوان غزل صدر نشینم چہ عجب	۹	سالہا بندگے صاحب دیواں کردم
ہیچکس را نرسد در خم محراب فلک	۱۰	آں تنعم کہ من از ہمت سلطاں کردم

(۱۱) صبح خیزی و سلامت طلبی چوں **حافظ** (۱۱)
ہر چہ کردم ہمہ از دولت قرآں کردم

(۱) ترجمہ۔ میں نے کئی سال تک متواتر رندوں کی خدمت کی۔ تب کہیں عقل کی فتویٰ سے حرص کو قید کیا۔
یعنے سالہا سال تک رندوں کی خدمت کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں حرص و آز سے پاک ہو گیا۔

(۲) ترجمہ۔ منزل عنقا تک میں خود بخود نہیں پہنچ گیا بلکہ میں نے ان مراحل کو مرغِ سلیمان کے ہمراہ طے کیا
مرغ سلیمان سے مراد ہدہد۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں گنجینۂ اسرارِ معرفت تک خود بخود نہیں پہنچا۔ بلکہ ہادی سالک کی رہبری سے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ **منزل عنقا**۔ کے لئے دیکھو الف ۹/۲ عنقا اور مرغ کی رعایت ظاہر

(۳) ترجمہ۔ خلافِ عادت واقعات سے مدعا طلب کر کیونکہ میں نے جمعیتِ خاطر کی عشق اس زلفِ پریشان سے کی ہے۔
یعنے میرے دل کو اطمینان اور جمعیت جسقدر حاصل ہے معشوق کی زلفِ پریشان کی بدولت ہے۔ حالانکہ زلفِ پریشان کا کام دل کو پریشان کرنا ہے اسی طرح تو بھی اپنا مدعا اور مقصود معکوس اور برخلاف اسباب سے پیدا کر۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نتائج ظاہری اسباب پر منحصر نہیں۔ سب کچھ مسبب الاسباب کے ہاتھ میں ہے۔ یا یہ کہ جسطرح مجھے زلفِ پریشان سے سالہا سال تک دل کو پریشان رکھنے کے بعد جمعیتِ خاطر نصیب ہوئی۔ اسی طرح تجھے بھی صدہا ناکامیوں اور ہزارہا مصیبتوں کے بعد کامیابی اور راحت نصیب ہوگی۔

(۴) ترجمہ۔ اے مراد کے خزانے! میرے زخمی دل پہ سایہ ڈال۔ کیونکہ میں نے اس گھر کو تیرے سودا میں ویران کر دیا ہے
ایں خانہ سے مراد خانہ دل۔

(۵) ترجمہ۔ میں نے توبہ کی تھی کہ ساقی کے لب کو نہ چومونگا اور اب میں ہونٹ کاٹتا ہوں کہ کیوں نادان کی بات سنی۔

یعنی نادان وعظ کے کہنے پر لب ساقی کے بوسہ سے توبہ کی تھی اب افسوس کرتا ہوں کہ کیوں اس بیوقوف کی بات سنی۔

لب گزیدن۔ تاسف کرنا۔ افسوس کرنا حسرت سے اپنے ہونٹوں کا کاٹنا۔

(۶) ترجمہ۔ مستوری اور مستی کی حالت میرے یا تیرے اختیار میں نہیں ہے جسطرح استادِ ازل نے کہا کہ کرو ویسی ہی کرتا ہوں

یعنے تیرا زہد اور میری رندی دونوں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں دستِ قدرت کے ماتحت کر رہا ہوں۔

دیکھو شعر م ۲ الف ۳۔

(۷) ترجمہ۔ مجھے لطفِ ازل (خدا کی مہربانی) سے منزلِ فردوس کی امید ہے اگرچہ میں اکثر درِ میخانہ کا مقیم رہا ہوں۔

بخشش سے اسکی ہوگی میخوار جنتی	سارے گناہ دہو دیئے جامِ شراب نے

(۸) ترجمہ۔ یہ جو پیرانہ سالی میں مجھے یوسف کی صحبت حاصل ہوئی ہے یہ اس صبر کا اجر ہے جو میں نے غمکدہ میں کیا۔

کلبۂ احزان۔ یا بیت الاحزان۔ وہ گھر جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام فراق یوسف میں رویا کرتے تھے مطلب

یہ ہے کہ میں برسوں ہجرِ معشوق میں روتا رہا اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ اب وصالِ محبوب نصیب ہوا۔

(۹) ترجمہ۔ اگر میں دیوان غزل میں صدر نشین ہوں تو کیا عجب۔ کیونکہ میں نے کئی سال صاحبِ دیوان کی بندگی کی ہے

صاحب دیوان۔ عدالت یا دفتر کا اعلیٰ افسر یہاں مراد (۱) ممدوح مجازی یا (۲) محبوبِ حقیقی جو مالک یوم

الحساب ہے۔ خواجہ صاحب کی یہ پیشین گوئی پوری نکلی۔ کیونکہ تمام دنیا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فارسی غزل میں خواجہ

تمام شاعروں کے صدر نشین ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ محراب فلک کے خم میں (یعنے آسمان کے نیچے) کسی شخص کو اسقدر عیش و عشرت نصیب نہیں ہوئی جسقدر

مجھے بادشاہ کی ہمت سے نصیب ہوئی ہے۔

یہ بھی مدحیہ شعر ہے۔ سلطان سے مراد سلطانِ وقت۔

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ کی طرح صبح خیزی اور سلامت طلبی جو کچھ میں نے کیا قرآن کی بدولت کیا۔

فی الحقیقت خواجہ صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا قرآن کی بدولت حاصل ہوا۔

غزل (۱۱۴)

سرم خوش است و بہانگِ بلند میگویم	۱	کہ من نسیمِ حیات از پیالہ میجویم

۲	عبوس زہد بوجہ خمار بنشیند	مرید ہمت دردی کشان خوش خویم
۳	گرم نہ پیر مغاں در بروی بگشاید	کدام رہ بزنم چارہ از کجا جویم
۴	مکن دریں چمنم سرزنش بخود روئی	چنانچہ پرورشم میدہند میرویم
۵	تو خانقاہ و خرابات درمیانہ مبیں	خدا گواست بہر جا کہ ہست با اویم
۶	زشوق نرگس مست و بلند بالائی	چو لالہ با قدح افتادہ بر لب جویم
۷	شدم نشانہ بسربستگی و ابرو دوست	کشیدہ در خم چوگان خویش چون گویم
۸	غبار راہ طلب کیمیای بہروزیست	غلام دولت آں خاک عنبریں بویم
۹	نصیحتم چہ کنی ناصحا چہ میدانی	کہ من نہ معتقد مرد عافیت جویم

(۱۰) بیارمی کہ بفتوای حافظ از دل پاک
غبار زرق بہ فیض قدح فرد شویم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ میں سرخوش ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں زندگی کی نسیم شراب کے پیالہ سے ڈھونڈھتا ہوں۔

سرخوش۔ شراب سے مست۔ خوشحال۔ بہت خفیف مستی کو سرخوشی کہتے ہیں

(۲) ترجمہ۔ زہد کی ترشروئی خمار سے دور ہو جاتی ہے۔ میں خوش خو دُرد کشوں کی ہمت کا غلام ہوں۔

عبوس بضمتین۔ ترشروئی۔ مطلب یہ ہے کہ زاہدوں کی ترشروئی سے رندوں کی خوش خلقی بدرجہا بہتر ہے

(۳) ترجمہ۔ اگر پیرِ مغان میرے لئے دروازہ نہ کھولے۔ تو میں کس رستہ سے جاؤں اور کیا چارہ کروں۔

(۴) ترجمہ۔ اس باغ میں تو مجھ خود روئی پر سرزنش نہ کر جسطرح میری پرورش کرتے ہیں۔ میں اسی طرح اُگتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ باغِ دنیا میں میں کوئی خود رو پودا نہیں ہوں کہ تو میرے حسن و قبح پر اعتراض کرتا ہے جسطرح باغبان پرورش کرتا ہے اسی طرح میری نشو ونما ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ میری رندی پر معترض نہ ہو۔ خدا نے مجھے ایسا ہی بنایا ہے۔ دیکھو شعر ۳ ص ۸۵/۴

(۵) ترجمہ۔ تو خانقاہ اور خرابات کو درمیان نہ دیکھ۔ خدا گواہ ہے کہ جس جگہ وہ ہے میں اسکے ساتھ ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میں خانقاہ و خرابات کی تمیز کو فضول سمجھتا ہوں مقصود خدا ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ دیکھو ت ص ۲۱/۴

ہائیم و ذوقِ سجدہ چہ مسجد چہ بتکدہ	درعشق نیست کفر ز ایمان شناختن (غالب)

(۶) ترجمہ - میں کسی چشم مست اور قدِ بلند کے شوق میں - لالہ کی طرح پیالہ لے کر نہر کے کنارہ پر پڑا ہوں -

لالہ کے پھول کو جام سے تشبیہ دیتے ہیں -

(۷) ترجمہ - میں گرفتاری میں نشانہ ہوں اور معشوق کے ابروئے خم کی گیند کی طرح اپنی چوگان کے خم میں پکڑا ہوا ہے -

(۸) ترجمہ - راہِ طلب کا غبار کامیابی کا نسخہ ہے - میں اس عنبر کی خوشبو والی خاک کا غلام ہوں -

خواجہ صاحب نے نہایت لطیف اور موثر طریقہ سے سعی و طلب اور جد و جہد کی تعلیم فرمائی ہے - حقیقت یہی ہے کہ راہِ طلب کا غبار خاک نہیں بلکہ اکسیر ہے - کیمیا ہے راہ طلب کی دشواریوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ایک روز کامیابی اور فتح و نصرت کی شکل میں پیدا ہوتا ہے - انسان کو اپنے گوہرِ مقصود کو حاصل کرنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے راہ کی تمام مصیبتوں کا مردانہ مقابلہ کرنا چاہئے - مسافر کا غبار آلود چہرہ کامیابی کی دلیل ہے

(۹) ترجمہ - اے ناصح تو مجھ کو کیا نصیحت کرتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ میں مردِ عافیت طلب کا معتقد نہیں ہوں - یعنے میں تیری طرح آرام طلب نہیں اور نہ آرام طلب آدمی کو پسند کرتا ہوں - میں عاشق ہوں اور راہِ طلب میں ہزارہا تکلیفیں برداشت کر سکتا ہوں - تو مجھے عشق سے منع نہ کر -

(۱۰) ترجمہ - شراب لا کہ حافظ کے فتویٰ کے مطابق پاک دل سے ریا و فریب کے غبار کو جام مے کے فیض سے دھو ڈالوں مطلب یہ ہے کہ شراب دل سے زرق اور ریا کو دور کر دیتی ہے - جام مے لا کہ میں بھی دل کو صاف کر لوں

غزل ۴۲

صنما با غم عشق تو چہ تدبیر کنم	۱	تا بکی در غم تو نالۂ شبگیر کنم
دل دیوانہ از آن شد کہ پذیرد درمان	۲	مگرش ہم ز سرِ زلف تو زنجیر کنم
آنچہ در مدتِ ہجر تو کشیدم ہیہات	۳	در دو صد نامہ محال است کہ تحریر کنم
با سرِ زلفِ تو مجموع پریشانی خویش	۴	کو مجالی کہ یکایک ہمہ تقریر کنم
رندِ یک رنگم و با شاہد و می ہم صحبت	۵	نتوانم کہ دگر حیلہ و تزویر کنم

آں زماں کآرزوئی دیدن جانم باشد ٦ در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم

گر بدانم کہ وصالِ تو بدیں دست دہد ٧ دل و دین را ہمہ در بازم و توفیر کنم

دور شو از برم ای واعظ و افسانہ مگو ٨ من نہ آنم کہ دگر گوش بہ تزویر کنم

(٩) نیست امکان خلاص از غم او ای حافظ (٩)

چونکہ تقدیر چنیں بود چہ تدبیر کنم

(١) ترجمہ۔ اے معشوق میں تیرے عشق کے غم کی کیا تدبیر کروں کب تک تیرے ہجر میں رات بھر نالہ و فریاد کرتا رہوں۔

(٢) ترجمہ۔ میرا دیوانہ دل اس حالت سے تو نکل چکا ہے کہ اسکا کچھ علاج ہو سکے۔ البتہ یہ ہو سکتا کہ تیری زلف سے اسکو زنجیر میں باندھ لوں

یعنے دل کی دیوانگی لاعلاج ہو چکی ہے البتہ تیری زلف کی زنجیر میں اسکو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔

(٣) ترجمہ۔ افسوس تیرے ہجر کے زمانہ میں مینے اسقدر تکلیفیں اٹھائیں کہ دو سو کتابوں میں بھی انکا لکھا جانا ناممکن ہے۔

(٤) ترجمہ۔ تیری زلف کی وجہ سے اپنی تمام تر پریشانی کو کیا مجال ہے کہ ایک دفعہ بیان کر سکوں۔

یعنے تیری زلفِ پریشاں کی وجہ سے جو پریشانی دل کو ہوئی ہے۔ اسکو تمام و کمال بیان کرنا ناممکن ہے۔

مجموع کو پریشانی کی صفت لائے ہیں۔ مقابلہ لطیف ہے اور اجتماع ضدین ہے

(٥) ترجمہ۔ میں یک رنگ رند ہوں اور شراب و شاہد کا ہم صحبت ہوں۔ اب مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ حیلہ و تزویر کروں۔

یعنے یک رنگ آدمی سے دو رنگی یعنے ریا اور تزویر نہیں ہو سکتی۔

(٦) ترجمہ۔ جس وقت مجھے جان کے دیکھنے کی آرزو ہوتی ہے تیرے خوبصورت چہرے کا نقشہ آنکھوں میں بنا لیتا ہوں۔

یعنے تو بمنزلہ جان کے ہے۔ تجھ کو دیکھ لیا تو جان کو دیکھ لیا۔

(٧) ترجمہ۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تیرا وصال اسطرح میسر ہو سکتا ہے تو دل و دین کو قربان کر دوں اور اس کام میں زیادتی کروں

یعنے اگر دل و دین دے کر تیرا وصال حاصل ہو جائے تو ایک دل و دین تو کیا کئی دل و دین قربان کر دوں۔

(٨) ترجمہ۔ اے واعظ میرے پاس سے دور ہو جا اور افسانے بیان نہ کر۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ اب دھوکے کی باتیں

سنوں۔

(٩) ترجمہ۔ اے حافظ اسکے غم سے خلاصی ناممکن ہے۔ جب تقدیر یہی تھی تو کیا تدبیر کروں۔

غزل ۴۳

صوفی بیا کہ خرقۂ سالوس بر کشیم	۱	ویں دلق زرق را خط بطلاں بسر کشیم
نذر و فتوح صومعہ در وجہ مے نہیم	۲	دلق ریا بآب خرابات بر کشیم
سر قضا کہ در تتقِ غیب منزویست	۳	مستانہ اش نقاب ز رخسار بر کشیم
بیروں جہیم سرخوش و از بزم مدعی	۴	غارت کنیم بادہ و شاہد ببر کشیم
کام جہاں برآر کہ بخشد خدا گناہ	۵	روزی کہ رخت جاں بجہان دگر کشیم
کو عشوۂ ز ابروی تو تا چو ماہ نو	۶	گوی سپہر در خم چوگاں زر کشیم
فردا اگر نہ روضۂ رضواں بما دہند	۷	غلماں ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم

(۸) حافظ نہ حد تست چنیں لافہا زدن
پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم (۸)

(۱) ترجمہ ۔ اے صوفی آ کہ فریب کے خرقہ کو اتار دیں اور اس مکر کے لباس پر خط بطلان کھینچ دیں۔

خط بطلان ۔ وہ خط جو غلط عبارت پر اسکو باطل کرنے کے لئے کھینچا جائے۔

(۲) ترجمہ ۔ عبادت گاہ کی نذر اور آمدنی کو شراب کی قیمت میں دے دیں اور دلقِ ریا کو آبِ خرابات سے دھو ڈالیں۔

(۳) ترجمہ ۔ قضا کا بھید جو پردہ غیب میں پوشیدہ ہے مستوں کی طرح اس کے چہرہ سے پردہ اٹھا دیں۔

تتق ۔ بضمتین ۔ سراپردہ ۔ منزوی ۔ خلقت سے یکسو ہونے والا ۔ گوشہ نشین ۔ پوشیدہ مطلب یہ ہے کہ زہد ریائی کو چھوڑ کر عشق اختیار کرنا چاہئے تاکہ اسرارِ معرفت کو جو پردہ غیب میں پوشیدہ ہیں ۔ دیکھ سکیں۔

(۴) ترجمہ ۔ مست ہو کر باہر نکلیں اور بزم مدعی سے شراب لوٹ لیں اور معشوق کو بغل میں لے لیں۔

مدعی سے مراد زاہدانِ ریاکار جو جھوٹے دعوے کرتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ مے و معشوق کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھین لیں ۔ تاکہ ان کے پاس کچھ نہ رہے

(۵) ترجمہ ۔ جہان کا مقصود حاصل کر کیونکہ خدا گناہ بخشدیگا جس دن کہ ہم جان کا اسباب دوسرے جہاں میں لے جائینگے۔

یعنے دنیا میں عیش وعشرت سے وقت بسر کر۔ دوسرے جہان میں جب جائینگے۔ خدا گناہوں کو بخش دیگا۔

(٦) ترجمہ - تیرے ابرو کا عشوہ کہاں ہے تاکہ ہم ہلال کی طرح آسمان کی گنبد کو زریں چوگان کے خم میں لے لیں۔

ہلال کو زریں چوگان کہا ہے۔ ابروئے معشوق کو ہلال سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ہلال جیسے ابرو کے عشوہ سے تمام جہان کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرلیں۔

(٧) ترجمہ - کل (قیامت کے دن) اگر روضۂ رضواں ہم کو نہیں دینگے۔ تو غلمان کو غرفہ سے اور حور کو جنت سے باہر کھینچ لینگے۔

غرفہ - دریچہ - جھروکہ - مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کو بہشت میں نہیں جانے دینگے تو ہم بہشت کی تمام نعمتوں کو بہشت سے باہر نکال لینگے۔ بہت بڑا دعوےٰ ہے۔ لیکن خواجہ صاحب نے دوسرے شعر میں اسکی معذرت بھی کردی ہے۔

(٨) ترجمہ - اے حافظ ایسی لاف زنی تیرے لئے جائز نہیں۔ اپنی چادر سے زیادہ پاؤں کیوں پھیلائیں۔

گذشتہ شعر میں جو دعویٰ کیا ہے اسکی معذرت ہے۔

غزل (٤٤)

عاشق روی جوانی خوش نوخاستہ ام	١	ورخدا صحبت او را بدعا خواستہ ام
عاشق و رند و نظر بازم و میگویم فاش	٢	تا بدانی کہ بچندیں ہنر آراستہ ام
شرمم از خرقۂ آلودۂ خود مے آید	٣	کہ بہر پارہ دو صد شعبدہ آراستہ ام
خوش بسوز از غمش ای شمع کہ امشب من نیز	٤	بہمیں کار کمر بستہ و برخاستہ ام
با چنین حیرتم از دست بشد صرفۂ کار	٥	برغم افزودہ ام آنچہ از دل و جان کاستہ ام
پاسبان حرم دل شدہ ام شب ہمہ شب	٦	بوکہ سیری بکند آں مہ ناکاستہ ام

(٧)	ہمچو حافظ بخرابات روم جامہ قبا بوکہ در بر کشد آں دلبر نوخاستہ ام	(٧)

(١) ترجمہ - میں ایک حسین اور نوخیز جوان کے چہرے کا عاشق ہوں اور خدا سے دعا کرکے اس کی صحبت مانگی ہے۔

(٢) ترجمہ - میں عاشق ہوں رند ہوں اور نظر باز ہوں اور علانیہ کہتا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں اتنے ہنروں سے آراستہ ہوں۔

رندی و عاشقی و قلاشی		هیچ شک نیست که در ما همه هست	(سلمان)

(۳) ترجمہ - مجھو اپنے آلودہ خرقہ سے شرم آتی ہو کیونکہ اس کے ہر ایک ٹکڑے میں صدہا شعبدے میں نے آراستہ کئی ہیں۔

یعنے میرے دلق ریائی میں ہزاروں مکر اور فریب ہیں۔ مجھو اس سے شرم آتی ہو۔ زاہدان ریاکار پر حملہ ہے۔

(۴) ترجمہ - اے شمع اس کے غم سے خوب جل کہ آج رات میں نے بھی اسی کام پر کمر باندہی ہی اور کھڑا ہوں

یعنے دونوں مل کر ہجر محبوب میں جلیں۔

(۵) ترجمہ - پیر ہاتھ سے اس حیرت کے ساتھ مدعا گم ہوا۔ کہ جسقدر دل و جان سے کم ہوا ہی وہ غم پر بڑھ گیا۔

یعنے دل اور جان جسقدر نقصان میں ہیں غم اتنی ہی افزونی پر ہے۔

(۶) ترجمہ - میں تمام رات حرم دل کی پاسبانی کرتا ہوں تاکہ میرا مکمل چاند کبھی ادہر سے گذرے۔

ماہ ناکاستہ - چاند جو ابھی کم نہ ہوا ہو - چودھویں رات کا چاند - بدر۔

معشوق کی منزل چونکہ حرم دل ہی - اس لئے حرم دل کی پاسبانی کرتے ہیں کہ کبھی تو یہ چاند اس منزل میں آئیگا۔

(۷) ترجمہ - جامہ چاک کر کے حافظ کیطرح خرابات میں جاؤنگا - شاید کہ وہ نوخیز دلبر مجھے بغل میں لے لے۔

غزل ۴۵

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام	۱	مجلس انس و حریف ہمدم و شرب مدام
ساقی شکر دہان و مطرب شیرین سخن	۲	ہمنشین نیک کردار و حریف نیکنام
شاہدے در لطف و پاکی رشک آب زندگی	۳	دلبری در حسن و خوبی غیرت ماہ تمام
بادۂ گلرنگ و تلخ و عذب و خوشخوار و سبک	۴	نقلے از لعل نگار و نقل لی از یاقوت جام
بزمگاہِ دلنشین چون قصر فردوس برین	۵	گلشنے پیرامنش چون روضۂ دار السلام
صف نشینان نیکخواہ و پیشکاران با ادب	۶	دوستداران صاحب اسرار و حریفان دوست کام
غمزۂ ساقی بیغمای خرد آہیختہ تیغ	۷	زلف دلبر از برای صید دل گسترده دام
ہر کہ این صحبت بجوید خوشدلی بروی حلال	۸	وانکہ این عشرت نخواہد زندگی بروی حرام

(۹)	نکتہ دانی بذلہ گو چوں حافظ شیریں سخن بخشش آموزی جہاں افروز چوں حاجی قوام	(۹)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہی۔ بزم طرب کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور غالباً حاجی قوام کی آراستہ کی ہوئی کسی مجلس کا ذکر ہے۔

(۱) ترجمہ۔ عشقبازی۔ جوانی اور سرخ رنگ شراب۔ بزم محبت۔ ہمراز دوست اور شراب کا متواتر دور

(۲) ترجمہ۔ شیریں دہن ساقی اور شیریں سخن مطرب۔ نیک کردار ہمنشیں اور نیکنام دوست

(۳) ترجمہ۔ ایک ایسا معشوق جو لطف و پاکیزگی میں آب حیات کا رشک ہو۔ ایک ایسا دلبر جو حُسن و خوبی میں غیرتِ بدر ہو۔

(۴) ترجمہ۔ سرخ۔ تلخ شیریں۔ خوش ذائقہ اور ہلکی شراب ہو۔ کچھ نقل معشوق کے لبوں سے ہو اور کچھ پیالہ کی شراب سے۔

تلخ و عذب میں اجتماع ضدین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ ایک حد تک تلخ بھی ہو اور شیریں بھی ہو۔ لعل و یاقوت کی مناسبت ظاہر۔ یاقوت سے مراد شراب۔ نقل شراب پینے کے بعد جو چیز منہ کا مزا درست کرنے کے لئے کھائی جائے۔ مثلاً کباب۔ میوہ یا کوئی ترش چیز۔

(۵) ترجمہ۔ بزمگاہ ایسی دلکش جو فردوسِ بریں کے محل جیسی ہو۔ اس کے گرداگرد باغ جو روضہ دارالسلام کی طرح ہو۔

(۶) ترجمہ۔ صف نشین خیر خواہ اور ملازم مودب۔ دوست دار اہلِ راز ہوں اور حریف دوستوں کے خیر خواہ

(۷) ترجمہ۔ ساقی کے غمزہ نے عقل کو غارت کرنے کے لئے تلوار کھینچی ہو معشوق کی زلف نے دل کے شکار کے لئے جال پھیلایا ہو۔

(۸) ترجمہ۔ جو شخص ایسی صحبت کا خواہاں ہو اس پر خوش دلی حلال ہے۔ اور جو شخص یہ عشرت نہیں چاہتا اس پر زندگی حرام ہے

خواجہ صاحب نے بزم طرب کا نقشہ کھینچا ہی تمام ضروریات کو شمار کیا ہی اور پھر فرمایا ہی کہ جو شخص ایسی بزم کا خواہاں نہ ہو فی الحقیقت اس پر زندگی حرام ہی۔ ایسے شخص کا مزا ہی بھلا ہی اور جو شخص اس مجلس کا طلبگار ہو وہ ہمیشہ خوش حال رہے۔

(۹) ترجمہ۔ نکتہ دان اور لطیفہ گو ایسا ہونا چاہیئے جیسا شیریں سخن حافظ۔ اور بخشش آموز جہاں افروز ایسا جیسے حاجی قوام

حاجی قوام کے لئے دیکھو لسان الغیب صفحہ ۱۴ اسوانحمری

غزل (۴۶)

روی و ریای خلق بیکسو نہادہ ایم	۱	عمریست تا براہ غمت رو نہادہ ایم

ہم جان بداں دو نرگس جادو سپردہ ایم	۲	ہم دل بداں دو سنبل ہندو نہادہ ایم
ما ملک عافیت نہ بہ لشکر گرفتہ ایم	۳	ما تخت سلطنت نہ ببازو نہادہ ایم
در گوشہ امید چو نظارگان ماہ	۴	چشم طلب براں خم ابرو نہادہ ایم
بی بوی زلف تو سر سودای از ملال	۵	ہمچوں بنفشہ بر سر زانو نہادہ ایم
نہادہ ایم بار جہاں بر دل ضعیف	۶	ویں کار بار بستہ بیکسو نہادہ ایم
تا سحر چشم یار چہ بازی کند کہ باز	۷	بنیاد بر کرشمۂ جادو نہادہ ایم
طاق و رواق مدرسہ و قیل و قال فضل	۸	زینہا بخاک کوی تو مارو نہادہ ایم
عمرے گذشت و ما با امید اشارتے	۹	چشمے براں دو نرگس جادو نہادہ ایم
ناموس چند سالۂ اجداد نیک نام	۱۰	در راہ جام و ساقی مہرو نہادہ ایم
ہشیار دعا قلیم کہ بر دست و پا بدل	۱۱	زنجیر و بند از آں خم گیسو نہادہ ایم
ای دل بعقل کوش کہ ما نقد عقل و ہوش	۱۲	در راہ یار سلسلہ گیسو نہادہ ایم
فرما اشارتی کہ دو چشم امیدوار	۱۳	پیوستہ بر دو گوشۂ ابرو نہادہ ایم

(۱۴) گفتی کہ حافظا دل سرگشتہ ات کجاست
در حلقہ ہای آں خم گیسو نہادہ ایم (۱۴)

(۱) ترجمہ۔ مدت گذری کہ ہم نے تیرے غم کی راہ میں سر رکھا ہوا ہے اور خلقت کی روئی وریا کو یکطرف کر دیا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جان کو بھی ان دو جادوگر آنکھوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ دل کو بھی ان دو سیاہ زلفوں میں رکھدیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہم نے عافیت کا ملک لشکر سے فتح نہیں کیا۔ ہم نے سلطنت کا تخت بازو (کے زور) سے قائم نہیں کیا

ملکِ آزادگی و کنج قناعت گنجے ست	کہ بشمشیر میسر نہ شود سلطان را	(سعدی)

(۴) ترجمہ۔ امید کے گوشہ میں چاند دیکھنے والوں کی طرح۔ ہم نے اُس خم ابرو پر طلب کی آنکھ لگائی ہوئی ہے۔
معشوق کے ابرو کو ہلال سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح لوگ ہلال عید کو بڑے شوق سے ڈھونڈھتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح تیرے ابرو کے ہلال کو دیکھنے کے لئے گوشۂ امید میں منتظر بیٹھا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری زلف کی خوشبو کے بغیر ملال کی وجہ سے سر سودا زدہ کو بنفشہ کی طرح زانو پر رکھا ہوا ہے۔

(۶) ترجمہ ۔ ہم نے جہاں کے بوجھ کو اپنے ضعیف دل پر نہیں رکھا اور اس بھاری کام کو ہم نے علیحدہ رکھا ہوا ہے۔

یعنے ہم دنیا کے تفکرات سے آزاد ہیں۔

(۷) ترجمہ ۔ معشوق کی آنکھ کا جادو دیکھیے کیا بازی کرتا ہے کیونکہ ہم نے پھر اس جادوگر کے کرشمہ پر بنیاد رکھی ہے۔

یعنی ہمارا دارومدار چشمِ محبوب پر ہے۔ دیکھیے اس کا سحر اب کیا کرشمے ظاہر کرتا ہے۔

(۸) ترجمہ ۔ مدرسہ کے طاق اور رواق اور عالمانہ قیل وقال کو چھوڑ کر ہم نے تیرے کوچہ کی خاک پر سر رکھ دیا ہے۔

طاق ۔ محراب ۔ محراب دار عالیشان عمارت ۔ **رواق** ۔ چھت ۔

(۹) ترجمہ ۔ مدت ہوئی کہ ہم نے ایک اشارہ کی امید پر ان دو جادوگر آنکھوں پر آنکھ لگائی ہے۔

یعنے مدتوں سے چشمِ محبوب کے ایک اشارہ کے منتظر بیٹھے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ ۔ نیک نام آبا و اجداد کی کئی سالوں کے نام و ناموس کو ۔ جام اور راہ رو ساقی کی راہ میں ڈال دیا ہے ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ ہم ہشیار اور عقلمند ہیں کہ اپنے ہاتھ پاؤں کو اپنی خوشی سے اُس خمِ گیسو کی زنجیر اور بند میں اسیر کیا ہے ۔

یعنے زلفِ محبوب کی زنجیر میں اسیر ہو جانا ہماری عقلمندی کی دلیل ہے

(۱۲) ترجمہ ۔ اے دل عاقل ہونے کی کوشش کر کیونکہ ہم نے عقل و ہوش کے نقد کو پُر خم زلف والے معشوق کی راہ میں ڈال دیا۔

ظاہر ہے کہ اب عاقل بننے کی کوشش بے سود ہے ۔

(۱۳) ترجمہ ۔ کوئی اشارہ کر کہ ہم نے دو امیدوار آنکھوں کو ہمیشہ سے تیری گوشۂ ابرو پر لگایا ہوا ہے ۔

وہی مضمون ہے جو شعر نمبر (۹) میں ہے ۔

(۱۴) ترجمہ ۔ تو نے پوچھا کہ اے حافظ تیرا گم گشتہ دل کہاں ہے؟ ہم نے اپنے دل کو تیری زلف کے خم کے حلقوں میں رکھا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں معشوق کے سوال کا جواب ہے۔

غزل ۴

غمِ زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم	۱	دوائش جز مئ چوں ارغواں نمی بینم
نشانِ مردِ خدا عاشقی ست باخود آی	۲	کہ در مشائخ شہر ایں نشاں نمی بینم
دریں خمار کسم جرعہ نمی بخشد	۳	ببیں کہ اہلِ دلی در جہاں نمی بینم

زآفتاب قدح ارتفاع عیش بگیر	۴	چرا کہ طالع وقت آں چناں نمی بینم
نشانِ موی میانش کہ دل درو بستم	۵	زمن مپرس کہ خود در میاں نمی بینم
بریں دو دیدۂ حیرانِ من ہزار افسوس	۶	کہ با دو آئنہ رویش عیاں نمی بینم
قدِ تو تا بشد از جویبار دیدۂ من	۷	بجای سرو جز آبِ رواں نمی بینم

(۸)	من و سفینۂ حافظ کہ اندریں دریا بضاعتِ سخن دُر فشاں نمی بینم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ زمانہ کا غم کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اسکی دوا سوائے شرابِ سرخ کے میں اور کوئی نہیں دیکھتا۔

شرح کے لئے دیکھو شعر الف ۱/۱ الف ۳/۱ ت ۲۲/۲ ت ۱۳/۱۴ ت ۱۵/۹ ت ۲۵/۱۱ ت ۵/۵ ت ۶۲/۲ ت ۲۴/۵

د ۶/۱۱۱۳ د ۲۹/۳ د ۵۸/۱ د ۶۸/۷ د ۸۶/۹ د ۱۲/۱۴ ش ۱۱/۱۴ م ۹/۳ م ۱۱/۲

(۲) ترجمہ۔ مردِ خدا کی نشانی عاشقی ہی ہے ہوش میں آ۔ کیونکہ میں شہر کے مشائخ میں یہ بات نہیں دیکھتا۔

یعنے زاہدانِ شہر عشق سے خالی ہیں۔ اور مردِ خدا کے لئے عشق ضروری ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اِس خمار کی حالت میں کوئی شخص مجھے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں دیتا۔ دیکھ کہ مجھے تمام جہان میں کوئی اہلِ دل نظر نہیں آتا

یعنے کوئی ایسا اہلِ دل نظر نہیں آتا جو میرے خمار کا علاج شراب سے کرے دیکھو شعر ت ۶۵/۳

(۴) ترجمہ۔ پیالے کے آفتاب سے عیش کی بلندی حاصل کر۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اب طالع وقت ایسا نہیں ہے۔

یعنے اپنے طالع سے تو اب چنداں عیش کی امید نہیں جام شراب سے عیش طلب کر۔

(۵) ترجمہ۔ اسکی کمر کے بال کا نشان جسمیں میں نے اپنا دل باندھا۔ مجھ سے نہ پوچھ کیونکہ مجھے تو وہ نظر ہی نہیں آتا۔

(۶) ترجمہ۔ مجھے اپنی دو حیران آنکھوں پر افسوس ہے کہ اِن دو آئینوں کے باوجود اسکے چہرہ کو میں ظاہر نہیں دیکھ سکتا۔

فی الحقیقت یہ آنکھیں روئے محبوب کو نہیں دیکھ سکتیں۔

(۷) ترجمہ۔ جب سے تیرا قد میری آنکھوں کی نہر سے دور ہوا۔ سرو کی بجائے سوائے روان پانی کے میں کچھ نہیں دیکھتا۔

اشکبار آنکھوں کو جوبار اور قدِ معشوق کو سرو کہا ہے مطلب یہ ہے کہ جب سے تو میری آنکھوں سے پوشیدہ ہوا ہے۔ میرا کام سوائے رونے کے اور کوئی نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ میں ہوں اور حافظ کی غزلوں کا دیوان کیونکہ اس دریا میں دُر فشاں سخن کا سرمایہ میں نہیں دیکھتا۔

یعنے اب دنیا میں کوئی آبدار شعر نہیں کہہ سکتا اس لئے میں حافظ کے دیوان غزلیات کا ہی مطالعہ کرتا ہوں۔ دریا دُر۔ اور سفینہ کی رعایت ظاہر۔

غزل (۴۸)

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم	۱	بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم
طائرِ گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق	۲	کہ دریں دامگہ حادثہ چوں افتادم
من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود	۳	آدم آورد دریں دیر خراب آبادم
سایۂ طوبیٰ و دلجوئے حور و لب حوض	۴	بہوای سر کوی تو برفت از یادم
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار	۵	چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم
کوکبِ بخت مرا ہیچ منجم نشناخت	۶	یارب از مادرِ گیتی بچہ طالع زادم
تا شدم حلقہ بگوش درِ میخانۂ عشق	۷	ہر دم آید غمے از نو بمبارک بادم
گر خورد خون دلم مردمک دیدہ رواست	۸	کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم

(۹) پاک کن چہرۂ حافظ بسرِ زلف ز اشک
ورنہ ایں سیل دمادم بکند بنیادم (۹)

(۱) ترجمہ۔ میں علانیہ کہتا ہوں اور اس کہنے پر خوش ہوں کہ میں عشق کا غلام ہوں اور دونو جہانوں سے آزاد ہوں عشق کا غلام بے شک دونو جہانوں کے غم سے آزاد ہوتا ہے۔

من ازاں روز کہ دربندِ توام آزادم — بادشاہم چو بدستِ تو اسیر افتادم (سلمان)

(۲) ترجمہ۔ میں گلشنِ قدس کا پرندہ ہوں فراق کا بیان کسطرح کروں۔ کہ میں اس حادثہ کے جال میں کسطرح پھنس گیا۔ دامگہ حادثہ سے مراد دنیا۔ تشریح کے لئے دیکھو شعرت ۱/۱۵-۹-۷ م ۲۰/۲ م ۱۲/۸ م ۱۴/۱۴۔

(۳) ترجمہ۔ میں فرشتہ تھا اور فردوسِ بریں میرا مقام تھا۔ آدم مجھے اس دیرِ خراب آباد میں لے آیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کیطرف اشارہ ہے۔ انسان کا اصلی اور ابتدائی مسکن فی الحقیقت بہشت بریں ہے

حضرت آدم ع کی ذراسی لغزش پر انسان کو بہشت چھوڑ کر اس دوزخ میں آنا پڑا۔ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (بقرہ)

اور ہم نے کہا کہ اے آدم تو بمعہ اپنی زوجہ کے بہشت میں رہ اور بہشت میں سے ہر مقام سے جو چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے نزدیک جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے ان دونو کو اس سے پھسلایا اور انکو ان نعمتوں سے نکالا۔ جن میں وہ تھے اور ہم نے انکو کہا کہ نیچے اتر جاؤ ایکدوسرے کے دشمن۔ تمہارے لئے مدت تک زمین میں آرام گاہ اور بہرہ مندی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ طوبیٰ کا سایہ حور کی دلجوئی اور حوض کوثر کا کنارہ۔ یہ سب چیزیں تیری کوچہ کی آرزو میں مجھ سے بھول گئیں۔

(۵) ترجمہ۔ میرے دل کی تختی پر قد یار کے الف کے سوا اور کچھ نہیں۔ میں کیا کروں کہ استاد نے کوئی دوسرا حرف مجھے نہیں سکھایا

(۶) ترجمہ۔ میرے بخت کے ستارے کو کسی نجومی نے نہ پہچانا۔ یا خدا میں مادر زمانہ سے کون سا طالع لیکر پیدا ہوا۔

(۷) ترجمہ۔ جب سے میں شراب خانہ عشق کے دروازہ کا حلقہ بگوش ہوا ہوں۔ ہر دم ایک نیا غم مجھے مبارک باد کہنے کو آتا ہے

(۸) ترجمہ۔ اگر آنکھ کی پتلی میرے دل کا خون پیتی ہے تو جائز ہے۔ کیونکہ میں نے کیوں فرزند انسان کو دل دیا یعنی معشوق کو دل دینے کا لازمی نتیجہ ہے کہ دل خون ہو کر آنکھوں سے بہہ جائے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کے چہرہ سے آنسوؤں کو زلف سے پونچھ دے۔ ورنہ یہ متواتر سیلاب میری بنیاد اکھیڑ ڈالیگا۔ سیلاب کا بنیاد میں اکھیڑنا ظاہر مطلب یہ ہے کہ میری اشکباری کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں برباد ہو جاؤنگا اپنی زلفوں سے میرے آنسو پونچھ دے۔

یونہی گر روتا رہا غالب تو اے اہل جہاں	دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

غزل (۷۹)

فتویٰ پیر مغاں دارم و عہدیست قدیم	۱	کہ حرام ست مے آں را کہ نہ یار ست ندیم
چاک خواہم زدن ایں دلق ریائی چہ کنم	۲	روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

تا مگر جرعہ فشاند لبِ جانان بر من	۳	سالہا زاں شدہ ام بر درِ میخانہ مقیم
مگرش صحبتِ دیرینِ من از یاد برفت	۴	ای نسیمِ سحری یاد دہش عہدِ قدیم
بعد صد سال اگر بر سرِ خاکم گذرے	۵	سر بر آرد ز گِلم رقص کنان عظمِ رمیم (bone)
فکرِ بہبودِ خود ای دل ز درِ دیگر کن	۶	دردِ عاشق نشود بہ ز مداوای حکیم
گوہری معرفت اندوز کہ با خود ببرے	۷	کہ نصیبِ دگرانست نصابِ زر و سیم
دام سخت ست مگر یار شود لطفِ خدا	۸	ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطانِ رجیم
غنچہ گو تنگدل از کار فروبستہ مباش	۹	کز دمِ صبح مدد یابی و انفاسِ نسیم
دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل	۱۰	ظاہرا عہد فرامش نکند خلقِ کریم

(۱۱)	حافظ ار سیم و زرت نیست برو شاکر باش چہ بہ از دولتِ لطفِ سخن و طبعِ سلیم	(۱۱)

(۱) ترجمہ - یہ پیرِ مغاں کا فتویٰ ہی ہو اور پرانی بات ہو کہ شراب اس شخص پر حرام ہو جس کا نہ یار ہو نہ ندیم۔

فی الحقیقت یار و ندیم کے بغیر شراب چہ معنے دارد۔

(۲) ترجمہ - میرا اس خرقہ ریائی کو چاک کر دو ننگا کیا کرو کہ روح کے لئے ناجنس کی صحبت ایک سخت عذاب ہے۔

دلقِ ریائی سے مراد یہاں غالباً جسمِ عنصری ہے۔

(۳) ترجمہ - اس امید میں کہ کبھی معشوق کے لب ایک گھونٹ شراب مجھ پر چھڑکیں گے۔ کئی سال ہوئے کہ میں شرابخانہ کے دروازہ پر مقیم ہوں۔

(۴) ترجمہ - شاید میری دیرینہ صحبت اسی بھول گئی ہو۔ اے نسیمِ سحر اسے عہدِ قدیم (پرانا وعدہ) یاد دلا۔

(۵) ترجمہ - سو سال کے بعد بھی اگر تو میری قبر سے گذریگا۔ تو میری خاک سے گلی ہوئی ہڈیاں رقص کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہونگی۔

یعنے تیری تشریف آوری کی خوشی میں میری بوسیدہ ہڈیاں بھی رقص کرنے لگیں گی۔

	ذرہ ذرہ ہمہ جمع آئم و صورت بندم	اگر آں شوخ کند بعد فنا یاد مرا	(قائم)

(۶) ترجمہ - اے دل اپنی بہبودی کا فکر کسی اور دروازہ سے کر۔ عاشق کا درد طبیب کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا۔

	از سرِ بالینِ من برخیز اے نادان طبیب	دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست	

بوسیدہ
علاج کرنا

(۷) ترجمہ۔ گوہرِ معرفت حاصل کر جسکو تو اپنے ساتھ لیجائے۔ کیونکہ زر و سیم کا نصاب دوسروں کے نصیب میں ہے۔

نصاب زر سرمایہ۔ پونجی۔ اتنا مال جس پر زکوۃ لازم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زر و سیم یہاں ہی رہ جانے والی چیزیں ہیں۔ گوہرِ معرفت حاصل کر جو ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

(۸) ترجمہ۔ یہ جال سخت ہے البتہ لطفِ خداوندگار ہو (تو بچاؤ کی صورت ہوسکتی ہے) ورنہ انسان ملعون شیطان پر غالب نہیں آسکتا۔

(۹) ترجمہ۔ غنچہ کو کہو کہ اپنے بند کام سے تنگدل نہ ہو۔ کیونکہ دم صبح اور بادِ نسیم کے انفاس سے تجھے مدد ملیگی۔

یعنے غنچہ کو اپنی فروبستگی پر مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بادِ صبا اور نسیم آکر اسے شگفتہ کردیگی اسی طرح عاشق کو بھی اپنی ناکامیوں پر بیدل نہیں ہونا چاہئے۔ آخر کار گوہرِ مقصود ہاتھ آجائے گا۔

(۱۰) ترجمہ۔ معشوق نے پہلے سو امیدیں دلا کر ہم سے دل لیا۔ ظاہر ہے کہ اس کا خلقِ کریم وعدہ کو فراموش نہیں کریگا۔

یعنے معشوق کی مہربانی اور حسن اخلاق سے امید ہے کہ جس وعدہ پر ہمارا دل لیا تھا۔ اسکو نہیں بھولے گا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ اگر تیرے پاس سونا چاندی نہیں ہے۔ تو شاکر رہ۔ کیونکہ لطفِ سخن اور طبع سلیم سے بہتر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔

یعنے تیری موزوں طبیعت اور لطیف سخن سنجی سب سے بڑی نعمت ہے اور کسی دولت کی کیا ضرورت ہے۔

غزل (۵۶)

گر ازین منزلِ غربت بسوئے خانہ روم	۱	دگر آنجا کہ روم عاقل و فرزانہ روم
زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم	۲	نذر کردم کہ ہم از راہ بمیخانہ روم
تا بگویم کہ چہ کشفم شد ازین سیر و سلوک	۳	بدرِ میکدہ با بربط و پیمانہ روم
آشنایانِ رہِ عشق گرم خون بخورند	۴	ناکسم گر بشکایت بر بیگانہ روم
بعد ازین دست من و زلف چو زنجیرِ نگار	۵	چند و چند از پئے کام دل دیوانہ روم
گر ببینم خم ابروی چو محرابش باز	۶	سجدۂ شکر کنم و ز پئے شکرانہ روم

(٧)	خرم آن دم کہ چو حافظ بتولای وزیر سرخوش از میکدہ با دوست بکاشانہ روم	(٧)

(١) ترجمہ۔ اگر میں اس منزلِ غربت سے گہر کو واپس جاؤں تو یہ منت مانی ہی کہ رستے میں ہی شراب خانہ کی طرف جاؤنگا۔

منزلِ غربت سے مراد دنیا یا عارضی غفلت کی حالت۔

(٢) ترجمہ۔ اس سفر سے اگر بخیریت وطن میں پہنچ جاؤں۔ تو پہر جہاں کہیں جاؤنگا عاقل اور دانا ہوکر جاؤنگا۔

یعنے اس سفر سے کافی عبرت حاصل ہوئی ہی پہر اگر کہیں جاؤنگا تو سوچ سمجہہ کر جاؤنگا۔

(٣) ترجمہ۔ تاکہ تجہی بتادوں کہ اس سیرِ سلوک سے مجہہ پر کیا کچہہ کشف ہوا۔ شراب خانہ کے دروازہ پر بربط اور جام لیکر جاؤنگا۔

یعنے سیرِ سلوک کی معارف اور حقائق شراب خانہ میں بیٹھکر بربط و چنگ کے ساتہہ بیان کرونگا سیرِ سلوک سے مراد روحانی مدارج کا سفر

(٤) ترجمہ۔ راہِ عشق کی آشنا اگر میرا خون بہی پئیں۔ تو بہی میں اگر کسی بیگانہ کے پاس شکایت کروں تو کافر ہوں۔

یعنے راہِ عشق کے رفیقوں کے جور و ستم کی شکایت اغیار کے پاس جاکر نہیں کرنی چاہیے

(٥) ترجمہ۔ بعد ازیں میں ہوں اور معشوق کی زنجیر جیسی زلف۔ اس دیوانہ دل کے مقصد کے پیچھے کب تک پہردں

یعنے اسکے بعد اپنے دیوانہ دل کو زنجیرِ زلف میں اسیر کردونگا۔ اس دیوانہ کے پیچھے پیچھے مجہہ سے نہیں پہرا جاتا۔

(٦) ترجمہ۔ اگر میں اسکے محراب جیسے خمِ ابرو کو پہر دیکہہ لوں تو سجدۂ شکر بجا لاؤنگا اور شکرانہ ادا کرونگا۔

محراب اور سجدہ کی رعایت ظاہر۔

(٧) ترجمہ۔ وہ دن مبارک ہوگا کہ حافظ کیطرح وزیر کی محبت میں میخانہ سے مست ہوکر معشوق کے ساتہہ گہر کو جاؤنگا۔

بعض دیوانوں میں "بتولائے وزیر" کی بجائے "بتمنائے وصال" لکہا ہی۔ وزیر سے مراد وزیر عہد ممدوح خواجہ صاحب۔

غزل (٥١)

گرچہ از آتشِ دل چون خمِ می در جوشم	١	مہر بر لب زدہ خون می خورم و خاموشم	
قصدِ جانست طمع در لبِ جانان کردن	٢	تو مرا بین کہ درین کار بجان میکوشم	

من کی آزاد شوم از غم دل چوں ہر دم	۳	ہندوئے زلف بتے حلقہ کند در گوشم
حاش للہ کہ نیم معتقد طاعت خویش	۴	ایں قدر ہست کہ گہ گہ قدحی مینوشم
ہست امیدم کہ علی الرغم عدو روز جزا	۵	فیض عفوش ننہد بار گنہ بر دوشم
پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت	۶	ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم
خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست	۷	پردۂ بر سر صد عیب نہاں می پوشم
می نخواہم کہ بنوشم بجز از راوق می	۸	چہ کنم گر سخن پیر مغاں ننیوشم

(۹) گر ازیں دست زند مطرب مجلس رہ عشق (۹)
شعر حافظ برد وقت سماع از ہوشم

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ دل کی آگ سے خم مے کی طرح جوش میں ہوں۔ لیکن لبوں پر مہر لگائی ہے خون پیتا ہوں اور خاموش ہوں مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آتش عشق سے جل رہا ہوں لیکن خاموش ہوں فریاد و شکایت نہیں کرتا۔ خم میں سرخ آتشیں شراب کو آتش و خون سے تشبیہ دی ہے۔ خم کا مہر بلب اور خاموش ہونا بہی ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ لب معشوق (کے بوسہ) کی آرزو کرنا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ تو مجھے دیکھ کہ میں اس کام میں دل و جان سے کوشش کر رہا ہوں۔

یعنے ایسے خطرناک کام میں کوشش کر رہا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ جان کے بدلے بہی اگر ایک بوسہ مل جائے تو لے لونگا۔

(۳) ترجمہ۔ میں غم دل سے کسطرح آزاد ہو سکتا ہوں جب ہر دم کسی معشوق کی سیاہ زلف مجھے حلقہ بگوش کرتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ مجھے ہرگز ہرگز اپنی عبادت پر بھروسہ نہیں ہے۔ البتہ اتنا ہے کہ کبھی کبھی شراب پی لیتا ہوں۔

قدح نوشی کو بہی یک گونہ طاعت میں شمار کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنی طاعت و عبادت پر تو کچھ غرور نہیں ہے۔ البتہ میرے دل میں درد عشق موجود ہے اور امید ہے کہ اس سے کچھ مدد مل جائیگی۔

(۵) ترجمہ۔ مجھے امید ہے کہ علی الرغم دشمناں قیامت کے دن۔ اسکی عفو کا فیض گناہوں کا بوجھ میرے کندھے پر نہیں رکھیگا۔ علی الرغم۔ تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شعر نمبر ۱۴۲ مطلب یہ ہے کہ دشمن کی مرضی اور امید کے خلاف خدا قیامت کے روز میرے گناہ بخشدے گا۔

(۶) ترجمہ۔ میرے باپ نے روضۂ رضواں کو دو گندم کے بدلے بیچ دیا۔ میں ناخلف ہونگا اگر اسے ایک جو کے بدلے نہ دے ڈالوں۔

حضرت آدمؑ کا دانہ گندم پر بہشت سے نکلنا معلوم۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے باپ یعنی آدمؑ نے تو بہشت کی قیمت گندم کے دو دانے مقرر کی تھی۔ لیکن میں چونکہ خلف الرشید ہوں اس لئے باپ سے بھی دو قدم بڑھ گیا اور بہشت کو ایک جو کے دانے کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔

خواجہ صاحب نے اس شعر میں کمال استغنا ظاہر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں بہشت کو ایک دانہ جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا چونکہ جو سے شراب بھی بنتی ہے۔ اس لئے جو کی قیمت بھی فی الحقیقت کچھ کم نہیں۔ دیکھو ت

اضافہ ہوئی مجھ سے گندم پہ مے	یہ بیٹے سے بھی اک خطا ہو گئی۔

ایک پرانے قلمی دیوان میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ ع من چرا باغ جہاں را بجوے نفروشم

(۷) ترجمہ۔ میری خرقہ پوشی زیادہ دینداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ صدہا پوشیدہ عیبوں کی پردہ پوشی کر رہا ہوں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ عموماً خرقہ پوش لوگ دینداری کی وجہ سے خرقہ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ خلقت پر اپنی پرہیزگاری ظاہر کرنے اور اپنے عیبوں کو پوشیدہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

جامہ بہر خرقِ خلق کردہ اند	از پئے پوشیدنِ حق کردہ اند	(امیر خسرو)

(۸) ترجمہ۔ میں تو نہیں چاہتا کہ سوائے صاف شراب کے کوئی اور شراب پیوں۔ (لیکن) اگر پیر مغان کی بات نہ سنوں تو کیا کروں۔

رواق۔ معرب راوک (۱) وہ کپڑا جس سے شراب صاف کرتے ہیں۔ (۲) مجازاً صاف کی ہوئی شراب مطلب یہ ہے کہ میں تو صاف شراب پینا چاہتا ہوں لیکن اگر پیر مغاں دُرد نوشی کا حکم دے تو بھی حکم عدولی نہیں ہو سکتی۔

(۹) ترجمہ۔ اگر مجلس کا مطرب اسی طرح سے عشقیہ نغمہ سرائی کریگا۔ تو حافظ کے شعر سماع کے وقت مجھے بے ہوش کر دیں گے۔

دست۔ قاعدہ۔ طریقہ۔ آئین۔ روش۔ طرز۔ رہ زدن۔ نغمہ سرائی کرنا۔ گانا۔

غزل (۵۲)

گرچہ افتاد ز زلفش گرہی در کارم	۱	ہمچناں چشم گشاد از کرمش میدارم
بطرب حمل مکن سرخی رویم کہ چو جام	۲	خون دل عکس بروں میدہد از رخسارم
پردہ مطربم از دست بروں خواہد برد	۳	آہ اگر زانکہ دراں پردہ نباشد بارم

منم آن شاعر ساحر کہ بافسون سخن	۴	از نی کلک ہمہ شہد و شکر میبارم
بصد امید نہادیم دریں بادیہ پای	۵	ای دلیل دل گم گشتہ فرو مگذارم
چوں نمش در گذر باد نمے یارم دید	۶	با کہ گویم کہ بگوید سخنے با یارم
دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب	۷	کو نسیمے ز عنایت کہ کند بیدارم

(۸) دوش میگفت کہ حافظ ہمہ رویست و ریا
بجز از خاک درت باکہ بگو رو آرم (۸)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ اسکی زلف سے میرے کام میں گرہ پڑگئی ہے۔ تو بھی مجھے اسکے کرم سے کشائیش کار کی امید ہے

مطلب یہ ہے کہ ہرچند میں ابھی تک ناکام ہوں۔ لیکن اسکے کرم سے کشائش کا امیدوار ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ میرے چہرہ کی سرخی کو خوشی پر محمول نہ کر کیونکہ جام مے کی طرح میرے دل کے خون کا عکس میرے رخسار سے ظاہر ہو رہا ہے۔

جس طرح جام مے خود سرخ نہیں ہوتا بلکہ شراب کی سرخی کا عکس ہوتا ہے۔ اسی طرح میرے چہرہ کی سرخی بھی میری خوشحالی کی دلیل نہیں اور نہ میرا چہرہ حقیقت میں سرخ ہے۔ بلکہ خونِ دل کا عکس ہے۔

(۳) ترجمہ۔ مطرب کا پردہ مجھے بے خود کردیگا۔ افسوس اگر اس پردہ میں بھی مجھے باریابی نصیب نہ ہوئی۔

پردہ مطرب سے مراد سرود۔ پردہ ساز۔ مطلب یہ ہے کہ مطرب کا سرود تو مجھے بے خود کردیگا۔ لیکن افسوس ہوگا اگر پردۂ اسرار معرفت میں مجھے باریابی حاصل نہ ہوئی۔

(۴) ترجمہ۔ میں وہ جادو نگار شاعر ہوں کہ میرے سخن کے افسوں سے میرے قلم کے نے سے شہد اور شکر نکلتے ہیں۔

اپنی شیریں کلامی اور سحر نگاری کی تعریف ہے۔

(۵) ترجمہ۔ ہم نے اس جنگل میں سو امیدوں کے ساتھ قدم رکھا ہے۔ اے دلِ گمشدہ کے رہنما مجھے چھوڑ نہ دینا۔

(۶) ترجمہ۔ جب میں اس کو ہوا کی راہ میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔ تو میں کس کو کہوں کہ میرے معشوق کو جاکر کوئی بات کہے۔

مطلب یہ ہے کہ جہاں میرا معشوق ہے وہاں ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی۔ پھر ایسا قاصد کون ہے جو میرا پیغام جا کر اسے پہنچائے

(۷) ترجمہ۔ اسکے افسانہ سے بخت کی آنکھ سوگئی ہے۔ نسیم عنایت کہاں ہے کہ مجھے آکر بیدار کرے۔

یعنے اسکی عنایت کی نسیم آکر میرے بختِ خوابیدہ کو بیدار کرے۔

(۸) ترجمہ۔ کل وہ کہتا تھا کہ اے حافظ یہ تمام روی وریا ہے۔ کہو کہ میں تیرے دروازہ کی خاک کے سوا اور کہاں جاؤں دوسرا مصرعہ جواب ہے پہلے مصرعہ کے اعتراض کا۔

غزل (۵۳)

۱	گرچہ ما بندگان پادشہیم	پادشاہان ملک صبحگہیم
۲	گنج در آستین و کیسہ تہی	جام گیتی نما و خاک رہیم
۳	ہوشیار حضور و مست غرور	بحر توحید و غرقہ گنہیم
۴	شاہد بخت چوں کرشمہ کند	ماش آئینۂ رخ چو مہیم
۵	شاہ بیدار بخت را ہر شب	ما نگہبان افسر و کلہیم
۶	گو غنیمت شمار صحبت ما	کہ تو در خواب و ما بدیدہ گہیم
۷ ق	شاہ منصور واقف ست کہ ما	روی ہمت بہر کجا کہ نہیم
۸	دشمنان را ز خون کفن سازیم	دوستان را قبای فتح دہیم
۹	رنگ تزویر پیش ما نبود	شیر سرخیم و افعی سیہیم
(۱۰)	وام حافظ بگو کہ باز دہند	کردہ اعتراف و ما گواہیم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں لیکن ہم ملکِ صبحگاہ کے بادشاہ ہیں

خواجہ صاحب سحرخیز تھے اور حقیقت بھی ہے کہ سحرخیزی ایک بڑی سلطنت ہے۔ دعائے صبح کی مقبولیت مشہور

(۲) ترجمہ۔ خزانہ آستین میں ہے اور جیب خالی ہے۔ ہم جامِ جہان نما ہیں اور خاکِ راہ ہیں۔

یعنے ہم اگرچہ بظاہر فقیر ہیں لیکن بلحاظِ گنجِ اسرار کے ہم امیر ہیں۔ اسی طرح باوجود خاکسار ہونے کے ہمارا دل جامِ جہاں نما ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہم ہوشیارِ حضور ہیں اور مستِ غرور، بحرِ توحید ہیں اور گناہوں میں غرق ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں جو متاعِ غرور ہے۔ غافل ہیں۔ لیکن محبوبِ حقیقی کے حضور میں ہشیار ہیں۔ کیونکہ باوجود گناہگار ہونے کے ہمارے اندر توحید کا سمندر ہے اور ہمارے دل میں توحید کی امانت موجود ہے۔

ان تینوں شعروں میں انسانی دل کی متضاد کیفیتوں کا ذکر ہے۔ ایک ہی تصویر کے دو مختلف رخ دکھائے گئے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ بخت کا معشوق جب جلوہ دکھائے۔ تو ہم اسکے چاند جیسے چہرے کا آئینہ ہیں۔

شاہدِ بخت کی جلوہ نمائی کی آرزو ہے۔

(۵) ترجمہ۔ بیدار بخت بادشاہ کے لئے ہر رات۔ ہم تاج و کلاہ کے نگہبان ہیں۔

یعنے شاہِ بیدار بخت (شاہ منصور) کے تاج و کلاہ کی سلامتی کے لئے رات بھر ہم دعا کرتے ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ اسے کہو کہ ہماری صحبت کو غنیمت سمجھے۔ کہ تو سویا ہے اور ہم (دیدگاہ میں ہیں) پاسبانی کر رہے ہیں

دیدگاہ یا دیدگاہ۔ دیدبان یا پاسبان کے بیٹھنے کی جگہ۔

(۷) و (۸) ترجمہ۔ منصور جانتا ہے کہ ہم جس جگہ روئے ہمت رکھتے ہیں۔ دشمنوں کے لئے خون کا کفن تیار کرتے ہیں اور دوستوں کو فتح کی قبا دیتے ہیں۔

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ شاہ منصور کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹ سوانحِ عمری۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری دعا سے بادشاہ کے دشمن تباہ اور دوست ظفریاب ہوتے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ دھوکے کا رنگ ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم سرخ شیر اور سیاہ سانپ ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ کہو کہ حافظ کا قرض ادا کر دیں۔ تو نے خود اعتراف کیا ہے اور ہم گواہ ہیں۔

شاہ منصور سے صلہ کا ہلکا سا تقاضا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا قرض ادا کر دو۔ ہم خود گواہ ہیں کہ آپنے یہ قرض اپنے ذمہ تسلیم کیا تھا خواجہ صاحب خود ہی مدعی ہیں اور خود ہی گواہ۔ منصور یا شاہ مدعا علیہ ہے جو دعوے کا اقبال کرتا ہے۔ غالباً ڈگری ہو گئی ہو گی۔

غزل (۵۴)

اگر دست بدہد خاکِ کفِ پای نگارم	۱	بر لوحِ بصر خطِ غبارے بنگارم

پروانهٔ او گر برسد در طلب جان	۲	چون شمع همان دم بدمی جان بسپارم
گر قلب دلم را ننهد دوست عیاری	۳	من نقد رواں در رہش از دیده بیارم
دامن مفشاں برمن خاکی که پس از مرگ	۴	زیں در نتواند که برد باد غبارم
از بوی کنار تو شدم غرقهٔ امید	۵	از موج سرشکم که رساند بکنارم
زلفین سیاه تو بدلداری عشاق	۶	دادند قرارے و ببردند قرارم
امروز مکش سر ز وفای من و اندیش	۷	زاں شب که من از غم بدعا دست برآرم
ای ساقی ازاں باده یکے جرعه بیاور	۸	کاں بوی شفا میدہد از رنج خمارم

(۹)	حافظ لب لعلش چو مرا جان عزیز ست عمری بود آں لحظه که جاں را بلب آرم	(۹)

(۱) ترجمہ۔ اگر معشوق کے کفِ پا کی خاک میرے ہاتھ لگ جائے۔ تو لوحِ چشم پر خطِ غباری تحریر کرونگا۔

خطِ غبار جلی حروف کی تحریر جو غبار کی مانند نظر آتی ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ حروف کی حدود قائم کرکے حروف کو سیاہ کرنے کی بجائے حدود کے اندر نہایت باریک قلم سے کچھہ تحریر کرکے ان حدود کو پر کردیا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ حروف کی حدود کے اندر بجائے سیاہی کے باریک باریک نقطے بھر دیتے ہیں اس تحریر کے حروف بالکل غبار کی طرح نظر آتے ہیں۔ (ارژنگ چین)

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر پائے معشوق کی خاک مل جائے۔ تو اس کو سرمہ کی بجائے آنکھوں میں لگاؤں خاک اور غبار خطِ غبار اور لوح۔ نگار۔ اور نگار کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اگر اس کا حکم جان کی طلبی کے لئے پہنچے۔ تو شمع کی طرح اسی وقت ایکدم میں جان قربان کردوں۔

پروانہ اور شمع میں صنعتِ ایہام۔ شمع کا دم سے بجھ جانا ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اگر معشوق میرے دل کے کھوٹے نقد کو کسی قیمت کا نہ سمجھے۔ تو میں اسکی راہ میں آنکھوں سے نقدِ رواں بہا دونگا۔

قلب۔ (۱) کھوٹا سکہ (۲) دل۔ لہذا قلب اور دل کی رعایت ظاہر (عیار۔ دھاتوں اور سکوں کا خالص ہونا قیمتی ہونا۔ نقدِ رواں جاری اور خالص سکہ۔ یہاں مراد (۱) آنسو یا (۲) جان۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر معشوق میرے نقدِ دل کو کسی قیمت کا نہ سمجھے۔ تو میں نقدِ جان بھی اسکی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں یا اس کے رستہ پر اشکباری

کرونگا۔ قلب۔ دل۔ عیار۔ نقد رواں کا مقابلہ ظاہر اور رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ مجھ خاکسار کو چھوڑ کر نہ جا کہ مرنے کے بعد بھی میرے غبار کو ہوا تیرے دروازہ سے اڑا کر نہ لے جا سکیگی۔

دامن افشاندن۔ الگ ہو جانا۔ چھوڑ دینا۔ سفر کرنا۔ ترک کر دینا۔ منہ پھیر لینا مطلب یہ ہی کہ مر کر میری خاک بھی تیرے دروازہ سے نہیں ہٹے گی تو مجھے کس لئے چھوڑ کر جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تجھسے ہمکنار ہونے کی آرزو سے میں (بحر) امید میں غرق ہو گیا۔ میرے آنسوؤں کی موج سے مجھے کون کنارے پر پہنچائے۔ یعنے تیرے وصل کی امید میں اشکباری کر رہا ہوں کون ہے جو مجھے آنسوؤں کے اس سیلاب سے کنارے پر پہنچائے۔ کنار اور غرقہ میں صنعت ایہام ہی اور کنار و کنار میں صنعت تجنیس تام۔

(۶) ترجمہ۔ تیری دو سیاہ زلفوں نے عاشقوں کی دلداری کا وعدہ کیا اور میرا صبر و قرار لے گئیں۔

فرار و قرار میں صنعت تجنیس۔ دادند و بردند کا مقابلہ لطیف۔

(۷) ترجمہ۔ آج میرے ساتھہ وفاداری کرنے سے انکار نہ کر اور اس رات سے ڈر کہ میں غم کی وجہ سے دعا کے لئے ہاتھہ اٹھاؤں۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از در حق بہر استقبال مے آید	

(۸) ترجمہ۔ اے ساقی اس شراب کا ایک گھونٹ لا۔ جو مجھے رنج خمار سے شفا کی امید دلاتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جب اُسکا لب لعل میرے لئے جان عزیز کے برابر ہے۔ تو میں اس لحظہ کو عمر شمار کرونگا۔ جب جان کو لب پر لاؤنگا۔ پہلے مصرعہ کے بیان کے مطابق دوسرے مصرعہ میں لفظ جان سے مراد لب لعل ہے۔ مطلب یہ ہی کہ جب معشوق کا لب لعل میرے لب کے ساتھہ ملے گا میں اس ایک لحظہ کو تمام عمر کے برابر سمجھونگا۔ عام محاورہ میں جان بلب آمدن سے مراد قریب المرگ ہونا۔ مرنا۔ لہذا عمر اور جان بلب آمدن کا مقابلہ لطیف۔

غزل (۵۵)

گر دست رسد در خم زلفین تو بازم	۱	چون گوی چہ سرہا کہ بچوگان تو بازم
زلف تو مرا عمر عزیز ست ولی نیست	۲	در دست سر موی ازان زلف درازم
پروانہ راحت بدہ ای شمع کہ امشب	۳	از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم
چون نیست وجود من آلودہ نمازی	۴	در میکدہ زان کم نشود سوز و گدازم

در مسجد و میخانہ خیالت اگر آید	۵	محراب کمانخانہ ابروے تو سازم
گر خلوت ما را شبی از رخ بفروزی	۶	چوں صبح در آفاق جہاں سر بفرازم
آن دم کہ بیک خندہ دہم جاں چو صراحی	۷	مستاں تو خواہم کہ گذارند نمازم
محمود بود عاقبت کار دریں راہ	۸	ور سر برود در سر سودای ایازم

(۹) حافظ غم دل با کہ بگویم کہ دریں دور
جز جام نشاید کہ بود محرم رازم (۹)

(۱) ترجمہ۔ اگر تیری زلفوں کے خم میں پھر میرا ہاتھ پہنچ جائے۔ تو گیند کی طرح کتنے ہی سر میں تیری چوگاں سے اڑاؤں گا۔

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف میرے لئے عمر عزیز ہے۔ لیکن اس زلف دراز سے میرے ہاتھ میں ایک بال بھی نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے شمع (معشوق)! راحت کا حکم بھیج کہ آج رات دل کی آگ سے شمع کی طرح تیرے سامنے گھلتا ہوں۔

شمع اور پروانہ میں صنعت ایہام۔ پہلے مصرعہ میں شمع سے مراد معشوق۔

(۴) ترجمہ۔ چونکہ مجھ آلودہ کا وجود پاک نہیں ہے۔ اس لئے میکدہ میں میرا سوز و گداز کم نہیں ہوتا

نمازی۔ پاک صاف۔

(۵) ترجمہ۔ اگر مسجد اور میخانہ میں تیرا خیال آجائے۔ تو تیرے ابرو کے کمان خانہ کو محراب بنا دوں۔

(۶) ترجمہ۔ اگر تو کسی رات ہماری خلوت کو اپنے چہرہ سے روشن کرے۔ تو میں صبح کی طرح آفاق جہاں میں سربلند کروں گا۔

شب اور صبح۔ بفروزی۔ اور بفرازم کا مقابلہ لطیف۔

(۷) ترجمہ۔ جس وقت صراحی کی طرح ایک ہنسی میں جان دے دونگا۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے مست میری نماز جنازہ پڑھیں۔

صراحی سے شراب نکلنے کی آواز کو خندہ کہا ہے اور شراب کو صراحی کی جان۔ لہذا تشبیہ ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ اس راہ میں انجام کار نیک ہو۔ خواہ ایاز کے سودا میں میرا سر بھی چلا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق میں انجام بخیر ہونا چاہیئے۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ معشوق کے سودا میں عاشق کی جان چلی جائے۔ ایاز۔ سلطان محمود غزنوی کا غلام اور معشوق تھا۔ یہاں مراد مطلق معشوق۔

محمود اور ایاز میں صنعت ایہام ہے

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ دل کا غم کس سے کہوں کہ اس زمانہ میں جام مے کے سوا اور کوئی میرا محرم راز نہیں ہونا چاہیئے۔

غزل (۵۶)

گر من از سرزنش مدعیاں اندیشم	۱	شیوہ مستی و رندی نرود از پیشم
زہد رنداں نو آموختہ راہے بدنیست	۲	منکہ بدنام جہانم چہ صلاح اندیشم
شاہ شوریدہ سراں خوان من بیساماں را	۳	زانکہ در کم خردی از ہمہ عالم بیشم
بر جبیں نقش کن از خون دل من خالے	۴	تا بدانند کہ قربان تو کافر کیشم
اعتقادے بنما و بگذر بہر خدا	۵	تا ندانی کہ دریں خرقہ چہ نادرویشم
شعر خونبار من ای دوست بر یار بخواں	۶	کہ ز مژگاں سیہ بر رگ جاں اندیشم
دامن از رشحہ خون دل ما در ہم چیں	۷	کہ اثر در تو کند گر خراشی ریشم

(۸) من اگر رندم و گر شیخ چہ کارم باکس
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم (۸)

(۱) ترجمہ ۔ اگر میں مدعیوں کی سرزنش سے ڈروں تو مستی اور رندی کا شیوہ مجھ سے پورا نہ ہو سکے گا ۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے طعنوں اور دشمنوں کی سرزنش سے ڈرے وہ کامل رند نہیں ہو سکتا ۔ پروردگار نے بھی اپنے خاص بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (مائدہ ۵) اور وہ نہیں ڈرتے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ۔

(۲) ترجمہ ۔ نو آموختہ رندوں کا زہد کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔ لیکن میں جو تمام جہاں میں بدنام ہو چکا ہوں ۔ صلاحیت کا کیا خیال کروں

مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی نئے رند بنے ہیں اور اس سلسلہ میں تھوڑی مدت سے قدم رکھا ہے ۔ وہ اگر رندی چھوڑ کر زاہد بن جائیں تو کچھ مضایقہ کی بات نہیں ۔ لیکن میں پرانا رند ہوں ۔ تمام جہاں میں بدنام ہو چکا ہوں میں اب رندی کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں اور زہد و صلاح کیسے اختیار کر سکتا ہوں (حقیقت میں نو آموز رندوں پر حملہ ہے)

(۳) ۔ مجھ بے ساماں کو شوریدہ سروں کا بادشاہ ملکہ کیونکہ بے عقلی میں تمام جہاں سے میں بڑھ کر ہوں ۔

یعنے میں دیوانگانِ عشق کا بادشاہ ہوں ۔ کیونکہ سب سے زیادہ بے عقل ہوں ۔

(۴) ترجمہ۔ میرے دل کے خون سے اپنی جبین پر خال بنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں تجھہ کافر مذہب پر قربان ہوں۔

خال سے یہاں مراد وہ تلک یا ٹیکا جو ہندو لوگ ماتھے پر لگاتے ہیں قشقہ بھی کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے بتِ کافر تو اپنی پیشانی پر قشقہ کسی رنگ سے نہیں بلکہ میرے دل کے خون سے لگا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں تجھہ کافر پر قربان ہو گیا ہوں۔

عشقِ ہندو بچہ کردم زار و ضعیف		صندلِ قشقہ شدم رشتۂ زنار شدم	(نعمت خاں عالی)

(۵) ترجمہ۔ اعتقاد ظاہر کر اور خدا کے لئے درگذر کر تاکہ تو نہ جانے کہ اس خرقہ میں میں کیسا نا درویش ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میں خرقہ پوش ہوں اور درویش نظر آتا ہوں لیکن حقیقت میں میں بالکل درویش نہیں۔ درویشی کے خلاف اوصاف مجھہ میں موجود ہیں۔ اس لئے خدارا مجھہ سے درگذر کر اور میری ظاہری درویشی پر ہی اعتقاد رکھہ تاکہ تجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میں خرقۂ درویشی میں نادرویش ہوں۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو ص ۲۵

(۶) ترجمہ۔ اے دوست میرے خونبار شعر اس معشوق کو جا کر سنا جس نے سیاہ پلکوں سے میری جان کی رگ پر زخم لگایا ہی

(۷) ترجمہ۔ ہمارے دل کے خون کے قطروں سے دامن بچا کر رکھہ کیونکہ اگر تو میرے زخم کو چھیڑیگا تو تجھہ پر بھی اثر ہوگا۔

یعنے تیرا دامن بھی خون سے آلودہ ہو جائے گا۔

(۸) ترجمہ۔ میں خواہ رند ہوں خواہ شیخ۔ مجھہ کسی سے کیا کام۔ اپنے راز کی حفاظت کرنے والا اور اپنے وقت کو پہچاننے والا ہوں

مطلب یہ ہی کہ میں اپنے راز اور وقت کو بخوبی جانتا ہوں اور اپنی نیکی بدی پہچانتا ہوں۔ خواہ رند ہوں۔ خواہ شیخ مجھہ کسی سے کیا کام اور کسی کو مجھہ سے کیا غرض۔

غزل (۵۷)

ما برآریم شبی دست و دعائی بکنیم	۱	غم ہجران ترا چارہ ز جائی بکنیم
دل بیمار شد از دست رفیقان مددی	۲	تا طبیبش بسر آریم و دوائی بکنیم
خشک شد بیخ طرب راہ خرابات کجاست	۳	تا دران آب و ہوا نشو و نمائی بکنیم
آنکہ بیجرم برنجید و بہ تیغم زد و رفت	۴	بازش آرید خدارا کہ صفائی بکنیم
در رہ نفس کز و سینۂ ما بتکدہ شد	۵	تیر آہی بکشائیم و غزائی بکنیم

مدد از خاطر رندان طلب ای دل ورنہ	۶	کار صعب است مبادا کہ خطائی بکنیم
سایۂ طائر کم حوصلہ کارے نکند	۷	طلب از سایۂ میموں ہمائی بکنیم

(۸) دلم از پردہ بشد حافظ خوش لہجہ کجاست
تا بقول و غزلش سازو نوائی بکنیم (۸)

(۱) ترجمہ ہم ایک رات ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں تیرے ہجر کے غم کا علاج کسی جگہ سے کریں۔ کسی جگہ یعنی دعا کے ذریعے سے۔

(۲) ترجمہ اے دوستو مدد کرو کہ میرا بیمار دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ تاکہ طبیب کو اس کے پاس لے آئیں اور کوئی دوا کریں۔ اس مضمون کے لئے دیکھو شعر الف ۳/۱

(۳) ترجمہ۔ خوشی کی جڑ خشک ہوگئی ہے۔ خرابات کا رستہ کدھر ہے۔ تاکہ اس آب و ہوا میں اسکی نشو و نما کریں۔ یعنی درخت طرب کی جڑ خشک ہوگئی ہے۔ شرابخانہ کے پانی سے اسے سرسبز کریں۔ حاصل کلام یہ کہ ہم مفہوم ہیں شراب سے غم غلط کریں۔

(۴) ترجمہ۔ وہ جو بغیر جرم کے مجھ سے ناراض ہوگیا مجھے تلوار سے مارا اور چلا گیا۔ خدا کے لئے اسے واپس لاؤ کہ صفائی کریں۔ یعنی معشوق مجھ سے بےگناہ ناراض ہوا اور تلوار سے مار کر چلا گیا اسے واپس لاؤ کہ باہم صلح و صفائی کریں۔

(۵) ترجمہ۔ نفس کی راہ میں جس سے ہمارا سینہ بتکدہ بن گیا ہے۔ آہ کا تیر چلائیں اور غزا کریں۔
نَفْس بفتح اول و سکون ثانی۔ نفس تین قسم کا ہے۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ یہاں نفس امارہ مراد ہے۔ جو لذت و حظوظ فانی ممنوعہ کیطرف حکم کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ (یوسف) غزا۔ دشمن دین کے ساتھ جنگ کرنا۔ مذہبی اغراض کے لئے لڑائی۔ شعر کا مطلب یہ ہے نفس امارہ کو جو دشمن دین ہے مارنے کے لئے غزا کریں اور اسے آہوں کے تیروں سے قتل کریں (یعنی آہ و انفعال سے اپنے گناہوں کو بخشوائیں) نفس امارہ فی الحقیقت بمنزلہ ایک بت کے ہے اور اسکا مطیع بت پرست ہوتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

	زانکہ آں بت مار وایں بت اژدہاست	مادر بتہا بت نفس شماست	
	وآں شرار از آب میگردد فرار	آہن و سنگ است نفس و بت شرار	
	آدمی با ایں دو کے ایمن شود	سنگ و آہن ز آب کے ساکن شود	

بت سیہ آب ست در کوزہ نہاں	نفس مر آب سیاہ را چشمہ داں
بت شکستن سہل باشد نیک سہل	سہل دیدن نفس را جہل ست جہل

خواجہ صاحب نے نفس امارہ کو مارنے کا نام غزا رکھا ہے مولانا روم اس کو جہاد الاکبر کہتے ہیں۔

اے شہاں کشتیم ما خصم برون	ماند خصمے زو بتر در اندروں
خصم بیروں قصد جان و مال کند	نفس قصد بردن ایمان کند
چونکہ واگشتیم ز پیکار بروں	روی آوردم بہ پیکار درون
قد رجعنا من جہاد الاصغریم	باعدو اندر جہاد الاکبریم
سہل شیرے دانکہ صفہا بشکند	شیر آنست آنکہ خود را بشکند

خواجہ صاحب نفس کے بت کو توڑنے کے لئے تیر آہ استعمال کرتے ہیں شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا	نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

(۶) ترجمہ - اے دل رندوں کے دل سے مدد طلب کر ورنہ یہ کام مشکل ہے ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی غلطی کر جائیں۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق میں سالک کی امداد اور رہنمائی ضروری ہے ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے۔

(۷) ترجمہ - کم حوصلہ پرندے کا سایہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا ہم کسی ہما کے مبارک سایہ کی طلب کرتے ہیں۔

ہما - ایک پرندے کا نام جو ہڈیاں کھاتا ہے اور جسکی نسبت مشہور ہے کہ جس شخص کے سر پر اُسکا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے - مطلب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس سے فائدہ کی امید نہ رکھ کسی کامل رہبر کی تلاش کر۔

(۸) ترجمہ - میرا دل پردہ سے باہر ہو گیا - خوش لہجہ حافظ کہاں ہے - تاکہ اس کے قول و غزل سے ساز و نوا کا انتظام کریں۔

مطلب یہ ہے کہ میرا دل پریشان ہو گیا ہے اور طبیعت ناموزوں - حافظ کہاں ہے کہ اسکی غزلوں سے ساز و نوا کا کچھ انتظام کریں

غزل (۵۸)

ما سر خوشان مست دل از دست دادہ ایم	۱	ہمراز عشق و ہمنفس جام بادہ ایم
بر ما بسی کمان ملامت کشیدہ اند	۲	تا کار خود ز ابروی جاناں گشادہ ایم
ای گل تو دوش جام صبوحی کشیدہ	۳	ما آں شقایقیم کہ با داغ زادہ ایم

گو بادہ صاف کن کہ بعذر ایستادہ ایم	۴	پیر مغاں ز توبۂ ما گر ملول شد	
انصاف میدہیم کہ از رہ فتادہ ایم	۵	کار از تو میرود مددی اے دلیل راہ	
ایں داغ بیں کہ بر دل خونیں نہادہ ایم	۶	چوں لالہ می مبیں و قدح در میاں کار	

(۷) گفتی کہ حافظ ایں ہمہ رنگ و خیال چیست
نقش غلط مخواں کہ ہماں لوح سادہ ایم (۷)

(۱) ترجمہ۔ ہم سرخوش مستوں نے دل ہاتھ سے دیدیا ہے۔ ہم عشق کے ہمراز اور جام بادہ کے ہم نفس ہیں۔

سرخوش اور مست کے لئے دیکھو شعر $\frac{۲۳}{۱}$

(۲) ترجمہ۔ لوگوں نے ہم پر ملامت کی بہت کمانیں کھینچی ہیں۔ جبسے کہ ہم نے معشوق کے ابرو سے کشایش کار حاصل کی ہے۔

کمان اور ابرو کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اے پھول تو نے کل شراب صبح پی ہے۔ ہم وہ گل لالہ ہیں کہ داغ کے ساتھہ پیدا ہوئے ہیں۔

شقائق۔ گل لالہ۔ یہ لفظ بمعنے جمع و مفرد ہر دو استعمال ہوتا ہے۔ مجازاً بمعنے مطلق گل۔ شقایق نعمان لالہ کی ایک خاص قسم ہے جسکا پھول نہایت سرخ ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پھول تو ابھی عشق میں نو آموز ہے اور خوش و خرم ہے۔ اس نے تو ابھی کل شراب پی ہے۔ لیکن ہم روز ازل سے عاشق ہیں اور لالہ کی طرح داغ عشق لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ نو آموز اور ازلی عاشقوں کا مقابلہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ پیر مغاں ہماری توبہ سے اگر ملول ہو گیا ہے تو اسے کہو کہ پیالہ (یا شراب) صاف کرے کہ ہم عذر کے لئے تیار ہیں یعنے اگر ہماری توبہ سے پیر مغاں ناراض ہے تو ہم توبہ کو توڑنے پر تیار ہیں اور شراب پینے پر رضامند

(۵) ترجمہ۔ اے رہنما مدد کر کہ تجھہ ہی سے کام چلے گا۔ ہمارا انصاف کر کہ ہم رستہ سے بھٹک گئے ہیں۔

میدہیم یعنے میدہی مرا۔

(۶) ترجمہ لالہ کی طرح شراب اور پیالہ کو درمیان نہ دیکھہ۔ یہ داغ دیکھہ جو ہمارے خونین دل پر لگا ہے۔

گل لالہ شکل میں پیالہ سے مشابہ ہوتا ہے اور اسکے اندر ایک داغ ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گل لالہ کی طرح میرے دل پر بھی ایک داغ ہے اسے دیکھہ۔ شراب اور پیالہ کو کیا دیکھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ میری شراب نوشی پر اعتراض نہ کر۔ میرے دل کی طرف دیکھہ کہ اسکی کیا حالت ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تو نے کہا ہے کہ ای حافظ یہ تمام رنگ وخیال کیا ہے۔ غلط نقش نہ پڑھ کہ ہم وہی سادہ تختی ہیں
دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام رنگ وخیال جو تجھے نظر آتے ہیں نقشِ غلط ہیں۔ وہی تصویریں
ہیں حقیقت میں ہم وہی لوحِ سادہ ہیں جیسے کہ تھے۔ اور یہ تمام نقش ورنگ شہودِ مطلق کے انوار کے پرتو اور عکس ہیں

حقیقت کز تعین شد معین من وتو عارضِ ذاتِ وجودیم	تو او را در عبادت گفتۂ من مشبکہائے مشکاتِ وجودیم

غزل (۵۹)

ما ورد سحر بر در میخانہ نہادیم	۱	اوقات دعا در رہ جانانہ نہادیم
سلطان ازل گنج غم عشق بما داد	۲	تا روی دریں منزل ویرانہ نہادیم
در خرقہ صد عاقل و زاہد زند آتش	۳	ایں داغ کہ ما بر دل دیوانہ نہادیم
در دل ندہم رہ پس ازیں مہر بتاں را	۴	مہر لب او بر در ایں خانہ نہادیم
چوں میرود ایں کشتی سرگشتہ بآخر	۵	جان در سر آں گوہر یکدانہ نہادیم
المنۃ للہ کہ چو ما بیدل و دین بود	۶	آں را کہ خرد پرور و فرزانہ نہادیم
در خرقہ ازیں بیش منافق نتواں بود	۷	بنیادش ازیں شیوہ رندانہ نہادیم

(۸)	قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ یارب چہ گدا ہمت و شاہانہ نہادیم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ ہم نے صبح کے ورد کو میخانہ کے دروازہ پر رکھدیا۔ دعا کے اوقات کو معشوق کی راہ میں ڈال دیا۔
مطلب یہ ہے کہ ہم نے وردِ صبح اور دعا کے حاصل کو شراب اور شاہد پر نثار کر دیا۔
(۲) ترجمہ۔ سلطانِ ازل نے غمِ عشق کا خزانہ ہم کو دیا جب کہ ہم نے اس منزلِ ویران کی طرف رخ کیا۔
یعنے دنیا میں آتے وقت سلطانِ ازل نے ہم کو غمِ عشق کا خزانہ دیا۔
(۳) ترجمہ۔ سو زاہدوں اور عقلمندوں کے خرقہ کو آگ لگا دیگا۔ یہ داغ جو ہم نے اپنے دیوانہ دل پر لگایا ہے۔

مطلب یہ ہی کہ داغِ عشق جو ہمارے مجنوں دل پر ہے۔ عقل اور زہد سے بدرجہا افضل ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اس کے بعد معشوقوں کی محبت کو دل میں رستہ نہیں دونگا۔ ہم نے اس گہر کے دروازہ پر اس کے لب کی مہر لگادی ہے

مطلب یہ ہے کہ اب ہمارے دل پر ہمارے معشوق کی مہر لگ چکی ہے۔ اس کے بغیر اب کسی اور معشوق کی محبت ہمارے دل میں اثر نہیں کر سکتی۔

(۵) ترجمہ۔ دیکھیئے یہ سرگشتہ کشتی آخر کسطرح جاتی ہی۔ ہم نے تو اس گوہر یکدانہ کے خیال میں جان رکھدی ہے۔

مطلب یہ ہی کہ ہم بحرِ عشق میں اس دُرِّ یتیم کی جستجو میں جان دینے کو تیار ہیں۔ دیکھیئے ہمارے وجود کی سرگشتہ کشتی کا انجام کیا ہو۔

(۶) ترجمہ۔ خدا کا احسان ہی کہ وہ شخص بھی ہماری طرح ہی بیدل و دین ثابت ہوا۔ جسکو ہم نے خردمند اور دانا سمجھا۔

مطلب یہ ہی کہ نہ صرف دیوانے بلکہ فرزانے بھی اسکے عشق میں دل و دین ہار دیتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ خرقہ میں اس سے زیادہ منافق نہیں ہوا جاتا۔ ہم نے اسکی بنیاد اس رندانہ شیوہ سے رکھی ہے

مطلب یہ ہے کہ خرقہ پوش ہو کر منافق بننا ہمارے لئے تو بہت مشکل ہے۔ اس لئے ہم نے شیوۂ رندی اختیار کیا ہے۔ زاہدِ خرقہ پوش اگر منافق رہ سکتا ہے تو رہے۔

(۸) ترجمہ۔ ہم حافظ کی طرح تیرے ایک خیال پر قانع تہے۔ یارب ہم کیسے گدا ہمت اور شاہانہ طبیعت کے آدمی ہیں

مطلب یہ ہی کہ جو شخص اپنے محبوب کے خیال میں مست رہتا ہے۔ وہ باوجود گدا ہونے کے بادشاہ ہے۔

غزل (۶۰)

ما دریں در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم	۱	از بدِ حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم
رہروِ منزلِ عشقیم و ز سرحدِ عدم	۲	تا باقلیمِ وجود این ہمہ راہ آمدہ ایم
سبزۂ خطِ تو دیدیم و ز بستانِ بہشت	۳	بطلبگاریِ این مہر گیاہ آمدہ ایم
با چنیں گنج کہ شد خازنِ او روحِ امیں	۴	بگدائی بدرِ خانۂ شاہ آمدہ ایم
لنگرِ حلمِ تو ای کشتیِ توفیق کجاست	۵	کہ دریں بحرِ کرم غرقِ گناہ آمدہ ایم
آبرو میرود ای ابرِ خطاپوش ببار	۶	کہ بدیوانِ عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

(۸)	**حافظ این خرقۂ پشمینہ بینداز کہ ما**
	از پی قافلہ با آتش و آہ آمدہ ایم (۸)

(۱) ترجمہ۔ ہم اس دروازہ پر حشمت وجاہ کے لئے نہیں آئے۔ حادثہ کے ہاتھ سے اس جگہ پناہ کے لئے آئے ہیں۔
ایں در سے مراد درِ میخانہ مطلب یہ ہے کہ حوادثِ زمانہ سے بچنے کے لئے ہم شرابخانہ میں آئے ہیں۔ کیونکہ شراب غم ربا ہے
یہ شعر خواجہ صاحب کے مشہور ترین اشعار میں سے ہے اور اکثر تحریر و تقریر میں استعمال ہوتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہم منزلِ عشق کے مسافر ہیں اور ملکِ عدم کی سرحد سے وجود کی ولایت تک یہ تمام رستہ طے کر کے آئے ہیں۔
بمصداق «کنت کنزاً مخفیاً الخ» آفرینشِ عالم کا باعث عشق ہوا ہے۔ شاہد حقیقی نے انسان کو سرحدِ عدم سے ملکِ وجود کیطرف اسی لئے راہی کیا کہ وہ اسے پہچانے اور اس کا عاشق ہو۔ گویا دنیا بھی منازلِ عشق میں سے ایک منزل ہے اس لئے عدم سے ہستی تک یہ دور کا رستہ عاشق کو طے کرنا پڑا۔ عارف جامی نے نہایت تفصیل اور توضیح کے ساتھ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

دراں خلوت کہ ہستی بے نشاں بود	بکنج بیخودی عالم نہاں بود
وجودے بود از نقشِ دوئی دور	ز گفت و گوے مائی و توئی دور
جمالِ مطلق از قیدِ مظاہر	بنورِ خویش ہم بر خویش ظاہر
صبا از طرہ اش نگسستہ تارے	ندیدہ چشمش از سرمہ غبارے
نوائے دلبری با خویش میساخت	قمارِ عاشقی با خویش مے باخت
ولے زانجا کہ حکمِ خوبروئیست	ز پردہ خوبرو در تنگ خوئیست
نکورو تابِ مستوری ندارد	چو در بندی سر از روزن بر آرد
چو ہر جا ہست حسن اینش تقاضاست	نخست این جنبش از حسنِ ازل خاست
بروں زد خیمہ ز اقلیمِ تقدس	تجلے کرد بر آفاق و انفس
از و یک لمعہ بر ملک و ملک تافت	ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت
ازاں لمعہ فروغے بر گل افتاد	ز گل شورے بجانِ بلبل افتاد
جمالِ اوست ہر جا جلوہ کردہ	ز معشوقانِ عالم بستہ پردہ

بهر پرده که بینی پردگی اوست	قضا جنبان ہر دل بردگی اوست

اسی مضمون پر ہے۔

عدم سے جانب ہستی تلاش یار میں آئے	امید گُو گل پر وادیٔ پُرخار میں آئے

(۳) ترجمہ ۔ تیرے سبزۂ خط کو ہم نے دیکھا اور باغ بہشت سے ہم اس مہر گیاہ کی طلب میں یہاں آئے۔

مہر گیاہ ۔ یا مردم گیاہ ۔ ایک گھاس ہے ۔ اسکی جڑ انسانی صورت کی ہوتی ہے کہتے ہیں کہ جو شخص اسے اپنے پاس رکھے ۔ تمام دنیا اس پر مہربان ہوتی ہے ۔ خواجہ صاحب نے معشوق کے سبزۂ خط کو مہر گیاہ سے تشبیہ دی ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے باغ بہشت میں تیرے سبزۂ خط کو روئے زمین پر دیکھا اس لئے ہم بہشت کو چھوڑ کر زمین پر آ گئے ۔ دیکھو ت ۹/۴ ۔

(۴) ترجمہ ۔ باوجود ایسا خزانہ پاس ہونے کے جسکا خزانچی روح الامین ہے ۔ ہم بادشاہ کے گھر کے دروازہ پر گدائی کے لئے آئے ہیں۔

روح امین ۔ روح الامین ۔ روح کرم ۔ روح الاعظم خطاب جبریل علیہ السلام ۔ گنج سے مراد خزانہ اسرار معرفت و حقیقت ۔

(۵) ترجمہ ۔ اے توفیق کی کشتی تیرے حلم کا لنگر کہاں ہے ۔ کہ ہم اس بحر کرم میں گناہوں میں غرق ہیں ۔

خواجہ صاحب کشتی توفیق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ہم اس دریائے معاصی میں غرق ہوئے جا رہے ہیں ۔ ہم کو ساحل پر پہنچا ۔ مطلب یہ ہے کہ اے کریم خطاپوش ! تجھے توفیق حاصل ہے ۔ ہم کو گناہوں سے بچا ۔ اور ساحل نجات پر لے جا ۔

(۶) ترجمہ ۔ اے ابر خطاپوش ! برس کہ میری آبرو جاتی ہے ۔ کیونکہ ہم دیوان عمل میں سیاہ اعمال نامہ لیکر آئے ہیں

دیوان عمل سے مراد وہ مقام جہاں قاضی روز حساب بندوں کے اعمال کا حساب لے گا ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم گنہگار ہیں ہمارے اعمالنامے سیاہ ہیں ۔ اے کریم خطاپوش تو اپنے ابر عفو و مغفرت سے ہمارے سیاہ اعمال ناموں کو دھو دے اور ہمیں پاک و صاف کر دے ۔

آبرو اور ابر کی رعایت ظاہر ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے حافظ اس خرقۂ پشمینہ کو اتار کر پھینک دے ۔ کیونکہ ہم قافلہ کے پیچھے آتش و آہ لے کر آئے ہیں

مطلب یہ ہے کہ ہم آتش عشق اور آہ و انفعال رکھتے ہیں ۔ ہمیں زہد ظاہری کی ضرورت نہیں ۔

غزل (۶۱)

ما ز یاران چشم یاری داشتیم	۱	خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
تا درخت دوستی کی بر دہد	۲	حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم
گفتگو آئین درویشی نبود	۳	ورنہ با تو ماجراہا داشتیم
شیوۂ چشمت فریب جنگ داشت	۴	ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم
نکتہ ہا رفت و شکایت کس ندید	۵	جانب حرمت فرو نگذاشتیم
گلبن حسنت نہ خود شد دلفریب	۶	ما دم ہمت برو بگماشتیم
چوں نہادی دل بمہر دیگراں	۷	ما امید از وصل تو برداشتیم

(۸) گفت خود دادی بما دل حافظا
ما محصل بر کسے نگماشتیم (۸)

(۱) ترجمہ ہم کو دوستوں سے دوستی کی امید تہی۔ لیکن جو کچھہ ہم نے سمجھا غلط تھا۔
یعنے دوستوں سے دوستی کی امید رکھنا غلط خیال ہے۔

وقت بد میں نہ ہوا کوئی امیر آکے شریک	یار سمجھا تھا میں جسکو وہ مرا یار نہ تھا

اسی مضمون پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

اَخِلّاءُ اِذَا اسْتَغْنَيْتُ عَنْھُمْ	وَاَعْدَاءٌ اِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ

یعنے جب، تو ان لوگوں سے مستغنی ہوتا ہے تو یہ تیرے دوست ہوتے ہیں اور جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو دشمن بن جاتے ہیں۔

تا جہانست از جہاں اہلِ وفائے برنخاست	نیک عہدے بر نیامد آشنائے برنخاست
گوئی اندر کشورِ ما بر نمے خیزد وفا	یا خود اندر ہفت کشور ہیچ جائے برنخاست

(۲) ترجمہ سہ دیکھیں دوستی کا درخت کب پہل لاتا ہے۔ فی الحال ہم گئے ہیں اور بیج بو آئے ہیں۔

یعنے ہم نے دوستی کا بیج بویا ہے۔ دیکھیے یہ درخت پہل کب لاتا ہے۔ خاقانی کی رائے میں تو دوستی کا بیج کبھی اگتا ہی نہیں بار آور ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

بادرم کن کز نخستین تخم آدم تا کنوں	در زمین مردمی مردم گیائے بر نخاست

(۳) ترجمہ۔ گفتگو کرنا آئین درویشی کے خلاف ہے۔ ورنہ تیرے ساتھ ہماری کئی باتیں تھیں۔

مطلب یہ ہے کہ شکوہ و شکایت درویشوں کے مناسب حال نہیں ہے۔ ورنہ کہنی کو بہت باتیں تھیں۔ بارگاہ محبوب مطلق میں پابندی آئین ایسی ہی ہونی چاہیئے لیکن ظاہر ہے کہ بعض اوقات عاشق بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کا مشہور و معروف **شکوہ** اس مجبوری کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔

رات میخانہ میں اک گوشہ سے آتی تھی صدا	دل میں سب کچھ ہے مگر رخصت گفتار نہیں

اسی مضمون پر مرزا غالب کا شعر ہے

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں	ورنہ کیا بات کر نہیں آتی۔

(۴) ترجمہ۔ تیری آنکھ کا شیوہ جنگ کا فریب رکھتا تھا۔ ہم نے غلط سمجھا اور اسے صلح خیال کیا۔

(۵) ترجمہ۔ کئی نکتے بیاں ہوئے۔ لیکن شکایت کسی نے نہ دیکھی کیونکہ ہم نے حرمت کے پہلو کو نہ چھوڑا۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے محبوب کے درمیان کئی نکتے اور لطیفے ہوئے۔ لیکن ہماری گفتگو میں کسی کو شکایت نظر نہ آئی۔ وجہ یہ تھی کہ محبوب کے ساتھ گفتگو کے دوران میں ہم نے حرمت اور ادب کے قواعد کو ملحوظ رکھا۔ پہلا مصرعہ کا ترجمہ اسطرح بھی ہو سکتا ہے کہ کئی نکتے بیان ہوئے اور شکایتیں ہوئیں لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکا کیونکہ ہم نے شکایت کے وقت بھی حرمت کے پہلو کو نظر انداز نہ کیا۔ بعض پرانے قلمی دیوانوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے۔ ع نکتہ ہا رفت و شکایت کس نہ کرد۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے حسن کا باغ خود بخود ہی دلفریب نہیں ہوا۔ بلکہ ہم نے اس پر دم ہمت کیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ دلفریبی جو معشوق کے حسن میں ہے۔ عاشقوں کے یمن و برکت سے ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ پیراں نمے پرند مریداں ہے پرانند معشوق بھی ایک حد تک عاشقوں کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ جب تو نے دوسروں کی محبت میں دل لگایا۔ تو ہم نے تیرے وصل کی امید منقطع کر دی۔

(۸) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ اے حافظ تو نے خود ہمیں دل دیا ہے۔ ہم نے کسی پر محصل مقرر نہیں کیا تھا۔

محصل۔ وہ اہلکار جو سرکاری حاصلات ٹیکس وغیرہ جمع کرتا ہے۔ کلکٹر مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہارا دل چھین کر نہیں لیا اور نہ کوئی محصل مقرر کیا تھا جو تم سے دل چھین لایا۔ تم نے خود برضا و رغبت ہم کو دل دیا۔ اب شکایت فضول ہے۔

غزل (۶۲)

ما نگوییم بد و میل بناحق نکنیم	۱	جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق نکنیم
رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم	۲	سرّ حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم
عیب درویش و توانگر بکم و بیش بد است	۳	کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم
خوش برانیم جہان در نظر راہروان	۴	فکر اسپ سیہ و زین مغرق نکنیم
آسمان کشتی ارباب ہنر می شکند	۵	تکیہ آں بہ کہ برین بحر معلق نکنیم
شاہ اگر جرعہ رندان نہ بحرمت نوشد	۶	التفاتش بمی صاف مروق نکنیم
گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید	۷	گو تو خوش باش کہ ما گوش باحمق نکنیم

(۸) حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم (۸)

(۱) ترجمہ - ہم کسی کو برا نہیں کہتے اور ناحق کی طرف رغبت نہیں کرتے - کسی کے جامہ کو سیاہ نہیں کرتے - اور اپنی گدڑی کو ریاکاری نہیں بناتے -

(۲) ترجمہ - دانائی کی کتاب پر غلطی کا خط نہیں کھینچتے - حقیقت کے بھید کو شعبدہ کے ورق کے ساتھ نہیں ملاتے -

مغلطہ - بالفتح - وہ جگہ جہاں آدمی غلطی یا شبہ میں پڑ جائیں - مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دفتر دانش کو مغلطہ نہیں بناتے اور حقیقت کو شعبدہ کے ساتھ نہیں ملاتے -

(۳) ترجمہ - درویش اور توانگر کی عیب جوئی کم و بیش دونو بُرے کام ہیں - مصلحت یہی ہے کہ بُرا کام ہم مطلق نہ کریں - مطلب یہ ہے کہ کسی کی عیب اور عیب جوئی نہیں کرنی چاہیئے - خواہ وہ توانگر ہو خواہ درویش -

(۴) ترجمہ - رہروؤں کی نظر میں ہم جہان کو اچھی طرح چلاتے ہیں - نہ مشکیں گھوڑے کی فکر ہے اور نہ مغرق زین کی -
مغرق - غرق ہو گیا ہوا - زر و سیم سے مغرق - جواہرات سے آراستہ - مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں - اسپ و زین کی فکر نہیں کرتے -

نہ بر اشتر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم	نہ شہنشاہ رعیت نہ غلام شہریارم

(۵) ترجمہ۔ آسمان ارباب ہنر کی کشتی کو توڑ دیتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم اس معلق سمندر پر بھروسہ نہ کریں۔
آسمان کو معلق سمندر کہا ہے۔ کیونکہ یہ سمندر کی طرح نیلگوں ہے۔ اور معلق ہے۔ کشتی و بحر کی رعایت ظاہر ہے۔ مطلب یہ ہے
کہ آسمان ہمیشہ ارباب ہنر کا دشمن رہا ہے اس لئے ہمیں آسمان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھو شعر

د ۱۲۶/۲ د ۱۲/۳ ذ ۱۱۱/۸ م ۳/۲ ۔

(۶) ترجمہ اگر بادشاہ ہم رندوں کی ایک گھونٹ شراب کی عزت نہیں کرے۔ تو ہم اس کی صاف اور چھنی ہوئی شراب کی طرف توجہ ہی نہ کرینگے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہم رندوں کی تلچھٹ کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور ذلیل سمجھے تو ہم بھی اس کی صاف شراب کی پروا نہ کرینگے
یعنی خودداری کی تعلیم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر امراہم غربا کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھینگے تو ہم بھی انکو اسی طرح ذلیل سمجھینگے
(۷) ترجمہ۔ اگر کسی حاسد نے برا کہا ہے اور اس سے کوئی دوست رنجیدہ ہوا ہے تو اسے کہو کہ خوش رہے کیونکہ ہم احمق کی باتیں نہیں سنتے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر میرے کسی حاسد نے مجھے برا بھلا کہا ہے اور میرے دوست یہ سن کر ناراض ہوئے ہیں تو ان دوستوں کو کہو کہ رنجیدہ
خاطر نہ ہوں ایسے احمقوں (حاسدوں) کی بات سننی ہی نہ چاہئے۔
(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر دشمن نے غلط کہا ہے تو ہم اس کی گرفت نہیں کرتے اور اگر سچ کہا ہے تو سچی بات پر ہم جھگڑا نہیں کرتے۔
مطلب یہ ہے کہ دشمن کی بات پر رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اس نے جھوٹ کہا ہے تو وہ قابل رحم ہے۔ قابل گرفت
نہیں اگر سچ کہا ہے۔ تو سچی بات پر ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق	ہے برا وہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	کیوں برا کہنے سے تو اس کے برا مانتا ہے

غزل ۶۳

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم	۱	ہواداری کویش را چو جان خویشتن دارم
صفای خلوت خاطر ازاں شمع چگل جویم	۲	فروغ چشم و نور دل ازاں ماہ ختن دارم
بکام و آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل	۳	چہ فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم
شراب خوشگوارم ہست و یار مہرباں ساقی	۴	ندارد ہیچکس یاری چنیں یاری کہ من دارم
مرا در خانہ سروی ہست کاندر سایۂ قدش	۵	فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

سزد گر خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی	۶	چو اسم اعظمم باشد چه باک از اهرمن دارم
خدایا ای رقیب امشب زمانی دیده بر هم نه	۷	که من با لعل خاموشش نهانی صد سخن دارم
گرم صد لشکر از خوبان بقصد دل کمین سازند	۸	بحمد الله والمنة بتی لشکر شکن دارم
الا ای پیر فرزانه مکن عیبم ز میخانه	۹	که من در ترک پیمانه دل پیمان شکن دارم
چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد الله	۱۰	نه میل لاله و نسرین نه برگ یاسمن دارم

(۱۱)	برندی شہرہ شد حافظ پس انجمن تیغ اما چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ میرا معشوق کے ساتھہ وعدہ ہی کہ جب تک جان بدن میں ہی اس کے کوچہ کی آرزو کو اپنی جان کیطرح عزیز رکھونگا۔

(۲) ترجمہ۔ خلوتِ دل کی صفائی اس شمعِ چگل سی ڈھونڈھتا ہوں۔ آنکھہ کی روشنی اور دل کا نور اس ماہِ ختن سی حاصل کرتا ہوں

چگل بکسر تین۔ ترکستان میں ایک حسن خیز شہر کا نام ہے۔ ختن بضم اول و فتح ثانی حدود چین میں ایک شہر کا نام حسینوں کے لئے مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری طبیعت کی صفائی دل کا نور اور آنکھوں کی روشنی یہ تمام چیزیں معشوق کی برکت سے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ دل کی آرزو اور مقصد کے مطابق جب مجھے خلوت حاصل ہی تو انجمن میں بد گو لوگوں کی خباثت سی مجھے کیا ڈر ہی۔ مطلب یہ ہے کہ جب دل کو اطمینان آزادگی اور خلوت حاصل ہو۔ تو محفل میں دشمنوں کی بد گوئی سی کچھہ ڈر نہیں ہوتا

(۴) ترجمہ۔ میرے پاس خوشگوار شراب بھی ہی۔ یار مہربان ساقی بھی کوئی شخص ایسا یار نہیں رکھتا جیسا کہ میں رکھتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ میرے گھر میں ایک ایسا سرو ہی کہ اسکے قد کے سایہ میں سرو بستانی اور شمشاد چمن سی مجھے فراغت حاصل ہے مطلب یہ ہی کہ باغ و بستان میں جا کر مجھے سرو و شمشاد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ میرا معشوق ان سی زیادہ موزون قد اور سہی قامت ہے۔

شود انگشتِ حسرت سرو در کام چمن پیرا		چو در گلشن نمائی جلوہ گران قدر عنا را	(قاسم)

(۶) ترجمہ۔ اسکے خاتم لعل سی اگر میں سلیمانی کا دم ماروں تو بجا ہے۔ جب میرے پاس اسم اعظم ہے۔ تو دیو سی کیا ڈر

اسم اعظم۔ خدا تعالے کے تمام ناموں سے بڑا نام۔ اسکی تعیین میں بڑا اختلاف ہی۔ بعض کے نزدیک اللہ بعض کے نزدیک مہیمن ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کہتے ہیں کہ جس کو اسم اعظم یاد ہو شیطان اور دیو اسکے نزدیک نہیں آسکتے حضرت سلیمان ع

کی انگشتری میں اسم اعظم منقوش تھا جسکی برکت سے وہ جن و انس پر حکومت کرتے ہیں خواجہ صاحب اپنے معشوق کے لعل لب کو خاتم سلیمانی کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس خاتم کی موجودگی میں میں اگر سلیمان ہونیکا دعویٰ کروں تو بیجا نہ ہوگا جسمیں اسم اعظم ہے۔ مجھے شیطان اور جن و دیو سے کیا ڈر۔

(۷) ترجمہ۔ اے پاسبان خدا کیلئے آج رات تھوڑی دیر کیلئے سوجا۔ کیونکہ مجھو اسکے لعل خاموش کیساتھ کئی پوشیدہ باتیں ہیں۔

لعل خاموش سے مراد لب لعل مطلب یہ ہے کہ اے معشوق کے دربان یا پاسبان آج رات ذرا سوجا کیونکہ معشوق کے لب لعل سے میری کئی پوشیدہ باتیں ہیں یعنی لب لعل کے بوسے لینے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اگر حسینوں کے سو لشکر میرے دل پر گھات لگائیں (تو کچھ نہیں کر سکتے) کیونکہ خدا کا شکر ہے کہ میرا معشوق ہی لشکر شکن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کی موجودگی میں کوئی اور حسین میرے دل پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

سعدیا لشکر خوباں بشکار دل ما	گو میائید کہ با صید فلاں گردیدیم

(۹) ترجمہ۔ ہاں اے دانا پیر مغاں میں جا کر میری عیب جوئی نہ کر کیونکہ ترک شراب میں میرا دل عہد شکن ہے۔ یعنے اگر میں شراب سے توبہ بھی کروں تو یہ توبہ قائم نہ رہے گی میں اپنے توبہ کے عہد کو توڑ دونگا لہذا شراب نوشی پر میری عیب جوئی اور شراب پینے سے مجھے منع کرنا فضول اور بے سود ہے۔ پیمان و پیمانہ کی رعایت ظاہر

(۱۰) ترجمہ۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اسکے اقبال کے باغ میں ٹہل رہا ہوں۔ لالہ و نسرین اور برگ یاسمن کیطرف مجھے رغبت نہیں۔

یعنے میرے لئے میرے محبوب کا حسن ایک باغ ہے۔

نرگس آنکھیں سرو قد غنچہ دہن رخسار گل	ایک مشت خاک پر کیا گلشن آرائی ہوئی۔

اسی مضمون پر نعمت خاں عالی کا شعر ہے۔

گل رخش سرو قدش غنچہ لبش نرگس چشم	از بہار آنچہ بجا ماند تنے ساختہ اند

اس لئے مجھے لالہ و نسرین اور یاسمن کی کیا ضرورت ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ اتنی پرہیزگاری کے بعد رندی میں مشہور ہوگیا لیکن مجھکو کیا غم ہے۔ جب میں دنیا میں امین الدین حسن رکھتا ہوں

امین الدین حسن۔ شاہ ابو اسحاق کے عہد میں ایک مشہور بزرگ تھے۔ خواجہ صاحب کو ان سے عقیدت تھی۔

غزل (۶۴)

۱	مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام
۲	یارب این قافلہ را لطف ازل بدرقہ باد	کہ ازو خصم بدام آید و معشوق بکام
۳	ماجرای من و معشوق مرا پایان نیست	ہرچہ آغاز ندارد نپذیرد انجام
۴	چشم خونبار مرا خواب نہ در خور باشد	من لہ یقتل داء دنف کیف ینام
۵	تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم	ذاک دعوای دہا انت و تلک الایام
۶	گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنمای	سرو مینازد و خوش نیست خدا را بخرام
۷	مرغ روحم کہ ہمی زد ز سر سدرہ صفیر	عاقبت دانۂ خال تو فگندش در دام
۸	زلف دلدار چو زنار ہمی فرماید	برو ای شیخ کہ شد بر تنم این خرقہ حرام
(۹)	حافظ ار میل بابروی تو دارد شاید	جای در گوشۂ محراب کنند اہل کلام

(۱) ترجمہ۔ مرحبا! اے فرخ رو اور مبارک پیغام والے پرندے۔ خوش آمدی! کیا خبر ہے یار کہاں ہے کونسی راہ ہے؟

(۲) ترجمہ۔ اے خدا لطفِ ازلی کو اس قافلہ کا رہنما بنا تاکہ دشمن جال میں پھنس جائے اور معشوق حسب مراد ہو جائے۔

از منزلِ مقصود کس آگاہ نمے بود	اگر بدرقۂ لطفِ تو ہمراہ نمے بود	(نعمت خان عالی)

(۳) ترجمہ۔ میرا اور معشوق کے درمیان جو ماجرا ہے اسکی کوئی حد نہیں۔ جس چیز کا آغاز نہ ہو اسکا انجام بھی نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ قصۂ عشق بے پایاں ہے۔ ہمارا عشق ازلی اور ابدی ہے نہ اسکی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا۔ دیکھو شعر ۶۵ ب

کس بادیۂ عشق بپایاں نرسانده است	ہرچند نظر کار کنند یک رم آہو است	(قاسم)

ذوق کا شعر ہے۔

سبب جسے کہتے ہیں بحرِ عشق اسکے دو کنارے ہیں	ازل نام اِس کنارے کا ابد نام اُس کنارے کا

(۴) ترجمہ۔ نیند میری خونبار آنکھ کے لائق نہیں۔ جسکا علاج قتل ہو وہ کیسے سو سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میری آنکھ خونباری کرتی ہے اس لئے مستوجب نیست بل ہے۔ پھر اُسے کیسے نیند آسکتی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں جانتا ہوں کہ مجھ بیدل پر تو رحم نہیں کریگا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور یہ تو ہے اور یہ زمانہ

مطلب یہ ہے کہ میرا دعوےٰ ہے کہ تو مجھ پر کبھی رحم نہیں کریگا۔ اور میرے دعوے کی تصدیق بھی ہو جائیگی۔ یہ تو ہے اور یہ زمانہ یعنے یہیں گوی وہیں میدان۔ دیکھینگے کہ میرا دعویٰ سچا ہوتا ہے یا نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ پھول حد سے زیادہ فخر کرنے لگا ہے مہربانی سے چہرہ دکھا۔ سرو ناز کرتا ہے اور یہ اچھی بات نہیں۔ خدا کے لئے خراماں ہو۔

ظاہر ہے کہ معشوق کے رخسار کے مقابلہ میں پھول بے رونق ہو جائیگا اور اسکے قدِ خراماں کے سامنے سرو کی کچھ قدر نہیں رہے گی۔

بارخش لالہ نداند ہیچ رونق بشگفت		باقدش سرو ندانم ہیچ یارا برخاست	(سعدی)

(۷) ترجمہ۔ میری روح کا پرندہ بوسدرہ پر چہچہاتا تھا۔ تیرے خال کے دانہ نے آخرکار اسے جال میں پھنسایا۔

تشریح کے لئے دیکھو شعرم غ ۶ ف ۳/۴

(۸) ترجمہ۔ معشوق کی زلف جب زنار باندھنے کا حکم دیتی ہے۔ تو اے شیخ چلا جا کہ میرے تن پر خرقہ حرام ہو گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب معشوق زناربندی کا حکم دیتا ہے تو پھر خرقہ پوشی حرام ہے۔ مذہب عشق میں محبوب کی حکم عدولی کفر ہے۔

.ہرچہ از راہ دامانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں		ہرچہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا

نعمت خاں عالی اس زناربندی کو عین اسلام کہتے ہیں۔

بستم از عشق خلش از سر نو زنارے		دل کافر شدہ را باز مسلمان کردم	

(۹) ترجمہ۔ حافظ اگر تیرے ابرو کیطرف رغبت رکھتا ہے تو ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ اہل کلام گوشہ محراب میں ہی مقیم ہوتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ ماہرانِ علوم دین اور عارف لوگ ہمیشہ گوشہ محراب میں ہی بیٹھا کرتے ہیں اس لئے حافظ بھی اگر تیرے محرابِ ابرو کیطرف مائل ہے تو بجا ہے۔ اہل کلام سے مراد ماہرانِ علم کلام یا شاعر۔ لہذا حافظ اور اہل کلام کی رعایت ظاہر

غزل ۶۵

مرو کہ در غمِ ہجر تو از جہاں بروم	۱	بیا کہ پیش تو از خویش ہر زمان بروم

سخن بگوی کہ پیش لب تو جان بدہیم	۲	رہا مکن کہ دریں حسرت از جہاں بریم
روا مدار کہ جاں بر لب ست و ما ز جہاں	۳	ندیدہ کام دل از آن لب و دہاں بریم
خوش آں زماں کہ بہ بینیم بر دہاں لب تو	۴	تو خود بگوی کہ ما از برت چساں بریم
گدای کوی شمائیم و حاجتے داریم	۵	روا مدار کہ محروم از آستاں بریم
نشان وصل بما دہ بہر طریق کہ ہست	۶	کہ یاری از پی وصل تو با نشاں بریم

(۷) مگو کہ حافظ ازیں در برو برای خدا
کہ ہرچہ رای تو باشد جز ایں براں بریم (۷)

(۱) ترجمہ ۔ تو نہ جا۔ تاکہ ہم تیرے ہجر کے غم سے جہاں سے نہ چلے جائیں ۔ آتاکہ تیرے سامنے ہر وقت بیخود رہیں ۔

(۲) ترجمہ ۔ بات کرتا کہ تیری لبوں کے سامنے ہم جان دیدیں ۔ ایسا نہ ہونے دی کہ اسی حسرت میں ہم جہان سی چلے جائیں ۔
مطلب یہ ہی کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہوتا کہ تیرے ایک لفظ پر ہم جان قربان کردیں ایسا نہ ہو کہ ہم تیری باتیں سننے کی آرزو میں ہی مرجائیں ۔

(۳) ترجمہ ۔ ہماری جان لبوں پر ہے ایسا نہ ہونے دی کہ ہم جہان سی تیرے لب و دہن سی دل کا مقصد حاصل کرنے کے بغیر ہی چلے جائیں ۔
یعنے ہم جان بلب ہیں لب لعل کا ایک بوسہ عطا کرتا کہ ہم اسی حسرت میں دنیا سے نہ چلے جائیں ۔

(۴) ترجمہ ۔ وہ وقت کیا اچھا ہوگا کہ ہم اپنے منہ پر تیرے لبوں کو دیکھیں گے ۔ تو خود ہی کہہ کہ ہم تیرے پاس سے کسطرح چلے جائیں

(۵) ترجمہ ۔ ہم تیرے کوچہ کے گدا ہیں اور حاجت رکھتے ہیں ۔ یہ بات روا نہ رکھہ کہ ہم تیری آستان سے محروم چلے جائیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ جس طریقہ سے بھی ہو اپنے وصل کا ہم کو نشان دے تاکہ تیرے وصل کے پیچھے ہم نشان کے ساتھہ جائیں
یعنے ہمیں نشانِ راہ بتا تاکہ تیرے وصل کی منزلِ مقصود تک ہم پہنچ جائیں ۔

(۷) ترجمہ ۔ برائے خدا یہ نہ کہو کہ اے حافظ اس دروازہ سے چلا جا ۔ کیونکہ اسکے سوا اور کچھہ تیری رائے ہوگی ہم اسی پر چلیں گے
مطلب یہ ہی کہ ہم یہ بات تجھ سے نہیں مانیں گے کہ تیرے دروازہ سے چلے جائیں ۔ اسکے سوا اور جو حکم تو کریگا ۔ بسر و چشم قبول کریں گے ۔ برائے خدا کو بیر و کے ساتھہ بھی پڑھ سکتے ہیں ۔

غزل ۶۶

مزن بر دل ز نوک غمزه تیرم	۱	که پیش چشم بیمارت بمیرم
نصاب حسن در حد کمال است	۲	زکاتم ده که مسکینم فقیرم
قدح پر کن که من از دولت عشق	۳	جوان بخت جهانم گرچه پیرم
چنان پر شد فضای سینه از دوست	۴	که فکر خویش گم شد از ضمیرم
مبادا جز حساب مطرب و می	۵	اگر حرفی کشد کلک دبیرم
دران غوغا که کس کس را نپرسد	۶	من از پیر مغان منت پذیرم
قراری کرده ام با میفروشان	۷	که روز غم بجز ساغر نگیرم
خوشا آن دم که استغنای مستی	۸	فراغت بخشد از شاه و وزیرم
فراوان گنج غم در سینه دارم	۹	اگرچه مدعی بیند فقیرم

(۱۰) من آن دم برگرفتم دل ز حافظ
که ساقی گشت یار ناگزیرم (۱۰)

فقیرم

(۱) ترجمہ - میرے دل پر غمزہ کی نوک سے تیر نہ مار - کیونکہ میں تیری بیمار آنکھ کے سامنے مرنے پر تیار ہوں -

مطلب یہ ہے کہ تجھے ضرورت نہیں ہے کہ مجھے قتل کرنے کے لئے میرے دل پر تیر غمزہ مارے - کیونکہ میں خود ہی تیری چشم بیمار کے سامنے مرنے پر تیار ہوں - یا یہ کہ مجھے دور سے تیرِ غمزہ مار کر قتل نہ کر کیونکہ میں تیری چشم بیمار کے پاس مرنا چاہتا ہوں -

(۲) ترجمہ - تیرے حُسن کا نصاب حد کمال میں ہے - مجھے زکوٰۃ دے کیونکہ میں مسکین ہوں فقیر ہوں -
نصاب - مال کی اتنی مقدار جس پر زکوٰۃ لازم آئے -

(۳) ترجمہ۔ پیالہ بھر دے کیونکہ میں عشق کی بدولت جہاں کا جواں بخت ہوں اگرچہ بوڑھا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ سینہ کا میدان دوست سے اسطرح بھر گیا ہے کہ اپنا خیال بھی دل سے دور ہو گیا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ میں دوست میں اسقدر محو ہو گیا ہوں کہ اپنے آپ کی خبر بھی نہیں رہی۔
اصطلاحِ تصوف میں اسی حالت کو فنا فی المعشوق کہتے ہیں۔

خیال دوست در دل آن چنان است	کہ عالم جملہ از چشمم نہان است
اگر خواہم کہ بینم خویشتن را	ہمیں بینم کہ جانانم عیان است

(۵) ترجمہ۔ اگر میرے محاسب کا قلم کوئی حرف لکھے تو خدا کرے کہ وہ مطرب و مے کے حساب کے بغیر کچھ نہ ہو۔
یعنی خدا کرے کہ محاسبانِ قضا و قدر میرے حساب میں سوائے مطرب و مے کے اور کچھ نہ لکھیں

(۶) ترجمہ۔ جس غوغا میں کوئی کسی کو نہیں پوچھیگا۔ میں پیرِ مغاں کا منت پذیر ہونگا۔
مطلب یہ ہے کہ میں غوغائے قیامت میں ساقی کوثر کا ممنونِ احسان ہونگا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے میفروشوں سے قرار کیا ہے کہ غم کے دن سوائے پیالہ کے اور کچھ نہ لونگا۔

(۸) ترجمہ۔ وہ وقت اچھا ہوگا کہ مستی کی بے نیازی مجھے بادشاہ اور وزیر سے مستغنی کر دے۔
یعنے مست ہو کر دنیا سے مستغنی ہو جاؤں۔

(۹) ترجمہ۔ میرے سینہ میں غم کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ اگرچہ مدعی مجھے فقیر سمجھتا ہے۔
عاشقوں کے نزدیک غم عشق بھی ایک بیش بہا خزانہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے حافظ سے اسوقت سے دل ہٹا لیا ہے جب سے کہ ساقی میرا ضروری دوست ہو گیا ہے
یعنی ساقی کی دوستی میں میں نے اپنے آپ کو چھوڑ دیا ہے دیکھو شعر (۴) غزل ہذا۔

غزل ۶۷

مژدۂ وصل تو کو کز سرِ جان برخیزم	۱	طائر قدسم و از دام جہان برخیزم
یارب از ابرِ ہدایت برساں بارانی	۲	پیشتر زانکہ چو گردی ز میان برخیزم

بولای تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی	۳	از سر خواجگی کون و مکان برخیزم
بر سر تربت من با می و مطرب بنشیں	۴	تا بوییت ز لحد رقص کناں برخیزم
گرچہ پیرم تو شبی تنگ در آغوشم گیر	۵	تا سحر گہ ز کنار تو جواں برخیزم
تو مپندار کہ از خاک سر کوی تو من	۶	بجفای فلک و جور زماں برخیزم

(۷)	سرو بالا بنمای بت شیریں حرکات کہ چو حافظ ز سر جان و جہان برخیزم	(۷)

یہ غزل خواجہ صاحب کی تربت پر سنگ مرمر کے ایک تختہ پر کندہ ہے۔ دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۸ سوانحعمری۔

(۱) ترجمہ :- تیری وصل کا مژدہ کہاں ہے کہ میں جان سے گذر جاؤں۔ میں عالم قدس کا پرندہ ہوں دنیا کی جال سے نکل جاؤں۔
وصل سے مراد مشاہدۂ محبوب حقیقی۔

شمع من منتظر قتل خودم زود بیا	کہ پروبال فشاں از سر جاں برخیزم	(آزاد بلگرامی)

اسی مضمون اور اسی زمین میں امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں۔

یکزماں پیش من ای جان جہانم بنشیں	تا بداں خوشدلی از جان جہاں برخیزم

(۲) ترجمہ :- خدا ہدایت کے بادل سے پانی برسا، پیشتر اسکے کہ گرد کی طرح میں درمیان سے اٹھ جاؤں۔
گرد اور باراں کی رعایت ظاہر
مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے سیدھی راہ دکھادے۔

(۳) ترجمہ :- تیری محبت کی قسم ہے کہ اگر تو مجھے اپنا غلام کہے۔ تو میں کون و مکان کی بادشاہی کا خیال چھوڑدوں
مطلب یہ ہے کہ دونوجہانوں کی بادشاہی سے تیری غلامی بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ :- میری قبر پر شراب اور مطرب کے ساتھ بیٹھ۔ تاکہ تیری خوشبو پر لحد سے رقص کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوں۔
اسی مضمون اور اسی زمین میں خواجہ سلمان ساوجی کا شعر ہے۔ دوسرا مصرعہ سلمان کا ہے

چوں شوم خاک بخاکم گذرے کن چو صبا	تا بوییت ز لحد رقص کناں برخیزم

امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں۔

از پس مرگ اگر برسر خاکم گذری		بانگ پایت شنوم نعرہ زناں برخیزم	

مولانا آزاد بلگرامی نے اسی غزل پر ایک غزل لکھی ہے یہ شعر انکا ہے۔

برسر تربت من شور قیامت افگن		کہ من پیر زفیض تو جواں برخیزم	

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ میں بوڑھا ہوں تو ایک رات مجھے بغل میں سخت دبا تاکہ صبح کے وقت تیری بغل سے میں جوان اٹھوں

ناتواں گشتم ازاں گونہ کہ نتوانم خاست		درمرا دست بگیری تو رواں برخیزم	(امیر خسرو)

(۶) ترجمہ۔ تو یہ خیال کر کہ تیرے کوچہ کی خاک ہی میں آسمان کے ظلم اور زمانہ کے جور کی وجہ سے اٹھ کھڑا ہونگا۔
مطلب یہ ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔

گرچہ از عقل و دل و دیدہ و جان برخیزم		حاش للہ کہ من از عشق فلان خیزم	(امیر خسرو)

(۷) ترجمہ۔ اے شیریں حرکات معشوق! اپنا بلند قد دکھا۔ تاکہ میں حافظ کیطرح جان اور جہاں کا خیال چھوڑ دوں

کیستم گرد سر راہ اگر او بگذرد		مضطرب از پئے آں سرو رواں برخیزم	(آزاد)

مرزا صائب نے بھی اسی زمین میں کہا ہے۔

مہلت عمر کم و فرصت خدمت تنگ است		مگر از خاک چو نے بستہ میاں برخیزم	

غزل ۶۸

من ترک عشقبازی و ساغر نمے کنم	۱	صد بار توبہ کردم و دیگر نمے کنم
باغ بہشت و سایہ طوبیٰ و قصر حور	۲	با خاک کوی دوست برابر نمے کنم
تلقین درس اہل نظر یک اشارت است	۳	کردم اشارتے و مکرر نمے کنم
ہرگز نمے شود ز سر خود خبر مرا	۴	تا در میان میکدہ سر بر نمے کنم
شیخم بطنز گفت حرام است مے مخور	۵	گفتم مگو کہ گوش بہر خر نمے کنم
پیر مغاں حکایت معقول میکند	ق ۶	معذورم از محال تو باور نمے کنم
این تقویم بس است کہ چوں اہل شہر	۷	ناز و کرشمہ بر سر منبر نمے کنم
زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن	۸	محتاج جنگ نیست برادر نمے کنم

(۹) حافظ جناب پیرمغان جامن وفاست (۹)
من ترک خاک بوسی این در نمے کنم

(۱) ترجمہ - میں عشق بازی اور شراب کو ترک نہیں کرتا۔ سو بار توبہ کر چکا ہوں اب نہیں کرتا۔
یعنے پہلے ہی شاہد و شراب سے کئی دفعہ توبہ کر چکا ہوں اور توبہ کو توڑ چکا ہوں اب توبہ نہیں کرونگا۔
(۲) ترجمہ - میں باغ بہشت سایہ طوبی اور حور کے محل کو معشوق کے کوچہ کی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔
(۳) ترجمہ - اہل نظر کے سبق کی تعلیم بس ایک اشارہ ہے میں ایک اشارہ کر چکا ہوں دوبارہ نہیں کرتا۔
مطلب یہ ہے کہ اہل نظر کی تعلیم ایک اشارہ سے ہو جاتی ہے اور "عاقل را اشارہ بس است"۔ بس میں ایک اشارہ کر چکا ہوں اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکا ہوں۔ اب بار بار وہی اشارہ نہیں کرونگا۔
(۴) ترجمہ - مجھے اپنے سر کی ہی بالکل خبر نہیں ہوتی۔ جب تک کہ میں شراب خانہ میں سر نہیں اُٹھاتا
مطلب یہ ہے کہ مجھے مست ہو کر ہوش آتا ہے۔
(۵) ترجمہ - شیخ نے مجھے طنزاً کہا کہ شراب حرام ہے نہ پی۔ میں نے جواب دیا کہ چپ رہ میں ہر ایک گدھے کی بات نہیں سنتا۔
(۶) ترجمہ - پیر مغان معقول بات کہتا ہے۔ اگر میں تیری نامکمل باتوں کو نہیں مانتا تو معذور ہوں۔
یہ شعر پچھلے شعر سے قطعہ بند ہے
(۷) ترجمہ - مجھے اتنی ہی پرہیزگاری کافی ہے کہ شہر کے زاہدوں کیطرح منبر پر ناز و کرشمہ نہیں دکھاتا
مطلب یہ ہے کہ میرے لئے یہی تقوی کافی ہے کہ زاہدانِ شہر کی طرح منبر پر بیٹھکر اپنی بزرگی کا اظہار نہیں کرتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ترکِ خود نمائی اور خود ستائی بہت بڑی پرہیزگاری ہے۔
(۸) ترجمہ - زاہد نے مجھے طنزاً کہا کہ جا عشق چھوڑ دے۔ (میں نے جواب دیا) اے بھائی کوئی لڑائی کی بات نہیں ہے۔ میں نہیں چھوڑتا۔
(۹) ترجمہ - اے حافظ پیر مغاں کی جناب وفا کا مقام ہے۔ میں اس دروازہ کی خاکبوسی کو نہیں چھوڑ سکتا۔

غزل (۶۹)

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم	۱	مدہوش چشم مست و می صاف بیغشم
در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز	۲	استادہ ام چو شمع مترسان ز آتشم
من آدم بہشتیم اما درین سفر	۳	حالی اسیر عشق جوانان مہوشم
بخت ار مدد کند کہ کشم رخت سوی دوست	۴	گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم
شیراز معدن لب لعلست و کان حسن	۵	من جوہری مفلسم ازان رو مشوشم
از بسکہ چشم مست درین شہر دیدہ ام	۶	حقا کہ می نمیخورم اکنون و سرخوشم
شہریست پر کرشمہ و خوبان ز شش جہت	۷	چیزیم نیست ورنہ خریدار ہر ششم
گفتے ز سر عہد ازل نکتہ بگوے	۸	انگہ بگویمت کہ دو پیمانہ درکشم
حسن عروس طبع مرا جلوہ آرزوست	۹	آئینہ ندارم ازان آہ می کشم

(۱۰) حافظ ز تاب فکرت بیحاصلی بسوخت
ساقی کجاست تا زند آبے بر آتشم (۱۰)

(۱) ترجمہ ۔ میں خوبصورت چہرے اور دلکش بالوں کو دوست رکھتا ہوں مست آنکھ اور صاف بیغش شراب کا مست ہوں

(۲) ترجمہ ۔ عاشقی میں سوز وساز ضروری ہیں ۔ میں شمع کیطرح کھڑا ہوں مجھے آگ سے نہ ڈرا ۔

مطلب یہ ہی کہ عشق میں جلنا ضروری ہے ۔ جلنے کے لئے تیار ہوں ۔ ڈرتا نہیں ہوں ۔

(۳) ترجمہ ۔ میں بہشتی انسان ہوں لیکن اس سفر میں فی الحال مہوش جوانوں کے عشق میں گرفتار ہوں ۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو ت ۱/۵-۶-۷ م ۲۰/۲ م ۱۲/۸ م ۱۷/۴۴ م ۸۹/۲

(۴) ترجمہ ۔ اگر بخت یاوری کرے اور میں دوست کے پاس پہنچ جاؤں تو حوریں اپنے گیسوؤں سے میرے فرش سے گرد جھاڑیں گی

مفرش ۔ بچھونا ۔ بساط ۔ بستر ۔ وہ چیز جس میں بستر رکھیں ۔ چمڑے کا صندوق جسمیں کپڑے

رکھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ منزلِ محبوب میں جاروبی کا کام بھی حوریں کرتی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ شیراز لب لعل اور کانِ حسن کا معدن ہے۔ میں مفلس جوہری ہوں اسلئے تشویش میں ہوں۔

گویند کہ یادِ دستِ تہی عشق و بال است	افتادہ بریں قاعدہ اجماع امم را (غالب)

(۶) ترجمہ۔ چونکہ میں نے اس شہر میں بہت مست آنکھیں دیکھی ہیں قسم ہے کہ اب شراب نہیں پیتا اور پھر بھی مست ہوں

مے حاجت نیست مستیم را	در چشم تو تا خمار باشد

(۷) ترجمہ۔ شیراز ایک پُر کرشمہ شہر ہے اور ہر طرف معشوق ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ورنہ تمام کا خریدار ہوں

یہ شعر بعض قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تو نے مجھ کو کہا ہے کہ عہدِ ازل کے بھید سے کوئی نکتہ بیان کر۔ میں اسوقت نکتہ بیان کرونگا جب دو پیالے شراب پی لونگا۔

(۹) ترجمہ۔ میری طبیعت کی عروس کے حسن کو جلوہ نمائی کی خواہش ہے۔ کوئی آئینہ نہیں ہے اسلئے افسوس کرتا ہوں

مطلب یہ ہے کہ میری طبع موزون جلوہ نمائی کرنا چاہتی ہے لیکن یہاں شعر و سخن کا کوئی قدردان اور نکتہ فہم نہیں اسلئے افسوس کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ بے حاصلی کے فکر کی آگ سے جل گیا۔ ساقی کہاں ہے جو میری آگ پر پانی ڈالے۔

حاصل کلام یہ کہ بضاعتِ اعمال کی کمی سے شرمندہ ہوں شراب عشق سے اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں

غزل (۷۰)

من کہ باشم کہ بر آں خاطرِ عاطر گذرم	۱	لطفہا میکنی ای خاکِ درت تاج سرم
دلبرا بندہ نوازیت کہ آموخت بگو	۲	کہ من این ظن برقیبان تو ہرگز نبرم
ہمتم بدرقۂ راہ کن ای طائرِ قدس	۳	کہ دراز است رہِ مقصد و من نو سفرم
ای نسیم سحری بندگی ما برسان	۴	کہ فراموش مکن وقتِ دعای سحرم
خرم آں روز کزیں مرحلہ بربندم رخت	۵	و ز سرِ کوی تو پرسند رفیقاں خبرم

پایۂ نظم بلند است و جهانگیر بگو / راه خلوتگہ خاصم بنما تا پس از ین	۶ / ۷	تا کند پادشۂ بحر دهان پر گهرم / می خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم
(۸)	حافظا شاید اگر در طلب گوہر وصل / دیدہ دریا کنم از اشک و در و غوطہ خورم	(۸)

(۱) ترجمہ:- میں کیا چیز ہوں کہ تیری خاطرِ عاطر میں میرا خیال ہو- آگہ تیری دروازہ کی خاک میرے سر کا تاج ہے- تو بہت لطف کرتا ہے-

عاطر- خوشبودار- مجازاً پاکیزہ نفیس-

(۲) ترجمہ:- اے معشوق کہو کہ تجھے بندہ نوازی کس نے سکھائی ہے کیونکہ مجھے تیرے رقیبوں پر تو ہرگز یہ ظن نہیں ہے- یعنے رقیب تو کبھی تجھے بندہ نوازی نہیں سکھاتے- خواجہ صاحب کو یہ خطرہ ہے کہ معشوق نے کہیں بندہ نوازی کی مشق رقیبوں پر ہی تو نہیں کی-

(۳) ترجمہ:- اے قدسی پرندِ ہمت کو میرا رہنما بنا کیونکہ منزل مقصود بہت دور ہے اور میرا ہی نیا سفر کرنے لگا ہوں

گر بدرقۂ لطفِ تو ہمراہ نہ بود	از منزل مقصود کسے آگاہ نمے بود	

(۴) ترجمہ:- اے نسیم سحری اسے ہمارا سلام پہنچا اور کہہ کہ دعا سحر کے وقت مجھے نہ بھول-

(۵) ترجمہ:- وہ دن اچھا ہوگا جب میں اس مرحلہ سے روانہ ہونگا اور تیری کوچہ میں رفیق مجھہ سے حال احوال پوچھیں گے-

یعنے وہ دن اچھا ہوگا جب میں اس دارِ فانی سے دارِ بقا کو جاؤنگا اور کوئے محبوب میں پہنچونگا دوست پوچھینگے کہ کیا حال ہے کسطرح آئے-

(۶) ترجمہ:- نظم کا مرتبہ بلند ہے اور عالمگیر ہے کہو- تاکہ سمندر کا بادشاہ میرا منہ موتیوں سے بھر دے- صلہ کی درخواست ہے-

(۷) ترجمہ:- مجھے اپنی خلوت گاہ خاص کی راہ دکھا تاکہ اسکے بعد تیری ساتھ شراب پیئوں اور پھر دنیا کا غم نہ کھاؤں

(۸) ترجمہ:- اے حافظ اگر گوہر وصل کی طلب میں میری آنکھوں کو اشکباری سے دریا بنا دوں اور اس میں غوطہ زنی کروں تو بجا ہے-

یعنے بیجا ہے اگر وصل کی آرزو میں آنکھوں سے سیلابِ اشک جاری کروں۔
گوہر و دریا کی رعایت ظاہر

غزل (۱۷)

من نه آن رندم که ترک شاهد و ساغر کنم	۱	محتسب داند که من این کارها کمتر کنم
چون صبا مجموعهٔ گل را بآب لطف شست	۲	کج دلم خوان گر نظر بر صفحهٔ دفتر کنم
لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق	۳	داوری دارم بسی یارب کرا داور کنم
عشق دردانه است و من غواص و دریا میکده	۴	سر فرو بردم در انجا تا کجا سر بر کنم
گرچه گرد آلود فقرم شرم باد از همتم	۵	گر بآب چشمهٔ خورشید دامن تر کنم
منکه دارم در گدائی گنج سلطانی بدست	۶	کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم
عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف دوست	۷	تنگ چشمم گر نظر بر چشمهٔ کوثر کنم
عهد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار	۸	عهد با پیمانه بندم شرط با ساغر کنم
باز کش یکدم عنان ای ترک شهر آشوب من	۹	تا ز اشک و چهره راهت پر زر و گوهر کنم
با وجود بینوائی روسیه بادم چو ماه	۱۰	گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم
منکه امروزم بهشت نقد حاصل میشود	۱۱	وعدهٔ فردای زاهد را چرا باور کنم
شیوهٔ رندی نه لایق بود وضعم را ولے	۱۲	چون در افتادم چرا اندیشهٔ دیگر کنم
دوش لعلت عشوه میداد عاشق را ولی	۱۳	من نه آنم کز وی این افسانها باور کنم
گوشهٔ محراب ابروی تو میخواهم ز بخت	۱۴	تا در آنجا همچو مجنون درس عشق از بر کنم
وقت گل گوئی که زاهد شو بچشم و جان و دل	۱۵	میروم تا مشورت با شاهد و ساغر کنم

(۱۶) زاهد وقت گل چه سودائیست حافظ گوش دار
تا اعوذی خوانم و اندیشهٔ دیگر کنم (۱۶)

(۱) ترجمہ۔ میں وہ رند نہیں ہوں کہ شاہد و ساغر کو ترک کر دوں محتسب جانتا ہے کہ میں ایسی کام نہیں کیا کرتا۔

(۲) ترجمہ۔ جب صبا نے مجموعۂ گل کو لطف کے پانی سے دھویا ہے۔ تو اگر میں کتاب کے صفحہ پر نظر کروں تو مجھے کج دل کہو۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار میں ورقِ گل کے مقابلہ میں اگر میں ورقِ کتاب کی طرف نظر کروں تو مجھے کج دل سمجھو۔ حاصل کلام یہ کہ بہار میں صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرنا چاہئے یہ دن مدرسہ نشینی کی نہیں ہوتے۔

بلدادان کہ تفاوت نکند لیل و نہار		خوش بود دامن صحرا و تماشائے بہار	
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار		وقت آن نیست کہ در خانہ نشینی بیکار	

(۳) ترجمہ۔ لالہ نے پیالہ پکڑا ہے۔ نرگس مست ہے اور ہم پر فسق کا الزام ہے۔ اے خدا بہت انصاف کی باتیں ہیں کس کو منصف کروں۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے لالہ نشہ میں سرشار ہے نرگس مست ہے گلشن کی ہوا توبہ شکن ہے۔ ان حالات میں ہم شراب پیتے ہیں تو بھی لوگ ہم پر فسق و فجور کا الزام لگاتے ہیں۔ جائے انصاف ہے کون انصاف کرے۔

(۴) ترجمہ۔ عشق موتی کا دانہ ہے میں غوطہ زن ہوں اور میکدہ سمندر ہے۔ اسمیں میں نے غوطہ لگایا ہے دیکھئے کہاں جاکر سر نکالتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے بحرِ عشق میں غوطہ لگایا ہے۔ دیکھئے گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے یا نہیں اور کیا انجام ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ میں فقر سے گرد آلود ہوں تاہم اگر چشمۂ خورشید کے پانی سے بھی دامن تر کروں تو ہمت سے شرم آنی چاہیئے۔

مطلب یہ ہے کہ باوجود فقر کے بھی میرا تنا عالی ہمت اور دل کا امیر ہوں کہ کسی چشمۂ فیض سے بھی دامن ترکرنا نہیں چاہتا۔

اقبال کرم مے گزد ارباب ہمم را		ہمت نہ خورد نیشتر لا و نعم را	
از غیبت دنیا المِ آشوب نگردم	(عرفی)	زیں باد پریشاں نکنم زلفِ علم را	
فقرم بسیاست کشد از مسندِ ہمت		در چشم وجود ار ندہم جائے عدم را	

(۶) ترجمہ۔ گدائی کی حالت میں بھی بادشاہی خزانہ میسر ہاتھ ہے میں کمینہ پرور آسمان کی گردش پر کیا امید رکھتا ہوں

چہ آزاد بند درویشاں ز آسیب گرانباری	چہ محتاج اند سلطانان باسباب جہانبانی

بہ سلطانہا کو را ابود رنج دل آشوبی	خوشا درویشا کو را ابود گنج تن آسانی	(خاقانی)

(۷) ترجمہ ۔ اگر معشوق کی مہربانی عاشقوں کو آگ میں کہنا پسند کرے ۔ تو میں تنگ چشم ہونگا اگر چشمۂ کوثر پر بہی نظر کروں ۔
مطلب یہ ہے ۔ کہ ہم معشوق کی رضا پر راضی ہیں ۔ دوزخ میں رکہے تو چشمۂ کوثر کی آرزو نہیں ۔

چناں خوش است جفائت کہ گر تو تیر زنی	قبول گر نکنم من بدیدہ نامردم	(امیر خسرو)

(۸) ترجمہ ۔ آسمان کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں میں نے پیالہ سے عہد باندہا ہے اور ساغر سے شرط لگائی ہے ۔
مطلب یہ ہے کہ گردشِ گردوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جام مے سے عہد وفا باندھا ہے ۔
(۹) ترجمہ ۔ اے میرے شہر آشوب ترک! تھوڑی دیر کے لئے باگ تہام لے ۔ تاکہ تیری راہ کو آنسوؤں سے اور چہرے کے زر اور پر گوہر کر دوں ۔
اشک سے پر گوہر اور چہرۂ زرد سے پُر زر ۔
(۱۰) ترجمہ ۔ باوجود بینوائی کے اگر بلند اقبال آفتاب کے فیض کو بہی قبول کروں تو چاند کیطرح روسیاہ ہوں ۔
ظاہر ہے کہ چاند بذاتہ روشن نہیں بلکہ سیاہ ہے خورشید کی روشنی کا عکس اس پر پڑتا ہے اور وہ روشن نظر آتا ہے ۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ باوجود بے سروسامان ہونے کے میں کسی فیض کو قبول نہیں کرتا ۔ اگر کروں تو چاند کیطرح روسیاہ ہوں جو خورشید کا فیض قبول کرتا ہے ۔
(۱۱) ترجمہ ۔ جب آج مجھہ کو بہشت نقد حاصل ہوتی ہے ۔ تو زاہد کے وعدۂ فردا کو کیوں مانوں ۔
یعنے جب بہشتِ نقد حاصل ہوتی ہے تو بہشت نسیہ کو کیا کروں ۔ فردا سے مراد فردائے قیامت
نقد و نسیہ کے لئے دیکھو الف ۹/۹ ت ۹/۴ ت ۹/۲

بہ نقد و نسیہ جہاں شاد شد کہ داد خدا	بہ من شراب و بزاہد مژدۂ تسنیم	(غالب)

(۱۲) ترجمہ ۔ رندی کا شیوہ میری وضع کے لائق نہیں تہا لیکن جب رندی میں پڑ گیا ہوں تو پہر دوسرا خیال کیوں کروں ۔
یعنے اگرچہ شیوۂ رندی میری وضع کے خلاف تہا لیکن جب رندی شروع کر دی تو پہر زہد و ورع کا خیال فضول
(۱۳) ترجمہ ۔ کل اسکا لب لعل عاشق کو فریب دیتا تہا لیکن میں ایسا آدمی نہیں ہوں جو اسکی باتوں میں آجاؤں ۔
(۱۴) ترجمہ ۔ میں اپنی بخت سے تیری ابرو کے محراب کا گوشہ مانگتا ہوں ۔ تاکہ اس جگہ مجنوں کیطرح عشق کا سبق یاد کروں
(۱۵) ترجمہ ۔ موسم بہار میں تو مجھے کہتا ہے کہ زاہد بن جا ۔ بسر و چشم میں جاتا ہوں اور شاہد و ساغر سے مشورہ کرتا ہوں ۔
خواجہ صاحب ناصح کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ موسم بہار میں تو مجھے زاہد بننے کے لئے کہتا ہے

تیری نصیحت دل وجان سے قبول ہے۔ بسر وچشم۔ میں جاتا ہوں اور شاہد و ساغر سے مشورہ کرتا ہوں اگر انہوں نے مشورہ دیا تو زاہد بن جاؤنگا۔ ظاہر ہے کہ موسم بہار میں شاہد و ساغر سے زہد کا مشورہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ کجا موسم بہار اور کجا زہد و ورع۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے حافظ موسم بہار میں زہد کا خیال کرنا عجیب دیوانگی ہے۔ سن کہ میں اعوذ پڑھتا ہوں اور کسی اور دوسرے خیال میں مصروف ہوتا ہوں۔

اعوذ۔ سے مراد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم یا قل اعوذ برب الناس۔ شیطانی وسوسوں اور باطل خیالات کو دل سے دور کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسم بہار میں زہد کا خیال ایک باطل وسوسہ ہے اس سے بچنے کے لئے اعوذ پڑھنا چاہئے اور شاہد و ساغر کا خیال کرنا چاہئے۔

غزل (۷۲)

نماز شام غریبان چو گریہ آغازم	۱	بہ مویہ ہای غریبانہ قصہ پردازم
بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار	۲	کہ از جہان رہ و رسم سفر براندازم
من از دیار حبیبم نہ از بلاد رقیب	۳	مہیمنا برفیقان خود رسان بازم
خدای را مددی ای دلیل راہ کہ من	۴	بکوی میکدہ دیگر علم برافرازم
خرد ز پیری من کی حساب برگیرد	۵	کہ باز با صنمی طفل عشق می بازم
بجز صبا و شمالم نمی شناسد کس	۶	عزیز من کہ بجز باد نیست ہمرازم
ہوای منزل یار آب زندگانی ماست	۷	صبا بیار نسیمی ز خاک شیرازم
سرشکم آمد و عیبم بگفت روی بروی	۸	شکایت از کہ کنم خانگیست غمازم

(۹)	ز چنگ زہرہ شنیدم کہ صبحدم میگفت مرید حافظ خوش لہجہ خوش آوازم	(۹)

(۱) ترجمہ۔ مسافری میں نماز شام کے وقت جب میں رونا شروع کرتا ہوں۔ تو مسافرانہ ہائے و ہوئے سے اپنی حالت بیان

کرتا ہوں۔

آغازم از مصدر آغازیدن۔ شروع کرنا۔

(۲) ترجمہ۔ وطن اور دوست کی یاد میں ایسا زار زار روؤں۔ کہ جہاں سے سفر کی راہ و رسم کو اٹھادوں یعنے میری آہ و زاری سنکر لوگ سفر کرنا چھوڑ دیں۔

(۳) ترجمہ۔ میں شوق کے وطن کا ہوں دشمن کی ولایت کا نہیں۔ اے خدا پھر مجھے اپنے رفیقوں کے پاس لے جا۔

(۴) ترجمہ۔ اے رستہ کرم سے خدا امداد کرتا کہ میں جا کر میکدہ میں پھر جھنڈا بلند کروں۔

(۵) ترجمہ۔ عقل پیر بڑھاپے کو کب خیال میں لاتی ہے۔ جب کہ میں کم سن معشوق کے ساتھ عشق رکھتا ہوں یعنے جب کم سن معشوق سے عشق ہے تو عقل میرے بڑھاپے کا کیا لحاظ کرے۔

(۶) ترجمہ۔ باد صبا اور باد شمال کے بغیر مجھے کوئی نہیں پہچانتا۔ اے میرے عزیز ہوا کے بغیر میرا کوئی ہمراز نہیں۔

(۷) ترجمہ۔ منزل محبوب کی آرزو ہمارے لئے آب حیات ہے۔ اے صبا خاک شیراز سے تھوڑی سی نسیم میرے پاس لا۔

آب و ہوا اور خاک کی رعایت ظاہر

(۸) ترجمہ۔ آنسو نکلا اور انہوں نے میرے عیب میرے رہ بدر بیان کئے۔ اور کسی کی کیا شکایت کروں غماز گھر کا ہے۔

سرشک اور رہ بردی کی رعایت ظاہر۔ اشک کی غمازی کے لئے دیکھو دیف ۱۰۶ ش ۲۹ ش ۹/۲ ع ۱۲/۵ م ۲۶/۲ ن ۵/۳

(۹) ترجمہ۔ زہرہ (رقاصۂ فلک) کے چنگ سے میں نے صبح کے وقت سنا کہ کہتا تھا کہ میں خوش آواز اور خوش لہجہ حافظ کا مرید ہوں۔

گویا حافظ کی نظر آسمان پر بھی مقبول ہے۔ معمولی شاعرانہ فخریہ شعر ہے۔

غزل ۴

۱. ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم — ہر گہ کہ یاد روی تو کردم جواں شدم

۲. شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا — بر منتہای مطلب خود کامراں شدم

۳. در شاہراہ دولت سرمد بتخت بخت — با جام می بکام دل دوستاں شدم

۴. از آن زماں کہ فتنۂ چشمت بما رسید — ایمن ز شر فتنۂ آخر زماں شدم

۵. ای گلبن جوان بر دولت بخور کہ من — در سایۂ تو بلبل باغ جہاں شدم

۶. اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود — در مکتب غم تو چنیں نکتہ داں شدم

۷. قسمت حوالتم بخرابات می کند — ہر چند اینچنیں شدم و آنچناں شدم

۸. من پیر سال و ماہ نیم یار بیوفاست — بر من چو عمر میگذرد پیر ازاں شدم

۹. آن روز بر دلم در معنی گشادہ شد — کز ساکناں در گہ پیر مغاں شدم

(۱۰) دوشم نوید داد بشارت کہ حافظا
باز آکہ من بعفو گناہت ضماں شدم (۱۰)

(۱) ترجمہ - ہر چند میں بوڑھا خستہ دل اور ناتواں ہو گیا ہوں لیکن جسوقت تیرے چہرہ کو یاد کرتا ہوں - جوان ہو جاتا ہوں -

(۲) ترجمہ - خدا کا شکر ہے کہ میں نے جو کچھ خدا سے مانگا - اپنے منتہائے مقصود کی مطابق میں کامیاب ہو گیا -

(۳) ترجمہ - دولت ابدی کی راہ میں خوش نصیبی کے تخت پر میں جام شراب کے ساتھ دوستوں کی دلی مراد کے مطابق بیٹھا

(۴) ترجمہ - جب سے تیری آنکھوں کا فتنہ ہم تک پہنچا ہے - فتنہ آخر زمان سے میں محفوظ ہو گیا -

فتنہ آخر زمان سے مراد فتنۂ دجال یا فتنہ قیامت - مطلب یہ ہے کہ تیرے عشق کے فتنہ میں مبتلا ہو کر تمام باقی فتنوں سے محفوظ ہو گیا ہوں

(۵) ترجمہ - اے پھول کے جوان پیڑ دولت کا پھل کھا کیونکہ میں تیرے سایہ کے نیچے باغ بہشت کی بلبل ہو گیا

محبوب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا سایہ میرے لئے سایۂ طوبیٰ ہے

(۶) ترجمہ پہلے تو مجھے اپنی لوح وجود کے حرف کی بھی خبر نہ تھی۔ تیرے غم کے مکتب میں ہی ایسا نکتہ دان ہو گیا ہوں یعنے پہلے تو مجھے اپنے وجود کی بھی خبر نہ تھی۔ تیرے عشق کی برکت نے تمام رموز و اسرار سے واقف کر دیا۔

(۷) ترجمہ قسمت مجھے خرابات کے حوالہ کرتی ہے۔ ہر چند میں یہ ہوا اور وہ ہوا۔

یعنے ہر چند زاہد و پارسا بننے کی کوشش کرتا ہوں لیکن قسمت میں رندی لکھی ہے کیا کروں۔

دیکھو شعر الف ۲/۷ ت ۱۱/۸ د ۵۰/۲ ش ۴/۵ ص ۱/۱ ض ۲۲/۵ م ۱۲/۳

(۸) ترجمہ میں سالوں اور مہینوں کے گذرنے سے بوڑھا نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ معشوق بیوفا ہے۔ اور عمر کی طرح میرے پاس سے جلدی چلا جاتا ہے اسلئے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

عمر کا جلدی اور بعجلت تمام گذرنا ظاہر ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اس روز سے میرے دل پر معانی کا دروازہ کھل گیا ہے جب سے کہ میں پیر مغاں کی درگاہ پر مقیم ہوا ہوں

(۱۰) ترجمہ۔ کل اس نے مجھے خوشخبری اور بشارت دی کہ اے حافظ واپس آجا کہ میں تیرے گناہوں کی معافی کا ضامن ہوں

غالباً اس شعر میں شفیع قیامت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف اشارہ ہے۔

غزل ۷۴

اگر برخیزد از دستم کہ با دلدار بنشینم	۱	ز جام وصل می نوشم ز باغ خلد گل چینم
شراب تلخ صوفی سوز بنیادم بخواہد برد	۲	لبم بر لب نہ ای ساقی و بستان جان شیرینم
لبت شکر بمستان داد و چشمت مے بمیخواران	۳	منم کز غایت حرمان نہ با آنم نہ با اینم
مگر دیوانہ خواہم شد درین سودا کہ شب تا روز	۴	سخن با ماہ میگویم پری در خواب می بینم
چو ہر خاکی کہ باد آورد فیضی بود و انعامی	۵	ز حال بندہ یاد آور کہ خدمتگار دیرینم
نہ ہر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر آمد	۶	تذرو طرفہ میگیرم کہ چالاک است شاہینم
وگر باور نمیداری رو از صورتگر چین پرس	ق ۷	کہ مانی نسخہ میخواہد ز نوک کلک مشکینم

وفاداری و حق گوئی نه کار هر کسی باشد	۸	غلام آصف دوران جلال الحق و الدینم
(۹)	رموزِ عشق و مستی را ز من بشنو نه از حافظ که با جام و قدح هر شب حریف ماه و پروینم	(۹)

(۱) ترجمہ۔ اگر مجھ سے یہ ہو سکا کہ دلدار کے ساتھ بیٹھوں۔ تو جامِ وصل ہی شراب پیونگا اور باغِ بہشت سے پھول چنوں گا۔

(۲) ترجمہ۔ صوفی سوز تلخ شراب میری بنیاد اکھاڑ دے گی۔ اے ساقی میرے لب پر لب رکھ اور میری جانِ شیریں لے لے۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے لب نے مستوں کو شکر دی اور تیری آنکھ نے شراب خواروں کو شراب دی میں ہوں کہ غایت درجہ کی محرومی سے نہ یہ لے سکا نہ وہ

یعنے نہ تیرے لبِ شیریں کا بوسہ اور تیری مست آنکھوں کی مستی نصیب ہوئی۔

(۴) ترجمہ۔ شاید میں اس سودا میں دیوانہ ہو جاؤنگا کہ تمام رات صبح تک چاند سے باتیں کرتا ہوں اور خواب میں پریاں دیکھتا ہوں۔

یعنے تمام رات جاگتا اور تارے گنتا رہتا ہوں اور اگر سو بھی جاتا ہوں تو تیرے خیال میں پریاں نظر آتی رہتی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو دیوانہ ہو جاؤنگا۔

(۵) ترجمہ۔ ہوا جو خاک (تیرے کوچہ کی) لاتی ہے اسے میں فیض اور انعام سمجھتا ہوں۔ میرے حال کو یاد کر کہ میں پرانا خدمتگار ہوں۔

(۶) ترجمہ۔ ہر ایک شخص نظم لکھ کر اسکا کلام دلچسپ نہیں ہو جاتا میں عجیب کبک اس لئے پکڑ لیتا ہوں کہ میرا باز چالاک ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر ایک شاعر کا کلام دلپذیر نہیں ہو سکتا میری طبیعت کا باز بہت چالاک ہے اس لئے اعلےٰ اعلےٰ خیالات کا شکار کرتا ہوں۔

نے ہر ترانہ سنج نگیسا نوا بود گیرم کہ ہر گیاہ بر داز ابر و باد فیض	نے ہر سخن سرا بہ سحبان برابر است خر زہرہ کے بہ سنبل و ریحان برابر است

	در عرصۂ قلمروِ فکر از محیط نطق	جوئے بریدہ ام کہ بہ عمان برابر است	(غالبؔ)

اسی مضمون پر ہے

نہ ہر بیچا صلے با خود خیالے کرد و مضمون شد	نہ ہر کس مصرعے چون سرو موزون کرد موزون شد

اسی مضمون پر حکیم سنائی نے کہا ہے۔

	نہ ہر آنکس کہ یک دو بیت بخواند باشد آنکس سخنور و شاعر	ز اثر خائیدہ دنب و ریش افشاند بر معانی بود شدہ ماہر

(۷) ترجمہ۔ اور اگر تجھے یقین نہیں تو جا چین کے نقاش سے پوچھ۔ کہ مانی بھی میرے مشکین قلم کی نوک سے نسخہ مانگتا ہے۔

یہ شعر پہلے شعر کے ساتھ قطعہ بند ہے مطلب یہ ہے کہ میرے قلم کی سحر نگاری کا اگر تجھے یقین نہیں تو جا کر مانی سے پوچھ لے کہ وہ بھی باوجود مشہور نقاش ہونے کے میرے قلم کو استاد مانتا ہے

مانی چین کا ایک مشہور نقاش گذرا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ وفاداری اور حق گوئی ہر ایک شخص کا کام نہیں۔ میں آصف زمانہ (وزیر) جلال الدین کا غلام ہوں۔

اسلئے ایسا وفادار اور حق گو ہوں۔

(۹) ترجمہ۔ عشق اور مستی کے اسرار مجھ سے سن نہ کہ حافظ سے۔ کیونکہ میں ہر رات جام و قدح کے ساتھ ماہ و پروین کا حریف رہتا ہوں۔

یعنی تمام رات جاگتا رہتا ہوں اور شراب عشق پیتا رہتا ہوں مجھ سے اسرارِ عشق سن نہ کہ زاہد شہر سے۔

غزل (۷۵)

اینچہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم	۱	ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام	۲	مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم

ابلہاں را ہمہ شربت زگلاب و قند ست	۳	قوتِ دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	۴	طوقِ زریں ہمہ در گردنِ خر می بینم
دختران را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر	۵	پسران را ہمہ بد خواہ پدر می بینم
ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد	۶	ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

(۷)	پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن زانکہ ایں پند بہ از دُر و گہر می بینم	(۷)

غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ دنیا کے بدلے ہوئے حالات۔ اربابِ زمانہ کی بیوفائی۔ لوگوں کی بے حمیتی اور بے مروتی اور ناقدر شناسی کی شکایت ہے۔ یہ غزل موجودہ زمانہ کے حالات کے عین مطابق ہے۔

(۱) ترجمہ۔ زمانہ کے دور میں یہ کیا شور ہے جو میں دیکھتا ہوں۔ تمام جہان کو فتنہ اور شر سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔

ابنائے زمانہ در پئے شور و شر اند مانندِ قطارِ شتر ایں فرقہ دوں	انبا شتۂ نفاق و عین ضرر اند بایکدگر اند و در پئے یکدگر اند

(۲) ترجمہ۔ ہر ایک شخص زمانہ سے بہتری کے دن کی طلب کرتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ روز بروز حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ بیشک خواجہ صاحب کے زمانہ سے بھی بدتر ہے۔

دریں عہد زاں ہم بتر کن قیاس	وزیں پس بتر کل یوم شناس

(۳) ترجمہ۔ بیوقوفوں کے لئے پینے کو گلاب و قند ہے اور دیکھتا ہوں کہ دانا کی خوراک خونِ جگر ہے۔

حاصلِ دانا زعالم رنج بسیار است و بس	گر رسد چیزے بصد خونِ دل آزار است و بس

(۴) ترجمہ۔ عربی گھوڑا پالان کے نیچے زخمی ہو گیا اور زریں طوق تمام گدھوں کی گردنوں میں دیکھتا ہوں۔

یہ دونو شعر اربابِ زمانہ کی ناقدر شناسی اور اہلِ کمال کی حرمان نصیبی پر ہیں۔ دیکھو شعر د ۱۲۶ د ۱۲۱/۲
د ۱۲۱/۷ م ۳۱/۴ م ۶۲/۵ ت ۴۱/۳ د ۱۲۰/۹

نگیرد بختِ دانا دامنِ صبحِ فراغت را	اثر	چو روز و شب حضوری نیست باہم عقل و دولت را

(۵) ترجمہ۔ لڑکیوں کو ماں کے ساتھ جنگ و جدل ہے اور لڑکے تمام باپ کے دشمن نظر آتے ہیں۔ بیشک والدین کی شفقت اور اولاد کی محبت اور پابندیٔ آداب اب تقریباً مفقود ہے۔

چنان ناسازگاری عام شد در روزگار ما	(۵ ب)	که طفل از شیر مادر استخوان اندر گلو دارد

(۶) ترجمہ۔ بھائی کو بھائی پر بالکل رحم نہیں۔ اور باپ کی لڑکے کے ساتھ بالکل شفقت نہیں۔

اخوت کا سبق اسلام نے جنکو سکھایا تھا		وہ بھائی بھائی سے آزردہ و بیزار بیٹھے ہیں

(۷) ترجمہ۔ اے صاحب من! حافظ کی نصیحت سن جا اور نیکی کر۔ کیونکہ میں اس نصیحت کو موتیوں اور جواہرات سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں۔

غزل ۶

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم	۱	از بخت شکر دارم و از روزگار هم
زاهد برو که طالع اگر طالع من ست	۲	جامم بدست باشد و زلف نگار هم
ما عیب کس بمستی و رندی نمی کنیم	۳	لعل بتان خوش ست و می خوشگوار هم
ای دل بشارتی دهمت محتسب نماند	۴	وز می جهان پرست و بت میگسار هم
آن شد که چشم بدنگران بود از کمین	۵	خصم از میان برفت و سرشک از کنار هم
خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست	۶	مجموعهٔ بخواه و صراحی بیار هم
بر خاکیان عشق فشان جرعهٔ لبش	۷	تا خاک لعل گون شود و مشکبار هم
چون آبروی لاله و گل فیض حسن تست	۸	ای ابر لطف بر من خاکی ببار هم
چون کائنات جمله ببوی تو زنده اند	۹	ای آفتاب سایه ز من برمدار هم
اهل نظر اسیر تو اند از خدا بترس	۱۰	وز انتصاف آصف جم اقتدار هم
بر یاد رای انور او آفتاب صبح	۱۱	جان میکند فدا و کواکب نثار هم
گوی زمین ربوده چوگان عدل تست	۱۲	وین بر کشیده گنبد نیلی حصار هم
تا از نتیجهٔ فلک و طور دور اوست	۱۳ ق	تبدیل سال و ماه و خزان و بهار هم
خالی مباد کاخ جلالت ز سروران	۱۴	وز ساقیان سرو قد گلعذار هم
برهان ملک و دین که ز دست سخاوتش	۱۵	ایام کان یمین شد و دریا یسار هم

عزم سبک عنان تو در جنبش آورد	۱۶	این پایدار مرکز عالی مدار هم	
(۱۷)	حافظ که در ثنای تو چندین گهر فشاند پیش کف تو شد خجل و شرمسار هم	(۱۷)	

(۱) ترجمہ۔ دیدار میسر ہو گیا اور بوس و کنار بھی۔ بخت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور زمانہ کا بھی۔

(۲) ترجمہ۔ اے زاہد چلا جا کیونکہ اگر نصیب میرا نصیب ہے، تو میرے ہاتھ میں پیالہ ہوگا اور زلفِ معشوق بھی۔

(۳) ترجمہ۔ ہم رندی اور مستی پر کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے معشوقوں کا لبِ لعل اچھا ہے اور خوشگوار شراب بھی

(۴) ترجمہ۔ اے دل میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ محتسب نہیں رہا۔ شراب سے جہاں بھرا ہوا ہے اور شراب نوشِ معشوق بھی

غالباً شاہ شجاع کا وقت ہوگا۔ جس نے شراب خانوں کے بند ہونے کے حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ وہ وقت گیا کہ چشم بدگھات سے دیکھتی تھی۔ دشمن درمیان سے چلا گیا ہے اور آنسو دامن سے بھی۔

(۶) ترجمہ۔ دل کو تفرقہ کے ہاتھ میں دینا دانائی نہیں۔ کتاب مانگ اور صراحی بھی لا۔

مطلب یہ ہے کہ دل کو مختلف پریشان اور متفرق خیالات سے ہٹا کر کتاب کا مطالعہ کر اور شراب پی

تفرقہ اور مجموعہ کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ عشق کے خاکیوں پر اسکے لب سے ایک جرعہ گرا۔ تاکہ خاک لعل کیطرح ہو جائے اور خوشبودار بھی۔

خاکیانِ عشق سے مراد انسان۔

شاہ چوں خورد جام صفا بر خاک ریزد جرعہ ہا	(محسن اثرانی)	زاں حق شراب عشق را بر خاک آدم ریختہ

(۸) ترجمہ۔ جب لالہ و گل کی آبرو تیرے حسن کے فیض سے ہے۔ تو اے لطف کی بادل مجھ خاکی پر بھی برس۔

مطلب ہے کہ گل و لالہ کا تمام حسن حسنِ مطلق سے فیضیاب ہوا ہے۔ ہم خاکی بھی ابرِ لطف کے امیدوار

بیٹھے ہیں۔ تاکہ ہماری خاک بھی بہار پیدا کرے۔

گل پھینکے ہیں اوروں کیطرف بلکہ ثمر بھی		اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

(۹) ترجمہ۔ جب تمام کائنات تیری خوشبو سے زندہ ہے۔ تو اے آفتاب مجھ سے بھی سایہ نہ ہٹا۔

وہی مضمون ہے جو پچھلے شعر میں ہے۔ محبوب حقیقی سے خطاب ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اہل نظر تیرے اسیر ہیں خدا سے ڈر۔ اور وزیر جم جاہ کے انصاف سے بھی۔

عاشقانہ طرز سے مدح کیطرف گریز ہے۔ وزیروقت کی مدح ہے۔ معشوق کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ لوگوں کو تو نے اسیر کیا ہوا ہے۔ کیا تجھے خدا اور وزیر عہد کی انصاف پسندی اور معدلت گستری کا خیال بھی نہیں۔ اس غزل کے باقی تمام اشعار اسی وزیر کی مدح میں ہیں اور اشعار (۱۳) و (۱۴) دعائیہ ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ صبح کا آفتاب اسکی روشنی رائے کی یاد میں جان کو فدا کرتا ہے اور ستاروں کو قربان کرتا ہے۔

یعنی وزیر ممدوح کی رائے آفتاب سے بھی زیادہ روشن اور روشنی بخش ہے۔

۱۲۔ ترجمہ۔ زمین کی گیند تیرے عدل کے چوگان کی مطیع ہے اور یہ نیلگوں اونچا گنبد بھی۔

یعنے زمین و آسمان تیرے چوگانِ عدل و انصاف کے زیر فرمان ہیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ جب تک آسمان اور اسکے طور و دور کا نتیجہ سال و ماہ اور خزاں و بہار کی تبدیلی پیدا کرتا رہے۔

(۱۴) ترجمہ۔ اسوقت تک تیرے جلال کا محل ہزار دل سے خالی نہ ہو۔ اور سرو قد گل غدار ساقیوں سے بھی۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں مطلب یہ ہے کہ جب تک زمانہ قائم ہے۔ تیری مجلس امراء و وزرا اور ساقیانِ گلعذار دلربا سے خالی نہ ہو۔

(۱۵) ترجمہ۔ برہان الدین و الملک کہ جسکے دستِ سخاوت سے زمانہ باشوکت ہوگیا ہے اور دریا بخیل۔

برہان الدین و الملک۔ وزیر کا نام۔ یمین (۱) دست راست (۲) شوکت و منزلت طاقت۔ یسار۔ (۱) طرفِ چپ مقابل یمین (۲) استعمال فارسی میں بمعنے شوم و بخیل استعمال ہوتا ہے مثلاً ظہوری کا شعر ہے۔

نشستہ مدعیان لمند از یمین و یسار	غدائے را کہ بہ پرہیز از یسار حیند

محمد قلی مجذوب نے کہا ہے۔

عبرتے گیر از زبانِ عرب	مالداری مجو کہ ہست یسار

مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوح کے دستِ سخاوت نے زمانہ کو باشوکت بنا دیا ہے اور اسکے مقابلہ میں دریا جو مشہور فیاض ہے۔ وہ بھی ایک بخیل اور شوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ کان یعنے کہ آن۔ دست۔ یمین و یسار۔ کان اور دریا کی رعایت ظاہر۔

(۱۶) ترجمہ۔ تیرا تیر و وارادہ جنبش میں لاتا ہے اس پائدار اور عالی مدار مرکز کو بھی۔

مرکز عالی مدار اور پائدار سے مراد زمین۔ جو عقیدۂ قدیم کے مطابق متحرک نہ تھی بلکہ ساکن۔ یا آسمان

مطلب یہ ہے کہ تیرا ارادہ اسقدر قوی اور تیز ہے کہ زمین کو بھی ہلا سکتا ہے۔ یا آسمان کو ہلا سکتا ہے

(۱۷) ترجمہ۔ حافظ جس نے تیری ثنا میں اتنی گہر افشانی کی ہے تیری ہتھیلی کے سامنے خجل و شرمسار ہوگیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے بھی تیری مدح میں بہت در افشانی کی۔ لیکن تو نے عطائے صلہ میں اس سے بھی بڑھ کر دُر و گوہر مجھے عطا کئے۔ گویا میری گوہر افشانی تیری گوہر افشانی کے سامنے شرمندہ ہے۔ یہ بھی صلہ کی درخواست ہی ہے۔ بعض پرانے قلمی دیوانوں میں یہ شعر نہیں ہے۔ شعر (۱۰) کو ضروری ترمیم کے ساتھ غزل کا مقطع لکھا ہے۔

غزل (۷۷)

صلاح از ما چه میجوئی که مستان را صلا گفتیم	۱	بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتیم
در میخانه را بکشا که هیچ از خانقه نکشود	۲	گرت باور بود ورنه سخن این بود ما گفتیم
من از چشم خوش ساقی خراب افتاده ام لیکن	۳	بلائی کز حبیب آمد هزارش مرحبا گفتیم
قدت گفتیم که شمشاد است بس خجلت ببار آورد	۴	که این نسبت چرا کردیم و این بهتان چرا گفتیم
اگر برمن نبخشائی پشیمانی خوری آخر	۵	بخاطر دار این معنی که در خدمت کجا گفتیم
جگر چون نافه ام خون گشت و زینم نمی باشد	۶	جزای آنکه با زلفش سخن از چین خطا گفتیم

(۷) تو آتش گشتی ای حافظ ولی با یار درنگرفت (۷)
ز بدعهدی گل گوئی حکایت با صبا گفتیم

(۱) ترجمہ۔ ہم سے تو صلاحیت کیا ڈھونڈھتا ہے کہ ہم نے مستوں کو صلا دی ہے۔ تیری نرگس مست کے زمانہ میں ہم نے سلامتی کو الوداع کہدیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیری مست آنکھ کے دور میں دل و دین کی سلامتی ممکن نہیں۔ ہم رند ہیں مستوں اور رندوں کے ہم مجلس ہیں۔ ہم سے صلاح کار کی امید فضول ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میخانہ کے دروازہ کو کھول کہ خانقاہ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اگر تجھے ہماری بات پر یقین ہے

(تو بہتر) ورنہ سچی بات یہی تھی اور ہم نے کہدی ہے۔

مطلب یہ ہی کہ زہد خشک سے کچھہ حاصل نہیں ہوسکتا شراب عشق پی۔ ہم نے سچی بات کہدی ہی مان یا نہ مان

دیکھو شعر $\frac{106}{9}$

من از کنجِ خراباتے بجائے دیدہ ام واللہ	کہ چندیں سال سے جستم بہ محرابِ مناجاتش	(امیعلی الدین)

(۳) ترجمہ۔ میں ساقی کی خوبصورت آنکھ سے مست و خراب ہو کر گرا ہوا ہوں لیکن جو جمعیت معشوق کیطرف سے آئی۔ ہم نے اسے ہزار دفعہ مرحبا۔ خوش آمدید کہا۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے تیرے قد کو شمشاد کہا اور بہت شرمندگی حاصل ہوئی۔ کہ ہم نے یہ نسبت کیوں کی ہے اور یہ بہتان کیوں باندہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے قد سے شمشاد کو کیا نسبت ہے۔

سرو را قدِ یار میگویند	سرو چوبیست ناتراشیدہ	
قدِ موزونِ ترا با سرو نسبت چوں کنم	اینقدر خود فرق در موزون و ناموزون کنم	

(۵) ترجمہ۔ اگر تو مجھہ پر بخشش نہیں کرتا تو آخر پشیمانی اٹھائے گا اس بات کو یاد رکھ کہ تیری خدمت میں کب کہی تھی یعنے میری اسوقت کی بات یاد رکھ کہ اگر تو مجھہ پر مہربانی نہیں کریگا تو پشیمان ہوگا۔

(۶) ترجمہ۔ نافہ کیطرح میرا جگر خون ہوگیا اور اس جرم کی سزا اس سے بہتر ہو بھی کوئی نہیں سکتی کہ میں نے تیری زلف کے سامنے غلطی سے چین کا ذکر کیا۔

مطلب یہ ہی کہ میں نے تیری زلف عنبریں کے سامنے نافۂ چین کا غلطی سے ذکر کردیا یا غلطی سے تیری زلفِ معنبر کو نافۂ چین سے تشبیہ دیدی اس غلطی کی سزا میں میرا جگر تیرے عشق میں نافہ کیطرح خون ہوگیا ہی۔ کہتے ہیں کہ نافہ منجمد خون ہوتا ہے۔

خطا۔ ایک مقام کا نام بھی ہے جسکے نافے مشہور ہوتے ہیں۔ نافہ۔ چین اور خطا کی رعائیت ظاہر

از خطا کے رد یم سوے ختن	چین زلفت نگار خانۂ ماست	

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ تو آگ ہو گیا لیکن معشوق پر کچھہ اثر نہ ہوا۔ گویا ہم نے پھول کی بیوفائی کی حکایت بادِ صبا سے بیان کی۔

سوختیم و سوزشِ ما بر کسے ظاہر نشد	چوں چراغانِ شب مہتاب بیجا سوختیم	

غزل (۷۸)

سفارش - خواہش

عمریست تا من در طلب ہر روز گامی میزنم	۱	دست شفاعت ہر دمی در نیکنامی میزنم
بی ماہ مہر افروز خود تا کے گذارم روز خود	۲	دامی براہی می نہم مرغے بدامی میزنم
تا بو کہ یابم آگہی زاں سایۂ سرو سہی	۳	گلبانگ عشق از ہر طرف بر خوشخرامی میزنم
ہر چند آں آرام دل دانم نبخشد کام دل	۴	نقش خیالی میکشم فالے دوامی میزنم
اورنگ کو گلچہر کو نقش وفا و مہر کو	۵	حالی من اندر عاشقی داد تمامی میزنم
دانم سر آید قصہ ام چنداں نماند غصہ ام	۶	زیں آہ خوں افشاں کہ من ہر صبح و شامی میزنم

(۷) با آنکہ از خود غایبم و زمی چو **حافظ** تائبم
در مجلس روحانیاں گہ گا جامی میزنم (۷)

(۱) ترجمہ - مدت ہوئی کہ ہر روز میں راہِ طلب میں ایک قدم بڑھاتا ہوں - ہر وقت شفاعت کا ہاتھ کسی نیک نام تک پہنچاتا ہوں -

یعنے شفاعت کے لئے ہاتھ لمبا کرتا ہوں ۔ مطلب یہ ہے کہ پائے طلب اور دست شفاعت کی برکت سے ترقی کرتا ہوں -

(۲) ترجمہ - اپنے مہر افروز معشوق کے بغیر کب تک وقت بسر کروں - راہ میں جال لگاتا ہوں اور پرندہ جال میں پھنساتا ہوں -

اس شعر میں بھی سعی و طلب کا ہی ذکر ہے -

(۳) ترجمہ - تاکہ شاید اس سرو سہی کے سایہ کا کچھ پتہ لگاؤں عشق کی آواز ہر طرف ہر خوش رفتار پر لگاتا ہوں

یعنے ہر ایک خوشخرام کو دیکھتا پھرتا ہوں تاکہ میرا خوشخرام سرو کہیں نظر آ جائے - یہاں بھی سعی و طلب کا ہی بیان ہے

(۴) ترجمہ - ہر چند میں جانتا ہوں کہ وہ دلآرام مقصدِ دلی عطا نہیں کریگا - تاہم خیالی نقش بناتا ہوں اور ہمیشہ فالیں نکالتا ہوں -

یعنے گوہرِ مقصود حاصل ہوتا تو مشکل نظر آتا ہے لیکن کوشش کئے جاتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ عاشق کہاں معشوق کہاں اور نقشِ مہر و وفا کہاں۔ فی الحال ہیں عاشقی میں پوری (یا سب کی) داد دیتا ہوں اورنگ۔ ایک عاشق کا نام۔ گلچہر۔ اسکی معشوقہ کا نام۔ مطلب یہ ہے کہ اورنگ و گلچہر کے عشق و عاشقی کا اب نام و نشان کہاں اب تو میرے ہی عشق کا چرچا ہے۔ دادِ زدن کی بجائے دادِ زون بھی ہو سکتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں جانتا ہوں کہ یہ قصہ ختم ہو جائیگا اور یہ غصہ کی حالت باقی نہیں رہیگی بوجہ اس خون افشان آہ کے جو میں ہر صبح و شام کرتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میری دردناک آہیں آخرکار مجھے اس غم و غصہ کی حالت سے نکالینگی۔

(۷) ترجمہ۔ باوجود اسکے کہ میں اپنے آپ سے غائب ہوں اور حافظ کیطرح شراب سے توبہ کی ہوئی ہے تاہم روحانیوں کی مجلس میں گاہ بگاہ ایک پیالہ پی لیا کرتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ یہ شرابِ عشق و معرفتِ الٰہی ہے جسکا نتیجہ بے خودی ہے۔

غزل ۷

بروای طبیب از سر که خبر ز سر ندارم	۱	بگذار تا بگویم که ز جان خبر ندارم
بپیاده م فتدم نه که ز بیخودی شوم به	۲	می ناب نوش وہم دہ که غم دگر ندارم
غم از خوری ازین پس بکنم ز غمخوری بس	۳	نظری بجز تو با کس بکسی دگر ندارم
ز زرت کنند زیور بر زرت کشند در بر	۴	من بینوای مضطر چه کنم که زر ندارم
دگرم مگو که خواهم که ز درگهت برانم	۵	تو برین و من برآنم که دل از تو بر ندارم
من اگرچه می پرستم نه همیدمی بدستم	۶	مبرید دل ز دستم که دل دگر ندارم

(۷) دل حافظ ار بجوئی غم دل به تند خوئی
چه بگویمت بگوئی سر درد سر ندارم (۷)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں دیکھی گئی۔ ممکن ہے الحاقی ہو۔

(۱) ترجمہ۔ اے طبیب میرے سر سے چلا جا کہ مجھے سر کی بھی خبر نہیں۔ خدا کے لئے میری جان چھوڑ کہ مجھ کو جان کی بھی خبر نہیں۔

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔

بنجا اگر بمیرم کہ دل از تو برنگیرم	بروا ے طبیب از سر کہ دوا نمی پذیرم

(۲) ترجمہ۔ میری بیمار پرسی کے لئے قدم رنجہ فرما تاکہ میں بیخودی سے اچھا ہو جاؤں۔ خالص شراب پی اور مجھے بھی دے کہ اسکے بغیر مجھے اور کوئی غم نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اگر تو اس کے بعد میرا غم کھائے تو پھر میری غمخواری چھوڑ نہ دینا کیونکہ میری تیرے بغیر اور کسی پر نظر نہیں۔

اس شعر کی ترکیب مشتبہ ہے۔ صحیح نسخہ معلوم نہیں ہوتا۔ باکس اور بکسے میں ظاہر انکرار ہے۔ جو نا زیبا ہے۔ صحیح شعر کا پتہ نہیں لگ سکا۔

نکتہ میں تم فاعلی نہیں۔

(۴) ترجمہ۔ زر سے ہی تیرا زیور بناتے ہیں اور زر سے ہی تجھے بغل میں لیتے ہیں۔ میں ہنوز پریشان حال کیا کروں کہ میرے پاس زر نہیں ہے۔

آمد بر من چو بر کفم زر پنداشت	چوں دید کہ زر ندا شتم رہ بگذاشت	(کمال اسمعیل)

(۵) ترجمہ۔ پھر مجھے یہ نہ کہو کہ میں تجھے دروازہ سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ تیرا یہ خیال ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ تجھ سے کبھی دل نہ ہٹاؤں۔

(۶) ترجمہ۔ میں اگرچہ شراب پرست ہوں تاہم میرے ہاتھ میں شراب نہ دو۔ میرے دل کو قابو سے باہر نہ کر کہ دوسرا دل نہیں رکھتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ تو حافظ کی دلجوئی کرتا ہے لیکن تجھ سے غم دل کیا بیان کروں کیونکہ تو تند خوئی سے کہتا ہے کہ مجھ سے یہ دردِ سر نہیں ہو سکتا۔

یعنے تو خود حال پرسی کرتا ہے۔ اور جب میں غم دل کا حال بیان کرتا ہوں تو تو جواب دیتا ہے کہ ہم سے یہ قصہ

نہیں سُننے جاتے سردردی نہیں ہوسکتی۔

ردیف ن

غزل (۱)

ای نور چشم من سخنی ہست گوش کن	۱	تا ساغرت پرست بنوشان و نوش کن
پیران سخن بتجربہ گفتند گفتمت	۲	ہان ای پسر کہ پیر شوی پند گوش کن
بر ہوشمند سلسلہ ننہادہ است عشق	۳	خواہی کہ زلف یار کشی ترک ہوش کن
تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت	۴	ہمت درین عمل طلب از میفروش کن
با دوستان مضائقہ در عمر و مال نیست	۵	صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن
در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسی ست	۶	ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش کن
برگ و نوا تبہ شد و ساز طرب نماند	۷	ای چنگ نالہ برکش و ای دف خروش کن
ساقی کہ جامت از می صافی تہی مباد	۸	چشم عنایتی بمن دُرد نوش کن

(۹)	سرمست در قبای زر افشان چو بگذری یک بوسہ نذر حافظ پشمینہ پوش کن	(۹)

(۱) ترجمہ:- اے میری آنکھوں کے نور! ایک بات ہے (غور سے) سن۔ جب تک تیرا ساغر بھرا ہوا ہے پی اور پلا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک تجھ میں استطاعت ہے۔ پی اور پلا۔ کھا اور کھلا۔

اے کہ دستت میرسد کاری بکن		پیش ازان کز تو نیاید ہیچ کار	-

(۲) ترجمہ۔ بوڑھے تجربہ کی بات کہتے ہیں۔ میں نے تجھے کہدیا ہی ہاں آ لڑکے خدا تجھے بڑی عمر دے نصیحت سن۔
مطلب یہ ہی کہ بوڑھوں کی نصیحت تجربہ پر مبنی ہوتی ہی اس لئے میری نصیحت سن اور اس پر عمل کر۔
پیر شوی سے مراد یہ کہ خدا تجھے عمر طویل عطا کرے۔

(۳) ترجمہ۔ ہوشمند پر عشق اپنا سلسلہ نہیں رکھتا۔ اگر تو چاہتا ہی کہ معشوق کی زلف کو پکڑے تو ہوش ترک کر دے
مطلب یہ ہی عاقل و دانا عشق کے اسرار و رموز سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا۔ اگر عشق میں کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ تو ہوش کو ترک کر دے۔ تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۱/ت ۶/۷ د ۵۰/۹ د ۱۵۱/۷ ل ۸/۵ ک ۱/ب س ۲/۹ ص ۱/۵ ل ۸/۵

عشق مستغنی ست از تدبیر عقل حیلہ گر		شیر کے ساز د عصائے خود دُم روباہ را	(صائب)

(۴) ترجمہ۔ تسبیح اور خرقہ تجھے مستی کی لذت نہیں بخشیں گے۔ اس عمل میں میفروش سے ہمت طلب کر۔
مطلب یہ ہے کہ زہدِ خشک سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ شرابِ عشق سے مستی مانگ تا کہ گوہرِ مقصود ہاتھ آئے۔

(۵) ترجمہ۔ دوستوں کے ساتھ عمر و مال سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ نصیحت سننے والے دوست پر سو جان قربان کی جا سکتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ راہِ عشق میں شیطانی وسوسے بہت ہوتے ہیں۔ ہوشیار رہ اور سروشِ غیبی کے پیغام کو دل کے کانوں سے سن
مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں غولِ بیابان کا بہت خطرہ ہے۔ لغزش کے بہت موقعے ہیں۔ قدم قدم پر بہک جانے کا ڈر ہے۔ رہبرِ غیب کی نصیحت پر عمل کر اور اسکے پیچھے چل بشر الوسواس الخناس سے اسی لئے پناہ مانگا کرتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ ساز و سامان تباہ ہو گئے۔ اور سامانِ طرب نہیں رہا۔ اے چنگ نالہ و فریاد کر اور اے دف شور کر
آوازِ دف و چنگ سے پھر سازِ طرب مہیا کرنا چاہتے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اے ساقی تیرا پیالہ شرابِ صاف سے کبھی خالی نہ ہو۔ مجھ دُردنوش پر بھی عنایت کی ایک نظر ڈال۔

(۹) ترجمہ۔ زر افشاں قبا پہن کر جب تو سرمست ہو کر گذرے تو پشمینہ پوش حافظ کو بھی ایک بوسہ نذر کرتا جا۔
زر افشاں اور پشمینہ پوش کا مقابلہ ظاہر۔

غزل (۲)

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن	۱	مقدمش یا رب مبارک باد بر سرو و سمن
خوش بجای خویشتن بود این نشست خسروی	۲	تا نشیند هر کسی اکنون بجای خویشتن
تا ابد معمور باد این خانه کز خاک درش	۳	هر نفس با بوی رحمن می وزد باد یمن
خاتم جم را بشارت ده بحسن خاتمه	۴	کاسم اعظم کرد ازو کوتاه دست اهرمن
خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین	۵	شهسوارا خوش بمیدان آمدی گوئی بزن
جویبار ملک را آب از سر شمشیر تست	۶	تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواهان بکن
شوکت پور پشنگ و تیغ عالمگیر تو	۷	در همه شهنامه ها شد داستان انجمن
بعد ازین نشگفت اگر با نکهت خلق خوشت	۸	خیزد از صحرای ایران نافهٔ مشک ختن
گوشه گیران انتظار جلوهٔ خوش می کنند	۹	بر شکن طرف کلاه و برقع از رخ بر فکن
ای صبا بر ساقی بزم اتابک عرضه دار	۱۰	تا ازان جام زر افشان جرعهٔ بخشد بمن

(۱۱) مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش
ساقیا می ده بقول مستشار مؤتمن (۱۱)

یہ غزل مدحیہ ہے۔ تمہید کی بہاریہ اشعار کے بعد بادشاہ وقت کی تعریف میں غزل تمام کی ہے مگر حسب معمول خواجہ صاحب عاشقانہ طرز کو نہیں چھوڑتے۔ حمد ہو یا مدح خواجہ اپنی طرز کو کسی جگہ نہیں بھولتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انکا کلام اس درجہ مقبول و دلکش ہے۔

(۱) ترجمہ۔ باغ کی جانب سے سلطان گل کا تاج نمودار ہوا۔ اے خدا سرو و سمن کے ساتھ اسکی تشریف آوری مبارک ہو۔

یعنی موسم بہار ہے۔ گل و ریحان اور سرو و سمن عالم شباب میں ہیں۔ خواجہ صاحب انکا خیر مقدم کہتے ہیں۔ افسر اور طرف کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ - بادشاہی نشست اپنی جگہ پر اچھی ہوتی ہے - تاکہ ہر کوئی اب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائے -
یعنے میر مجلس کا ہونا ضروری ہے تاکہ ہر کس و ناکس کو اپنی اپنی جگہ معلوم ہو جائے - ورنہ ہر شخص اپنے اپنے زعم میں صدر نشین ہوتا ہے -

چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں	کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

(۳) ترجمہ - یہ گھر ابد الآباد تک آباد رہے کیونکہ اسکے دروازہ کی خاک سے ہر دم بادِ یمن نفس الرحمٰن کے ساتھ چلتی ہے -
یعنے اس دروازہ کی خاک سے ہی نفس الرحمٰن کی خوشبو آتی ہے - بادِ یمن اور نفس الرحمٰن کے لئے دیکھو ت ۵/۶

(۴) ترجمہ - خاتم سلیمان کو حسنِ انجام کی خوشخبری دی - کیونکہ اسم اعظم نے شیطان کے ہاتھ کو اس سے دور کر دیا ہے -
کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ایکدفعہ صخرہ نام ایک دیو کے ہاتھ لگ گئی اور وہ کچھ دنوں تک اسکی برکت سے سلطنت کرتا رہا - لیکن آخر کار پھر وہ انگشتری انحضرت کو مل گئی اور صخرہ سلطنت سے معزول ہوا - خواجہ صاحب نے یہ غزل کسی بادشاہ کی تخت نشینی پر لکھی ہے - انکے عہد میں شیراز میں یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ ہوئے - کسی بادشاہ کے چند روزہ سلطنت کرنے کے بعد پھر اصلی بادشاہ کے تخت و تاج پر قابض ہونے کے موقعہ پر یہ غزل کہی گئی ہے - ممکن ہے منصور بادشاہ کے متعلق ہو -

(۵) ترجمہ - آسمان کا چوگانی گھوڑا زین کے نیچے مطیع ہو گیا ہے - اے شاہسوار تو میدان میں اچھا آیا ہے گیند مار
خنگ - بکسر - (۱) سفید (۲) خصوصاً سفید گھوڑا جو سبزی اور سیاہی مائل ہو -
آسمان کو پولو کا گھوڑا کہا ہے - ممدوح کو سوار اور زمین کو گیند سے تشبیہ دی ہے مطلب یہ ہے کہ چوگانِ اقبال سے گوئے زمین کو اپنے زیر فرمان رکھ -

(۶) ترجمہ - ملک کی نہر کو تیری تلوار سے پانی ملتا ہے - عدل کا پودا لگا اور دشمنوں کی جڑ اکھیڑ دے -
مطلب یہ ہے کہ ملک کی سرسبزی اور آبادی تیری تلوار کی برکت سے ہے - تلوار کے زور سے دشمنوں کی بیخ کنی کر دے اور عدل و انصاف کو ملک پر مسلط کر دے -

(۷) ترجمہ - تیری افراسیابی شوکت اور تیری عالمگیر تلوار کا ہر انجمن اور ہر شاہنامہ میں چرچا ہے -

پور پشنگ - پشنگ کا بیٹا۔ پشنگ بضم اول و فتح ثانی ویا بفتحتین۔ نام افراسیاب کے باپ کا لہذا پور پشنگ یعنے افراسیاب۔ مطلب یہ ہی کہ آج کل تمام مجلسوں میں اور تمام بادشاہی تواریخوں میں تیرا ہی چرچا ہے۔ پور پشنگ اور شاہنامہ کی رعایت ظاہر کیونکہ شہنامۂ فردوسی میں افراسیاب کا مفصل قصہ درج ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے اخلاقِ حمیدہ کی خوشبو سے بھی اگر شگفتہ نہ ہوا۔ تو پھر صحرائے ایران سے نافہ مشک ختن اٹھ جائے گا۔

یعنے اگر باوجود تیرے اخلاقِ حمیدہ کے بھی ایران خوش و خرم اور شگفتہ نہ ہوا۔ تو پھر نافۂ مشک ختن کیا کریگا۔

(۹) ترجمہ۔ گوشہ نشین تیری خوش نما جلوہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ٹوپی کو ٹیڑھا رکھ اور چہرہ سے پردہ ہٹا۔

یعنے تشریف لے آ اور بزم آرا ہو۔ ہم تیرے منتظر بیٹھے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے باد صبا مجلس بادشاہ کے ساقی سے جا کر عرض کر۔ کہ اس زرافشاں پیالہ سے ایک گھونٹ مجھے بھی بخشے۔

اتابک - ترکی لفظ ہے بمعنے استاد۔ امیر۔ بادشاہ۔ سعد زنگی بادشاہ ایران کا لقب۔ پہلے سلطان سنجر کا استاد تھا سلطان سنجر نے ایک رات مستی کی حالت میں اسے بادشاہی دیدی چنانچہ سلطان سنجر کے بعد وہ بادشاہ ہوا۔

(۱۱) ترجمہ۔ میں نے عقل سے مشورہ کیا اس نے کہا کہ اے حافظ شراب پی۔ اے ساقی اس مستشار مؤتمن کے فتویٰ کے مطابق شراب دے۔

مستشار - اسم مفعول بمعنے مشورت کردہ شدہ۔ یا وہ شخص جس سے مشورہ کیا جائے جس سے صلاح پوچھی جائے۔ **مؤتمن** اسم فاعل۔ امانت دار۔ امین۔ مستشار مؤتمن سے یہاں مراد عقل مطلب یہ ہی کہ عقل نے شراب کا فتویٰ دیا ہی۔ اُسکا مشورہ درست ہے۔ لہذا شراب دے۔

غزل (۳)

ای خسرو خوباں نظری سوی گدا کن	۱	رحمی بمن خستہ بی سر و پا کن

دارد دل درویش تمنای نگاہی	۲	زان چشم سیہ مست بیک غمزہ روا کن
گر لاف زند ماہ کہ ماند بجمالت	۳	بنمای رخ خویش ومہ انگشت نما کن
ای سرو چمان از چمن و باغ زمانے	۴	بخرام درین بزم و دو صد جامہ قبا کن
شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند	۵	ای دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن
بادل شدگان جور وجفا تابکی آخر	۶	آہنگ وفا ترک جفا بہر خدا کن

(۷)	مشنو سخن دشمن بدگوے خدارا با حافظ مسکین خود ای دوست وفا کن	(۷)

(۱) ترجمہ:- اے حسینوں کے بادشاہ مجھ مسکین کیطرف نظر کر۔ مجھ جلے ہوئے بے سروپا پر رحم کر

(۲) ترجمہ:- درویش کے دل کو ایک نگاہ کی تمنا ہے۔ اس مست سیاہ آنکھ کے ایک غمزہ سے اسکی تمنا پوری کر۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف تیری ایک نگاہ کی تمنا ہے۔ نگاہ کر اور میری آرزو پوری ہو جائیگی۔

بیاد بردر مکتب خروشم بگفتا قیمتش گفتم نگاہے	کہ من سیپارۂ دل میفروشم بگفتا کمتر گفتم کہ گاہے	(غنیمت)

(۳) ترجمہ:- اگر چاند یہ لاف مارے کہ وہ تیرے جمال کے مشابہ ہے تو اسکو اپنا چہرہ دکھا اور چاند کو انگشت نما کردے۔

انگشت نما کرنا یعنے بدنام کرنا۔ رسوا کرنا۔

بمیزان نظر حسن ترا با ماہ سنجیدم	(اصغر)	میان این وآن فرق زمین وآسمان دیدم

(۴) ترجمہ:- اے سرو خرامان! باغ وچمن سے تھوڑی دیر کے لئے چل اور صدہا جامے چاک کر یعنے تاکہ عاشق تیرے خرام ناز کو دیکھکر جامہ چاک کریں۔

(۵) ترجمہ:- شمع پھول۔ پروانہ اور بلبل تمام جمع ہیں۔ اے معشوق آ اور میری تنہائی پر رحم کر۔ مطلب یہ ہے کہ شمع و پروانہ اور گل و بلبل جمع ہیں۔ یعنے عاشق ومعشوق یکجا ہیں۔ صرف میں ہوں۔ کہ اکیلا بیٹھا ہوں۔ میری تنہائی پر رحم کر اور تشریف لا۔

(۶) ترجمہ:- بیدلوں پر کب تک جور وجفا کریگا۔ وفا کا وقت ہے۔ خدا کے لئے جفا چھوڑ۔

(۷) ترجمہ۔ خدا کے لئے بدگو دشمن کی بات نہ سن۔ اور مسکین حافظ کے ساتھ اے دوست خود وفا کر۔

غزل (۴)

ای روی ماه منظر تو نوبهار حسن	۱	خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پرخمار تو پنهان فسون سحر	۲	در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماهی نتافت چون رخت از برج خسروی	۳	سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عهد دلبری	۴	فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانهٔ خال تو در جهان	۵	یک مرغ دل نماند نگشته شکار حسن
دائم به لطف دایهٔ طبع از میان جان	۶	می پرورد بناز ترا در کنار حسن
گرد لبت بنفشه از آن تازه و ترست	۷	کاب حیات میخورد از جویبار حسن

(۸)

حافظ طمع برید که بیند نظیر دوست
دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

(۸)

(۱) ترجمہ۔ اے معشوق کہ تیرا چاند جیسا چہرہ حسن کی نوبہار ہے۔ تیرا خال لطف کا مرکز اور تیرا خط حسن کا دائرہ ہے۔

خال کو نقطۂ مرکزِ لطافت اور خط کو محیطِ دائرۂ حسن کہا ہے

(۲) ترجمہ۔ تیری پُرخمار آنکھ میں جادو کا افسون پوشیدہ ہے۔ تیری پریشان زلف میں حسن کا قرار موجود ہے۔

(۳) ترجمہ۔ بادشاہی کے برج سے بھی تیرے چہرے کے برابر اور کوئی چاند روشن نہ ہوا۔ اور حسن کی نہر سے تیرے قد کے برابر اور کوئی سرو پیدا نہ ہوا۔

(۴) ترجمہ۔ تیری ملاحت سے دلبری کا زمانہ خوش و خرم ہو گیا۔ اور حسن کا وقت تیری لطافت سے مبارک اور فرخندہ ہو گیا۔

ملاحت ۔ حسن سبز۔ مطلب یہ ہی کہ تیری لطافت اور ملاحت سی بازارِ حسن و دلبری کو رونق ہی

(۵) ترجمہ ۔ تیری زلف کی جال اور خال کے دانہ کی وجہ سی دنیا میں ایک مرغ دل بھی ایسا باقی نہیں ہا جو حسن کا شکار نہ ہو گیا ہو ۔

زلف کو دام ۔ خال کو دانہ اور دل کو مرغ قرار دیا ہے ۔ نتیجہ ظاہر

خال تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام		مرغیکہ دانہ چید گرفتار دام شد

مرزا صائب زلف کو مار اور خال کو مہرۂ مار کہتے ہیں ۔

زخالِ عنبرین افزوں ز زلفِ یار مے ترسم		ہمہ از مار و من از مہرۂ ایں مار مے ترسم

(۶) ترجمہ ۔ طبیعت (قدرت) کی دائہ ہمیشہ جان سی تجھی حسن کی گود میں ناز سی اور لطف سے پالتی ہی ۔

(۷) ترجمہ ۔ تیرے لبوں کے گرد بنفشہ اسلئے ترو تازہ ہی کہ حسن کی نہر سے آبِ حیات پیتا ہے ۔

بنفشہ سے مراد سبزہ خط ۔ مطلب یہ ہی کہ تیرے لب چشمۂ آب حیات ہیں اسلئے سبزہ خط جو اس آب حیات کے کنارہ پر اُگا ہے ۔ تازہ اور سرسبز ہے ۔

خطِ مشکیں سرزد از روئش باندک فرصتے	(صائب) تخم قابل زود گردد در زمین پاک سبز	

جہانگیر بادشاہ کے اس شعر میں بھی قریباً یہی مضمون ہی ۔

ترا تا سبزہ بر گردِ لب جاں بخش پیدا شد		مسیحا بود تنہا خضر ہمراہ مسیحا شد

اسی مضمون پر کسی استاد نے کہا ہے ۔

خط سبزے کہ بگرد لب جاناں گشتہ است		پی خضر است کہ بر چشمہ حیواں گشتہ است

(۸) ترجمہ ۔ حافظ یہ امید منقطع کر چکا ہی کہ اسے معشوق کا نظیر کوئی نظر آئیگا ۔ حسن کی ولایت میں تیرے سوا اور کوئی رہنے والا نہیں

مطلب یہ ہی کہ دیارِ حسن میں صرف تو ہی تو ہے ۔ اسلئے تیرا نظیر اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔

غزل (۵)

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من	۱	کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

۲	دیدی دلا کہ آخر پیری وزہد وعلم	بامن چہ کرد دیدۂ معشوقہ باز من
۳	از آب دیدہ بر سر آتش نشستہ ام	کو فاش کرد در ہمہ آفاق راز من
۴	می ترسم از خرابی ایمان کہ می برد	محراب ابروی تو حضور از نماز من
۵	مست است یار و یاد حریفان نمیکند	یادش بخیر ساقی مسکین نواز من
۶	یارب کی آن صبا بوزد کز نسیم او	گردد شمامۂ کرمش کارساز من
۷	برخود چو شمع خندہ زنان گریہ میکنم	تا با تو سنگدل چہ کند سوز و ساز من
۸	نقشی بر آب میزنم از گریہ حالیا	تاکی شود قرین حقیقت مجاز من
۹	محمود رادمی کہ باخر رسید عمر	میداد جان بزاری ومیگفت ایاز من
۱۰	گفتم بدلق ازرق بپوشم نشان عشق	غماز بود اشک وعیان کرد راز من
۱۱	زاہد چو از نماز تو کاری نمی رود	ہم مستی شبانہ و راز و نیاز من

حافظ ز غصہ سوخت بگو حالش ای صبا

باشاہ دوست پرور دشمن گداز من

(۱) ترجمہ۔ میرے بلند قد اور عشوہ گر سرو نازنے۔ میرے قدیمی زہد کے قصہ کو کوتاہ کر دیا۔

یعنے میرے معشوق نے میری اتنی مدت کی پرہیزگاری اور زہد وورع کو برباد کر دیا

(۲) ترجمہ۔ اے دل تونے دیکھا کہ اس بڑھاپے زہد اور علم کی حالت میں۔ میری معشوق باز آنکھوں نے مجھہ سے کیا سلوک کیا۔

یعنے آنکھوں نے بڑھاپے میں مجھے شاہد باز بناکر تمام عمر کے زہد اور علم کو برباد کر دیا۔

(۳) ترجمہ۔ میں آنسوؤں کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوں۔ کہ انہوں نے تمام جہان میں میرے راز کو فاش کر دیا

بر سر آتش نشستن مضطرب اور بیقرار ہونا۔ آب و آتش کا مقابلہ ظاہر۔ اشک کی غمازی کے لئے

دیکھو د ۱۰۶/۲ ش ۲۹/۱ ع ۹/۲ م ۴/۵ م ۲۶/۲ ۲/۸ مندرجہ ذیل اشعار بھی اشک کی غمازی پر ہیں

	اشکم بروں می افگند راز دروں پردہ را		آری شکایت ہا بود از خانہ بیروں کردہ را	(امیر خسرو)
	راز دل فاش کرد طفل سرشک		چہ تواں کرد پارۂ جگر است	(گرامی)
	حیرتی اشکم اگر شد بر سر مژگاں گرہ		خورشید غماز را بردار مے باید کشید	(حیرتی)

(۴) ترجمہ - مجھے اپنے ایمان کی خرابی کا خطرہ ہی کیونکہ تیرے ابرو کا محراب میری نماز سے حضوری لے جاتا ہی - یعنے عین نماز کی حالت میں تیری ابرو کا محراب یاد آجاتا ہی اور نماز میں حضورِ قلب نہیں رہتا جس سے ایمان کا خطرہ ہے -

در نماز م خم ابروی تو چوں یاد آمد		حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد	

(۵) ترجمہ - معشوق مست ہے اور حریفوں کو یاد نہیں کرتا - میرے مسکین نواز ساقی کی یاد بخیر ہو -

(۶) ترجمہ - اے خداوہ بادِ صبا کب چلیگی جسکی نسیم سے - اُس کے کرم کی خوشبو میری کارسازی کرے گی -

(۷) ترجمہ - شمع کیطرح میں اپنے آپ پر ہنستا بھی ہوں اور روتا بھی - دیکھئے تجھ سنگدل پر میرا سوز وساز کیا اثر کرتا ہے - شمع کا گریہ اور خندہ مشہور اور ظاہر

(۸) ترجمہ - فی الحال تو لاحاصل اور بیفائدہ رو رہا ہوں - دیکھیے ہمارا مجاز حقیقت کے نزدیک کب ہوتا ہی - نقش برآب زدن - بے فائدہ اور لاحاصل کام کرنا - ناپائدار کام کرنا مطلب یہ ہی کہ فی الحال تو عشق میں ہماری گریہ وزاری لاحاصل معلوم ہوتی ہی - دیکھیے گوہر مقصودِ حقیقی کب ہاتھ لگتا ہے -

(۹) ترجمہ - جب محمود کی زندگی کا خاتمہ ہونے لگا - تو حالتِ زار میں جان دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے ایاز -

(۱۰) ترجمہ - میں نے خیال کیا کہ غمزہ فریب سے نشانِ عشق کو چھپا رکھونگا لیکن آنسوؤں نے غمازی کی اور میرے راز کو ظاہر کر دیا - اشک کی غمازی کے لئے دیکھو شعر (۳) غزل ہذا -

(۱۱) ترجمہ - اے زاہد جب تیری نماز سے بھی کچھ مدعا حاصل نہیں ہوتا اور میری رات کی مستی اور راز و نیاز سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا تو بتا کہ تیری نماز اور میری مستی میں کیا فرق ہے -

(۱۲) ترجمہ - حافظ غم وغصہ سے جل گیا اے بادِ صبا اسکا حال میرے دوست پرور اور دشمن سوز بادشاہ سے جا کر بیان کر -

غزل (۶)

بہار گل طرب انگیز گشت و توبہ شکن	۱	بشادی رخ گل بیخ غم ز دل بر کن
طریق صدق بیاموز از آب صافی دل	۲	براستی طلب آزادگی ز سرو چمن

رسید بادِ صبا غنچہ از ہوا داری	۳	زخود برون شد و برتن درید پیراہن
ز دستبرد صبا گرد گل کلالہ بہ بین	۴	شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن
عروس غنچہ بدین زیور و تبسم خوش	۵	معاینہ دل و دین میبرد بوجہ حسن
صفیر بلبل شوریدہ و نفیر ہزار	۶	برای وصل گل آمد برون ز قلب حزن

(۷) حدیث و قصہ دوران زجام جو حافظ
بقول مطرب و فتوی پیر صاحب فن (۷)

(۱) ترجمہ۔ پھول کی بہار طرب انگیز اور توبہ شکن ہو گئی ہے۔ پھول کے چہرہ کی خوشی کے طفیل غم کا بیج دل سے اکھیڑ دے۔
یعنی توبہ شکن بہار آگئی ہے شراب خوشگوار عطا کر کہ دل کا غم دور رہے۔

(۲) ترجمہ۔ اے دل صدق کا طریقہ شراب صاف سے سیکھ اور بیچ پر سرو چمن سے آزادگی طلب کر۔
یعنی باغ میں جا کر سرو آزاد سے آزادگی کا سبق حاصل کر اور شراب صاف سے صدق و اخلاص پیدا کر۔

(۳) ترجمہ۔ باد صبا پہنچی ہے اور غنچہ اس آرزو میں اپنے آپ سے باہر ہو گیا ہے اور جسم پر پیراہن چاک کر دیا ہے۔
ظاہر ہے کہ بادِ بہاری کی آمد پر غنچہ پیراہن چاک کر کے شگفتہ ہو کر پھول بن جاتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ بادِ صبا کی دستبرد سے پھول کے گرد زلف دیکھ۔ سمن کے چہرہ پر سنبل کے گیسو کا شکن دیکھ۔
مطلب یہ ہے کہ بادِ صبا کے چلنے سے پھول اور سنبل لہراتے ہوئے ایکدوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور سنبل پھول کے ساتھ اسطرح معلوم ہوتا ہے جسطرح معشوق گلعذار کے چہرہ پر زلف۔ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی تمثیل اور تصریح ہے۔

(۵) ترجمہ۔ غنچہ کی عروس اس زیور اور دلپذیر تبسم کے ساتھ علانیہ دل و دین کو عمدہ طریقہ سے جا رہی ہے۔
یعنی غنچہ اپنی خوبصورتی اور تبسم کی وجہ سے غارت گرِ دل و دین بن رہا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ بلبل شوریدہ کی آواز اور ہزار داستاں کی فریاد۔ وصلِ گل کے لئے غمگین دل سے نکلی۔
ہزار یا ہزار داستان یعنی بلبل۔
مطلب یہ ہے کہ بلبل پھول کے وصال کے شوق میں اپنے دل حزیں سے نالے نکال رہی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ زمانہ کے قصہ کی بات جام سے سُن بمطرب اور صاحب فن پیر کے فتوی کے مطابق۔

مطلب یہ ہے کہ مطرب اور پیرمغان کا فتویٰ ہے کہ شراب پی تاکہ تو زمانہ کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

غزل (۷)

چندانکہ گفتم غم با طبیبان	۱	درمان نکردند مسکین غریبان
آن گل کہ ہر دم در دست خارست	۲	گو شرم بادت از عندلیبان
ما درد پنہان با یار گفتیم	۳	نتوان نہفتن درد از طبیبان
یارب امان دہ تا باز بیند	۴	چشم محبان روی حبیبان
دُرج محبت بر مہر خود نیست	۵	یارب مبادا کام رقیبان
ای منعم آخر بر خوان وصلت	۶	تا چند باشم از بی نصیبان

(۷) حافظ نگشتی رسوای گیتی
اگر می شنیدی پند غریبان (۷)

(۱) ترجمہ۔ ہر چند طبیبوں سے غم بیان کیا۔ لیکن وہ مسکین غریب علاج نہ کر سکے۔

(۲) ترجمہ۔ وہ پھول جو ہر وقت کانٹے کے ہاتھ میں ہے۔ اُسے کہو کہ بلبلوں سے شرم کر۔
گل سے مراد معشوق۔ خار سے مراد رقیب۔ عندلیب سے مراد عاشق صادق۔

(۳) ترجمہ۔ ہم نے اپنا پوشیدہ درد معشوق سے بیان کر دیا۔ کیونکہ طبیبوں سے بیماری نہیں چھپا سکتے۔

(۴) ترجمہ۔ اے خدا اتنی مہلت دے کہ عاشق کی آنکھ معشوق کے چہرہ کو دیکھ سکے۔

(۵) ترجمہ۔ محبت کی ڈبیا پر اپنی مہر نہیں ہے۔ اے خدا ایسا نہ ہو کہ رقیب کامیاب ہو گئے ہوں۔
ڈبیا سے مہر ہٹی تو جانو کہ جواہرات چرائے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی دُرج محبت پر پہلے ہماری تھی۔ یعنے ہمارے بغیر وہاں کسی کی رسائی نہ تھی اب وہ بات نہیں۔ رقیب بھی آتے جاتے ہیں خدا نہ کرے کہ اسکی محبت ان سے بھی ہو گئی ہو۔

(۶) ترجمہ۔ اے دولتمند آخر تیرے وصل کے خوان سے میں کب تک محروم رہونگا۔

منعم سے مراد معشوق جو دولتِ حسن سے مالا مال ہے

(۷) ترجمہ۔ حافظ تمام جہان میں رسوا نہ ہوتا اگر غریبوں کی نصیحت سنتا۔

غزل (۸)

چو گل ہر دم ببویت جامہ بر تن	۱	کنم چاک از گریبان تا بدامن
تنت را دید گل گوئی کہ در باغ	۲	چو مستان جامہ را بدرید بر تن
من از دست غمت مشکل برم جان	۳	ولی دل را تو آسان بردی از من
بقول دشمنان برگشتی از دوست	۴	نگردد ہیچکس با دوست دشمن
تنت در جامہ چون در جام بادہ	۵	دلت در سینہ چون در سیم آہن
ببار ای شمع اشک از دیدہ چون میغ	۶	کہ سوز دل شود بر خلق روشن
مرو کز سینہ ام آہ جگرسوز	۷	برآید ہمچو دود از راہ روزن
دلم را مشکن و در پا مینداز	۸	کہ دارد در سر زلف تو مسکن

(۹) چو دل را بست در زلف تو حافظ
بدینسان کار او در پا میفگن (۹)

(۱) ترجمہ۔ پھول کیطرح ہر وقت تیری خوشبو سے جسم پر جامہ کو گریبان سے دامن تک چاک کرتا ہوں۔

پھول کا بادِ صبا سے جامہ چاک کرنا یعنی غنچہ کی حالت سے شگفتہ ہو کر پھول بن جانا ظاہر۔ عاشق بھی زلفِ محبوب کی خوشبو سے جامہ چاک کرتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ پھول نے تیرے جسم کو باغ میں دیکھا گویا کہ باغ میں مستوں کی طرح جسم پر جامہ کو چاک کر دیا۔

پھول کا جامہ چاک کرنا ظاہر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ پھول نے باغ میں میرے محبوب کو دیکھا ہے اور اسکے عشق میں مست ہو کر جامہ چاک کر رہا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں تو تیرے غم کے ہاتھ سے مشکل ہی جان بچاؤنگا لیکن تو مجھ سے دل بڑی آسانی سے لے گیا۔

(۴) ترجمہ - دشمنوں کے کہنے پر تو دوست سے پھر گیا - کوئی شخص بھی دوستوں کا دشمن نہیں بنتا -

(۵) ترجمہ - تیرا جسم کپڑوں میں اسطرح ہے جسطرح پیالہ میں شراب - اور تیرا دل سینہ میں اسطرح ہے جسطرح چاندی میں لوہا -

یعنے تو سیمین بدن اور آہن دل ہے -

(۶) ترجمہ - اے شمع بادل کیطرح آنکھوں سے آنسو برسا - تاکہ تیرا سوزِ دل خلقت پر ظاہر ہو جائے -

شمع کا رونا مشہور اور ظاہر ہے - روشن بمعنے ظاہر شمع کی رعایت سے لاتے ہیں -

(۷) ترجمہ - تو نہ جا ورنہ میرے سینہ سے جگر سوز آہ اسطرح نکلے گی جسطرح روزن سے دھواں -

(۸) ترجمہ - میرے دل کو نہ توڑ اور اسے پاوں میں نہ گرا - کیونکہ وہ تیری زلف میں رہنے والا ہے -

در پا انداختن - ذلیل کرنا - خوار و رسوا کرنا - پامال کرنا -

(۹) ترجمہ - جب حافظ نے دل کو تیری زلف میں باندھ دیا ہے - تو اس طرح اس کے کام کو نظر انداز نہ کر -

غزل (۹)

چوں شوم خاک رہش دامن بفشاند ز من	۱	ور بگویم دل بگردان رو بگرداند ز من
گر چو شمعش پیش میرم در غمم خندد چو صبح	۲	ور برنجم خاطر نازک برنجاند ز من
عارض رنگین بہر کس مینماید ہمچو گل	۳	ور بگویم باز پوشان باز پوشاند ز من
دوستان جان دادہ ام از بہر دہانش بنگرید	۴	کو بچیزی مختصر چون باز می ماند ز من
او بخونم تشنہ و من بر لبش تا چون شود	۵	کام بستانم ازو یا داد بستاند ز من
چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین	۶	گفت میخواہی مگر تا جوی خون راند ز من
گر چو فرہادم بہ تلخی جان برآید حیف نیست	۷	بس حکایتہای شیرین باز می ماند ز من

(۸) ختم کن حافظ کہ گر زینگونہ خوانی درس عشق (۸)

خلق در ہر گوشۂ افسانہ خواند ز من

(۱) ترجمہ۔ جب میں اسکے رستہ کی خاک ہو جاتا ہوں تو مجھہ سے دامن جھاڑ دیتا ہی۔ اور اگر میں کہتا ہوں کہ مجھہ سے دل نہ پھیر تو مجھہ سے منہ پھیر لیتا ہے۔

دامن افشاندن ۔ از چیزے ۔ اپنے آپ کو کسی چیز سے دور رکھنا مطلب یہ ہی کہ میں خاکساری کرتا ہوں اور مجھہ سے دور دور ہٹتا ہے۔ خاک اور افشاندن کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اگر میں شمع کیطرح اسکے سامنے مرتا ہوں تو وہ میرے غم پر صبح کیطرح ہنستا ہی۔ اور اگر میں رنجیدہ ہوتا ہوں تو اپنے نازک دل کو مجھہ سے ناراض کر لیتا ہے۔

شمع عموماً صبح کے وقت بجھائی جاتی ہی اور صبح ہونے کو خندہ صبح کہتے ہیں لہذا مردن شمع اور خندہ صبح کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اپنا رنگین چہرہ پھول کیطرح ہر کسی کو دکھاتا ہے اور اگر میں کہتا ہوں کہ چہرہ کو (اغیار سے) چھپا تو (الٹا) مجھہ سے چھپا لیتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اے دوستو میں نے اسکے دہن کی آرزو میں جان دے دی دیکھو کہ اتنی مختصر سی چیز کے لئے بھی مجھہ سے دریغ کرتا ہے۔

مطلب یہ ہی کہ میری آرزو صرف اسکے دہن کا ایک بوسہ ہی اور اس تھوڑی سی آرزو پر میں نے جان دیدی دیکھو کہ وہ میری مختصر سی آرزو بھی پوری نہیں کرتا۔ دہن معشوق کو تنگ کہتے ہیں لہذا دہن اور چیز مختصر کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ وہ میرے خون کا پیاسا ہے اور میں اُسکے لب کا پیاسا ہوں۔ دیکھئے میں اس سے مدعا حاصل کرتا ہوں یا وہ مجھہ سے مقصد حاصل کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے اپنی آنکھہ کو کہا کہ ایک نظر سیر ہو کر اُسے دیکھہ لے۔ آنکھہ نے جواب دیا کہ کیا تو چاہتا ہی کہ وہ مجھہ سے خون کی ندی جاری کرے۔

یعنے آنکھہ نے جواب دیا کہ ایکدفعہ دیکھہ تو لونگی لیکن پھر اُسکے فراق میں مجھے لہو کے آنسو رونے پڑینگے۔ بعض نسخوں میں سیر شس کی بجائے شیریں ہے۔ اس صورت میں شیریں اور جوی کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ اگر فرہاد کیطرح تلخی سے میری جان نکل جائے تو کوئی افسوس نہیں (اتنا تو ہوگا) کہ کئی دلچسپ حکایتیں میری یادگار رہ جائیں گی۔

مطلب یہ ہے کہ فرہاد نے عشق میں جان تو دے دی لیکن اب تک اسکے قصے تو باقی ہیں اسی طرح میں بھی اگر عشق میں مر گیا تو کچھ مضائقہ نہیں میرے عشق کے افسانے تو دنیا میں باقی رہیں گے۔

فرہاد اور شیریں میں صنعت ایہام۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ بس کر کیونکہ اگر اسی طرح تو عشق کا سبق پڑھتا رہے گا۔ تو لوگ ہر گوشہ میں تیرے ہی افسانے پڑھتے پھریں گے۔

ظاہر ہے کہ عاشقوں کا چرچا عام ہوتا ہے۔ اور خواجہ کے کلام کا چرچا تو فی الحقیقت بہت ہی عام ہے۔

غزل (۱۰)

خدا را کم نشین با خرقہ پوشاں	۱	رخ از رندان بی ساماں مپوشاں
دریں خرقہ بسی آلودگی ہست	۲	خوشا وقت قبای میفروشاں
چو مستم کردہ مستور منشیں	۳	چو نوشم دادہ زہرم منوشاں
تو نازک طبعی و طاقت نیاری	۴	گرانیہای مشتی دلق پوشاں
دریں صوفی وشاں دردی ندیدم	۵	کہ صافی باد عیش دردنوشاں
لب میگون و چشم مست بکشای	۶	کہ از شوق تو می لعل ست جوشاں
بیا و زرق ایں سالوسیان بیں	۷	صراحی خون دل و بربط خروشاں

(۸) زدلگرمی حافظ برحذر باش	(۸) کہ دارد سینہ چوں دیگ جوشاں

(۱) ترجمہ۔ خدا کے لئے خرقہ پوشوں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور بے سرو سامان رندوں سے چہرہ نہ چھپا۔

خرقہ پوش سے مراد زاہدان ریاکار۔ کم۔ عموماً بمعنے نفی مطلق استعمال ہوتا ہے مثلاً۔

از عزیزی داں سخن گر تلخ میگویم ترا	چوں تو میدانی کہ من ایں حرف ہا کم میزنم (انجام)

(۲) ترجمہ۔ اس خرقہ میں بہت آلودگیاں ہیں۔ شراب فروشوں کے قبا کا وقت خوش ہو۔

خرقہ سے مراد خرقۂ زاہدانِ ریاکار۔ مطلب یہ ہے کہ قبائے میفروش خرقۂ زاہدِ ریاکار سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۳) ترجمہ۔ جب تو نے مجھے مست کیا ہی تو خود مستور ہو کر نہ بیٹھ۔ جب تو نے مجھے آبِ حیات دیا ہے تو اب زہر نہ پلا

مستور۔ مقابلِ مست۔ حیادار۔ پردہ نشیں۔ (از ستر)

(۴) ترجمہ۔ تو نازک مزاج ہی اور ان چند دلق پوشوں کی ناگوار حرکات کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

گرانی۔ ناگوار اور مکروہ بات (از بہار عجم)

دلق پوش سے مراد وہی زاہدانِ ریاکار ہیں یعنے معدودے چند۔ یہ لفظ حقارتاً دلق پوشوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں ان صوفی نما لوگوں میں درد نہیں دیکھتا۔ خدا کرے کہ دُرد نوشوں کی عیش صاف ہو۔

مطلب یہ ہی کہ ان ریاکار صوفیوں کے دل میں درد نہیں ہی۔ ان سے تو دُرد نوش بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ اُن کے دل میں درد ہی خدا انہیں خوش رکھے۔ درد اور دُرد میں صنعت تجنیس۔

(۶) ترجمہ۔ میگوں لب اور مست آنکھ کھول کیونکہ تیرے شوق سے شرابِ سرخ جوش میں ہے۔

یعنے شراب اس شوق میں جوش زن ہی کہ تو اپنے لبِ میگون کو کھولے اور اُسے پیئے اور نیز اُسے تیری مست آنکھوں کا اشتیاق ہے کیونکہ تیری آنکھوں میں شراب سے بھی زیادہ مستی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ آ اور ان ریاکاروں کے مکر و فریب کو دیکھ۔ کہ صراحی کا دل خون ہی اور بربط شور و خروش میں ہی۔

یعنے یہ ریاکار لوگ جو بظاہر متقی اور پرہیزگار بنے بیٹھے ہیں۔ خلوت میں شراب پیتے ہیں اور سماع و سرود میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کی اس ریاکاری سے صراحی کا دل بھی خون ہوگیا ہی۔ اور بربط بھی فریاد کر رہی ہے

(صراحی کے اندر چونکہ شرابِ سرخ ہوتی ہی لہذا خونِ دل کہا اور بربط کا خروش ظاہر)

(۸) ترجمہ۔ حافظ کے دل کے سوز سے ڈر تارہ کیونکہ اسکا سینہ دیگ کیطرح جوش میں ہی۔

یعنے آتشِ عشق سے حافظ کا سینہ جل رہا ہے اور دیگ کیطرح جوش میں ہی اسکی آہوں سے ڈرتا رہ۔

آتشِ سوزاں نہ کند با سپند
آنچہ کند دودِ دلِ دردمند

غزل (۱۱)

دانی کہ چیست دولت دیدار یار دیدن	۱	در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن
از جان طمع بریدن آسان بود و لیکن	۲	از دوستان جانی مشکل بود بریدن
خواہم شدن ببستان چون غنچہ با دل تنگ	۳	وانجا بہ نیکنامی پیراہنی دریدن
گہ چون نسیم با گل راز نہفتہ گفتن	۴	گہ سر عشقبازی از بلبلان شنیدن
بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار	۵	کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن
فرصت شمار صحبت کز این دو راہ منزل	۶	چون بگذریم نتوان دیگر بہم رسیدن
(۷)	گوئی برفت حافظ از بادشاہ منصور یارب بیادش آور درویش پروریدن	(۷)

(۱) ترجمہ۔ کیا تو جانتا ہی کہ معشوق کے دیدار دیکھنے کی دولت کیا ہی۔ اسکی کوچہ میں گداگری کو بادشاہی پر ترجیح دینا ہے۔

یعنے دولتِ دیدار ایسی بیش بہا دولت ہے کہ اسکے لئے کوئی جانان کی گدائی تمام دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جان سی ہاتھ دھو دینا آسان ہی لیکن جانی دوستوں سی جدا ہونا بہت مشکل ہی۔

ع وقتِ جانکنی کتنی خیال سہلے با محبوب وقتِ الوداعی مشکل

(۳) ترجمہ۔ غنچہ کی طرح تنگ دل کے ساتھ باغ میں جاونگا۔ اور اس جگہ نیکنامی سے پیراہن چاک کرونگا

غنچہ کا تنگدل ہونا اور بعدہٗ پیراہن چاک کرنا یعنے شگفتہ ہوکر پھول بننا ظاہر۔ خواجہ صاحب کے نزدیک بھی تنگیٔ دل کا علاج باغ میں جاکر سیرِ گلشن سے شگفتہ ہونا ہے۔ نیکنامی کے لفظ میں بدنامی کی بو بھی ہے کیونکہ عشق میں جامہ چاک کرنا چنداں موجبِ نیک نامی نہیں ہوتا۔

(۴) ترجمہ۔ کبھی نسیم کیطرح پھول کے سامنے پوشیدہ اسرار بیان کرونگا اور کبھی عشقبازی کا بھید بلبلوں سے سنونگا

اس شعر کا مضمون پچھلے شعر سے مسلسل ہے۔

(۵) ترجمہ۔ شروع میں ہی لب یار کے بوسہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ تاکہ آخر کار ہونٹ کاٹنے کی نوبت نہ ہو

زدست مگذار - ہاتھ سے نہ جانے دے۔ یعنے ضرور حاصل کر **لب گزیدن حسرت**

سے ہونٹ کاٹنا حسرت کرنا۔ افسوس کرنا۔ ہونٹ کاٹنا حسرت کا نشان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تو لب یار کے بوسہ سے محروم رہیگا تو آخر کار حسرت سے ہونٹ کاٹنے پڑیں گے

اس شعر میں خواجہ صاحب کا انتخاب الفاظ قابل داد ہے۔ الفاظ کا باہم مقابلہ اور رعایت خواجہ حافظ کی

قادر الکلامی پر دال ہیں۔ بوسیدن لب اور گزیدن لب۔ اول و آخر۔ دست اور دست کا مقابلہ

لطیف ہے۔

(۶) ترجمہ۔ صحبت کو غنیمت جان کیونکہ اس دو رستہ والے مکان سے۔ جب ایک دفعہ ہم گزر جائینگے تو دوبارہ

ملنا ناممکن ہے۔

دنیا کو **منزل دو راہ** کہا ہے۔ کیونکہ دنیا ایک سرائے ہے جسکے دو راستے ہیں ایک رستے سے ہم آتے

ہیں اور دوسری راہ سے چلے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں صرف چند روزہ قیام ہے۔ احباب کی

صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئیگا۔

شب عیشم ندارد فرصت خندیدن برقے	نفس تا میکشم صبح است شام زندگانی را

اسی مضمون پر ہے۔

اتفاق بلبل و گل بارہا خواہد شدن	بعد ازیں ما و شما و سیر بستان یا نصیب

(۷) ترجمہ۔ گویا کہ حافظ منصور بادشاہ سے چلا گیا۔ یا خدا اسے درویش پروری یاد دلا۔

منصور بادشاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹-۲۰ سوانح عمری۔

مطلب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ کو منصور بادشاہ نے فراموش کر دیا ہے۔ اے خدا

اسے درویش پروری یاد دلا تاکہ وہ حافظ کو دل سے دور نہ کرے۔

غزل (۱۲)

دلم را در سرِ زلف تو مسکن	۱	بد بنیانش فرو مگذار و مشکن
وگر دل سرکشد چون زلف از خط	۲	بدست آرش ولی در پاش مفگن
چو شمع از پیشم آئی در شب تار	۳	شود چشمم بدیدار تو روشن
بگلزارم چہ کار اکنون کہ گشتہ است	۴	جہان بر چشمم از رویت چو گلشن
ز سرو قامتت نشینم آزاد	۵	ہمہ تن گر زبان باشم چو سوسن
ز مہرت گر نتابم ذرہ روی	۶	چو خورشیدم فرود آید ز روزن
کجا بر تنگ شکر دست یابد	۷	گر اندیشد مگس از بادبیزن
(۸)	چو حافظ ماجرائے عشقبازی نمیگوید کسے بروجہ احسن	(۸)

(۱) ترجمہ۔ میرے دل کا مسکن تیری زلف میں ہے۔ لہٰذا اسطرح اُسے نہ چھوڑ اور اُسے نہ توڑ

(۲) ترجمہ۔ اور اگر میرا دل زلف کیطرح تیری خطِ (فرمان) سے سرکشی کرے۔ تو اس کو قابو کرے لیکن اسے پاؤں کے نیچے نہ مسل۔

بدست آور۔ دل بدست آوردن سے مراد دلداری کرنا ہے۔ یہاں بدست آور سے مراد اگرچہ گرفتار کرنا اور قابو کرنا ہے لیکن کنایتاً دلداری بھی مراد ہے۔

(۳) ترجمہ۔ شمع کیطرح اگر اندھیری رات میں تو میرے سامنے آئے۔ تو میری آنکھ تیرے دیدار سے روشن ہوجاتی ہے

چو در نقاب شوی ماہ در نقاب شود	فگن نقاب کہ ہر ذرہ آفتاب شود

(۴) ترجمہ۔ مجھے گلزار سے اب کیا کام ہے کہ تیرے چہرے نے تمام جہان کو میری آنکھوں میں باغ بنا دیا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے سرو قد (کی تعریف) سے میں کبھی آزاد نہیں بیٹھونگا۔ اگر سوسن کیطرح میں ہمہ تن زبان ہوجاؤں برگِ گلِ سوسن کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں گلِ سوسن کیطرح ہمہ تن زبان

بھی ہو جاؤں تو بھی تیرے سرو قد کی تعریف کما حقہٗ بیان نہیں کر سکتا۔

(۶) ترجمہ۔ تیری محبت سے اگر میں اپنے ذرہ روی کو نہ پھیروں تو خورشید کی طرح تیری محبت روزن سے میرے اندر آ جائیگی

مہر۔ (۱) آفتاب (۲) محبت۔ لہذا مہر اور ذرہ میں صنعت ایہام ہے۔

خورشید کی روشنی کا روزن سے مکان کے اندر آنا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں تو ذرہ صفت تیری محبت کو ترک نہ کروں۔ تو تیری محبت کا نور آنکھوں کے روزن سے میرے دل کے اندر جا کر اسے روشن اور منور کرے گا۔

(۷) ترجمہ۔ شکر کی گون تک کب پہنچ سکتی ہے اگر مکھی پنکھے سے ڈرے۔

باد بیزن۔ پنکھا۔ مروحہ۔ مطلب یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب کی تلاش میں یا عاشق اپنے معشوق کی طلب میں اگر راہِ طلب اور منازلِ عشق کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے ڈر جائے اور انہیں برداشت کرنے میں ہمت مردانہ سے کام نہ لے تو ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

لکن یہی تیری نکل گئے جو نہ جھجکے دریائے پر خطر سے	گئے وہ کود آنکھ بند کر کے نہ وار دیکھا نہ پار دیکھا

(۸) ترجمہ۔ حافظ کی طرح عشقبازی کا ماجرا اور کوئی شخص بوجہ احسن بیان نہیں کر سکتا۔

غزل (۱۳)

زدر درآ و شبستان ما منور کن	۱	دماغ مجلس روحانیان معطر کن
بچشم و ابروی جانان سپرده ام دل و جان	۲	بیا بیا و تماشای طاق و منظر کن
از آن شمائل الطاف و حسن خوش که تراست	۳	میان بزم حریفان چو شمع سر بر کن
بگو بخازن جنت که خاک این مجلس	۴	بتحفه بر سوی فردوس و عود مجمر کن
طمع بقند وصال تو حد ما نبود	۵	حوالتم بدان لعل همچو شکر کن
چو شاهدان چمن زیر دست حسن تو اند	۶	کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن
ستاره شب هجران نمی فشاند نور	۷	بیام قصر برآ و چراغ مه بر کن
از این مرقع پشمینه بیک در تنگم	۸	بیک کرشمه صوفی وشم قلندر کن

حد

فضول نفس حکایت بسی کند ساقی	۹	تو کار خود مدہ از دست و می بساغر کن
لب پیالہ ببوس آنگہاں بمستاں دہ	۱۰	بایں لطیفہ دماغ خرد معطر کن
وگر فقیہ نصیحت کند کہ مے مخورید	۱۱	پیالہ بدہش گو دماغ را تر کن
حجاب دیدہ ادراک شد شعاع جمال	۱۲	بیا و خرگہ خورشید را منور کن

(۱۳) پس از ملازمت عیش و عشق مہرویان
ز کارہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن (۱۳)

(۱) ترجمہ۔ دروازہ سے اندر آ اور ہمارے شبستان کو روشن کر۔ روحانیوں کی مجلس کے دماغ کو معطر کر۔

شبستان۔ خلوت خانہ۔ سونے کا مکان۔ گھر۔ حرم سرا۔ مسجد کا وہ حصہ جہاں رات کو عبادت کرتے ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے دل اور جان معشوق کی چشم و ابرو کے حوالہ کر دئے ہیں۔ آ اور طاق و منظر کا تماشا دیکھ۔

طاق کا اشارہ ابرو کیطرف اور منظر کا اشارہ چشم کیطرف ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اس اعلےٰ خوش اخلاقی اور خوبصورتی سے جو تجھے حاصل ہے۔ حریفوں کی مجلس میں شمع کی طرح سر بلند کر۔

(۴) ترجمہ۔ بہشت کے موکل کو کہو کہ اس مجلس کی خاک تحفہ کے طور پر فردوس کے پاس لے جائے اور عود مجمر بنائے۔

خازن جنت۔ وہ فرشتہ جو بہشت کا دربان ہے۔ رضوان اسکا نام ہے **فردوس** میوہ دار باغ۔ بہشت۔ فارسی لفظ پردوس کا معرب ہے۔ سنسکرت میں پردیشیا اور یونانی میں پرڈائز ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس مجلس کی خاک اس قابل ہے۔ کہ اہل بہشت اُسے بطور عود کے خوشبو کے لئے جلائیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے نقد وصال کی امید رکھنا ہماری حد سے باہر ہے۔ ہمیں صرف اپنی شیریں لب لعل کے حوالہ کر۔

یعنی صرف بوسہ کے طالب ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ جب شاہدان چمن تیرے حسن کے ماتحت ہیں۔ تو سمن اور صنوبر کے ساتھ کرشمہ اور ناز کر۔

شاہدان چمن سے مراد گل ہائے رنگ رنگ اور سرو و صنوبر وغیرہ جو باغ میں ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ باغ میں کوئی درخت اور کوئی پھول تیرے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے تجھے زیبا ہے۔ کہ سمن اور صنوبر کو کرشمہ و ناز دکھائے۔

(۷) ترجمہ۔ ہجر کی رات کا ستارہ روشنی نہیں دیتا۔ محل کے چھت پر آ اور چاند کے چراغ کو روشن کر۔

مطلب یہ ہے کہ شبِ ہجر عاشق کی نگاہ میں تاریک ہوتی ہے اور ستارے بھی روشنی نہیں دیتے اس لئے اگر تو ہی اپنے چہرہ کے چاند کو سامنے کرے تو روشنی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ میں اس پشمینہ کی گدڑی سے بہت تنگ ہوں۔ ایک صوفی وش کرشمہ سے مجھے قلندر بنادے۔

مرقع پشمینہ سے زاہدوں اور صوفیوں کا لباس مراد ہے۔ کرشمۂ صوفی وش سے مراد صوفیوں کا وہ کرشمہ جس سے وہ اپنے ہمنشینوں یا مریدوں کو موثر کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ میں زہد و تصوف سے تنگ آگیا ہوں مجھے قلندر بنادے۔ یعنی زاہدان ریاکار کے زمرہ سے نکال کر عاشق صادق بنائے۔

(۹) ترجمہ۔ اے ساقی بیہودہ نفس بہت فضول باتیں کرتا ہے۔ تو اپنا کام نہ چھوڑ اور شراب پیالے میں ڈال۔

مطلب یہ ہے کہ نفس کی فضولیات یا فضول نفس آدمی کی واہیات باتوں کے اثر کو دور کرنے کے لئے شراب پیالہ میں ڈال۔

(۱۰) ترجمہ۔ پیالہ کے لب چوم اور پھر وہ پیالہ مستوں کو دے اس لطیفہ سے عقل کے دماغ کو معطر کر۔

خوب کہا ہے اس لطیفہ سے عقل کا دماغ بہت معطر ہوگا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اور اگر فقیہ نصیحت کرے کہ شراب نہ پیو۔ تو اسے پیالہ دو اور کہو کہ دماغ کو تازہ کرے۔

(۱۲) ترجمہ۔ جمال کی شعاع عقل کی آنکھ کے لئے پردہ بن گئی ہے آ اور منزلِ خورشید کو منور کر۔

شعاعِ جمال سے عقل کا زائل ہونا ظاہر۔ عرفی کا شعر ہے۔

نورِ حیرت در شبِ اندیشۂ اوصافِ تو	بس ہمایوں مرغِ عقل از آشیاں انداختہ

مطلب یہ ہے کہ شعاعِ جمال نے عقل کو زائل کر دیا ہے آ اور خانۂ دل کو روشن کر۔

(۱۳) ترجمہ۔ عیش اور حسینوں کے عشق کے مشاغل کے بعد اگر تو کوئی کام کرنا چاہے تو حافظ کے شعروں کو یاد کیا کر۔

کیونکہ حافظ کے شعر بھی عیش و عشق کا ایک سفینہ ہے۔

غزل (۱۴)

شاہ شمشاد قدان خسرو شیریں دہنان	ق ۱	کہ بمژگان شکند قلب ہمہ صف شکنان
مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت	ق ۲	گفت کای چشم و چراغ ہمہ شیریں سخنان
تا کی از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود	ق ۳	پند ما بشنو و برخور ز ہمہ سیم تنان
کمتر از ذرہ نۂ پست مشو مہر بورز	۴	تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان
پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد	ق ۵	گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان
دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل	ق ۶	مرد یزدان شو و ایمن گذر از اہرمنان
بر جہان تکیہ مکن گر قدحی مے داری	۷	شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان
با صبا در چمن لالہ سحر مے گفتم	۸	کہ شہیدان کہ اند ایں ہمہ خونین کفنان

(۹) گفت حافظ من و تو محرم ایں راز نہ ایم
از مے لعل حکایت کن و سیمیں ذقنان

(۱) ترجمہ۔ شمشاد قدوں کا بادشاہ اور شیریں دہن والوں کا بادشاہ جو تمام صف توڑنے والوں کے دل کو تیر مژگان سے توڑتا ہے

(۲) ترجمہ۔ مست ہو کر گذرا اور مجھ درویش پر نظر ڈال کر کہا کہ اے تمام خوش گفتاروں کے چشم و چراغ!

(۳) ترجمہ۔ کب تک تیری جیب چاندی سونے سے خالی رہیگی ہماری نصیحت سن اور تمام سیمیں بدن معشوقوں سے بہرہ اندوز ہو

(۴) ترجمہ۔ تو ذرہ سے تو کم نہیں ہے پست ہمت نہ بن محبت اختیار کر تاکہ خورشید کی خلوت گاہ تک چکر کھاتا ہوا پہنچ جائے۔

یہ چاروں شعر قطعہ بند ہیں۔ تیسرا اور چوتھا شعر معشوق کا مقولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرا معشوق جو تمام

سہی قد اور شیریں دہن حسینوں کا بادشاہ ہے اور جو تمام صف شکن بہادروں کے قلب کو تیر مژگان سے زخمی کر سکتا ہے۔ میرے پاس سے مست ہو کر گزرا اور مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اے خوش کلام شاعروں کے سرتاج تو کب تک محروم بیٹھا رہے گا۔ سیمین بدن معشوقوں کے وصال سے مستفیض ہو۔ پست ہمت نہ بن یہ نہ سمجھ کہ تو کچھ نہیں کر سکتا۔ کیا تو ایک ذرہ سے بھی کم ہے؟ جو باوجود ایک حقیر اور ناچیز ہستی ہونے کے خورشید کی طلب میں اڑتا ہوا اور چکر کھاتا ہوا اوپر اٹھتا ہے۔ تو بھی ہمت بلند کر عشق اختیار کرتا کہ بزم وصال تک پہنچ سکے۔ خواجہ صاحب نے یہ غزل کسی خاص شرح صدر کی حالت میں لکھی ہے۔ جب کہ اُنکے دل کو پرواز کا شوق دلایا گیا۔

قلب۔ (۱) دل (۲) لشکر کا درمیانی حصہ۔ لہٰذا قلب اور صف شکن کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ ہمارے پیالہ کش پیر نے کہ خدا اُس کی جان کو خوش رکھے۔ کہا کہ وعدہ شکن لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔

(۶) ترجمہ۔ دوست کا دامن کو پکڑو اور دشمن سے قطع تعلق کر لو۔ مردِ خدا بن جاؤ اور شیطانوں سے بچکر نکل جاؤ۔

(۷) ترجمہ۔ جہان پر اعتبار نہ کرو اور اگر شراب کا ایک پیالہ پاس ہو تو زہرہ جبین اور نازک بدن معشوقوں کی خوشی کے شکریہ میں اُسے پیئو۔

یہ تین شعر بھی قطعہ بند ہیں اور شعر (۵) کا دوسرا مصرعہ شعر (۶) اور شعر (۷) پیر کا مقولہ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ صبح کے وقت لالہ زار میں بادِ صبا سے میں پوچھتا تھا کہ یہ تمام خونین کفن کس کے شہیدوں میں سے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اس نے جواب دیا کہ اے حافظ میں اور تو اس راز کے محرم نہیں شراب سرخ اور شیریں ذقن معشوقوں کی بات کر

یہ دونوں شعر بھی قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ صبح کے وقت میں نے باغ میں جا کر بادِ صبا سے پوچھا کہ یہ تمام خونین کفن والے یعنے گل لالہ اور دیگر تمام اقسام کے سرخ پھول کس کے شہیدوں میں سے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ اس راز سے نہ تو واقف ہوں نہ میں۔ ان باتوں کو چھوڑ اور مئے و معشوق کی باتیں کر۔ قاعدہ ہے کہ شہیدوں کو اُسی خون آلود لباس میں جس میں وہ شہید ہوتے ہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اس لئے خونین کفن کہا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شاہدانِ چمن خود بھی معشوقِ حقیقی کے عاشقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔

غزل (۱۵)

شراب لعل کش و روی مہ جبینان بین	۱	خلاف مذہب آنان جمال اینان بین
بزیر دلق ملمع کمند ہا دارند	۲	درازدستی این کوتہ آستینان بین
بخرمن دو جہاں سر فرو نمی آرند	۳	دماغ کبر گدایان خوشہ چینان بین
گرہ ز ابرو پرچین مے کشاید یار	۴	نیاز اہل دل و ناز نازنینان بین
حدیث عہد محبت ز کس نمی شنوم	۵	وفای صحبت یاران ہمنشینان بین
اسیر عشق شدن چارۂ خلاص من ست	۶	ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین
غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق (۷)		صفای نیت پاکان و پاکدینان بین (۷)

(۱) ترجمہ۔ شراب سرخ پی اور ماہ جبینوں کے چہرہ کو دیکھ۔ اُن کے مذہب کے خلاف اِن کے جمال کو دیکھ۔ آناں کا اشارہ زاہدوں اور پرہیزگاروں کیطرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زاہدوں کے مشرب اور طریقہ کی کچھ پرواہ نہ کر اور علی الرغم زاہد مہ جبین معشوقوں کے جمال کا نظارہ کر اور شراب پی۔

(۲) ترجمہ۔ اِس ملمع کی گدڑی کے نیچے یہ لوگ کئی کمند رکھتے ہیں۔ ان کوتاہ آستینوں کی درازدستی دیکھ۔ ملمع۔ ناقص دھات جس پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو۔ (گلٹ) دلق ملمع سے مراد ان زاہدان ریاکار کا لباس جو بظاہر پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں دھوکہ باز اور فریبی۔ درازدستی۔ تعدی ظلم۔ ناجائز حرکات کوتہ آستین وہ لوگ جو شرعی لباس پہنتے ہیں۔ قواعد شرع کے مطابق قمیص اور جبہ کی آستین چھوٹی ہوتی ہیں۔ درازدستی اور کوتہ آستین کا مقابلہ لفظی و معنوی نہایت لطیف ہے۔ یہ شعر خواجہ صاحب کے مشہور ترین شعروں میں سے ہے اور اکثر بطور ضرب المثل کے استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زاہد لوگ جو بظاہر پارسا نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں بڑے مکار اور فریبی ہیں۔ ان کے خرقے صرف ان کی بداعمالیوں اور بدعنوانیوں کو چھپانے کا ذریعہ ہیں۔ باوجود کوتہ آستینی کے بڑے

دراز دست ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ دونوں جہانوں کے حاصل کے لئے بھی سر نہیں جھکاتے۔ خوشہ چین گداگروں کی عالی دماغی دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ کوئے معشوق کے گداگر اتنے عالی ہمت ہیں کہ دونوں جہانوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

(۴) ترجمہ۔ معشوق اپنی پُرچین ابرو سے گرہ نہیں کھولتا۔ اہل دل کا نیاز اور ناز نینوں کا ناز دیکھ۔

(۵) ترجمہ۔ عہد محبت کی بات ہیں کسی ہی نہیں سنتا۔ ہمنشیں دوستوں کی وفائے صحبت دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمنشینوں اور دوستوں میں محبت اور وفا باقی نہیں رہی۔

(۶) ترجمہ۔ عشق میں گرفتار ہونا میری خلاصی کی تدبیر ہے۔ دوراندیشوں کی عاقبت بین دل کو دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ دوراندیش عاشق کی عاقبت بینی یہی ہے کہ وہ اسیرِ عشق ہونے کو اپنی رہائی خیال کرے حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ اسیرِ عشق باقی تمام قیود سے آزاد ہوتا ہے اور حقیقی آزادی یہی ہے۔

بندِ معشوق چو بہ بست بہ پا	از ہمہ بند ہا رہا بودن

مرزا غالبؔ ہم عشق کو پیوند نشاط کہتے ہیں۔

حاشا کہ زغم نالم اگر غم غم عشق است	پیوند نشاط است بدیں زمزمہ دم را

(۷) ترجمہ۔ عشق کی صیقل نے حافظ کے دل کے غبار کو دور کر دیا۔ پاک اور پاکدین لوگوں کی نیت کی صفائی دیکھ۔

غزل (۱۶)

صبح ست ساقیا قدحی پر شراب کن	۱	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
زاں پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	۲	مارا ز جام بادۂ گلگوں خراب کن
خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد	۳	گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن
روزیکہ چرخ از گل ما کوزہا کند	۴	زنہار کاسۂ سرما پُر شراب کن
ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستیم	۵	با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن
[illegible]	۶	در خانہ را قیاس اساس انجاب کن

ایام گل چو عمر برفتن شتاب کرد ،	ساقی بدور بادۂ گلگوں شتاب کن
(۸) کار صواب بادہ پرستی ست حافظا	(۸) برخیز و روی عزم بکار ثواب کن

(۱) ترجمہ۔ اے ساقی صبح کا وقت ہے شراب کا ایک پیالہ بھر دے۔ آسمان کی گردش دیر نہیں کرتی جلدی کر
یعنے عمر بسرعت تمام گزر رہی ہے۔ جلد شراب سے پیالہ بھر دے۔

(۲) ترجمہ۔ پیشتر اسکے کہ فانی جہان ویران ہو جائے۔ ہم کو سرخ شراب کے پیالہ سے مست کر دے۔

خراب۔ (۱) ویران (۲) مست

(۳) ترجمہ۔ شراب کا آفتاب پیالہ کے مشرق سے نکلا ہے۔ اگر تجھے سرمایہ عیش کی ضرورت ہے تو نیند کو ترک کر دے
طلوع آفتاب کے وقت یعنی صبح سویرے نیند سے بیدار ہونا صحت اور خوشحالی کا موجب ہے۔ خواجہ صاحب
فرماتے ہیں کہ شراب سرخ پیالہ میں اس طرح نظر آرہی ہے جسطرح مطلع مشرق میں آفتاب۔ اس لئے تجھے چاہیے
کہ غفلت کو چھوڑ کر جام مے پیئے تاکہ عیش اور خوشحالی نصیب ہو۔ شراب کو خورشید سے تشبیہ دی ہے
لفظ آفتاب سے مجازاً اکثر شراب مراد ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جس دن آسمان ہماری خاک سے کوزے بنائے گا ضرور ہمارے سر کے کاسہ کو شراب سے بھرنا۔
مطلب یہ ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد جب ہماری خاک سے کوزہ گر کوزے بنائینگے۔ ہمارے سر کے پیالہ
کو شراب کا پیالہ بنا کر اسے شراب سے بھر دو۔ تاکہ بعد مرگ بھی ہم مست رہیں اور ہمارا نشہ نہ اترے۔

(۵) ترجمہ۔ ہم زہد توبہ اور صوفیانہ لاف و گزاف والے آدمی نہیں۔ شراب صاف کے پیالہ سے ہمیں خطاب کرو۔
مطلب یہ ہے کہ ہم نہ زاہد ہیں اور نہ صوفیانہ لاف و گزاف اور غرور ہمیں پسند ہے۔ ہم رند شراب
نوش ہیں۔ ہم سے شراب کی باتیں کرو۔

(۶) ترجمہ۔ حباب کیطرح پیالہ کے چہرہ پر آنکھ کھول۔ اور اس گھر کی بنیاد کو حباب کیطرح سمجھ۔
حباب۔ بلبلہ۔ آنکھ اور پیالہ کا ہم شکل ہوتا ہے۔ نیز پُر آب یا پُر شراب پیالے میں اکثر بلبلے ہوتے
ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح حباب کی آنکھ پیالہ پر لگی ہوتی ہے اسی طرح تو بھی جام مے پر آنکھ لگائے
رکھ اور دنیا کو یا اپنی ہستی کو حباب کیطرح ناپائدار سمجھ۔

آنکھ کھلنے پر یہ عقدہ وا ہوا مثلِ حباب	ہستی موہوم نے باندھی ہوا ہی میں نہ تھا

(۷) ترجمہ ۔ موسم بہار زندگانی کی طرح جلد گذر گیا ۔ اے ساقی جلد شراب سرخ کا دور جاری کر ۔

(۸) ترجمہ ۔ اے حافظ بادہ پرستی صواب کا کام ہے ۔ اُٹھ اور ثواب کے کام کا ارادہ کر ۔

یعنے شراب پی ۔

غزل (۱۷)

فاتحۂ چو آمدے بر سر خستۂ بخواں	۱	لب بکشا کہ میدہد لعل لبت بمردہ جاں
آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند و میرود	۲	گو نفسے کہ روح را میکنم از پیش رواں
ایکہ طبیب خستۂ روی زبان من ببین	۳	کین دم و دود سینہ ام بار دلست بر زباں
گرچہ تب استخوان من کرد ز مہر گرم و رفت	۴	ہمچو تبم نمیرود آتش مہر ز استخواں
باز نشان حرارتم ز آب دو دیدہ و ببیں	۵	نبض مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشاں
حال دلم چو خال تو ہست در آتشش وطن	۶	جسمم ازاں چو چشم تو خستہ شدست و ناتواں
آنکہ مدام شیشہ ام از می لعل دادہ است	۷	شیشہ ام از چہ می برد پیش طبیب ہر زماں

(۸)	حافظ از آب زندگی شعر تو داد شربتم ترک طبیب کن بیا نسخۂ شربتم بخواں	(۸)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل خواجہ صاحب نے کبھی بیمار ہونے کے موقعہ پر لکھی ہے ۔ غزل کے تمام اشعار اسی مضمون پر ہیں ۔ واللہ اعلم ۔

(۱) ترجمہ ۔ جب تو آیا ہے تو اس خستہ جان پر فاتحہ پڑھ ۔ لب کھول کیونکہ تیرا لب لعل مردہ کو جان بخشتا ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ وہ جو بیمار پرسی کے لئے آیا اور فاتحہ پڑھ کر جا رہا ہے اُسے کہو کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائے ۔ تاکہ روح کو اسکے پیچھے پیچھے روانہ کر دوں ۔

نفسے ۔ یعنے تھوڑی دیر ٹھیر جائے ۔ ایک دم ٹھہر جائے ۔

(۳) ترجمہ۔ اے کہ تو خستہ جانوں کا طبیب ہے میرا چہرہ اور میری زبان دیکھ۔ کیونکہ یہ سانس اور آہیں زبان پر دل کا بوجھ ہیں۔

معدہ میں اگر کوئی ثقل یا بار ہو تو طبیب زبان دیکھکر بتا سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب سانس میرے لئے بارِ دل ہے۔ دور ہو جائے تو بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگرچہ تپ میری ہڈیوں کو عشق سے گرم کرکے چلی گئی۔ تاہم تپ کیطرح عشق کی آگ میری ہڈیوں سے نہیں نکلتی یعنے اگرچہ عشق میں تپ نے میری ہڈیوں کو جلا دیا ہے تاہم آتشِ عشق میری ہڈیوں سے نہیں جاتی۔

رفتم اندر تہِ خاک انس بتانم باقیست	عشق جانم بربود آفتِ جانم باقیست
سر و سامانِ وجودم شررِ عشق بسوخت	زیرِ خاکستر دل سوزِ نہانم باقیست

(۵) ترجمہ۔ آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے میری حرارت کو ٹھنڈا کر اور میری نبض دیکھ کہ کیا زندگی کا کوئی نشان باقی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میرے دل کا حال تیرے خال کیطرح ہے کہ آگ میں اسکا وطن ہے۔ اس لئے میرا جسم تیری آنکھوں کی طرح خستہ و ناتواں ہو گیا ہے۔

معشوق کے چہرہ کو بوجہ سرخی اور آب و تاب کے آگ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ لہذا رخِ جاناں کا خال گویا آگ میں رہتا ہے۔

خال بر روئے تو سحریست از آں چشم سیاہ	ورنہ ہرگز مگسے بر سر آتش نہ نشست

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا دل بھی تیرے خال کیطرح آگ میں رہتا ہے یعنی جل رہا ہے چشم معشوق کو ہمیشہ بیمار کہتے ہیں۔ اس لئے کہا کہ میں تیری آنکھوں کیطرح ناتواں اور خستہ ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ وہ جو ہمیشہ مجھے شیشۂ شرابِ عیش کے لئے دیا کرتا تھا میرا قارورہ ہر وقت طبیب کے پاس کیوں لیجاتا ہے

شیشہ۔ (۱) شیشہ کی صراحی وغیرہ جسمیں شراب یا گلاب رکھتے ہیں (۲) بول۔ شاش۔ پیشاب۔ قارورہ۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ تیرے شعر نے مجھے آبِ حیات سے شربت دیا طبیبوں کو چھوڑ اور اس شربت کا نسخہ میرے لئے پڑھ

مطلب یہ ہے کہ حافظ کے شعر آبحیات کا اثر رکھتے ہیں۔ اسلئے طبیبوں کے علاج کو چھوڑ کر مجھے حافظ کے شعر سنا۔ میری بیماری کا علاج اسی نسخہ میں ہے۔

غزل (۱۸)

کرشمه کن و بازار ساحری بشکن	۱	بغمزه رونق بازار سامری بشکن
بباد ده سر و دستار عالمی یعنی	۲	کلاه گوشه به آئین دلبری بشکن
برون خرام و ببر گوی نیکی از همه کس	۳	سزای حور ده و رونق پری بشکن
به آهوان نظر شیر آفتاب بگیر	۴	به ابروان دوتا قوس مشتری بشکن
چو عطرسای شود زلف سنبل از دم باد	۵	تو قیمتش ز سر زلف عنبری بشکن

(۶) چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ
تو رونق سخن گفتن دری بشکن (۶)

(۱) ترجمہ۔ کرشمہ دکھا اور جادوگری کے بازار کو بے رونق کر دے۔ اور غمزہ سے سامری کے بازار کو بے رونق کر دے۔ سامری مشہور جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے غمزہ و کرشمہ کے جادو کے مقابلہ میں جادوگری کی کچھ حقیقت نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ تمام جہان کے سر اور دستار کو برباد کر دے یعنے دلبری کے طریقہ سے ٹوپی ٹیڑھی رکھ۔

کلاہ گوشہ شکستن۔ ٹوپی کو سر پر ناز و نخوت کی وجہ سے ٹیڑھا رکھنا مثلاً

چو غنچہ ہر کہ بلخت جگر قناعت کرد	کلاہ گوشہ تواند بروزگار شکست (صائب)

مطلب یہ ہے کہ ٹوپی ٹیڑھی رکھ اور تمام جہان کو مست و خراب کر دے تاکہ کسی کو سر اور دستار کی خبر نہ رہے۔

(۳) ترجمہ۔ باہر نکل کر چل اور سب سے خوبصورتی میں سبقت لے جا۔ حور کو سزا دے اور پری کے بازار کو بے رونق کر دے۔ **سزائے حور دہ**۔ یعنے حور تیرے مقابلہ میں جس حیثیت کے لائق ہے۔ اُسی حیثیت میں لے آ۔

(۴) ترجمہ۔ آہوانِ نظر یعنے آنکھوں سے شیر آفتاب کو گرفتار کرے اور خمدار ابروؤں سے مشتری کی کمان کو توڑ دے۔ **شیر آفتاب**۔ شیر گردوں۔ شیر فلک یعنے برج اسد۔ **قوس مشتری** سے مراد برج قوس یا خود مشتری کی کمان (مشتری سیارہ کو بہرام فلک کہتے ہیں) **آہو نظر** سے مراد آنکھ معشوق کی

آنکھوں کو ہرن کی آنکھوں سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ شیر ہرن کا شکار کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب معشوق کی چشم آہو کو شیر گیر بتاتے ہیں اور اسکے کمانِ ابرو کو اتنا طاقتور بتاتے ہیں کہ قوس فلک کی کمان کو توڑ دے۔

(۵) ترجمہ۔ سنبل کی زلف جب ہوا کے دم سے خوشبودار ہو۔ تو اپنی زلفِ معنبر سے اسکی قیمت کم کردے۔
مطلب یہ ہے کہ زلفِ سنبل میں بادِ بہاری کی عنبر افشانی سے اتنی خوشبو پیدا نہیں ہوسکتی جتنی تیری زلفِ مشکین میں ہے۔

ہر پریشاں نسزد ہمسری کاکل را		نکنم قافیہ اش بار دگر سنبل را	(اصل حزیں)

(۶) ترجمہ۔ اے حافظ جب عندلیب فصاحت کا اظہار کرنے لگی ہے تو فارسی شعر کہنے سے تو اسکے بازار کو بے رونق کردے۔
مطلب یہ ہے کہ بلبلِ ہزار داستان ہزار فصیح ہو تاہم حافظ کی شیریں گفتاری کو نہیں پہنچتی۔

غزل (۱۹)

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن	۱	یعنی که رخ بپوش و جهانی خراب کن
بکشا بعشوه نرگس مست خراب را	۲	وز رشک چشم نرگس رعنا بخواب کن
بفشان عرق ز چهره و اطراف باغ را	۳	چون شیشهای دیدهٔ ما پر گلاب کن
بوی بنفشه بشنو و زلف نگار گیر	۴	بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن
ز انجا که رسم و عادت عاشق کشی تست	۵	شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن
ما بخت خویش و خوی ترا آزموده ایم	۶	با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

(۷) حافظ وصال می طلبد از ره دعا
یارب دعای خسته دلان مستجاب کن (۷)

(۱) ترجمہ - پھول کی پنکھڑی پر سنبل مشکین کا نقاب ڈال یعنے چہرہ چھپا اور ایک جہان کو ویران کر
گلبرگ سے مراد رخسار سنبل سے مراد زلف عنبریں - مطلب یہ ہے کہ اپنے پھول جیسے چہرہ پر زلف کا نقاب گرا - اور ایک جہان کو خراب کر -

(۲) ترجمہ - اپنی مست بیمار آنکھ کو عشوہ سے کھول اور رشک سے نرگس رعنا کی آنکھ کو خواب آلودہ کر -
یعنے نرگس کی آنکھ بھی تیری آنکھ کے رشک سے بند ہو جائے گی -

(۳) ترجمہ - چہرہ سے پسینہ گرا اور تمام باغ کو ہماری آنکھوں کے شیشہ کیطرح گلاب سے بھر دے -
معشوق کے پسینہ کو گلاب کہا ہے -

(۴) ترجمہ - بنفشہ کی خوشبو سونگھ اور معشوق کی زلف کو پکڑ - لالہ کے رنگ کو دیکھ اور شراب نوشی کا ارادہ کر -

(۵) ترجمہ - چونکہ تجھ میں عاشق کے قتل کرنے کی عادت اور رسم ہے غصہ کی تلوار کو ہمارے دل کے خون سے رنگین کر

(۶) ترجمہ - ہم نے اپنے نصیب اور تیری عادت کو آزما لیا ہے - دشمنوں کے ساتھ شراب پی اور ہم سے عتاب کر -
یعنے ہمارے نصیب اور تمہاری عادت میں یہی ہے کہ تو دشمنوں کے ساتھ شراب نوشی کرے اور ہم پر عتاب -

(۷) ترجمہ - حافظ دعا کے ذریعہ وصال کا طالب ہے - اے خدا خستہ دلوں کی دعا کو قبول کر -

غزل (۲۰)

ما سرخوشیم بادہ ما در پیالہ کن	۱	بدست رالغمزہٴ ساقی حوالہ کن
در جام ماہ بادہٴ چون آفتاب ریز	۲	برروی روز سنبل مشکیں کلالہ کن
ای پیر خانقہ بخرابات شو دمے	۳	غسلے برآر و توبہٴ ہفتاد سالہ کن
صوفی بگریہ چہرہٴ مجلس بشو چو شمع	۴	آہنگ رقص ما ہمہ از آہ و نالہ کن

(۵)	گر نو عروس عشق درآید بعقد تو مہر دو گوش حافظا اندر قبالہ کن	(۶)

(۱) ترجمہ - ہم سرخوش ہیں ہمیں پیالہ میں شراب ڈال دے اور بدمست کو ساقی کے غمزہ کے حوالہ کردے

سرخوش اور **بدمست** - مستی کے علی الترتیب حسب ذیل مراتب ہیں (۱) سرخوش یعنے جو شخص نشۂ شراب سے خوشحال ہو (۲) تردماغ (۳) بدمست (۴) خراب۔

(۲) ترجمہ - چاند کے پیالہ میں آفتاب جیسی شراب ڈال۔ اور دن کے چہرہ پر سنبلِ مشکیں کی زلف ڈال۔

مطلب یہ ہے کہ پیالہ میں شراب اور اپنے روشن رخسار پر زلف ڈال۔

(۳) ترجمہ - اے خانقاہ کے پیر تھوڑی دیر کے لئے شرابخانہ میں جا غسل کر اور ستر سالہ توبہ کر

یعنے میخانے سے باہر جو ستر سال عمر تو نے گناہوں میں گزاری ہے اس سے توبہ کر

(۴) - اے صوفی شمع کیطرح مجلس کے چہرہ کو آنسوؤں سے دھو۔ آہ و نالہ سے ہمارے رقص کا ہم آہنگ ہو

شمع کا گریہ مشہور۔ مطلب یہ ہے کہ زہد خشک کو چھوڑ۔ عشق میں گریہ کر اور ہمارے ساتھ آہ و نالہ میں ہم آہنگ ہو جا۔

(۵) ترجمہ - اگر عشق کی نئی عروس تیرے نکاح میں آئے تو اے حافظ دونو جہاں کا مہر اسکو قبالہ کردے

یعنے عروسِ عشق کے حق مہر میں دونو جہاں لکھدے۔

غزل (۲۱۱)

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان	۱	از قفس تن ملول سیر شده از جهان
از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما	۲	باز نشیمن کند بر سر آن آشیان
چون بپرد زین جهان سدره بود جای او	۳	تکیه گه باز ما کنگرهٔ عرش دان
سایهٔ دولت فتد بر سر عالم بسے	۴	گر بزند مرغ ما بال و پری در جهان
در دو جهانش مکان نیست بجز فوق عرش	۵	کان فیه ای ز معرفت جای وی از لامکان
عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما	۶	آب خور او بود گلشن باغ جنان

(۷)	چون دم وحدت زنی حافظ شوریده حال خامهٔ توحید کش بر ورق انس و جان	(۷)

اس غزل میں مضمون مسلسل ہے۔ روحِ انسانی کو عرش آشیان کہا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان عرشِ بریں کا رہنے والا گویا دنیا کے قفس میں قید ہے اور ہر وقت اپنے اصلی وطن اور قدیمی مسکن کی طرف پرواز کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ وہ لوگ بہت خوش نصیب ہیں جو اس قفس کو اپنا آشیاں نہیں سمجھتے۔ اور ہمیشہ عالمِ بالا کی سیر کے مشتاق رہتے ہیں۔ دیکھو ق ۱/۵-۶-۷ م ۲/۲ م ۱۲/۸ م ۱۱/۱ م ۴۸/۲ م ۶۹/۳ -

(۱) ترجمہ۔ میرے دل کا مرغ ایک عرش آشیان اور قدسی پرندہ ہے۔ اور جسم کے پنجرہ سے ملول ہو کر جہان سے پرواز کر جانے کا شائق ہے۔

بدلِ شکستہ ازیں قفس نزدہ ایم بالِ گذشتی　　کہ شتاب گر ہمہ خون شود نرسد بگردِ درنگ ما

(۲) ترجمہ۔ اس خاکدان کے دروازہ سے جب ہمارا مرغ پرواز کر جائیگا۔ تو پھر اُس آشیاں پر جا کر اپنی جگہ بنائے گا۔

(۳) ترجمہ۔ جب اس جہان سے اڑ جائیگا تو سدرہ اسکا مقام ہوگا۔ عرش کے کنگرہ کو ہمارے باز کا تکیہ گاہ سمجھ۔

(۴) ترجمہ۔ جہاں پر دولت کا سایہ بہت پڑیگا۔ اگر ہمارا پرندہ جہاں میں بال و پر پھیلا کر اڑے۔

مرغِ روح کو ہما سے تشبیہ دی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دونوں جہاں اس کا مقام نہیں ہیں سوائے عرش کی بلندی کے۔ اس کی کان معرفت ہے اور اس کا مقام لامکان ہے۔

یعنے ہمارے مرغِ روح کا اصلی مقام عرش کی بلندی پر ہے اور لامکان کا رہنے والا ہے

(۶) ترجمہ۔ ہمارے مرغ کی جلوہ گاہ عالمِ بالا ہے۔　اسکا آب خور باغِ بہشت کا گلشن ہے۔

آب خور۔ چرند پرند وغیرہ کے پانی پینے کا تالاب یا چشمہ۔

(۷) ترجمہ۔ اے شوریدہ حال حافظ جب تو وحدت کا دم مارتا ہے تو انس وجان کے ورق پر توحید کا قلم پھیر دے۔

انس و جان۔ یعنے جن و انسان۔

مطلب یہ ہے کہ اگر وحدت کا قائل ہے تو واحدِ مطلق کے بغیر تمام دنیا کو نیست سمجھ۔

غزل (۲۲)

منم کہ شہرۂ شہرم بعشق ورزیدن	۱	منم کہ دیدہ نیالودہ ام بدو دیدن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم	۲	کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن
بمی پرستی ازان نقش خود برآب زدم	۳	کہ تا خراب کند نقش خود پرستیدن
بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	۴	بخواست جام می و گفت بادہ نوشیدن
عنان بمیکدہ خواہیم تافت زین مجلس	۵	کہ وعظ بی عملان واجبست نشنیدن
مراد ما ز تماشاے باغ عالم چیست	۶	بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
برحمت سر زلف تو واثقم ورنہ	۷	کشش چو نبود ازان سو چہ سود کوشیدن
ز خط یار بیاموز مہر با رخ خوب	۸	کہ گرد عارض خوبان خوش ست گردیدن

(۹)

مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ

کہ دست زہد فروشان خطاست بوسیدن

(۹)

(۱) ترجمہ۔ میں ہوں کہ تمام شہر میں عشق اختیار کرنے کے لئے مشہور ہوں۔ میں ہوں کہ اپنی آنکھوں کو دو بینی سے آلودہ نہیں کیا۔

دو دیدن دو بینی۔ کثرت کا قائل ہونا۔ واحدِ مطلق کے بغیر اور کسی چیز کو بھی موجود سمجھنا۔

(۲) ترجمہ۔ ہم وفا کرتے ہیں ملامت اٹھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں۔ کیونکہ ہماری شریعت میں رنجیدہ ہونا کفر ہے۔

جو شخص سب کچھ خدا کیطرف سے سمجھے وہ کبھی رنجیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست	کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	کفرست در طریقت ما کینہ داشتن

(۳) ترجمہ۔ مے پرستی سے میں نے اسلئے اپنے آپ کو نقش برآب بنایا ہے تاکہ خود پرستی کا نقش خراب ہو جائے یعنے شراب پی کر اسلئے بیخود ہو جاتا ہوں کہ خود پرستی زایل ہو جائے۔

(۴) ترجمہ - میں نے پیرِ میکدہ سے پوچھا کہ نجات کی راہ کونسی ہے - اُس نے شراب کا پیالہ منگوایا اور کہا کہ شراب پینا -
یعنے شراب نوشی نجات کا رستہ ہے -

(۵) ترجمہ - اِس مجلس سے شرابخانہ کیطرف جاؤنگا - کیونکہ بے عمل لوگونکا وعظ نہ سننا بہتر ہے -
یعنے مجلسِ وعظ میں نہیں بیٹھنا چاہیئے کیونکہ واعظ خود عمل نہیں کرتے -

(۶) ترجمہ - باغ جہاں کی سیر سے ہماری مراد صرف اتنی ہے کہ مردمِ چشم کے ہاتھ سے تیرے چہرہ سے پھول چنیں -
یعنے آنکھوں سے تیرا دیدار کریں - مردمِ چشم - پتلی - لفظ مردم کے لحاظ سے پتلی کو ایک آدمی تصور کیا ہے جو عارضِ جاناں کے باغ سے پھول چنتا ہے -

(۷) ترجمہ - تیری زلف کی مہربانی کا واقف ہوں ورنہ جب اُسطرف سے کشش نہ ہو تو کوشش کرنے کا کیا فائدہ
مطلب یہ ہے کہ انسان صرف سعی اور کوشش سے تیرے پاس نہیں پہنچ سکتا - جب تک کہ تیری طرف سے مہربانی اور کشش نہ ہو کشش اور کوشیدن کی رعایت ظاہر -

	حقا کہ کوشش تو بجائے نمیرسد	اگر نہ کشش ز جانب او ہر زماں بود	(معین الدین)

(۸) ترجمہ - حسین چہرہ سے محبت کرنا معشوق کے سبزۂ خط سے سیکھ - کیونکہ حسینوں کے عارض کے گرد پھرنا بہت اچھا ہے -
سبزہ خط بھی عارضِ معشوق کے گرد ہوتا ہے -

(۹) ترجمہ - اے حافظ جامِ مے اور لبِ معشوق کے بغیر اور کسی چیز کو نہ چوم - کیونکہ پرہیزگاری کی نمائش کرنے والوں کا ہاتھ چومنا غلطی ہے -
یعنے زاہدانِ ریاکار اور صوفیانِ ظاہر دار کا ہاتھ نہ چومنا چاہیئے -

غزل (۲۳)

میسوزم از فراقت روی از جفا بگردان	۱	ہجران بلای ما شد یارب بلا بگردان

مہ جلوہ می نماید بر سبز خنگ گردون	۲	تا او بسر در آید بر رخش پا بگرداں
یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست	۳	بر سر کلاہ بشکن در بر قبا بگرداں
مرغولہ را بگرداں یعنی برغم سنبل	۴	گرد چمن بخوری ہمچوں صبا بگرداں
ای نور چشم مستاں در عین انتظارم	۵	چنگ حزین و جامی بنواز یا بگرداں
دوراں چو می نویسد بر عارض بتاں خط	۶	یارب نوشتۂ بد از یار ما بگرداں

(۷) **حافظ** ز خوبرویاں قسمت جز این قدر نیست
گر نیست ت رضائی حکم قضا بگرداں (۷)

(۱) ترجمہ۔ میں تیرے فراق میں جل رہا ہوں ظلم سے باز آ۔ ہجر ہمارے لئے مصیبت ہو گئی اے خدا یہ مصیبت دور کر۔

(۲) ترجمہ۔ چاند آسمان کے سبز گھوڑے پر جلوہ نمائی کر رہا ہے تو گھوڑے پر سوار ہو تا کہ چاند سر کے بل گرے۔

یعنے جب تو سوار ہو کر نکلے گا تو چاند شرم سے چھپ جائیگا۔

(۳) ترجمہ۔ عقل و دین کی غارت کے لئے مست ہو کر باہر چل۔ سر پر ٹوپی ٹیڑھی رکھ اور قبا کو چست کر۔

قبا در بر بگردانیدن۔ قبا کو چست اور درست کرنا (بہار عجم)

(۴) ترجمہ۔ زلف کو پریشان کر یعنے علی الرغم سنبل باغ کے گرد بادِ صبا کیطرح خوشبو پھیلا۔

مرغولہ۔ پیچدار بال۔ زلف و خط وغیرہ۔ **بخور** بوزنِ صبور۔ ایک خوشبودار چیز۔ بخوری۔ مجاز اً بمعنے مجمر۔ جسمیں خوشبوئیں جلاتے ہیں۔ مطلب یہ ہی کہ سنبل کے مقابلہ میں تو اپنی زلفِ عنبریں کو پریشان کر اور باغ کو معطر کر۔

(۵) ترجمہ۔ اے مستوں کی آنکھوں کے نور! میں عین انتظار میں ہوں۔ چنگِ حزیں بجا اور پیالہ کو گردش دے۔ چنگ کو بوجہ خمیدہ قد ہونے کے حزیں کہا ہے۔ مطلب یہ ہی کہ آ اور سرود و گردشِ جام سے مجلس گرم کر۔

(۶) ترجمہ۔ زمانہ جب معشوقوں کے عارض پر خط پیدا کرتا ہی۔ اے خدا بُری تقدیر کو ہمارے یار سے دور رکھ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے معشوق کے عارض پر خط نہ آئے۔ نوشتہ اور نویسد کی رعایت ظاہر

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ حسینوں نے تیری قسمت میں اور کچھ نہیں لکھا۔ اگر تیری رضا نہیں تو قضا کے حکم کو تبدیل کر دے۔

یعنے تیری قسمت میں حسینوں کا جور و ستم لکھا ہے۔ مہر و وفا تیرے حصہ میں نہیں۔ اگر تجھے منظور نہیں۔ تو نوشتۂ قسمت کو مٹا دے۔ مطلب یہ ہے کہ چار و ناچار جور برداشت کرنے پڑیں گے۔

غزل (۲۴)

بفگن بر صف رندان نظرے بہتر ازین	۱	بر در میکدہ میکن گذرے بہتر ازین
در حق من لبت آں لطف کہ می فرماید	۲	گرچہ خوبست ولیکن قدرے بہتر ازین
آنکہ فکرش گرہ از کار جہاں بکشاید	۳	گو درین نکتہ بفرما نظرے بہتر ازین
دل بداں رود گرامی چہ کنم گر ندہم	۴	مادر دہر ندارد پسرے بہتر ازین
ناصحم گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق	۵	گفتم ای خواجۂ عاقل ہنرے بہتر ازین
گر بگویم کہ قدح گیر و لب ساغر بوس	۶	بشنو ای جان کہ نگوید دگرے بہتر ازین

(۷) کلک حافظ شکرین شاخ نباتست بچین (۷)
کہ درین باغ نبینی ثمرے بہتر ازین

(۱) ترجمہ۔ رندوں کی صف پر اس سے اچھی نظر ڈال۔ شراب خانہ کے دروازہ پر اس سے اچھا گذر کر۔

(۲) ترجمہ۔ میرے حق میں تیرے لب جو مہربانی کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ بہت اچھی ہے۔ لیکن اس سے بھی قدرے زیادہ مہربانی چاہئے۔

(۳) ترجمہ۔ اس کے فکر کا نکتہ جہاں کے لئے مشکل کشای کرتا ہے تاہم اُسے کہو کہ اس نکتہ میں اس سے بھی اچھی نظر کر۔

یعنے اس سے بھی زیادہ مشکل کشائی کرنی چاہئے۔

(۴) ترجمہ ۔ میں اُس عزیز لڑکے کو اگر دل نہ دوں تو اور کیا کروں ۔ مادرِ دہر اس سے بہتر لڑکا نہیں رکھتی ۔

رود ۔ فرزند ۔ پسر ۔ لڑکا ۔ علاوہ معانی معروف ۔

(۵) ترجمہ ۔ ناصح نے مجھے کہا کہ عشق میں سوائے غم کے اور کون سا ہنر ہے ۔ میں نے اسے کہا کہ اے عاقل صاحب! اس سے بہتر اور کون سا ہنر ہے ؟

مطلب یہ ہے کہ ناصح نے مجھے کہا کہ عشق میں سوائے غم کے اور کیا رکھا ہے ۔ میں نے جواب دیا کہ بیشک لیکن غم سے بہتر اور کوئی چیز ہی تو نہیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ اگر میں کہوں کہ پیالہ لے اور ساغر کے لب چوم ۔ تو اے جان اس بات کو (غور سے) سن کیونکہ کوئی شخص اس سے بہتر بات نہیں کہیگا یعنی سب سے بہتر بات یہی ہے جو میں تجھے کہتا ہوں ۔ جام مے لے اور شراب پی ۔

(۷) ترجمہ ۔ حافظ کا قلم ایک شیریں شاخ نبات ہے ، توڑ لے ۔ کیونکہ اس باغ میں اس سے بہتر اور کوئی پھل نہیں ۔

شاخ نبات ۔ لکڑی کی شاخیں جو کوزہ ہائے مصری میں بندھی ہوتی ہیں ۔ یا تاگے کے گرد مصری جو شاخ کی طرح نظر آتی ہے ۔ شاخ قند ۔ **بچیں** ۔ امر از مصدر چیدن ۔ چننا ۔ جدا کرنا ۔ کاٹنا ۔

خواجہ صاحب نے اپنے کلام میں جا بجا اپنے قلم کو شاخ نبات کہا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ گلشن سخنوری میں کوئی میوہ اور کوئی شاخ حافظ کے قلم سے زیادہ شیریں نہیں ہے ۔ اس لئے اس شاخ نبات کو توڑ لے اور اس سے اپنے مذاق جان کو شیریں کام کر ۔

غزل (۲۵)

یارب آن آہوی مشکین بختن باز رسان	۱	وان سہی سرو روان را بچمن باز رسان
دل آزردہ ما را بہ نسیمی بنواز	۲	یعنی آن جان ز تن رفتہ بتن باز رسان
ماہ و خورشید بمنزل چو بامر تو رسند	۳	یار مہ روی مرا نیز بمن باز رسان
سخن اینست کہ ما بیتو نخواہیم حیات	۴	بشنو ای پیک خبرگیر و سخن باز رسان
سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریہ من	۵	یارب آن گوہر رخشان بیمن باز رسان
بروای طائر میموں ہمایوں طلعت	۶	پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رسان

(۷)	آنکه بودی وطنش دیدۂ حافظ یارب بمرادش ز غریبی بوطن باز رسان	(۷)

یہ غزل خواجہ صاحب نے کسی عزیز سفر کردہ کے متعلق لکھی ہے۔ یا معمولی اشتیاقِ دید کا فسانہ سمجھئے

(۱) ترجمہ۔ اے خدا اُس آہوئے مشکین کو ختن میں واپس لا۔ اور اُس سہی قد سروِ رواں کو باغ میں واپس لا۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے پژمردہ دل کو بادِ نسیم سے شگفتہ کر۔ یعنے اس جسم سے نکلی ہوئی جان کو جسم میں واپس لا۔

(۳) ترجمہ۔ جب چاند اور سورج تیرے حکم سے اپنی اپنی منزل پر جاتے ہیں تو ہمارے چاند جیسے معشوق کو بھی ہمارے پاس لے آ۔

(۴) ترجمہ۔ بات یہ ہے کہ ہم کو تیرے بغیر زندگی ہی نہیں چاہیئے۔ اے سخن گیر قاصد یہ بات سن اور (میرے معشوق کو) جا کر پہنچا۔
یعنے اے قاصد میرے محبوب کو جا کر کہدے کہ ہمیں تیرے بغیر جینا ہی پسند نہیں۔ قاصد کو سخن گیر کہنے کی وجہ ظاہر ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میرے رونے کے اثر سے پتھر اور کیچڑ بھی عقیق ہو گئے۔ یارب اس درخشندہ گوہر کو یمن میں واپس لا۔
عقیق۔ سرخ رنگ کا پتھر۔ فرماتے ہیں کہ میں اسقدر متواتر اور عرصہ دراز تک لہو کے آنسو روتا رہا ہوں کہ شہر کی مٹی اور پتھر بھی اس سے سرخ ہو گئے ہیں۔ اے خدا اب تو میرے معشوق کو وطن میں واپس لا۔ گوہر اور یمن کی نسبت ظاہر اور مشہور۔

(۶) ترجمہ۔ اے مبارک اور بابرکت پرندے عنقا کے پاس جا کر زاغ و زغن کا پیغام پہنچا۔
طائر سے مراد قاصد۔ عنقا سے مراد محبوب۔ اور زاغ و زغن سے مراد عشاق۔

(۷) ترجمہ۔ اے خدا حافظ کی آنکھوں میں جس شخص کا وطن تھا۔ اسکو بامراد مسافری سے وطن میں واپس لے آ۔

غزل (۲۶)

خوشتر از فکر می و جام چہ خواہد بودن	۱	تا بہ بینیم سر انجام چہ خواہد بودن
پیر میخانہ ہمے خواند معمائی دوش	۲	از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن

بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو	۳	اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن
غم دل چند توان خورد کہ ایام نماند	۴	گو نہ دل باش و نہ ایام چہ خواہد بودن
مرغ کم حوصلہ را گو سر خود گیر و برو	۵	رحم آنکس کہ نہد دام چہ خواہد بودن
دست رنج تو ہمان بہ کہ شود صرف بکام	۶	دانی آخر کہ بنا کام چہ خواہد بودن

(۷) برہم زدہ دل حافظ بدف و چنگ و غزل
تا جزای من بدنام چہ خواہد بودن (۷)

(۱) ترجمہ ۔ شراب اور جام سے زیادہ اچھا اور کونسا خیال ہوسکتا ہے ۔ دیکھئے کہ سرانجام کیا ہوگا ۔

(۲) ترجمہ ۔ پیر میخانہ کل خطِ جام سے معما بیان کرتا تھا ۔ کہ سرانجام کیا ہوگا ۔

خطِ جام ۔ جام جم کے خط ۔ مجازاً ہر جام کے خط ۔ مطلب یہ ہے کہ پیر میخانہ جام مے کے خط سے معلوم کرتا تھا کہ سرانجام کیا ہوگا ۔ حاصل کلام یہ کہ شراب دنیا کے انجام کا پتہ دیتی ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ شراب پی ۔ غم نہ کھا اور مقلد کی باتوں کو نہ سن ۔ عوام کی باتوں کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ اس بات پر کب تاکے دل کو غمگین رکھیں گے کہ زمانہ نہیں رہا ۔ کہو کہ نہ زمانہ رہے نہ دل رہے ۔ کیا ہو جائیگا ۔

مطلب یہ ہے کہ غمِ دل اور غمِ ایام سے کیا حاصل ۔ خواہ دل اور زمانہ دونو نہ رہیں ۔ ہمیں کچھ پرواہ نہیں ۔

(۵) ترجمہ ۔ کم حوصلہ پرندے کو کہو کہ جائے اپنا کام کرے ۔ جو شخص جال بچھاتا ہے وہ کیا رحم کرے گا ۔

مطلب یہ ہے کہ جو پرندہ صیاد کے رحم کی امید رکھتا ہے وہ کم حوصلہ ہے اُسے چاہئے کہ جال کے نزدیک ہی نہ آئے ۔ جائے اور اپنا کام کرے ۔ صیاد جو جال بچھا کر پرندوں کو گرفتار کرتا ہے ۔ اس پر رحم کی امید بیفائدہ ہے ۔ حاصل کلام یہ کہ عاشق کو معشوق کے رحم کی ہوس نہیں کرنی چاہئے ۔ بلکہ اسکے جور و ستم برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے ۔ جور پیشہ معشوق کیا رحم کرینگے ۔ جفا کاروں سے وفا شعاری کی توقع خیالِ خام ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ تجھے چاہئے کہ محنت حصولِ مقصود کے لئے صرف کرے ۔ آخر تو جانتا ہے کہ ناکام ہونا کیسا ہوتا ہے ۔

دست رنج کسب ۔ پیشہ ۔ مزد ۔ اجرت ۔ محنت ۔ مزدوری وغیرہ سعی و عمل کی تعلیم ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ حصولِ مقصد کے لئے تجھے ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے اور محنت کرنی چاہئے ۔ تو جانتا ہے کہ ناکام ہونا بہت بُری بات ہے ۔

(۷) ترجمہ - میں نے حافظ کے دل کو دف و چنگ اور غزل سے گمراہ کر دیا - دیکھئے مجھ بدنام کی سزا کیا تجویز ہوتی ہے -

غزل (۲۷)

دلبر جانان من بردہ دل و جان من	۱	بردہ دل و جان من دلبر جانان من
از لب جانان من زندہ شود جان من	۲	زندہ شود جان من از لب جانان من
روضۂ رضوان من خاک سر کوی دوست	۳	خاک سر کوی دوست روضۂ رضوان من
این دل حیران من والہ و شیدای تست	۴	والہ و شیدای تست این دل حیران من
یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست	۵	مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من
سرو گلستان من قامت دلجوی تست	۶	قامت دلجوی تست سرو گلستان من
(۷)	حافظ خوشخوان من نقد کمال غیاث نقد کمال غیاث حافظ خوشخوان من	(۷)

اس تمام غزل میں خواجہ صاحب نے یہ صنعت رکھی ہے - کہ دوسرے مصرعہ کو پہلے مصرعہ کا عکس بنایا ہے انہی الفاظ کو دوسری ترکیب دیدی ہے - یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے - غالباً الحاقی ہے -

(۱) ترجمہ - میرا دلبر جانان میرے دل و جان کو لے گیا - میرے دل و جان کو میرا دلبر جاناں لے گیا -

(۲) ترجمہ - میرے جانان کے لب سے میری جان زندہ ہوتی ہے - میری جان زندہ ہو جاتی ہے میرے جاناں کے لب سے -

(۳) ترجمہ - میرا باغ بہشت معشوق کے کوچہ کی خاک ہے - معشوق کے کوچہ کی خاک میرے لئے باغ بہشت ہے -

(۴) ترجمہ - میرا حیران دل تجھ پر عاشق اور شیدا ہے - تجھ پر عاشق اور شیدا ہے میرا یہ حیران دل -

(۵) ترجمہ - اے میرے یوسفِ کنعان مصر ملاحت تیرے قبضہ میں ہے - مصر ملاحت تیری قبضہ میں ہے - اے میرے یوسفِ کنعان!

(۶) ترجمہ - میرے لئے سرو گلستان تیرا دلکش قد ہے - تیرا دلکش قد میرے لئے سرو گلستان ہے

(۷) ترجمہ - میرا خوشخوان حافظ کمالِ فریاد کا نقد ہے۔ کمالِ فریاد کا نقد میرا خوشخوان حافظ ہے
یعنی حافظِ خوشخواں کا کلام غیاث و فریاد اور نالہ ہائے حزیں کا نہایت اچھا مجموعہ ہے۔

غزل (۴۸)

۱	نکتۂ دلکش بگویم خال آن مہرو ببین	عقل و جان را بستۂ زنجیر آن گیسو ببین
۲	عیب دل کردم کہ وحشی طبع و ہرجائی مباش	گفت چشم نیم مست غنج آن آہو ببین
۳	عاشقان آفتاب از دلبرا غافل اند	ای نصیحت گو خدارا رو ببین و رو ببین
۴	لرزہ بر اعضای مہر از رشک آن مہ رو نگر	نافہ را خون در جگر زان زلف عنبر بو ببین
۵	حلقۂ زلفش تماشا خانۂ باد صباست	جان صد صاحبدل آنجا بستۂ یک مو ببین
۶	زلف دلبندش صبا را بند در گردن نہد	با ہواداران رہرو حیلہ ہندو ببین
۷	آنکہ من در جستجویش از خرد بیرون شدم	کس ندیدست و نہ بیند مثلش از ہر سو ببین
۸	از مراد شاہ منصوری فلک را رخ بر متاب	تیزی شمشیر بنگر زور بازو ببین

(۹) حافظ ار در گوشہ محراب و نالد رواست (۹)
ای نصیحت گو خدارا آن خم ابرو ببین

(۱) ترجمہ - میں تجھے ایک دلچسپ نکتہ بتاتا ہوں کہ اس ماہرو کا خال دیکھ۔ عقل اور جان کو اُس زلف کی زنجیر میں باندھا ہوا دیکھ۔

نکتہ اور خال کی رعایت ظاہر۔ دلکش نکتہ یہی ہے کہ روئے محبوب کے خال کو دیکھ۔

(۲) ترجمہ - میں نے اپنے دل کو متہم کیا کہ وحشی طبع اور ہرجائی نہ بن۔ اُسنے جواب دیا کہ اُس آہو کی نیم مست سرخ (یا کرشمہ والی) آنکھ کو دیکھ۔

غنج - بضم ناز و کرشمہ۔ بفتح - کرشمہ۔ ناز۔ آنکھ جھپکنا۔ گلگونہ۔ غنجار - ابٹنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

مطلب یہ ہے کہ دل نے جواب دیا کیا کروں کہ اُس کی مست آنکھوں نے مجھے وحشی کر دیا ہے۔

(۳) ترجمہ - آفتاب کے عاشق ہمارے دلبر سے غافل ہیں - اے ناصح خدا کے لئے اسکا چہرہ بھی دیکھ اور اسکا چہرہ بھی دیکھ - یعنے آفتاب بھی میرے معشوق کے چہرہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دونوں کو دیکھکر مقابلہ کر لو - اس لئے آفتاب پرست قومیں غلطی پر ہیں اور غافل ہیں اگر میرے محبوب کا چہرہ دیکھ لیں تو پھر آفتاب کیطرف کبھی نہ دیکھیں -

(۴) ترجمہ - دیکھ کہ اس ماہرو کے رشک سے آفتاب کے اعضا پر لرزہ پڑا ہے - اور دیکھ کہ اس زلفِ عنبریں کی وجہ سے نافہ کا جگر خون ہوگیا ہے -

اگر بغور دیکھیں تو قرص آفتاب میں لرزہ معلوم ہوتا ہے - خواجہ صاحب اسکی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ میرے معشوق کے رشک سے آفتاب کانپ رہا ہے - حسنِ تعلیل ہے - اسی طرح نافہ بھی کہا جاتا ہے کہ آہو کے منجمد خون سے بنتا ہے - خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ زلفِ محبوب کی خوشبو کے رشک سے نافہ کا جگر خون ہوگیا ہے - یہاں بھی حسنِ تعلیل ہے -

(۵) ترجمہ - اسکی زلف کا حلقہ بادِ صبا کے لئے تماشا خانہ ہے - دیکھ کہ صدہا صاحبدلوں کی جانیں اس جگہ ایک بال سے باندھی ہوئی ہیں -

زلفِ معنبر کو بوجہ خوشبودار ہونے کے بادِ صبا کا تماشہ خانہ کہا ہے -

(۶) ترجمہ - اسکی دلبند زلف صبا کی گردن میں بھی پھندا ڈالتی ہے - رہرو ہوا داروں کے ساتھ اس ہندو کا حیلہ دیکھ -

ہندو سے مراد زلف - ہوادار ال رہرو سے یعنے بادِ صبا - مطلب یہ ہے کہ بادِ صبا باوجود اپنی نکہت کے زلفِ محبوب کی خوشبو پر عاشق ہے - دیکھ کہ اس رہزن (زلف) سے رہروانِ ہوا بھی محفوظ نہیں ہیں -

(۷) ترجمہ - وہ (محبوب) جسکی جستجو میں عقل سے بیگانہ ہوگیا - اسکی نظیر کسی نے نہیں دیکھی نہ کوئی دیکھیگا - ہر طرف دیکھ لو -

یعنے شش جہات کو دیکھ لو - میرے محبوب کی نظیر نہیں ملے گی -

(۸) ترجمہ - اے آسمان شاہ منصور کی مراد برآری سے منہہ نہ پھیر - اسکی تلوار کی تیزی اور اسکے بازو کی قوت کو دیکھ -

شاہ منصور کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹ - ۲۰ سوانحعمری - آسمان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ شاہ منصور کی تلوار اور اسکی قوتِ بازو سے ڈرتا رہ اور اسکے حسب مراد گردش کر -

(۹) ترجمہ - حافظ اگر اسکے گوشۂ محراب میں روتا ہے تو جائز ہے - اے ناصح خدا کے لئے اس خمِ ابرو کو تو دیکھ -

خمِ ابرو کو گوشۂ محراب کہا ہے مطلب یہ ہے کہ ناصح بھی اگر اسکے خمِ ابرو کو ایکدفعہ دیکھ لے تو مجھے اس محراب

میں گریہ وزاری سے کبھی منع نہ کرے۔

غزل (۲۹)

ای لبت آبِ حیات و ای قدت سرو چمن	۱	ای رُخت خورشید خاور ای خطت مشک ختن
ہیچو ابرویت بچشمِ من نمی آید ماہِ نو	۲	چون لب لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن
تا رُخت دیدہ است گل در باغ ای سرو روان	۳	بر تن خود چاک می سازد ز خجلت پیرہن
رشتۂ جان من است آن یا سرِ موی میان	۴	ذرۂ خورشید یا دُرج دُرست آن یا دہن
بوسہ میخواہم ز تو لب را بدندان میگزی	۵	میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من
عاشق روی توام ای شاہ خوبان جہان	۶	این حکایت را بداند آشکارا مرد و زن

(۷)	ہر دو حافظ در غمت در گردن تو خون من دامن بستاند از تو روز محشر ذوالمنن	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اے معشوق کہ تیرے لب آب حیات اور تیرا قد سروِ چمن ہے۔ اے کہ تیرا چہرہ خورشیدِ خاوری اور تیرا خط مشک ختن ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میری نظر میں ہلال تیری ابرو جیسا نہیں ہے۔ اور تیرے لب لعل جیسا کوئی عقیق یمن میں نہیں۔

	ہلالِ عید را مپلیست با ابروئے زیبا تش		کہ بر بام فلک خم گشتہ از بہر تماشایش	(ابجود)
	الماس شد بسینۂ کوہِ یمن عقیق		لعل تو تا بر آمدہ زنگین زکانِ حسن	(یکتا)

(۳) ترجمہ۔ اے سروِ روان جب سے تیری چہرہ کو پھول نے باغ میں دیکھا ہے۔ شرمندگی سے اپنے تن پر پیرہن کو چاک کر رہا ہے پہول کا شگفتہ ہوکر پیرہن چاک کرنا ظاہر۔ خواجہ صاحب نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ رخسارِ معشوق سے شرمندہ ہوکر پہول نے پیرہن چاک کیا ہے۔ حسن تعلیل ہے۔

	تا چہرۂ تو از مے گلرنگ آل شد		شبنم بروئے گل عرقِ انفعال شد	(صائب)

(۴) ترجمہ۔ میرا رشتۂ جان ہے یا معشوق کا بال۔ ذرہ خورشید ہے یا موتیوں کی ڈبیہ یا دہن۔

معشوق کے بال کو اپنا رشتۂ جان کہا ہے۔ اور اُس کے دہن کو موتیوں کی ڈبیہ یا ذرہ خورشید سے نسبت دی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں تجھ سے بوسہ مانگتا ہوں اور تو لبوں کو دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اے میری جان تو دوبارہ میری جان کو زخمی کرتا ہے۔

لب بدنداں گزیدن ۔ یعنے غصہ سے انکار کرنا کسی کے سوال پر دانتوں سے ہونٹوں کو کاٹنا علامت اس بات کی ہے کہ خبردار پھر ایسا نہ کہنا غضب۔ تعجب اور ندامت کی علامت ہے۔ مثلاً

	فروبست از سخن لبہائے خنداں		نخائید از غضب لبہا بدنداں
	کسے کیں کرم دیدہ باخود شنید		تعجب کناں لب بدنداں گزید
	فتد ہرگہ بہ لعلش چشم خوباں		گزند از شرم لبہا را بدنداں

(۶) ترجمہ۔ اے جہان کے حسینوں کے بادشاہ میں تیرے چہرہ کا عاشق ہوں۔ تمام مرد و زن کو یہ بات علانیہ معلوم ہے

(۷) ترجمہ۔ حافظ تیرے غم میں مر گیا میرا خون تیری گردن پر ہے۔ خدائے ذوالمنن قیامت کے روز میرا انصاف تجھ سے لے گا۔

ذوالمنن ۔ صاحب احسان بخشش اور احسان کرنے والا۔

ردیف ۔ و

غزل (۱)

ای آفتاب آیینہ دار جمال تو	۱	مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
صحن سرای دیدہ بشستم ولی چہ سود	۲	کاین گوشہ نیست درخور خیل خیال تو

مطلع ع ترز روی تو صورت نبست ہیچ	۳	طغرانویس ابرو مشکین مثال تو
در اوج ناز و نعمتی ای پادشاہ حسن	۴	یارب مباد تا بقیامت زوال تو
تا پیشوای بخت روم تہنیت کناں	۵	کو مژدہ ز مقدم عید وصال تو
تا آسمان ز حلقہ بگوشان او شود	۶	کو عشوہ ز ابرو ہمچوں ہلال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونہ	۷	کاشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو
برخاست بوی گل ز در آشتی در آی	۸	ای نوبہار مالب فرخندہ فال تو
در صدر خواجہ عرض کدا ایں جفا کنم	۹	شرح نیازمندی دل یا ملال تو
(۱۰)	حافظ دریں کمند سر سرکشاں بسی ست سودای کج میز کہ نباشد مجال تو	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اے محبوب کہ آفتاب بھی تیرے جمال کا آئینہ دار ہے۔ اور سیاہ کستوری تیری خال کی مجمر گردان ہے۔
آئینہ دار وہ شخص جو کسی کے سامنے آئینہ رکھے۔ مجمرہ گرداں وہ شخص جو مجمر میں حرمل ڈال کر دفع نظر بد کے لئے امرا کے سامنے جاتا ہے مثلاً

سپہر مجمرہ گرداں برای دفع گزند		سپند پرتو خورشید و ماہ میسوزد (ظہوری)

مطلب یہ ہے کہ تیرے چہرہ کے سامنے آفتاب بھی ایک آئینہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور مشک سیاہ بھی تیرے خال سیاہ کی مجمرہ گردان ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے آنکھوں کے مکان کے صحن کو دھو دیا ہے لیکن کیا فائدہ جب یہ گوشہ تیرے خیال کے لشکر کے لائق نہیں۔

کسی عزیز کی تشریف آوری پر قاعدہ ہے کہ مکان اور صحن وغیرہ کو صاف کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تیرے خیال اور تیری تصویر کو جگہ دینے کے لئے اپنی آنکھوں کو رو رو کر دھو دیا ہے۔ اور صاف کر دیا ہے۔ لیکن کیا فائدہ جب میری آنکھیں اس قابل ہی نہیں کہ تیری تصویر اُن میں رہے۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے مشکیں مثال ابرو کے طغرانویس نے تیری صورت سے زیادہ دلپذیر صورت کوئی نہیں بنائی۔

ابرو کو بوجہ سیاہی مشکیں مثال کہا ہے۔ **طغرا نویس** پیچیدہ خط لکھنے والا۔ ابرو کے بنانے والے کو طغرا نویس اسلئے کہا کہ ابرو پیچیدہ یعنے خمدار ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے مشکیں ابرو کے بنانے والے (یعنے خدا یا عاملانِ قضا و قدر) نے تیری صورت سے زیادہ دلپذیر صورت اور کوئی نہیں بنائی۔

تیری صورت بنائی بیٹھے رہے	کارکن کارگاہِ دولت کے

(۴) ترجمہ۔ اے حسن کے بادشاہ تجھے ناز و نعمت کا کمال حاصل ہے۔ خدا کرے کہ قیامت تک تجھے زوال نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ تاکہ ہم بخت کی پیشوائی کے لئے خوشی کرتے ہوئے جائیں تیرے وصال کی عید کے آنے کی خوشخبری کہاں ہے
مطلب یہ ہے کہ تیرے وصال کی خوشخبری عین خوش نصیبی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تاکہ آسمان اُسکا حلقہ بگوش (مطیع) ہوجائے تیرے ہلال جیسے ابرو کا عشوہ کہاں ہے۔
مطلب یہ ہے کہ تیرے ابرو کے عشوہ کا آسمان بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بلکہ اُسکا مطیع ہوجائیگا۔

(۷) ترجمہ۔ اے مسکین دل اُسکی زلف کے خم میں تیرا کیا حال ہے۔ کیونکہ بادِ صبا نے تیرے حال کی شرح پریشان بیان کی ہے۔
ہوا کی پریشان بیانی ظاہر۔ معشوق کی زلفِ پریشان میں دل کا آشفتہ و پریشان ہونا معلوم۔
مطلب یہ ہے کہ میرا دل زلفِ محبوب میں آشفتہ و پریشان ہے۔

(۸) ترجمہ۔ پھول کی خوشبو اُٹھی ہے اے معشوق از روے صلح آ۔ کیونکہ تیرے فرخندہ فال لب ہمارے لئے بمنزلہ بہار کے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ موسم بہار آگیا ہے۔ ہماری بہار تو تو ہے۔ آ اور ہمارے مشام جان کو معطر کر۔

(۹) ترجمہ۔ خواجہ کے دربار میں کون کون سی جفا کا شکوہ کروں۔ اپنے دل کی نیازمندی کا بیان کروں یا تیرے ملال کا

(۱۰) ترجمہ۔ اے حافظ اس کمند میں بہت سے سرکشوں کے سر ہیں۔ بیہودہ خیال نہ پکا کہ تیری اتنی طاقت نہیں
مطلب یہ ہے کہ زلفِ محبوب میں پہلے صدہا سرکش اسیر پڑے ہیں۔ تیری اتنی طاقت نہیں کہ تو اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔

غزل (۲)

ای پیک راستان خبر سرو ما بگو	۱	احوال گل به بلبل دستان سرا بگو
ما محرمان خلوت انسیم غم مخور	۲	با یار آشنا سخن آشنا بگو
پرچین چو می شدی سر زلفین مشکبار	۳	با ما سر چه داشت ز بهر خدا بگو
دلها ز دام طره چو بر خاک می فشاند	۴	با آن غریب ما چه گذشت ای صبا بگو
گر دیگرت بر آں در دولت گذر فتد	۵ ق	بعد از ادای خدمت و عرض دعا بگو
در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست	۶	ای پادشاه حسن سخن با گدا بگو
هر کس که گفت خاک در دوست توتیاست	۷	گو این سخن معاینه در چشم ما بگو
مرغ چمن بموئیه من دوش میگریست	۸	آخر تو واقفی که چه رفت ای صبا بگو
آن می که در سبو دل صوفی بعشوه برد	۹	کی در قدح کرشمه کند ساقیا بگو
آنکس که منع ما ز خرابات میکند	۱۰	گو در حضور پیر من این ماجرا بگو
جان پرورست قصهٔ ارباب معرفت	۱۱	رمزی از و بپرس و حدیثی بیا بگو
هر چند ما بدیم تو ما را بدان مگیر	۱۲	شاهانه ماجرای گناه گدا بگو
بر این فقیر نامهٔ آن محتشم بخوان	۱۳	با این گدا حکایت آن پادشا بگو

(۱۴) حافظ گرت بمجلس او راه میدهند
می نوش و ترک زرق برای خدا بگو (۱۴)

(۱) ترجمہ - اے راست قدوں (یا راست بازوں) کے قاصد ہمارے سرو کی خبر سنا۔ پھول کا حال بلبلِ نغمہ سنج کو سنا۔

(۲) ترجمہ - ہم خلوتِ محبت کے محرم ہیں غم نہ کھا۔ آشنا دوست سے آشنائی کی باتیں کہہ۔
یعنے ہم بیگانے نہیں۔ محرم راز ہیں۔ ڈر نہیں اور ہمارے سامنے بیشک دوست کی باتیں بیان کر۔

(۳) ترجمہ۔ جب مشکیں زلفیں پیچ و تاب میں آتی تھیں تو خدا کے لئے کہو کہ ہمارے متعلق اسکا خیال کیسا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ جب معشوق دلوں کو زلف کے جال سے زمین پر گراتا تھا۔ تو اے بادِ صبا کہو کہ ہمارے مسافر دل کے ساتھ کیا کیفیت گذری۔

(۵) ترجمہ۔ اگر پھر اُس درِ دولت پر تیرا گذر ہو تو سلام کہنے اور دعا عرض کرنے کے بعد کہو۔

(۶) ترجمہ۔ کہ راہِ عشق میں امیر اور فقیر میں کچھ فرق نہیں ہے اے حسن کے بادشاہ گدا گر سے بھی بات کر۔

یہ دو نو شعر قطعہ بند ہیں۔ بادِ صبا کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ اگر پھر محبوب کے درِ دولت پر تو حاضر ہو۔ تو ہمارا سلام اور دعا عرض کرنے کے بعد کہنا کہ اے کشورِ حسن کے بادشاہ راہِ عشق میں فقیر اور غنی برابر ہوتے ہیں۔ ہم فقیروں سے بھی بات کر۔

(۷) ترجمہ۔ جس شخص نے کہا ہو کہ درِ دوست کی خاک سرمہ ہے اسے کہو کہ یہ بات ہماری آنکھوں سے عیان ہے علانیہ بیان کرے۔

یعنے ہماری آنکھیں اس بات کی دلیل ہیں کہ درِ دوست کی خاک سرمہ ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں میں یہ سرمہ موجود ہے۔

(۸) ترجمہ۔ کل بلبل میری آہ و زاری پر رو رہی تھی۔ اے بادِ صبا آخر تو واقف ہے بتا کہ کیا معاملہ ہوا۔
یعنے بلبل کے رونے کی وجہ کیا تھی ظاہر ہے کہ عاشق کی آہ و زاری کیطرح وہ بھی محبوب کے جور و ستم کے ہاتھ سے رو رہی تھی۔

(۹) ترجمہ۔ وہ شراب جس نے سبو میں ہی صوفی کے دل کو عشوہ سے قابو کر لیا اے ساقی بتا کہ پیالہ میں وہ کب کرشمہ دکھائیگی
یعنے جس شراب نے صراحی میں ہی صوفی کو اپنا شیدا بنا لیا۔ جب پیالہ میں آئیگی تو خدا جانے کیا کریگی

پردہ میں ہو تو اس پہ یہ عالم ہے حسن کا	پردہ سے باہر ہو تو خدا جانے کیا کرے	

(۱۰) ترجمہ۔ جو شخص ہم کو شراب خانہ سے منع کرتا ہے اسے کہو کہ ہمارے پیر کی خدمت میں جا کر یہ ماجرا بیان کرے۔
یعنے جب ہمارا پیر ہمیں شراب پینے کی ہدایت کرتا ہے تو اُسی جا کر کہنا چاہئے۔ ہمیں منع کرنے سے کیا فائدہ تشریح کیلئے دیکھو شعر الف ۱-۲-۳

(۱۱) ترجمہ ۔ ارباب معرفت کی باتیں جاں پرور ہوتی ہیں۔ اُس بھید رمز پوچھ اور ہم سے وہ بات بیان کر۔

یعنے صاحب معرفت سے اسرار و رموز جا کر پوچھ اور ہمیں آکر بتا۔

(۱۲) ترجمہ ۔ ہر چند ہم بُرے ہیں لیکن اس بات پر ہماری گرفت نہ کر۔ بادشاہوں کی طرح گداگر کے گناہ کا ماجرا بیان کر۔

مطلب یہ ہے کہ جسطرح بادشاہ فقیروں کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تو بھی ہمارے گناہ معاف کر۔ ہم ہر چند برے ہیں لیکن ہمارے گناہ تیری رحمت سے بڑھ کر نہیں ۔ بدیم اور بدآں میں صنعت تجنیس ہے ۔

بدرا نیک شد چو پر ز رفتی آنکسے بد کند کہ بدکار ہست		بد شود نیک را چو بگر فتی از تو نیکی ہمہ سزاوار است	(حکیم سنائی)

(۱۳) ترجمہ ۔ اس فقیر کے سامنے اُس صاحب حشمت کا خط پڑھ ۔ اِس گداگر کے ساتھ اُس بادشاہ کا قصہ بیان کر۔

اس شعر میں نامہ بر یعنے دیار محبوب کے قاصد سے خطاب ہے ۔

(۱۴) ترجمہ ۔ اے حافظ اگر تجھے اُسکی مجلس میں جانے دیں۔ تو شراب پی اور خدا کے لئے ریاکاری کو چھوڑ دے ۔

غزل (۳)

ای خونبہای نافہ چین خاک راہ تو	۱	خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو
نرگس کرشمہ می برد از حد برون خرام	۲	ای جان فدای شیوۂ چشم سیاہ تو
خونم بخور کہ ہیچ ملک با چنین جمال	۳	از دل نیایدش کہ نویسد گناہ تو
آرام و خواب خلق جہان را سبب توئی	۴	زاں شد کنار دیدۂ دل تکیہ گاہ تو
باہر ستارہ سروکار ست ہر شبم	۵	از حسرت فروغ رخ ہمچو ماہ تو

یاران ہمنشیں ہمہ از ہم جدا شدند	۶	مائیم و آستانہ دولت پناہ تو
یار بدان مباش کہ مانند بخت نیک	۷	یار تو باد ہر کہ بود نیک خواہ تو
فردای روز حشر کہ عرض خلائق است	۸	باشد دران میان من افتد نگاہ تو

(۹) حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت
آتش زند بخرمن غم دود آہ تو (۹)

(۱) ترجمہ۔ اے محبوب کہ تیری خاک راہ نافہ چین کا خونبہا ہے اور آفتاب بھی تیری ٹوپی کے گوشہ کا سایہ پرور ہے۔
خون بہا۔ خون کا معاوضہ۔ خون کی قیمت۔ زرِ قصاص۔ سایہ پرور۔ (۱) ناز و نعمت سے پلا ہوا (۲) مفت خوار۔ کسی کے زیر سایہ پلا ہوا۔ یہاں یہی دوسرے معنی ہیں۔ کہتے ہیں کہ نافہ منجمد خون ہوتا ہے۔ لہذا نافہ اور خون بہا کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ نافہ کے خون کا معاوضہ درِ محبوب کی خاک ہے۔ یعنے نافہ کو جو خوشبو حاصل ہے وہ اسکے خون کے بدلے درِ محبوب کی خاک سے اُسے بطور معاوضہ ملی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ نافہ کو درِ محبوب کی خاک سے خوشبو ملی ہے۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب باوجود اسقدر روشن اور منور ہونے کے بھی تیری ٹوپی کے زیر سایہ پلا ہے یعنے اُسے جسقدر روشنی حاصل ہے۔ تجھ سے حاصل ہوئی ہے۔
خورشید اور سایہ کا مقابلہ ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ نرگس حد سے زیادہ کرشمے کرنے لگی ہے۔ اے کہ جان تیری سیاہ آنکھ کے شیوہ پر قربان ہے تو بھی خراماں ہو۔
مطلب یہ ہے کہ نرگس اب حد سے زیادہ شیوہ و کرشمہ دکھانے لگی ہے۔ اے محبوب اُسے ذرا آنکھیں دکھا کہ وہ اپنی کرشمہ نمائی بند کرے۔

(جلال اسیر)	برآہو نگہ داردو دشت را گر دیدن چشمش	کند شرمندہ نرگس را بگلشن دیدن چشمش

(۳) ترجمہ۔ تو میرا خون پیتا جا کیونکہ ایسے جمال کی موجودگی میں کسی فرشتے کا دل نہیں چاہیگا کہ تیرے گناہ لکھے۔
مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا دل کب مانے گا کہ تجھ جیسے پریرو حسین کے گناہوں کو لکھیں۔ تو بیشک خاطر جمعی سے میرا خون پیتا جا۔ تیرے گناہ نہیں لکھے جائینگے۔ خواجہ صاحب نے فرشتوں کو

ہی نہیں چھوڑا۔ اُن کا ہی اپنے محبوب پر مائل ہونا بیان کر دیا۔

(۴) ترجمہ۔ جہان کی خلقت کے آرام اور نیند کا باعث تو ہی ہے۔ اس لئے دل کی آنکھوں کی آغوش میں تیرا تکیہ گاہ ہے۔

یعنے چونکہ تو لوگوں کے آرام اور راحت کا باعث ہے اس لئے وہ تجھے اپنے دل کی آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں

(۵) ترجمہ۔ ہر رات میرا کام ستاروں ہی سے سروکار رہتا ہے۔ تیرے چاند جیسے چہرے کے نور کی حسرت سے یعنے تیرے دیدار کی آرزو میں تمام رات تارے گنتا رہتا ہوں یعنے جاگتا رہتا ہوں۔ ماہ و ستارہ کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ ہمنشیں یا رب ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ہم میں اور تیرا آستانہ دولت پناہ۔

یعنے صرف میں ہی ہوں کہ تیرے در دولت سے کبھی سر نہیں اٹھایا۔

(۷) ترجمہ۔ بُرو نکا یار نہ ہو کہ بختِ نیک کیطرح وہ شخص تیرا یار ہو جو تیرا نیک خواہ ہو۔

یعنے خوش نصیبی تیری خیر خواہ ہے اس لئے تیری یار ہے اسی طرح صرف وہی تیرا دوست ہونا چاہیئے جو تیرا خیر خواہ ہو۔

(۸) ترجمہ۔ کل قیامت کے دن جب خلقت جمع ہو گی۔ خدا کرے کہ اُس وقت تیری نظر مجھ پر پڑ جائے۔

غالباً اس شعر میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خطاب ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ عنایت سے ناامید نہ ہو کیونکہ آخر کار تیری آہوں کا دھواں خرمن غم کو آگ لگا دے گا۔

یعنے تیری آہیں موثر ہو کر تیرے غموں کو دور کریں گی اور تو محبوب حقیقی کا موردِ عنایات ہو جائے گا۔

غزل (۴)

ای قبای پادشاہی راست بر بالای تو	۱	زینت تاج و نگیں از گوہر والای تو
آفتاب فتح را ہر دم طلوعی میدہد	۲	از کلاہ خسروی رخسار مہ سیمای تو

جلوه گاه طائر اقبال گردد هر کجا	۳	سایه انداز دهمای چتر گردون سای تو
از رسوم شرع و حکمت با هزاران اختلاف	۴	نکته هرگز نشد فوت از دل دانای تو
آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد	۵	طوطی خوش لهجه یعنی کلک شکرخای تو
گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالم است	۶	روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو
آنچه اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار	۷	جرعهٔ بود از زلال جام جان افزای تو
عرض حاجت در حریم حرمتت محتاج نیست	۸	راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو
(۹)	خسروا پیرانه سر حافظ جوانی میکند بر امید عفو جانبخش گنه فرسای تو	(۹)

یہ غزل تمام تر مدحیہ ہے۔ کسی بادشاہِ وقت کی مدح میں لکھی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے ممدوح کہ بادشاہی قبا تیرے قد پر موزون ہے۔ اور تاج و نگین کی زینت تیری ذات والا سے ہے۔

گوہر۔ (۱) ذات۔ اصل۔ (۲) موتی۔ لہذا تاج اور نگین کے ساتھ لفظ گوہر کی رعایت ظاہر

(۲) ترجمہ۔ تیرا چاند جیسا چہرہ ہر وقت کلاہِ شاہی سے فتح کے آفتاب کو طلوع بخشتا ہے۔
کلاہِ خسروی کو مطلع اور رخسار کو آفتاب کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرا چہرہ ایک فتح کا آفتاب ہے جو مطلعِ کلاہ سے طلوع کرتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ وہ جگہ اقبال کے پرندے کی جلوہ گاہ ہو جاتی ہے۔ تیرے چترِ گردوں سا کا ہما جس جگہ سایہ ڈالے۔

یعنے جس جگہ تیرے تاج کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ وہ جگہ مبارک اور اقبال مند ہو جاتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ باوجود ہزارہا اختلاف کے شرع و حکمت کے قواعد میں سے ایک نکتہ بھی ایسا نہیں جو تیرے دانا دل کو معلوم نہ ہو۔

یعنے شرع و حکمت کے آئین اور قواعد اگرچہ نہایت دقیق اور مختلف فیہ ہیں۔ لیکن تو سب پر حاوی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ خوش لہجہ طوطی یعنے تیرے شکر خا قلم کی بلاغت کی چونچ سے آبِ حیات ٹپکتا ہے۔

ممدوح کے قلم کو طوطی خوش لہجہ کہا ہی جسکی منقار یہ بلاغت آثار سے آب حیات ٹپکتا ہے مطلب یہ ہی کہ تو نہایت فصیح و بلیغ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اگرچہ آسمان کا سورج جہان کے لئے چشم و چراغ ہی لیکن تیرے پاؤں کی خاک اسکی آنکھ کے لئے بھی روشنائی بخش ہے۔

یعنے تمام جہان کی روشنی کا منبع سورج ہے اور سورج کی روشنی کا منبع تیری پاؤں کی خاک۔

(۷) ترجمہ۔ جو چیز سکندر نے مانگی اور زمانہ نے اسے نہ دی۔ وہ تیرے جان پرور پیالہ کے آب صاف کا ایک گھونٹ تھا۔

ظاہر ہے کہ جو چیز سکندر نے طلب کی اور زمانہ نے اسے نہ دی وہ آب حیات ہی مطلب یہ ہی کہ چشمۂ آب حیات تیرے پیالہ کے آب صاف کا ایک گھونٹ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے حریم حرمت میں عرض کرنے کی حاجت نہیں ہی۔ کسی شخص کا راز تیری روشن ضمیر پر مخفی نہیں رہتا۔

	چو کارساز رحاجات آگہی دارد		برائے چیست دعا و چہ سود حرف سوال	

(۹) ترجمہ۔ اے بادشاہ تیری جان بخش اور گناہوں کو مٹانے والی معافی کی امید پر حافظ بڑھاپے میں جوانی کر رہا ہی۔

یعنے میں پیرانہ سری میں مے و معشوق کے شغل میں ہوں اور امید ہے کہ تو میرے تمام گناہ بخشدے گا۔

غزل (۵)

بجان پیر خرابات و حق صحبت او	۱	کہ نیست در سر من جز ہوای خدمت او
بہشت اگرچہ نہ جای گناہگاران است	۲	بیار بادہ کہ مستظہرم برحمت او
چراغ صاعقۂ آن شراب روشن باد	۳	کہ زد بخرمن من آتش محبت او
بر آستانہ میخانہ گر سرے بینی	۴	مزن بپای کہ معلوم نیست نیت او
بیار بادہ کہ دوشم سروش عالم غیب	۵	نوید داد کہ عام ست فیض رحمت او
مکن بچشم حقارت نگاہ بر من مست	۶	کہ نیست معصیت و زہد بی مشیت او
نمیکند دل من میل زہد و توبہ ولی	۷	بنام خواجہ بکوشیم و فر دولت او

(۸) مدام خرقہ حافظ بباده در گرو است	(۸)
اگر ز خاک خرابات بود فطرت او	

(۱) ترجمہ۔ پیر خرابات کی جان اور اُسکی حق صحبت کی قسم ہے۔ کہ میرے سر میں سوائے اُسکی خدمت کے خیال کے اور کوئی خیال نہیں

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ بہشت گنہگاروں کی جگہ نہیں ہے۔ شراب لا کہ میں اُس کی رحمت کا امیدوار ہوں

یعنے اُسکی رحمت پر امید ہے کہ میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور باوجود شراب نوشی کے ہی مجھے بہشت مل جائیگی۔

بیت غم مخور ے خور کہ بخشش ریزش ابر کرم	نامۂ عصیان النقش بر آبے بیش نیست	(اشرف)

(۳) ترجمہ۔ اس شراب کی بجلی کا چراغ ہمیشہ روشن رہے۔ جسنے میرے خرمن میں اسکی محبت کی آگ لگادی۔ مطلب یہ ہے کہ جس شراب نے میرے وجود میں محبوب حقیقی کے عشق کی آگ لگائی ہے اسکا نور خدا کرے ہمیشہ تک رہے۔ صاعقہ اور خرمن کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ اگر تو شرابخانہ کے آستانہ پر کوئی سر دیکھے۔ تو اسے ٹھوکر نہ مار کیونکہ معلوم نہیں اسکی نیت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہرچند بظاہر تجھے کسی شخص کا فعل برا نظر آئے مگر چونکہ تجھے اسکی نیت معلوم نہیں اسلئے اُسے برا نہ کہے۔ کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے۔ الاعمال بالنیات۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر		تو چہ دانی کہ دریں خاک سوارے باشد

(۵) ترجمہ۔ شراب لا کہ کل عالم غیب کے مژدہ سنانے والے نے مجھے خوشخبری سنائی کہ خدا کی رحمت کا فیض عام ہے۔ وہی مضمون ہے۔ جو شعر (۲) غزل ہذا میں گذرا۔ نیز دیکھو شعر د $\frac{106}{6}$

(۶) ترجمہ۔ مجھ مست کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ کیونکہ گنہگاری اور پرہیزگاری خدا کی مرضی کے بغیر نہیں۔ دیکھو شعر الف $\frac{3}{2}$ ت $\frac{18}{4}$ د $\frac{5}{2}$ ش $\frac{2}{6}$ ش $\frac{6}{1}$ ش $\frac{22}{4}$ م $\frac{12}{3}$۔

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنی حرکات اور سکنات کو اپنے ساتھ نہیں بلکہ خدا کے ساتھ نسبت کرنے میں مستقیم ہیں۔ اگر وہ اصول شریعت کی مراعات اور احکام عبودیت کی محافظت کے پابند ہوں تو وہ صدیقوں کے گروہ کے ہیں اور اگر وہ احکام شرع کی مخالفت میں مبالغہ کریں اور افعال قبیحہ سے نہ ڈریں اور اس قسم کی باتیں صرف اپنے نفس سے ملامت دور کرنے کے لئے کریں تو وہ ... ہیں۔ خواجہ صاحب کے

حالاتِ زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت اعلےٰ پایہ کے متقی اور عابد تھے اس لئے بقولِ سہل بن عبد اللہ رح خواجہ صاحب صدیقوں میں سے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ میرا دل زہد و توبہ کیطرف مائل نہیں ہوتا لیکن میں خواجہ اور اسکی حشمت و دولت کے نام پر کوشش کرتا ہوں۔

خواجہ صاحب ہر جگہ سعی و عمل کی تعلیم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دل نہیں مانتا تاہم کوشش کرتا ہوں۔ خواجہ سے مراد ممدوح۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا خرقہ ہمیشہ رہن سے رہتا ہے۔ شاید اس کی سرشت شراب خانہ کی مٹی سے ہے۔
دیکھو شعر ۵۴/۱

غزل (۶)

تاب بنفشه میدهد طرهٔ مشکسای تو	۱	پردهٔ غنچه میدرد خندهٔ دلگشای تو
ای گل خوش نسیم من بلبل خویش را مسوز	۲	کز سر صدق میکند شب همه شب دعای تو
دشمن و دوست گو بگو هر غرضی که ممکن است	۳	جور همه جهانیان میکشم از برای تو
خرقهٔ زهد و جام می گرچه نه در خور من است	۴	این همه نقش میزنم در طلب وفای تو
شور شراب و سوز عشق آن نفسم رود ز یاد	۵	کاین سر پرهوس شود خاک در سرای تو
من که ملول گشتمی از نفس فرشتگان	۶	قال و مقال عالمی میکشم از برای تو
مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من	۷	عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو
دلق گدای عشق را گنج بود در آستین	۸	زود بسلطنت رسد هر که بود گدای تو
شاه نشین چشم من تکیه گه خیال تست	۹	جای دعاست شاه من بی تو مباد جای تو

(۱۰) خوش چمنیست عارضت خاصه که در بهار حسن
حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو (۱۰)

(۱) ترجمہ ۔ تیری مشکین زلف بنفشہ کو پیچ و تاب میں رکھتی ہے۔ اور تیری دلکشا ہنسی غنچہ کا پردہ پھاڑتی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ تیری مشکین زلف کے رشک سے بنفشہ پیچ و تاب میں ہے اور تیرے غنچۂ دہن کے تبسم سے غنچہ کی آبروریزی ہو رہی ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ اے میرے خوشبودار پھول اپنی بلبل کو مت جلا کیونکہ وہ تمام رات صدقِ دل سے تیرے لئے دعا کرتی ہے۔
پھول سے مراد معشوق ۔ بلبل سے مراد عاشق ۔ خود خواجہ صاحب ۔

(۳) ترجمہ ۔ دشمن و دوست کو کہو کہ جو عرض ممکن ہو کہے۔ میں تمام اہل جہان کا ظلم تیرے لئے برداشت کرتا ہوں یعنے دوست و دشمن جو چاہیں کہیں اور جتنی طعنہ زنی ممکن ہو کریں۔ میں تیرے لئے سب کچھ سننے اور برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ یہ شعر اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۴) ترجمہ ۔ اگرچہ پرہیزگاری کا خرقہ اور شراب کا پیالہ میرے لائق نہیں۔ لیکن یہ سب کچھ میں تیری رضا کی طلب میں کر رہا ہوں۔
مطلب یہ ہے کہ پرہیزگاری اور شراب خواری ہر دو باہم مناسب نہیں لیکن تیرے عشق میں میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔

(۵) ترجمہ ۔ شراب کا شور اور عشق کا سوز مجھے اُس وقت بھولے گا۔ جب کہ میرا پُرہوس سر تیرے مکان کے دروازے کی خاک ہو جائے گا۔

(۶) ترجمہ ۔ میں جو فرشتوں کی بات سے ہی ناراض ہو جاتا تھا تیرے لئے تمام جہان کی باتیں (طعنے) سُن رہا ہوں۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند	گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں	(غالب)

(۷) ترجمہ ۔ تیرے چہرہ کی محبت میری سرشت میں ہے۔ تیرے دروازہ کی خاک میرے لئے بہشت ہے۔ تیرا عشق میری قسمت میں لکھا ہے۔ میری خوشی تیری رضا میں ہے۔

(۸) ترجمہ ۔ عشق کے گداگر کی گدڑی کی آستین میں خزانہ ہوتا ہے۔ جو شخص تیرا گداگر ہو وہ جلدی بادشاہی کو پہنچ جاتا ہے۔

کلید ہمہ دار ملک سلاطین	بزیر گلیمے گدائے طلب کن	(خاقانی)

(۹) ترجمہ ۔ میری آنکھ کا منظر تیرے خیال کا تکیہ گاہ ہے۔ اے میرے بادشاہ دعا کا مقام ہے کہ تیری جگہ تجھ سے خالی نہ ہو۔

شاہ نشین ۔ بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ ۔ بادشاہ کا تکیہ گاہ ۔ منظر ۔ مطلب یہ ہے ۔ کہ میری آنکھ میں ہر وقت تیری تصویر رہتی ہے خدا کرے کہ میری آنکھ کبھی تیری تصویر سے خالی نہ ہو ۔

(١٠) ترجمہ ۔ تیرا چہرہ ایک خوبصورت باغ ہے خاصکر جب کہ حُسن کی بہار میں خوشگفتار حافظ تیری نواسنج بلبل بن گیا ہے ۔

غزل (٧)

خط عذار یار کہ بگرفت ماہ ازو	١	خوش حلقہ ایست لیک بدر نیست راہ ازو
ابروی دوست گوشۂ محراب دولت است	٢	آنجا بسای چہرہ و حاجت بخواہ ازو
ای جرعہ نوش مجلس جم سینہ پاک دار	٣	کائینہ ایست جام جہان بین کہ آہ ازو
سلطان غم ہرانچہ تواند بگو بکن	٤	من بردہ ام بباده فروشان پناه ازو
کردار اہل صومعہ ام کرد مے پرست	٥	این دود بین کہ نامہ من شد سیاہ ازو
ساقی چراغ می برہ آفتاب دار	٦	گو برفروز مشعلۂ صبحگاہ ازو
آبی بروز نامۂ اعمال ما فشان	٧	بتوان مگر سترد حروف گناہ ازو
آخر دریں خیال کہ دارد گدای شہر	٨	روزی شود کہ یاد کند پادشاہ ازو

(٩) **حافظ** کہ ساز مجلس عشاق ساز کرد
خالی مباد عرصۂ این بزم گاہ ازو (٩)

(١) ترجمہ ۔ معشوق کے رخسار کا خط جس سے چاند بھی منقبض ہو جاتا ہے ۔ اچھا حلقہ ہے لیکن اس سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہیں ۔

گرفتن ماہ و آفتاب ۔ چاند یا سورج کا راس و ذنب کے عقد میں آنا ۔ تاریک ہونا ۔ بند ہونا ۔

گرفتن ۔ تنگدل ہونا ۔ منقبض ہونا ۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کا سبزۂ خط چاند کو بھی بے رونق کر دیتا ہے یعنے چاند بھی ایسا منور اور خوشنما نہیں جیسا کہ معشوق کا سبزۂ خط ۔ فرماتے ہیں کہ سبزۂ خط ایک خوشنما حلقہ ہے

لیکن اس حلقہ میں گرفتار ہو کر پھر رہائی مشکل ہے۔ حلقہ اور در کی رعایت ظاہر۔

ز آفتاب رخت ماہ تاب میگیرد	ز ماہ طلعت تو آفتاب میگیرد

(۲) ترجمہ۔ معشوق کا ابرو محراب دولت کا گوشہ ہے۔ اسی جگہ اپنا چہرہ رگڑ اور اُسی سے اپنی حاجت مانگ۔
مطلب یہ ہے کہ عاشق کے لئے معشوق کا ابرو ہی محراب ہے۔ وہیں سجدہ کرنا چاہئے اور اُسی جگہ سے اپنی مرادیں مانگنی چاہئیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے جمشید کی مجلس کے جرعہ نوش سینہ کو پاک کر۔ کیونکہ جام جہاں بین ایک ایسا آئینہ ہے کہ واہ واہ۔ آہ ازو۔ لفظ آہ اگرچہ عموماً اظہارِ افسوس و تاسف کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مگر بعض جگہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ کمالِ تعجب اور کمالِ تحسین کے بیان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس شعر میں آہ ازو سے مراد یہ نہیں کہ اُس پر افسوس یا اُس سے افسوس۔ بلکہ آئینہ کے کمالِ صفا کی تعریف مطلوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ آئینہ بدرجہ کمال صاف ہے اور دوسری چیز کا عکس اس میں نہایت واضح طور سے نمایاں ہوتا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جمشید کا جام جہاں بیں یعنے ساقی شرابخانہ عشق کا دل ایک نہایت صاف آئینہ ہے۔ اس میں نزدیک کی تمام چیزوں کا عکس آجاتا ہے۔ اس لئے تجھے چاہئے کہ اگر ایسے ساقی کی مجلس میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے تو ضرور اپنے دل کو صاف کر۔ کیونکہ تیرے دل میں اگر ذرا بھی کدورت ہوگی تو وہ ساقی کے آئینہ دل پر روشن اور ظاہر ہو جائیگی اور تجھے نادم ہونا پڑے گا۔ حاصل کلام یہ کہ عاشق کو اپنا دل بالکل صاف رکھنا چاہئے۔ کیونکہ محبوب اُسکے دل کے اندر کی تمام باتیں جانتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سلطانِ غم کو کہو کہ جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ میں نے اس (کی دستبرد) سے میفروشوں کے پاس جا کر پناہ لی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شراب غم ربا ہے اور اگر میفروشوں کی پناہ مل جائے تو لشکرِ غم کی دستبرد سے آدمی بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ مزید معلومات کے لئے دیکھو شعر الف ۱/۱ الف ۱۳/۱ ت ۲۲/۳ ت ۱۴۱/۴ ت ۴۵/۹
ت ۵۰/۴ ت ۶۲/۳ ت ۸۳/۵ د ۶/۱-۱-۳ د ۲۹/۳ د ۵۸/۱ د ۶۸/۲ د ۱۲۸/۴ ن ۱۱/۴ م ۹/۳ م ۴/۲
م ۲۴/۱ ت ۴۵/۱۱ د ۸۶/۹

(۵) ترجمہ۔ عبادت گاہ والوں کے افعال و اطوار نے مجھے شراب نوش کر دیا۔ اس دھوئیں کو دیکھو کہ میرا نامہ اعمال اس سے سیاہ ہو گیا۔

اہل صومعہ سے مراد زاہدانِ ظاہر پرست اور عابدانِ ریاکار۔ مطلب یہ ہے کہ میں ان ریاکار زاہدوں کے اطوار سے ایسا متنفر ہو گیا ہوں کہ ایسی عبادت سے رندی کو بہتر سمجھتا ہوں۔ بس مجھے انہی لوگوں نے شراب نوش کر دیا ہے۔ اور انکے دل کی کدورت نے میرے نامۂ اعمال کو بھی سیاہ کر دیا ہے۔ مرزا غالب نے اسی مضمون کو تیز تر الفاظ میں ادا کیا ہے۔

سخن کوتاہ مرا ہم دل بتقویٰ مائل است اما	زننگِ زاہد افتادم بکافر ماجرائی ہا

(۶) ترجمہ۔ اے ساقی شراب کے چراغ کو آفتاب کی راہ میں رکھ اور اسے کہو کہ مشعلِ صبح کو اس سے روشن کرے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آفتاب ہی مشعلِ صبح کو خود بخود روشن نہیں کر سکتا۔ بلکہ شراب کے چراغ سے اُسے روشن کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شرابِ صبح کے بغیر مینوش کی صبح روشن نہیں ہو سکتی۔

(۷) ترجمہ۔ ہمارے اعمال کے روزنامچہ پر پانی چھڑک۔ شاید کہ اسطرح گناہوں کے حروف اس سے دھوے جائیں

روزنامہ۔ وہ کاغذ جس پر روزانہ داخل و مخارج کا حساب ہوتا ہے۔ روزنامچہ۔ روزنامۂ اعمال سے مراد اعمالنامہ۔ آب سے یہاں مراد شراب یا بارانِ رحمت و مغفرت۔

(۸) ترجمہ۔ آخر کار اس خیال سے جو شہر کے گداگر کے دل میں ہے ایک دن ہو گا کہ بادشاہ اُسے یاد کرے گا

مطلب یہ ہے کہ گدائے عشق کو دل میں ہمیشہ سلطانِ عشق کے دیدار کا خیال رہتا ہے شاید کبھی بادشاہ کو بھی اس گدا کا خیال آ جائے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ جس نے بزمِ عشاق کے ساز کو آمادہ و آراستہ کیا ہے خدا کرے کہ اس بزمگاہ کا میدان اس سے کبھی خالی نہ ہو۔

اپنے حق میں دعا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حافظ بزمِ عشاق کی رونق ہے۔ خدا کرے کہ یہ بزم اُس سے کبھی خالی نہ ہو۔

غزل (۸)

گفتا بروں شدی بتماشای ماہِ نو	۱	از ماہِ ابروانِ منت شرم نیست رو
عمریست تا دلم زعقیبانِ زلف تست	۲	غافل زحفظِ جانبِ یاراں خود مشو

بفروش عطرِ عقل بہندوی زلفِ یار	۳	کانجا ہزار نافۂ مشکیں بہ نیم جو
تخم وفا و مہر دریں کشت زارِ عشق	۴	آنگہ عیاں شود کہ رسد موسمِ درو
ساقی بیار بادہ کہ رمزی بگویمت	۵	از افسرِ سیاہک وطرف کلاہ گو
شکلِ ہلال ہر سرِ مہ میدہد نشاں	۶	از سیرِ اختران کہن سال و ماہ نو

(۸) حافظ جناب پیرِ مغاں مامن وفا ست
دریں وفا و مہر براو خوان و زو شنو (۷)

(۱) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ تو ہلال کو دیکھنے کے لئے باہر نکلا۔ کیا تجھے میرے ابرو کے ہلال سے شرم نہیں آئی۔ جا چلا جا۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ہلال ابرو کی موجودگی میں اور کسی ہلال کی کیا ضرورت تھی۔

اگر آں ہلال ابرو بمیاں نشستہ باشد	مہِ نو بچشمِ مردم مژہ شکستہ باشد	(اطلاعات)

(۲) ترجمہ۔ مدتوں سے میرا دل تیری زلف میں مقیم ہے۔ اپنے یاروں کی حفظِ اعانت سے غافل نہ ہو۔ جانب (۱) طرف و کنار (۲) اعانت۔ امداد۔ حمایت۔ حفظِ جانب یعنے مدد کرنا۔ اعانت کرنا۔ حمایت کرنا۔ دلداری۔ دلنوازی۔ بعض نسخوں میں "حفظ خاطر" ہے۔

(۳) ترجمہ۔ معشوق کی مشکیں زلف کے سامنے عقل کی خوشبو کا اظہار نہ کر۔ کیونکہ اس جگہ ہزار نافۂ مشکیں آدہے جو کی قیمت بھی نہیں رکھتے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ عشق میں اپنی دانائی اور عقلمندی کا اظہار نہ کر۔ راہِ عشق میں صرف شوق اور دیوانگی چاہیئے۔ عقل یہاں کچھ نہیں کر سکتی۔ اِس بازار میں عقل کی کچھ قیمت نہیں۔

عاشقی خود نہ کارِ فرزانہ است	عقل در راہِ عشق دیوانہ است
عقل مردیست خواجگی آموز	عشق دردیست بادشاہی سوز

مزید معلومات کے لئے دیکھو ت ۶/۲ د ۵/۹ د ۱۵/۱۲ ل ۸/۹ ہ ۱/۳ ص ۲/۲ ص ۱/۵ ل ۸/۵ ن ۱/۴ س

(۴) ترجمہ۔ عشق کی کھیتی میں مہر و وفا کا بیج۔ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ فصل کاٹنے کا موسم آجاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں ہزارہا مصیبت برداشت کرنے کے بعد جب عاشق اپنی خودی کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ اس وقت منزلِ مہر و وفا کا جا کہیں پتہ ملتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے ساقی شراب لا کہ میں تجھ سے سیامک کے تاج اور گو کے طرفِ کلاہ کا راز بیان کروں

سیامک۔ کیومرث کے بیٹے کا نام ہے۔ گو شجاع۔ پہلوان۔

تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۳/۸ ت ۵۶/۴۳۔ حاصل کلام یہ کہ دنیا کی ناپائداری کا حال بتا دے

(۶) ترجمہ۔ ہلال کی شکل ہر مہینے کے شروع میں پرانے ستاروں اور نئے چاند کی گردش کا پتہ دیتی ہے۔

مہ رمہ۔ ہر ماہ۔ مہینہ کا شروع۔ مطلب یہ ہے کہ ہر مہینے نیا چاند نکلتا ہے اور پھر اوجِ کمال پر پہنچ کر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے گردشِ روزگار اور انقلاباتِ دہر کا پتہ ملتا ہے۔ بعض دیوانوں میں شعر ۶ کا مصرع ثانی شعر (۵) کا مصرعہ ثانی ہے اور شعر (۵) کا مصرعہ ثانی شعر ۶ کا مصرع ثانی ہے۔ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ پیرِ مغاں کی درگاہ وفا کا مقام ہے۔ مہر و وفا کا سبق اس کے پاس پڑھ اور اس سے سن۔

غزل (۹)

گلبنِ عیش میدمد ساقیٔ گلعذار کو	۱	بادِ بہار میوزد بادۂ خوشگوار کو
ہر گلِ نو ز گلرخے یاد ہمے دہد ولے	۲	گوشِ سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو
مجلسِ بزمِ عیش را غالیۂ مراد نیست	۳	ای دمِ صبحِ خوش نفس نافۂ زلفِ یار کو
حسن فروشیِ گلم نیست تحمل ای صبا	۴	دست زدم بخونِ دل بہر خدا نگار کو
شمعِ سحر گہی اگر لاف ز عارضِ تو زد	۵	خصم زبان دراز شد خنجرِ آبدار کو

گفت مگر ز لعل من بوسہ نداری آرزو ! ۶ مردم ازیں ہوس ولی قدرت و اختیار کو

(۷) حافظ اگرچہ در سخن خازن گنج حکمت (۷)
از غم روزگار دون طبع سخن گزار کو

(۱) ترجمہ۔ گلِ عیش کا پودا اُگ رہا ہے گلعذار ساقی کہاں ہے۔ بادِ بہاری چل رہی ہے خوشگوار شراب کہاں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موسمِ بہار ہے اور عیش و طرب کا وقت ہے۔ ایسی صورت میں ساقی اور شراب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہر ایک نیا پھول کسی گلرخ کی یاد دلاتا ہے۔ لیکن بات سننے والے کان کہاں ہیں اور چشمِ عبرت کہاں مطلب یہ ہے کہ دیدۂ عبرت اور گوشِ ہوش ہو تو ہر ایک پھول کسی حسین کی جو زیرِ زمین دفن ہیں یاد دلاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ہزاروں حسین دنیا میں آئے اور چلے گئے۔ اب ہر موسمِ بہار میں پھول اُن کی یاد دلاتے ہیں

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں | خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں (غالب)

اسی مضمون پر ہے۔

ہیچ دانی میوہ را تاثیرِ شیریں از کجاست | زانکہ در زیرِ زمین شیریں لباں چیدہ اند

ہر آں گل کہ در گلستانے بود
ہر آں شاخِ سروے کہ در گلشن است
مہ عارضِ دلستانے بود
قدِ دلبرے زلفِ سیمیں تن الست

در ہر دشتے کہ لالہ زارے بودست
ہر برگ بنفشہ کز زمیں مے روید
آں لالہ زخونِ شہریارے بودست
خالیست کہ بر رخِ نگارے بودست (عمر خیام)

(۳) ترجمہ۔ بزم عیش کی مجلس میں مراد کی خوشبو نہیں ہے۔ اے خوشبودار صبح کی ہوا! زلفِ یار کا نافہ کہاں ہے مطلب یہ ہے کہ بزمِ عیش میں جب تک محبوب کی زلفِ عنبریں کی خوشبو نہ ہو۔ عاشقوں کی مراد پوری نہیں ہوتی ۔ بزمِ عیش میں غالیہ وغیرہ خوشبودار اشیا کی ضرورت ظاہر۔ دمِ صبح کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ ہوا خوشبو کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے۔ نسیمِ صبح سے التجا کرتے

ہیں کہ زلفِ معشوق کی خوشبو لائے۔

(۴) ترجمہ۔ اے بادِ صبا پھول کی حُسن فروشی کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے خونِ دل میں پنجہ مارا ہے۔ خدا کے لئے بتا میرا معشوق کہاں ہے۔

حُسن فروشی اپنے حسن کا اظہار کرنا۔ اپنے حسن پر نازاں ہونا۔ اپنی خوبصورتی پر غرور کرنا۔ شعر کا مطلب یہ ہی کہ پھول باغ میں اپنے حُسن کا اظہار کر رہے ہیں اور اپنی خوبصورتی پر نازاں ہیں میں اُنکی اِس حرکت کو پسند نہیں کرتا اور انکے غرور اور تکبر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میرا دل اِس افسوس میں خون ہو گیا کہ اگر میرا معشوق بھی یہاں موجود ہوتا۔ تو پھر پھول کبھی اپنے حسن پر نازاں نہ ہوتے بلکہ میرے معشوق کے چہرے کو دیکھکر شرمندہ ہو جاتے۔

(۵) ترجمہ۔ شمعِ سحر نے مجلس میں تیرے چہرہ کی برابری کی لاف ماری۔ دشمن زبان دراز ہو گیا ہی آبدار تلوار کہاں ہے۔

تاکہ دشمن کا سر کاٹے۔ دشمن سی مراد شمع۔ شمع۔ زبان اور خنجر کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ شاید تجھے میرے لبِ لعل کے بوسہ کی آرزو نہیں ہی۔ میں تو اسی آرزو میں مر گیا ہوں۔ لیکن طاقت اور اختیار کہاں ہے۔

دوسرا مصرعہ عاشق کا مقولہ ہے۔ جو پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ اگرچہ سخنگوئی میں گنجِ حکمت کا خزانچی ہے۔ لیکن کمینہ زمانے کے غم کے ہاتھ سے سخن سنج طبیعت کہاں باقی ہے۔

غزل (۱۰)

مرا چشمیست خون افشان زچشم آن کمان ابرو	۱	جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو
غلام چشم آن ترکم کہ در خواب خوش مستی	۲	نگارین گلشنش روییست و مشکین سایبان ابرو
ہلالی شد تنم زین غم کہ با طغرای مشکینش	۳	کہ باشد مہ کہ بنماید زطاقِ آسمان ابرو
ہمیشہ چشم مستش را اکمان حُسن در زہ باد	۴	کہ از پشتی تیراوکشد بر مہ کمان ابرو

روان گوشہ گیران را جبینش طرفہ گلزار است	۵	کہ بر طرف سمن زارش ہمیگردد چمان ابرو	
رقیبان غافل و مارا ازان چشم سیہ ہردم	۶	ہزاران گونہ پیغام است و حاجب درمیان ابرو	
دگر حور و پری را کس نگوید با چنین حسنی	۷	کہ این را اینچنین چشم است و آنرا آن چنان ابرو	
تو کافر دل نمی بندی نقاب زلف و می ترسم	۸	کہ محرابم بگرداند خم آن دلستان ابرو	

(۹) اگرچہ مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری
بہ تیر غمزہ صیدش کرد چشم آن کمان ابرو (۹)

(۱) ترجمہ۔ اُس کمان ابرو معشوق کی آنکھ نے میری آنکھوں کو خون افشان کر دیا۔ میں اس آنکھ اور اس ابرو سے جہان کو فتنہ سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ میں اُس ترک کی آنکھ کا غلام ہوں کہ مستی کی میٹھی نیند میں اُسکا چہرہ خوبصورت باغ اور اُسکا ابرو مشکیں سائبان نظر آتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا جسم اس غم سے جھک گیا کہ اُسکی مشکین ابرو کی موجودگی میں۔ چاند کیا چیز ہے کہ طاق آسمان سے ابرو دکھائے۔

ہلالی یعنے ہلال کیطرح خمیدہ۔ جھکا ہوا۔ طُغرا۔ پیچیدہ خط۔ یہاں مراد ابرو۔ مطلب یہ ہو کہ میرے معشوق کے ابرو کے مقابلہ میں ہلال کی کیا حیثیت ہے۔ کہ اپنا ابرو دکھاتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اسکی مست آنکھ کے حسن کی کمان ہمیشہ چلہ پر چڑھی رہے۔ کیونکہ اُس کے تیر کی طاقت کے بھروسہ پر ابرو چاند پر کمان کھینچتا ہے۔

پشتی۔ کسی دوسرے کی طاقت پر بھروسہ۔ کسی مربی یا محسن کا سہارا۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ابرو تیر مژگان کے بھروسہ پر ہلال پر کمان چڑھاتے رہتے ہیں چنانچہ ہلال بھی اس ڈر سے کہ معشوق کے ابرو کی کمان کے تیر مژگان نکل کر اسے نہ آ لگیں کبھی معشوق کے ابرو کی برابری کا دعوے نہیں کرتا۔ پس خدا کرے کہ معشوق کی مست آنکھوں کا حسن ہمیشہ کمال پر رہے کہ اسکے تیر (یعنے تیر مژگان) سے ہلال فلک بھی ڈرتا ہے۔

کمان حسن در زہ باد یعنے حسن بدرجہ کمال رہے۔ حسن کو اوج نصیب ہو۔

(۵) ترجمہ۔ گوشہ نشینوں کی جان کے لئے اس کی پیشانی ایک عجیب باغ ہی کہ اُس کے سمن زار کے کنارہ پر ابرو خراماں ہیں۔

چماں - خراماں۔ لفظ چماں میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک حرکت ضروری نہیں صرف ایک مقام پر کھڑے ہوکر جھومنے کو بھی چمیدن کہا جاتا ہے (لفظِ خراماں کی بھی یہی کیفیت ہی) مثلاً

گردبادے شدہ ترکیب اجزائے سموم | آنکہ نامش بچمن ساختہ سروِ چماں

ظاہر ہے کہ سرو ایک جگہ سے چلکر دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ با ایں ہمہ سروِ چماں کہا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں بھی لفظ خراماں ابرو کے ساتھ انہی معنوں میں آیا ہے۔ خواجہ صاحب نے معشوق کی پیشانی کو ایک باغ قرار دیا ہے۔ جسکے سمن زار کے ایک کنارہ پر ابرو خراماں ہیں۔ گوشہ گیر سے یہاں مراد آنکھیں بھی ہو سکتی ہیں یعنے اسکی پیشانی آنکھوں کے لئے ایک باغ ہے۔ کہ ابرو (جن کا تعلق آنکھوں سے ہے) اس سمن زار میں خراماں ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ رقیب غافل ہیں اور ہمیں اُن سیاہ آنکھوں سے ہر دم ہزار دل پیغام پہنچ رہے ہیں اور ابرو درمیان میں پردہ دار ہے۔

حاجب (۱) پردہ دار (۲) ابرو بہذا رعایت حاجب و ابرو ظاہر

پیغام سے مراد یہاں آنکھ کے اشارے۔ غمزے۔ عشوے۔ حاجب درمیان ابرو سے مراد یہ ہے کہ ہمارے درمیان سوائے ابرو کے اور کوئی حاجب نہیں۔

(۷) ترجمہ۔ ایسے حسن کی موجودگی میں حور اور پری کو کوئی نہیں کہے گا کہ اِسکی آنکھ ایسی ہے۔ اور اس کا ابرو ایسا ہے۔

یعنے میرے معشوق کی موجودگی میں کوئی شخص حور اور پری کی چشم و ابرو کی تعریف نہیں کر سکتا۔

(۸) ترجمہ۔ اے کافر دل! تو زلف کا نقاب نہیں ڈالتا اور مجھے ڈر ہے کہ اس دلکش ابرو کا خم میرے محراب کو پھیر دے گا

مطلب یہ ہی کہ اے بتِ کافر! اگر تیرے ابرو اسی طرح میرے سامنے رہے اور نقابِ زلف نے انہیں پوشیدہ نہ کیا تو میں مسجد کے محراب کو چھوڑ کر تیرے ابرو کو ہی محراب بنا لونگا۔

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ حافظ وفاداری میں دانا پرندہ تھا لیکن اس کمان ابرو کی آنکھ نے تیر غمزہ سے

اُسے شکار کر لیا۔

مرغ زیرک ـ ایک پرندہ جو درخت سے لٹک کر حق حق کہتا رہتا ہے۔

غزل (۱۱)

مزرع سبز فلک دیدم و داس مہ نو	۱	یادم از کشتۂ خویش آمد و ہنگام درو
گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید	۲	گفت با این ہمہ از سابقہ نومید مشو
تکیہ بر اختر شبگرد مکن کاین عیار	۳	تاج کاؤس ربود و کمر کیخسرو
گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بہ فلک	۴	از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو
آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق	۵	خرمن مہ بجوی خوشۂ پروین بدو جو
گوشوار زر و لعل ارچہ گران دارد گوش	۶	دور خوبی گذرانست نصیحت بشنو
چشم بد دور ز خال تو کہ در عرصۂ حسن	۷	بیدقی راند کہ برد از مہ و خورشید گرو
ہر کہ در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد	۸	زردروئی کشد از حاصل خود گاہ درو
اندرین دائرہ میباش چو دف حلقہ بگوش	۹	ور قفائی خوری از دائرۂ خویش مرو

(۱۰) آتش زرق و ریا خرمن دین خواہد سوخت
حافظ این خرقۂ پشمینہ بینداز و برو (۱۰)

(۱) ترجمہ ـ میں نے آسمان کی سبز کھیتی کو اور ہلال کی درانتی کو دیکھا تو مجھے اپنا بویا ہوا فصل اور اسکے کاٹنے کا وقت یاد آگیا۔

داس درانتی (پنجابی داتری) جس سے فصل کاٹا جاتا ہے ـ خواجہ صاحب نے نیلگوں آسمان کو سبز کھیتی سے اور ہلال کو درانتی سے تشبیہ دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آسمان کی اس کھیتی اور درانتی کو دیکھکر مجھے بھی اپنی کشت اور درو کا وقت یاد آگیا ـ یعنے وہ وقت یاد آگیا جب کہ ہستی کا فصل کاٹا جائیگا یا اعمال کی سزا و جزا کا وقت یاد آگیا۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے اپنے بخت کو کہا کہ تو سو گیا ہے اور سورج نکل آیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ باوجود اس کے سابقۂ ازل سے مایوس نہ ہو۔

سابقہ وہ امر جو پہلے ہی سے کسی کام کے سرانجام کا وسیلہ مقرر ہو۔ زمانہ سابق کی جان پہچان۔ سابقہ جان پہچان کا حق۔

مطلب یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ کچھ کر لیا جائے اور گوہر مراد سے دامن بھر لیا جائے مگر بدقسمتی اور خواب آلودہ بخت سے سوائے یاس و حرمان کے اور کچھ نظر نہیں آتا لیکن ایسی حالت میں بھی خدا کی مہربانی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) ترجمہ۔ شبگرد ستارے پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ عیار کاؤس کا تاج اور کیخسرو کا کمربند لے چکا ہے۔

شبگرد۔ (۱) رات کے وقت چلنے والا (۲) چور۔ لہذا شبگرد اور عیار کی رعایت ظاہر

مطلب یہ ہے کہ ستاروں کی گردش یعنی گردش ایام پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس گردش نے کئی بادشاہوں کو تباہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگر عیسےٰ کی طرح تو پاک اور مجرد آسمان پر جائے۔ تو تیرے نور سے آفتاب کو بھی بہت روشنی حاصل ہو۔

صد پرتو سو نور یعنی بہت روشنی۔ حضرت عیسےٰ کی پاکیزگی اور تجرد ظاہر۔ وہ چوتھے آسمان پر ہیں اور سورج بھی چوتھے آسمان پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اگر پاک اور آزاد ہو۔ تو آفتاب بھی اسکے نورِ باطن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس سے نور حاصل کرتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آسمان کو کہو کہ اتنی عظمت ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ عشق میں چاند کا خرمن ایک جو کی قیمت کا ہے اور عقد پرویں دو جو کی قیمت کا۔

عَظَمَت۔ بہ سہ حروف اول مفتوح۔ عام استعمال میں بسکونِ ثانی پڑھا جاتا ہے مگر غلط ہے۔

خوشہ پرویں۔ چھ باریک ستارے جو باہم مجتمع ہیں اور سردی کے موسم میں شروع رات میں ظاہر ہوتے ہیں۔ عقد ثریا بھی کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کو کہو کہ چاند سورج اور ستاروں پر اتنا نازاں نہ ہو عاشق کی نظر میں چاند اور پرویں کی کچھ حقیقت اور حیثیت نہیں۔

خرمن۔ خوشہ اور جو کی رعایت ظاہر

(۶) ترجمہ ۔ اگرچہ لعل و گہر کا گوشوارہ کانوں کے لئے بھاری ہوتا ہے لیکن حسن کا زمانہ جلد گزرنے والا ہے نصیحت سن ۔

گوشوار یا گوشوارہ ۔ کانوں کا زیور ۔ یہاں گوشوار دُر و لعل سے مراد قیمتی نصیحت ۔ مطلب یہ ہے کہ نصیحت اگرچہ کانوں کو بُری معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن سُننی چاہیئے ۔ کیونکہ دنیا ناپائدار ہے اور حسن و دولت بے وفا ۔

(۷) ترجمہ چشم بد دور کہ تیرے خال نے حُسن کی بساط پر وہ چال چلی ہے کہ چاند اور خورشید کو مات کر دیا

عرصہ (۱) میدان (۲) بساطِ شطرنج کھیلنے کا تختہ ۔ بیذق شطرنج کا پیادہ از کسے گو بردن کسی پر غالب آنا ۔ اسے مات کرنا مطلب یہ ہے کہ تیرے چہرے کا خال چاند اور سورج کو مات کرتا ہے ۔ عرصہ اور بیذق کی رعایت ظاہر ۔

(۸) ترجمہ ۔ جس شخص نے دل کی کھیتی میں وفا کے بیج کو سرسبز نہ کیا ۔ وہ فصل کاٹنے کے وقت اپنے حاصل پر شرمندہ ہوگا ۔

زرد روی کشیدن شرمندہ ہونا ۔ ضد سرخرو شدن ۔ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں وفا نہیں وہ آخر کار محروم اور مایوس ہوگا اور حساب کے دن اپنی کم بضاعتی پر شرمندہ ہوگا

(۹) ترجمہ ۔ اس دائرہ میں دف کی طرح حلقہ بگوش رہ ۔ اور اگر طپانچہ بھی لگے تو اپنے دائرہ سے باہر نہ جا ۔

دف کے گرد اگرد جھنکار زیادہ کرنے کے لیے عموماً پیتل کے حلقے ڈال دیے جاتے ہیں ۔ لہٰذا دف کا حلقہ بگوش ہونا ظاہر ۔ دف ہاتھ سے بجاتے ہیں اسلئے قفا خوردن کہا ۔ مطلب یہ ہے کہ دائرہ عشق میں کامل اطاعت اختیار کر اور اگر معشوق کیطرف سے جور و ستم ہو تو بھی دائرہ عشق سے باہر نہ نکل ۔ ظاہر ہے کہ دف باوجود طپانچے لگنے کے اپنے دائرہ سے باہر نہیں ہوتا

(۱۰) ترجمہ ۔ مکر اور ریا کی آگ دین کے خرمن کو جلا دے گی ۔ اے حافظ اس خرقہ پشمینہ کو پھینک دے اور چلا جا

یعنی خرقۂ پشمینہ جو ریا کاری کا لباس ہے ۔ اتار کر پھینک دے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے ۔

غزل (۱۲)

۱	ای در چمن خوبی رویت چو گل خودرو	چین شکن زلفت چون نافہ چین خوشبو
۲	ماہ است رخت یا روز مشک است خطت یا شب	سیم است برت یا عاج سنگ است دلت یا رو
۳	لعلت بدر دندان بشکست لب پستہ	زلفت بخم چوگان بربود دلم چون گو
۴	آن رائحہ زلف است یا لخلخہ عنبر	یا غالیہ می ساید در باغچہ حسن او
۵	گفتے سخن خود را با یار بباید گفت	ای کاش توانستم گفتن سخنے با او
۶	بدگوی تو آن باشد کز یار کند منعت	گر یار نکو باشد مشنو سخن بدگو
۷	با ما بہ ازین میباش تا از نگرود فاش	نبود بد اگر باشی با دل شدگان نیکو
(۸)	استاد غزل سعدی است پیش ہمہ کس اما دارد سخن حافظ طرز سخن خاجو	(۸)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ حسن کے باغ میں تیرا چہرہ گلِ خودرو کیطرح ہی۔ تیری زلف کی شکن کے خم نافہ چین کیطرح خوشبودار ہیں۔

چین اور چین میں صنعت تجنیس ہے۔ **خوشبو** اچھی بو والے یعنے خوشبودار

(۲) ترجمہ۔ تیرا چہرہ چاند ہی یا دن۔ تیرا خط کستوری ہی یا رات۔ تیرا پہلو چاندی ہی یا ہاتھی دانت۔ تیرا دل پتھر ہے یا کانسی۔

رو۔ (رویں) کانسی یا پیتل۔ مراد سخت چیز۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے لبِ لعل نے دانتوں کے موتیوں سے پستہ کے لب کو شکست دیدی۔ تیری زلف چوگان کے خم سے گیند کی طرح میرے دل کو لے گئی۔

مطلب یہ ہی کہ پستہ تیرے لب و دہن کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔ اور تیری زلف نے میرے دل کو اسیر کیا

(۴) ترجمہ۔ وہ زلف کی خوشبو ہی یا عنبر کا لخلخہ۔ یا وہ حسن کے باغ میں غالیہ مل رہا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تونے کہا ہی کہ اپنی بات یار سے بیان کرنی چاہیے۔ افسوس کہ میں کبھی اس سی بات کر سکتا۔

دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرا دشمن وہ ہی جو تجھے یار سے منع کرے۔ اگر یار اچھا ہو تو دشمن کی بات نہ سُن۔

(۷) ترجمہ۔ ہمارے ساتھ اس سی بہتر سلوک کر تاکہ راز فاش نہ ہو۔ اگر تو دلشدہ عاشقوں کے ساتھ نیک سلوک کرے تو کچھ بُری بات نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ سب کے نزدیک غزل کا استاد سعدی ہی لیکن حافظ کا کلام خاجو کے کلام کی طرز پر ہے۔

تشریح کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۸۔ ۹ سوانحعمری۔

غزل ۱۳

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو	۱	بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی	۲	بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من نیست میم بیار بیش	۳	زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کی خوری گر نہ مدام می خوری	۴	بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلبر بای من میکند از برای من	۵	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

(۶)	باد صبا چو بگذری بر سر کوی آں پری قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو	(۶)

یہ تازہ بتازہ نو بنو کی طرز ہندوستان میں بہت مشہور ہوئی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے خوش آواز مطرب تازہ بتازہ اور نو بنو (سرود) سنا۔ دل کو خوش کرنے والی تازہ بتازہ اور نو بنو شراب طلب کر۔

(۲) ترجمہ۔ لعبت جیسے صنم کے ساتھ خلوت میں خوشی سی بیٹھ۔ اس سی حسب مراد تازہ بتازہ اور نو بنو بوسے لے۔

لعبت۔ گڑیا۔ تصویر۔ پتلی۔ کھیلنے کی چیز۔

(۳) ترجمہ۔ اے میرے سیم ساق ساقی میرے پاس شراب نہیں۔ جلد شراب سامنے لا کہ میں تازہ بتازہ نو بنو صراحیاں پر کروں۔

سیم ساق۔ چاندی جیسی پنڈلی والا۔ سفید جسم والا۔ گورا۔

(۴) ترجمہ۔ اگر تو ہمیشہ شراب نہیں پیئے گا تو زندگی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ اس کی یاد میں تازہ بتازہ اور نو بنو شراب پی۔

(۵) ترجمہ۔ میرا دلربا معشوق میرے لئے تازہ بتازہ اور نو بنو رنگ و بو اور طرح سنگار کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اے بادِ صبا اگر تو اُس پری کے کوچے سے گذرے تو اُسکے سامنے حافظ کا قصہ تازہ بتازہ اور نو بنو بیان کر۔

ردیف ہ

غزل (۱)

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ	۱	انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود سودم	۲	من جرب المجرب حلت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت	۳	لیس الدموع عینی ہذا لنا العلامہ
پرسیدم از طبیبے احوال دوست گفتا	۴	فی بعدہا عذاب فی قربہا السلامہ
گفتم ملامت آرد گر گرد دوست گردم	۵	واللہ ما رأینا حبًا بلا ملامہ
حال درون ریشم محتاج شرح نبود	۶	خود میشود محقق از آب چشم خامہ
باد صبا ز ماہم ناگہ نقاب برداشت	۷	کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ

(۸)	حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیریں / حتیٰ یذوق منہ کاساً من الکرامہ	(۸)

(۱) ترجمہ ۔ میں نے خونِ دل کے ساتھ معشوق کی طرف خط لکھا کہ تیرے ہجر میں مجھے زمانہ قیامت کیطرح نظر آتا ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ ہر چند کہ میں نے اُسے آزمایا اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ جو شخص آزمائی ہوئی چیز کو آزماتا ہے اسے ندامت حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا مصرعہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔

دیدہ بودم روئے تو دانستہ بودم خوئے تو	دیدہ و دانستہ خود را در بلا انداختم

(۳) ترجمہ ۔ تیرے فراق کی میری آنکھوں میں کئی علامتیں ہیں۔ میری آنکھ میں آنسو نہیں ایک تو یہ علامت ہے۔

دموع ۔ دمع کی جمع ۔ آنسو ۔ ماء العین من حزن او سرور یعنے خوشی یا غم کے آنسو (قاموس)

یعنے رو رو کر اب آنکھوں میں آنسو باقی نہیں رہے ۔ یہ تیرے فراق کی نشانی ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ میں نے ایک طبیب سے دوست کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اسکی دوری میں عذاب ہے اور اسکی نزدیکی میں ندامت ۔

غرض دو گونہ عذاب است جانِ مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

بعض دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اسطرح ہے ع فی قربہا عذاب فی بعدہا سلامہ ۔

یعنے اسکے قرب میں عذاب ہے اور اسکی دوری میں سلامتی ۔

(۵) ترجمہ ۔ میں نے کہا کہ اگر دوست کے گرد پھروں تو ملامت حاصل ہوتی ہے۔ (جواب دیا کہ) واللہ ملامت کے بغیر ہم نے محبت نہیں دیکھی ۔

یعنے عشق میں ملامت ضروری ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ میرے زخمی دل کا حال تشریح کا محتاج نہیں قلم کے آنسوؤں سے کیفیت ظاہر ہو رہی ہے۔

(۷) ترجمہ ۔ بادِ صبا نے اچانک میرے معشوق (کے چہرہ) سے نقاب الٹا ۔ (ایسا معلوم ہوا) کہ چاشت گاہ کے وقت بادل سے سورج نکل آیا ۔

(۸) ترجمہ ۔ حافظ جب جانِ شیریں کے بدلے سے ایک جام کا طالب ہے تو اسے شراب دے) تاکہ وہ اس سے

بزرگی کا پیالہ پی لے۔

غزل (۲)

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیده	۱	مانند چشم مستت چشم جهان ندیده
همچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت	۲	گیتی نشان نداده ایزد بنیا فریده
هر زاهدی که دیده یاقوت میفروشت	۳	سجاده ترک داده پیمانه درکشیده
در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت	۴	گه این کمین کشاده گه آن کمان کشیده
تا کی کبوتر دل چون مرغ نیم بسمل	۵	باشد ز تیر هجرت در خاک و خون طپیده
تا کی فرو گذاری چون زلف خود دلم را	۶	سرگشته و پریشان ای نور هر دو دیده
میلی اگر ندارد با عارض تو ابرو	۷	پیوسته از چه باشد چون قد من خمیده
گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی	۸	آن دم که جان شیرین باشد بلب رسیده
از سوز سینه هر دم دودم بسر بر آید	۹	چون عود چند باشم در آتش آرمیده

(۱۰)

گر دست من نگیری با خواجه باز گویم

کز عشوه دل حافظ چون برد و بدیده

(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ کے نور سے آنکھوں کا چراغ روشن ہے۔ تیری مست آنکھ جیسی جہان کی آنکھ نے کوئی آنکھ نہیں دیکھی۔

(۲) ترجمہ۔ تجھ جیسا سرتاپا پُر از لطافت نازنین جہاں میں کوئی نہیں اور نہ خدا نے کوئی پیدا کیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ جس زاہد نے تیرے میفروش لب کو دیکھا۔ سجادہ کو ترک کر دیا اور شراب پینے لگ گیا۔

لب کو میفروش اس لئے کہا کہ بوسۂ لب سے عاشق کو شراب کی مستی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ عاشق کے خون کے ارادہ پر تیرے ابرو اور شوخ آنکھوں نے کبھی اس نے گھات لگائی اور کبھی اس نے کمان کھینچی۔

ایں سے مراد چشم اور آں سے مراد ابرو۔ لف و نشر غیر مرتب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل کا کبوتر مرغِ نیم بسمل کیطرح کب تک تیرے ہجر کے تیر سے خاک و خون میں تڑپتا رہے

(۶) ترجمہ۔ اے دونو آنکھوں کے نور! اپنی زلف کیطرح میرے دل کو تو کب تک سرگشتہ اور پریشان رکھے گا۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تیرے ابرو کو تیرے چہرے کے ساتھ محبت نہیں تو ہمیشہ کس لئے میرے قد کی طرح جھکا رہتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ جب میری جانِ شیریں لبوں پر ہوگی اسوقت اگر تو میرے لب پر لب رکھے تو مجھے حیاتِ جاوید مل جائیگی۔

(۹) ترجمہ۔ سینہ کے سوز سے ہر وقت میرے اندر سے دھوآں نکلتا رہتا ہے۔ عود کی طرح میں کب تک آگ میں پڑا رہونگا۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر تو میری دستگیری نہیں کریگا تو میں بادشاہ کو کہونگا کہ وہ (یعنے معشوق) حافظ کے دل کو آنکھوں کے عشوہ سے کس طرح لے گیا۔

غزل (۳۲)

از من جدا مشو که توام نور دیدهٔ	۱	آرام جان و مونس قلب رمیدهٔ
از دامن تو دست ندارند عاشقان	۲	پیراهن صبوری ایشان دریدهٔ
از چشم زخم دهر مبادت گزند از انکه	۳	در دلبری بغایت خوبی رسیدهٔ
منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان	۴	معذور دارمت که تو او را ندیدهٔ
چشم بد از تو دور که در طرز دلبری	۵	خط بر جمال یوسف کنعان کشیدهٔ
پایم نمیرسد به زمین دیگر از نشاط	۶	تا سوی من بلطف و عنایت تو دیدهٔ
داری خیال پرسش عشاق بینوا	۷	گویا که بوی صدق از ایشان شنیدهٔ

(۸) زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا (۸)

بیش از گلیم خویش مگر پا کشیدهٔ

(۱) ترجمہ۔ مجھ سے جدا نہ ہو کہ تو میری آنکھوں کا نور ہے۔ میری جان کا آرام اور میرے بھاگے ہوئے دل کا مونس ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عاشق تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اٹھائینگے۔ کیونکہ تو نے اُنکے صبر کا جامہ پھاڑ دیا ہے۔

دامن اور پیراہن کی رعایت ظاہر

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کی چشم زخم (نظر بد) سے تجھے نقصان نہ پہنچے کیونکہ تو دلبری میں خوبی کے کمال کو پہنچ گیا ہے

(۴) ترجمہ۔ اے وقت کے مفتی تو مجھے اُسکے عشق سے منع کرتا ہے۔ میں تجھے معذور سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے اسے دیکھا نہیں۔

یعنے تو اگر اُسے دیکھ لے تو پھر کبھی منع نہ کرے۔

مردمان در من و بیہوشی من حیرانند	من در انکس کہ ترا بیند و حیران نشود (امیر خسرو)

(۵) ترجمہ چشم بد تجھ سے دور رہے کہ دلبری کی طرز میں۔ تو نے یوسف کنعان کے جمال کو بھی مات کر دیا ہے۔

وہی مضمون ہے جو شعر (۳) میں بیان ہوا۔

(۶) ترجمہ۔ جب سے تو نے مجھے لطف و عنایت سے دیکھا ہے۔ خوشی سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگتا۔

(۷) ترجمہ۔ بینوا عاشقوں کی پرسش حال کا تجھے خیال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان سے وفا کی بو سونگھی ہے۔

یعنے یہ طرز وفا تو نے عاشقوں سے ہی سیکھا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ دوست نے جو تجھے یہ سرزنش کی ہے۔ شاید کہ تو نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائے ہیں۔

یعنے تو نے اپنی حد بساط سے بڑھ کر کچھ دلیری کی ہے کہ معشوق نے تجھے سرزنش کی ہے۔

دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں	ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

غزل (۴)

ای کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ	۱	فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ
آب و آتش بہم آمیختۂ از لب لعل	۲	چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ

۳ چشم تو گرچه بهر غمزه دلم برباید — لیک صد حیف که بیگانه نواز آمدۂ

۴ ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت — چوں بپرسیدن ارباب نیاز آمدۂ

۵ آفریں بر دل نرم تو که از بهر ثواب — کشتۂ غمزه خود را بنماز آمدۂ

۶ زهد من با تو چه سنجد که بیغمای دلم — مست و آشفته بخلوتگه راز آمدۂ

۷ پیش بالای تو میرم چه بصلح و چه بجنگ — که بهر حال برازندۂ ناز آمدۂ

(۸) گفت حافظ دگرت خرقه شراب آلوده است — مگر از مذهب ایں طائفه باز آمدۂ (۸)

(۱) ترجمہ ۔ اے کہ تو زلفِ دراز کے سلسلہ کے ساتھ آیا ہے ۔ خدا تجھے لمبی عمر دے کہ تو دیوانہ نواز ہی زلف دراز کی دیوانہ نوازی یہی ہے کہ عاشق کے دیوانہ دل کو اسیر کر لیتی ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ تو نے لب لعل سے پانی اور آگ کو اکٹھا کر دیا ہی چشم بد دور کہ تو بہت اچھا شعبدہ باز ہے ۔ آگ پانی کو اکٹھا کرنا گویا اجتماعِ ضدین ہی جو ناممکن ہی اگر کوئی ایسا کرے تو بیشک بہت اچھا شعبدہ باز ہے ۔ لب لعل کو بوجہ سرخی اور تر و تازگی کے آگ اور پانی کا مجموعہ کہا ہی ۔

(۳) ترجمہ ۔ اگرچہ تیری آنکھ ہر ایک غمزہ کے ساتھ میرا دل لے جاتی ہی ۔ لیکن صد افسوس کہ تو اغیار پر مہربانی کرتا ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ تھوڑی دیر کے لئے ناز نہ کر اور عادت بدل دے جب کہ تو نیازمندوں کی پرسشِ حال کے لئے آیا ہے

(۵) ترجمہ ۔ تیرے نرم دل پر آفریں ! کہ ثواب کے لئے اپنے غمزہ کے شہید کے جنازہ کے لئے آیا ہی ۔

آنکس کہ مرا بکشت و باز آمد پیش		مانا کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش	(سعدی)

"دل نرم" طنزاً کہا ہے ۔ ورنہ قتل کرنے کے بعد جنازہ پر آنا کونسی رحمدلی ہے ۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ	.	ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(۶) ترجمہ ۔ میری پرہیزگاری تیرا کیا مقابلہ کریگی جب کہ میرے دل کو غارت کے لئے تو خلوتگاہِ راز میں مست اور آشفتہ ہو کر آیا ہی

حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریٔ ساحل		جہاں ساقی ہو تو دعوی ہی باطل ہوشیاری کا

(۷) ترجمہ۔ میں تیرے قد کے سامنے مرتا ہوں کیا صلح سی اور کیا جنگ سی۔ کیونکہ ہر حالت میں تو ناز کے اندازہ سے آتا ہے۔

یعنی صلح ہو یا جنگ۔ تو ہمیشہ ناز کے اندازہ سے آتا ہی۔ اس لئے تیرے مقابلہ میں زندہ بچنا محال ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اس نے کہا کہ اے حافظ پھر تیرا خرقہ شراب آلود ہی۔ شاید تو اس گروہ کے مذہب سے ہٹ گیا ہے۔

ایں طائفہ سے مراد طائفہ زاہدان ظاہر دار۔

غزل (۵)

چراغ روی ترا شمع گشت پروانہ	۱	مرا بہ عشق تو از جان خویش پروانہ
خرد کہ پند مجانین عشق می فرمود	۲	ببوی حلقۂ زلف تو گشت دیوانہ
بمژدہ جان بصبا داد شمع در نفسی	۳	ز شمع روی تواش چون رسید پروانہ
ببوی زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد	۴	ہزار جان گرامی فدای جانانہ
بر آتش رخ زیبای تو بجای سپند	۵	بغیر خال سیاہت کہ دید بہ دانہ
چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت	۶	فسون ما بر او گشتہ است افسانہ
مرا بدور لب دوست ہست پیمانی	۷	کہ بر زبان نبرم جز حدیث پیمانہ
من غریب ز غیرت فتادم از پا دوش	۸	نگار خویش چو دیدم بدست بیگانہ

(۹)	حدیث مدرسہ و خانقہ مگوی کہ باز فتادہ در سر حافظ ہوای میخانہ	(۹)

(۱) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے چراغ پر شمع بھی عاشق ہو گئی ہی۔ مجھے تیرے عشق میں اپنی جان کی بھی پروا نہیں۔

پروانہ اور پروانہ میں صنعت تجنیس تام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عقل جو عشق کے دیوانوں کو نصیحت فرمایا کرتی تھی۔ تیری زلف کے خم کی خوشبو سے خود دیوانہ ہو گئی ہے

مجانین۔ مجنوں کی جمع ہے۔ (۳) ترجمہ۔ شمع نے ایکدم میں خوشخبری پر جان بادِ صبا کے حوالہ کر دی جبکہ تیری چہرہ کی شمع سے اس کے پاس پروانہ پہنچا۔

شمع اور پروانہ میں صنعتِ ایہام۔ شمع کا بادِ صبا سے بجھ جانا ظاہر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ بادِ صبا جو معشوق کی قاصد ہے۔ جب شمع کے پاس پہنچی تو شمع نے اس خوشی میں جان دیدی حسن تعلیل ہے

(۴) ترجمہ۔ تیری زلف کی خوشبو پر اگر جان برباد ہوگئی تو کیا ہوا۔ ہزار عزیز جانیں معشوق پر فدا کی جا سکتی ہیں

(۵) ترجمہ۔ تیرے خوبصورت چہرہ کی آگ پر حرمل کی بجائے۔ تیرے سیاہ تل کے بغیر اور کون سا اچھا دانہ ہو سکتا ہے۔

قاعدہ ہے کہ چشم بد کے آسیب کو دور کرنے کے لئے حرمل کے دانے آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ معشوق کو چشم زخم کے گزند سے محفوظ رکھنے کے لئے عاملانِ قضا و قدر نے اس کے چہرہ کی آگ پر بجائے سپند کے خال کے دانے رکھے ہیں۔ چہرہ کو بوجہ غایت سرخی کے آگ اور خال کو بوجہ سیاہی کے سپند کہا ہے۔

خالِ رخسارش سپند آتش رنگ گل است		چین زلفش زنز الت موج بو سنبل است	(اشوکت)
چشم بد دور خال بر رخ او		چون سپندے بر آتش افتادہ است	

(۶) ترجمہ۔ میں نے کیا کیا طلسم کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ہمارا جادو اُس کے نزدیک ایک افسانہ ہے۔ یعنے میرے جادو کا اسپر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق کے لب کے دور سے میرا وعدہ ہے۔ کہ جام مے کی بات کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔

پیمان اور پیمانہ میں صنعت تجنیس۔ دور اور پیمانہ کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ میں غریب کل غیرت کی وجہ سے (پاؤں سے) گر پڑا۔ جب اپنے معشوق کو غیر کے ہاتھ میں دیکھا۔

از پا افتادن گر پڑنا۔ دوش (۱) کل (۲) کندھا۔ لہذا پا اور دوش اور دست کی رعایت ظاہر۔

(۹) ترجمہ۔ مدرسہ اور خانقاہ کی باتیں نہ کر کہ پھر حافظ کے سر میں شراب خانہ کی آرزو پیدا ہوگئی ہے۔

غزل (۶)

خنک نسیم معنبر شمامۂ دلخواہ	۱	کہ در ہوای تو برخاست بامداد پگاہ
دلیل راہ شوای طایر خجستہ لقا	۲	کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آن درگاہ
منم کہ بی تو نفس میزنم زہی خجلت	۳	مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذر گناہ
ببین بشخص نزارم کہ غرق خون دلست	۴	ہلال را ز کنار شفق کنند نگاہ
ز دوستان تو آموخت این طریقۂ مہر	۵	سپیدہ دم کہ ہوا چاک زد شعار سیاہ
بعشق روی تو روزی کہ از جہاں بروم	۶	ز تربتم بدمد سرخ گل بجاے گیاہ
(۷)	مدہ بخاطر نازک ملالت از من راہ کہ حافظ تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ	(۷)

(۱) ترجمہ ۔ دلکش عنبر کی خوشبو والی ٹھنڈی لطیف ہوا۔ جو تیری آرزو میں صبح کے وقت چلی۔

(۲) ترجمہ ۔ اے مبارک صورت پرندے میرا رہنما بن کہ اس درگاہ کی خاک کے شوق میں آنکھیں پانی ہوگئیں یعنے درمحبوب کی خاکبوسی کے لئے ہمیشہ روتا رہتا ہوں ۔ اے دیارِ محبوب کے قاصد میرا رہنما بن تا کہ وہاں پہنچ جاؤں ۔

(۳) ترجمہ ۔ میں ہی ہوں جو تیرے بغیر جیتا ہوں اور بہت شرمندہ ہوں ۔ تو ہی معاف کرے تو کرے ورنہ گناہ کے لئے کوئی عذر نہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے بغیر مجھے ایکدم بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے تھا ۔ میں بہت نادم ہوں کہ کیوں زندہ ہوں ۔ کوئی عذر اور حیلہ نہیں ۔ تو ہی معاف کرے تو کرے ۔

(۴) ترجمہ ۔ میرے نحیف بدن کو دیکھ کہ دل کے خون میں غرق ہے ۔ ہلال کو ہمیشہ شفق کے کنارے دیکھا کرتے ہیں ۔

اپنے نحیف اور خمیدہ جسم کو ہلال سے اور خون دل کو شفق سے تشبیہ دی ہے ۔

مطلب یہ ہی کہ جس طرح شفق میں ہلال کو دیکھتے ہیں اسی طرح میرے خونِ دل میں میرے قدِ خمیدہ کو دیکھ۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے عاشقوں سے یہ محبت کا طریقہ سیکھا ہی۔ صبح کے وقت جو ہوا نے سیاہ جامہ کو پھاڑ ڈالا

صبح کاذب دور ہو کر جب صبحِ صادق کا آغاز ہوتا ہے تو گویا ہوا اُسوقت اپنے سیاہ کپڑوں کو چاک کر دیتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ جامہ چاک کرنا شاید ہوا نے عاشقوں سے سیکھا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے عشق میں جسدن میں جہان سے گذر جاؤنگا۔ میری قبر سے گھاس کی بجائے سرخ پھول اُگے گا۔

یعنے چونکہ تیرے پھول جیسے چہرہ کا عشق میرے دل میں ہے اس لئے میری قبر بھی گلاب کے پھول اُگیں گے۔

خیالِ روئے تو بردم بخاک نیست عجب		دمد اگر گلِ خورشید بر مزار مرا	(مخلص کاشی)

(۷) ترجمہ۔ اپنے نازک دل میں میری طرف سے ملال پیدا نہ ہونے دے۔ کیونکہ تیرے حافظ نے یہ لو ! ابھی بسم اللہ کہہ دی۔

بسم اللہ کہہ دی یعنے تجھہ سے رخصت ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ ناراض نہ ہو۔ اگر میرے یہاں ٹھیرنے پر تو خوش نہیں تو یہ لو ! میں ابھی جاتا ہوں۔

غزل (۷)

دامنکشان ہمی شد در شرب زر کشیدہ	۱	صد ماہرو ز رشکش جیب قصب دریدہ
از تاب آتش می بر گرد عارضش خوی	۲	چون قطرہ ہای شبنم بر برگ گل چکیدہ
یاقوت جانفزایش از آب لطف زادہ	۳	شمشاد خوشخرامش از ناز پروریدہ
لفظ فصیح شیرین قد بلند چابک	۴	روی لطیف نازک چشمِ خوش کشیدہ
آن لعل دلکشش بین وان خندہ پر آشوب	۵	وان رفتن خوشش بین وان گام آرمیدہ

آن آہوئے چشمم از دام ما برون شد	۶	یاران چہ چارہ سازم بااین دل رمیدہ
تا کی کشم عتابت از چشم نیم خوابت	۷	روزی کرشمۂ کن ای نور ہر دو دیدہ
زنہار تا توانی اہل نظر میازار	۸	دنیا وفا ندارد اے یار برگزیدہ
بس شکر باز گویم در بندگی خواجہ	۹	گر او فتد بدستم آن میوۂ رسیدہ
ہر بد کہ گفت دشمن در حق ما شنیدی	۱۰	یارب کہ مدعی را باد از زبان بریدہ
(۱۱) گر خاطر شریفت رنجیدہ شد ز حافظ	(۱۱)	باز آکہ توبہ کردیم از گفتہ و شنیدہ

(۱) ترجمہ زرتار لباس پہننے نازسے جاتا تہا رصد ہا ماہرو اسکے رشک سے جامہ کا گریبان چاک کرتے تہے۔

دامن کشان رفتن۔ ناز و تبختر کے ساتھ چلنا جیسا کہ رعنا معشوقونکا شیوہ ہے (بہار عجم)

شرب۔ بفتح۔ کتان تنگ و باریک۔ جیب۔ گریبان۔ قصب کتان وابریشم کا جامہ۔

معرب کسب۔ کہتے ہیں کہ کتان کا جامہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔ لہذا ماہ اور قصب دریدن کی

رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ آتش شراب کی گرمی سے اُسکے چہرہ پر پسینہ (اسطرح نظر آتا تہا) جیسے شبنم کے قطرے پھول

کی پنکھڑی پر پڑے ہوں۔

ژالہ بر لالہ فرود آمدہ ہنگام سحر		راست چون عارض گلگون عرق کردۂ یار (سعدی)

(۳) ترجمہ۔ اُسکی جانفزا لب لطافت کے پانی سے بنے ہوتے تھے۔ اور اسکا خوش رفتار قد ناز سے پلا ہوا تھا

(۴) ترجمہ۔ اسکے الفاظ فصیح اور شیرین اور اسکا قد بلند اور چست۔ اسکا چہرہ لطیف اور نازک اور اسکی خوبصورت

آنکھ کھینچی ہوئی۔

(۵) ترجمہ۔ اُسکے دلکش لب دیکھ اور وہ فتنہ انگیز ہنسی۔ اُسکی وہ اچھی چال دیکھ اور ناز و انداز کے

قدم۔

(۶) ترجمہ۔ وہ سیاہ چشم ہرن ہمارے جال سے نکل گیا۔ اے یارو اِس بھاگے ہوئے دل سے میں کیا علاج کروں

(۷) ترجمہ۔ میں تیری مست آنکھ سے کب تک تیرے عتاب اٹھاؤں۔ اے دونو آنکھوں کے نور! کسی دن کرشمہ دکھا

(۸) ترجمہ - خبردار! جہاں تک ہو سکے اہلِ نظر کو تکلیف نہ دے - اے برگزیدہ دوست دنیا ناپائدار ہے -

(۹) ترجمہ - خواجہ کی بندگی میں میں بہت ہی شکریہ ادا کرونگا - اگر وہ پکا ہوا میوہ میرے ہاتھ لگ جائے -

میوۂ رسیدہ سے مراد معشوق -

(۱۰) ترجمہ - دشمن نے میرے حق میں جو کچھ برا بھلا کہا - تو نے سن لیا - اے خدا دشمن کی زبان کٹ جائے -

(۱۱) ترجمہ - اگر تیری طبیعتِ شریف حافظ سے رنجیدہ ہو گئی ہو - تو میں اپنے کہے سننے سے توبہ کرتا ہوں تو واپس آجا -

غزل (۸)

۱	در سرای مغان رفته بود و آب زده	نشسته پیر و صلائی به شیخ و شاب زده
۲	سبوکشان همه در بندگیش بسته کمر	ولی ز طرف کله خیمه بر سحاب زده
۳	فروغ جام و قدح نور ماه پوشیده	عذار مغبچگان راه آفتاب زده
۴	گرفته ساغر عشرت فرشتهٔ رحمت	ز جرعه بر رخ حور و پری گلاب زده
۵	ز شور و عربدهٔ شاهدان شیرین کار	شکر شکسته سمن ریخته رباب زده
۶	عروس بخت در آن حجله با هزاران ناز	کشیده وسمه و بر برگ گل گلاب زده
۷ ق	سلام کردم و با من بروی خندان گفت	که ای خمارکش مفلس شراب زده
۸	که این کند که تو کردی بضعف همت و رای	ز گنج خانه شده خیمه بر خراب زده
۹ ق	وصال دولتِ بیدار ترسمت ندهند	که خفته بود در آغوش بخت خواب زده
۱۰	فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین باد	بیا ببین فلکش دست در رکاب زده
۱۱	هلال تا که نگر نعل مرکبش گردد	ز بام عرش صدش بوسه بر تراب زده
۱۲	خرد که ملهم غیبست بهر کسب شرف	ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده
(۱۳)	بیا بمیکده حافظا که بر تو عرضه کنم	هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

یہ غزل مدحیہ ہے۔ پہلے نو شعر صرف تمہیدی ہیں۔ بزم طرب کا نقشہ کھینچ کر اپنی حرمان نصیبی کا ذکر ہے۔ اور مدح ممدوح کیطرف گریز کیا ہے۔ شعر (۹) میں اپنی بدقسمتی کا اظہار کرنا گویا ایک گونہ اپنے ممدوح سے انعام و اکرام کی درخواست کرنا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ مغوں کے مکان کا دروازہ جھاڑ دیا ہوا اور چھڑکا دیا ہوا تھا۔ پیر مغان بیٹھا ہوا تھا اور بوڑھوں اور نوجوانوں کو بلا رہا تھا۔

(۲) ترجمہ۔ صراحی کش تمام اس کی بندگی میں کمربستہ کھڑے تھے۔ لیکن ٹوپی کے گوشہ سے بادل پر سایہ کیئے تھے۔

یعنے پیر مغاں کے تو نوکر تھے لیکن بڑے عظیم الشان تھے۔

(۳) ترجمہ۔ جام اور قدح کی روشنی نے چاند کی روشنی کو چھپا دیا تھا۔ اور مغبچوں کے چہرے آفتاب کو مات کر رہے تھے۔

(۴) ترجمہ۔ رحمت کے فرشتہ نے عشرت کا پیالہ اٹھایا تھا۔ اور شراب کے گھونٹ سے حور و پری کے چہرہ پر گلاب چھڑک رہا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ شیریں کار معشوقوں کے شور اور فساد سے۔ شکر بکھری ہوئی پھول گر رہے ہوئے اور رباب ٹوٹی پڑی تھی۔

(۶) ترجمہ۔ بخت کی عروس نے اُس مکان میں ہزار ناز و ادا سے وسمہ لگایا ہوا اور چہرہ پر گلاب چھڑکا ہوا تھا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے سلام کیا اور اُسنے ہنس کر مجھے کہا کہ اے خمارکش مفلس اور شراب زدہ آدمی!

شراب زدہ وہ شخص جسے شراب نہ ملی ہو۔ یا جو حالتِ خمار میں ہو۔

(۸) ترجمہ۔ ضعفِ ہمت و رائے کے باوجود جو کچھ تو نے کیا ہے اور کون کرتا ہے کہ گھر کے گوشہ کو چھوڑ کر خرابات میں آکر ڈیرا جما یا ہے۔

یعنے کوئی آدمی ایسی بیوقوفی نہیں کرتا جیسی تو نے کی ہے کہ ضعیف ہمت اور ضعیف رائے ہونے کے باوجود خرابات میں آیا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ مجھے ڈر ہے کہ بخت بیدار کا وصال تجھے حاصل نہیں ہوگا کیونکہ تو خواب آلودہ بخت کی گود میں سویا ہے۔

یہ تینوں شعر قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب اپنے بخت کے خواب آلودہ ہونے کا ذکر کر کے اب ممدوح

کی تعریف شروع کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ آسمان نصرت الدین بادشاہ کا خدمت گذار ہو۔ آدیکھہ کہ آسمان نے اسکی رکاب میں ہاتھ ڈالا ہے۔

نصرت الدین سے مراد شاہ یحیی نصرت الدین دیکھو شعر د ۱۵ اور لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹ اسوالمخبری۔ جنیبہ کش یا جنیبت بردار۔ وہ شخص جس کے حوالہ کوتل گھوڑا ہو۔ سائیں یہ شعر بھی عروس بخت کا ہی مقولہ ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ ہلال اس خیال ہو کہ اس کے گھوڑے کا نعل بن جائے۔ بام عرش سی سنیکڑوں بوسی اس کی خاک پر دیتا ہے۔

ہلال نعل کا ہم شکل ہوتا ہے۔ یہ شعر بھی عروس بخت کا مقولہ ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ عقل جو غیب کی ملہم ہی شرف حاصل کرنے کے واسطے صدق دل سی اسکی درگاہ پر سو بوسی دیتی ہی ملہم۔ جسے الہام ہوتا ہو۔ جسے اسرار غیب کا علم دیا جاتا ہو۔ یہ شعر بھی عروس بخت کا مقولہ ہی

گویا تمام مدحیہ اشعار عروس بخت کی زبانی ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ خوش نصیبی خود شاہ نصرت الدین کی تعریف کر رہی ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ اے حافظ شرابخانہ میں آتا کہ تجھے دکھاؤں۔ ہزار صفیں جو قبول شدہ دعاؤں کی ہیں مطلب یہ ہے کہ میکدہ میں تمام دعائیں قبول ہوجاتی ہیں۔

غزل (۹)

دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ	۱	خرقہ تر دامن وسجادہ شراب آلودہ
آمد افسوس کنان مغبچہ بادہ فروش	۲	گفت بیدار شوای رہرو خواب آلودہ
شست وشوئی کن وآنگہ بخرابات خرام	۳	تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ
بہوای لب شیرین دہنان چند کنی	۴	جوہر روح بیاقوت مذاب آلودہ

بطہارت گذراں منزل پیری وکن	۵	خلعتِ شیب تشریف شباب آلودہ	
آشنایان رہِ عشق دریں بحر عمیق	۶	غرقہ گشتند ونگشتند باب آلودہ	
پاک وصافی شو واز چاہ طبیعت بدر آئے	۷	کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ	
گفتم ای جان جہان دفتر گل عیبی نیست	۸	کہ شود وقت بہار از می ناب آلودہ	

(۹) گفت حافظ برو ونکتہ بیاران مفروش
آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ (۹)

اس غزل کا مضمون بھی گذشتہ غزل کی طرح مسلسل ہی۔ اپنے خیالات کو واقعہ کی صورت میں بیان کیا ہی۔ شعر ۔۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷ مغبچہ فروش کا مقولہ ہیں۔

(۱) ترجمہ ۔کل میں شرابخانہ کے دروازہ پر خواب آلودہ چلا گیا۔ خرقہ تردامن تہا اور سجادہ شراب آلودہ تھا

(۲) ترجمہ ۔ایک مغبچہ بادہ فروش طعن وتشنیع کرتا ہوا آیا اور کہا کہ اے خواب آلودہ مسافر! جاگ۔

(۳) ترجمہ ۔ہاتھ منہ دہو۔ اور پھر میکدہ کیطرف جا تاکہ یہ دیر خرابات تجھ سی ناپاک نہ ہو جائے۔
مطلب یہ ہی کہ میکدہ میں پاک صاف ہو کر آنا چاہیے تاکہ میکدہ بھی تمہاری ناپاکی سی آلودہ نہ ہو جائے

(۴) ترجمہ ۔شیریں دہن معشوقوں کے لب کی آرزو میں کب تک۔ روح کے جوہر کو لہو کے آنسوؤں سے آلودہ کرتا رہیگا۔

مذاب ۔ گلا ہوا ۔ پگھلا ہوا ۔ گداختہ ۔ یاقوتِ مذاب سے مراد (۱) سرخ شراب (۲) لہو کے آنسو (۳) لہو۔ مطلب یہ ہی کہ کب تک لہو کے آنسو روتا رہیگا۔ جوہر اور یاقوت کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ ۔بڑہاپے کی منزل کو پاکیزگی سے گذار اور بڑہاپے کی خلعت کو جوانی کے لباس سے آلودہ مت کر
مطلب یہ ہی کہ بڑہاپے میں جوانی کی باتوں کو چھوڑ دے کب تک شیریں دہن معشوقوں کے عشق میں لہو کے آنسو روتا رہے گا۔

پیری وشاہد پرستی ناخوش است	خسروا تا کے پریشانی ہنوز

خواجہ صاحب نے جس مضمون کو عاشقانہ انداز میں بیان کیا ہی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اسی خیال کو ناصحانہ

طرز میں ادا کرتے ہیں۔

چہل سال عمر عزیزت گذشت	مزاج تو از حالِ طفلی نگشت

مرزا صائب نے بھی اسی مضمون پر کہا ہے

چوں سیاہی شد ز مو ہشیار مے باید بدن	صبح چوں روشن شود بیدار مے باید شدن

اسی مضمون پر ہے۔

پیر ریست نہ کافریست نہاں نتواں کرد در ظلمتِ شب ہر آنچہ کردی کردی	چوں پیر شدی کارِ جواں نتواں کرد در روشنئی روز ہماں نتواں کرد

اس شعر میں بھی یہی خیال ہے۔

وقتِ پیری شباب کی باتیں	ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

(۶) ترجمہ۔ راہِ عشق کے آشنا (یا تیراک) اس گہرے سمندر میں۔ غرق ہو گئے لیکن پانی میں تر ہوئے
مطلب یہ ہی کہ ہر چند دنیا ایک بحرِ عمیق ہے اور اسکے تیراک کا دامن تر ہو جانا ضروری ہے۔ لیکن عاشق اس بحر میں غرق ہونے کے باوجود بھی دامن کو پانی سے تر نہیں ہونے دیتے۔ یعنی دنیا میں رہ کر بھی دنیا کی قیود اور تعلقات سے آزاد رہتے ہیں۔ اور کمالِ جوانمردی بھی یہی ہی کہ دنیا میں رہ کر انسان دنیا سے آزاد رہے اور خدا کو نہ بھولے۔ ترکِ دنیا کر کے راہب ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اسلام نے اسی لئے یہ تعلیم دی ہی کہ انسان دنیا میں رہ کر نیک انسان بننے کی کوشش کرے۔ اللہ جل شانہ نے اپنی کلام پاک میں ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرمایا ہے۔ کہ رجالٌ لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
خواجہ صاحب کا یہ شعر مندرجہ ذیل شعر کا اچھا جواب ہے۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای	باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ قعرِ دریا میں تختہ بند ہونے کے باوجود دامن کو تر نہ ہونے دو۔

(۷) ترجمہ۔ پاک و صاف ہو جا اور طبیعت کے کنوئیں سے باہر نکل۔ کیونکہ خاک آلود پانی صفائی نہیں کرتا۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ طبیعت کے کنوئیں سے باہر نکل آ۔ کیونکہ اس کنوئیں کا پانی گدلا ہے اور گدلے پانی میں نہانے سے آدمی پاک صاف نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ انسانی خمیر میں پانی کے ساتھ مٹی بھی ہے اس لئے چاہِ طبیعت کے پانی کو گدلا اور خاک آلود کیا۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خواہشاتِ طبیعت کا پابند ہو

اس کا دل کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔

(۸) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ اے جانِ جہاں! یہ تو کوئی عیب کی بات نہیں کہ دفترِ گل موسمِ بہار میں شرابِ ناب سے آلودہ ہو جائے۔

خواجہ صاحب مغبچہ کی یہ تمام باتیں سنکر اُسے کہتے ہیں کہ اگر موسمِ بہار میں شراب پی لی جائے تو کوئی عیب نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اس نے جواب دیا کہ اے حافظ جا اور ہم پر اپنی نکتہ دانی کا اظہار نہ کر۔ ہائے یہ لطف جس کے ساتھ طرح طرح کے عتاب ملے ہوئے ہیں۔

پہلا مصرعہ مغبچہ کا مقولہ ہے اور دوسرا مصرعہ خود خواجہ صاحب کا۔ مغبچہ کا جواب سنکر پشیمان ہوتے ہیں اور اسکے لطفِ قہر آمیز پر حسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

مغبچہ کی باتیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ناظرین خود انصاف کریں کہ خواجہ صاحب کی مغبچہ اور خرابات سے کیا مراد ہوتی ہے

غزل (۱۰)

سحر گاہاں کہ مخمورِ شبانہ	۱	گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ
نہادم عقل را ز ادرہ از می	۲	ز شہرِ ہستیش کردم روانہ
نگارِ می فروشم عشوہ داد	۳	کہ ایمن گشتم از مکرِ زمانہ
ز ساقیِ کمان ابرو شنیدم	۴	کہ اے تیرِ ملامت را نشانہ
بہ بندی زان میان طرفی کمر وار	۵	اگر خود را نہ بینی در میانہ
برو این دام بر مرغِ دگر نہ	۶	کہ عنقا را بلند ست آشیانہ
ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست	۷	خیالِ آب و گل در رہ بہانہ
کہ بندد طرف وصل از حسنِ شاہی	۸	کہ با خود عشق ورزد جاودانہ
بدہ کشتیِ می تا خوش بر آییم	۹	ازین دریای ناپیدا کرانہ
سرا خالیست از بیگانہ می نوش	۱۰	کہ نبود جز تو اے مردِ یگانہ

(۱۱)	وجود ما معمائیست حافظ که تحقیقش فسون ست و فسانه	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت کہ میں رات بھر کا مخمور تہا۔ چنگ و چغانہ کے ساتھ میں نے جام شراب لیا۔
چغانہ۔ ایک ساز کا نام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عقل کو میں نے زاد راہ کے طور پر شراب دی۔ اور ہستی کے شہر سے اُسے روانہ کر دیا۔
یعنے شراب پی کر مست ہو گیا اور عقل کو خیر باد کہدی۔

(۳) ترجمہ۔ میفروش معشوق نے میری ساتہہ ایسا عشوہ کیا کہ میں زمانہ کے مکر سے بے فکر ہو گیا۔

(۴) ترجمہ۔ کمان ابرو ساقی سے میں نے سنا کہ اے تیر ملامت کے نشانے!

(۵) ترجمہ۔ تو اس کمر سے اسی وقت مستفیض ہوگا جب کمر کیطرح تو اپنے آپ کو درمیان میں نہیں دیکھے گا۔
طرف بستن۔ فائدہ اٹھانا مستفیض ہونا تحقیق کے لئے دیکھو شعر الف ۱/۴۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی کمر تک صرف اسی وقت رسائی ہو سکتی ہے۔ کہ عاشق اپنے آپ کو مٹا دے۔ کمر وار اس لئے کہا کہ معشوق کی کمر کو بہی معدوم کہا کرتے ہیں۔ کمر وار دوسرے مصرعہ سے متعلق ہے۔ یہ شعر ساقی کا مقولہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جا یہ جال کسی اور پرندہ پر ڈال۔ کیونکہ عنقا کا گھونسلہ بہت بلند ہے۔
اور تیری رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی (تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۹/۴

(۷) ترجمہ۔ ندیم۔ مطرب۔ ساقی تمام وہ خود ہی ہے۔ آب و گل کا خیال رستہ میں بہانہ ہے۔
"ہمہ اوست" کی تعلیم ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ ایک بہانہ ہے کہ آدمی آب و گل سے بنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھہ وہ آپ ہی ہے۔ ساقی بہی خود ہے مطرب ہی خود اور ندیم بہی خود۔ خود ہی میفروش اور خود ہی مینوش۔ خود ہی عاشق ہے اور خود ہی معشوق۔ عالم کثرت اور تعینات ایک بہانہ ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ ایسے بادشاہ کے حسن سے کوئی کیونکر وصل حاصل کر سکتا ہے۔ جو اپنے آپ پر ہمیشہ عاشق ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جو حسین اپنے آپ پر عاشق ہو۔ دوسرے عاشق اس سے کچھہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ وہ خود انکا رقیب ہوتا ہے۔ اور ایک عاشق دوسرے عاشق کو ہمیشہ محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے حقیقت یہی ہے کہ وہ خود ہی معشوق اور خود ہی عاشق ہے۔

الا تا در غلط نافتی که گوئی	که از ما عاشقی و ز وی نکوئی
توئی آیینه او آیینه آرا	توئی پوشیده و او آشکارا
چو نیکو بنگری آیینه هم اوست	نه تنها گنج بل گنجینه هم اوست
من و تو در میان کارے نداریم	بجز بیهوده پندارے نداریم (جامی)

(۹) ترجمہ - شراب کی کشتی دے تاکہ اس دریائے ناپیدا کنار سے صحیح سلامت باہر نکل آئیں۔

(۱۰) ترجمہ - مکان بیگانہ سے خالی ہے شراب پیتا جا۔ کیونکہ اے یکتا آدمی تیرے بغیر اور کوئی نہیں۔

(۱۱) ترجمہ - اے حافظ ہمارا وجود ایک معما ہے کہ اُسکی تحقیق ایک افسانہ و افسون ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے وجود کی حقیقت کا کچھ پتہ نہیں۔ کہ یہ کیا ہے۔ ہماری ہستی ایک لاینحل معما ہے اور اسکے متعلق جسقدر بحث و گفتگو ہے وہ سب افسانہ و افسون ہے۔

غزل (۱۱)

عیدست و موسم گل ساقی بیار باده	۱	هنگام گل که دیده است بی می قدح نهاده
زین زهد و پارسائی بگرفت خاطر من	۲	ساقی پیاله ده تا دل شود گشاده
واعظ که دی نصیحت میکرد عاشقان را	۳	امروز دیدمش مست تقوی بباد داده
این یک دو روز دیگر گل را غنیمتی دان	۴	گر عاشقی طرب کن با ساقیان ساده
در مجلس صبوحی دانی چه خوش نماید	۵	عکس عذار ساقی بر جام می فتاده
گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید	۶	بی بانگ رود و چنگ و بی یار و جام باده

(۷) مطرب چو پرده سازد شاید اگر بخواند
از طرز شعر حافظ در بزم شاهزاده (۷)

(۱) ترجمہ - عید ہے اور موسم بہار ہے اے ساقی شراب لا۔ موسم بہار میں بغیر شراب کے پیالہ کس نے دیکھا۔ یعنے موسم بہار میں پیالہ ہمیشہ شراب سے پر رہتا ہے۔ اس موسم میں خالی پیالہ کسی نے نہیں دیکھا

(۲) ترجمہ۔ اس زہد اور پارسائی سے میرا دل تنگ آگیا ہے۔ ساقی پیالہ دے تاکہ دل کو کشائش حاصل ہو۔

سودائے زاہد خشکم برباد دادہ حاصل مائیم بستہ دل را وز لعل دلکشائت		مطرب بزن ترانہ ساقی بیار بادہ آں لب بہ خندہ بکشا تا دل شود کشادہ	(خواجو)

(۳) ترجمہ۔ واعظ جو کل عاشقوں کو نصیحت کرتا تھا۔ آج میں نے دیکھا کہ وہ مست پڑا ہے اور تقویٰ کو برباد کر دیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ موسم بہار ایک دو دن کا ہے اسے غنیمت سمجھ۔ اگر تو عاشق ہے تو ساقیانِ سادہ رو کے ساتھ عیش کر۔

(۵) ترجمہ۔ شرابِ صبح کی مجلس میں تو جانتا ہے کہ ساقی کے چہرہ کا عکس شراب کے پیالہ میں کیا اچھا معلوم ہوتا ہے

یعنے ساقی کے چہرہ کا عکس شراب کے پیالہ میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اے دوستو موسم بہار جا رہا ہے۔ رود و چنگ کی آواز اور شاہد و شراب کے بغیر کیوں غافل بیٹھے ہو۔

(۷) ترجمہ۔ مطرب جب ساز درست کرے تو اُسے چاہیے کہ شاہزادہ کی مجلس میں حافظ کی شعر کی طرز پر نغمہ سرائی شروع کرے۔

شاہزادہ سے یہاں مراد ممدوح۔ کسی شاہزادہ وقت کی طرف اشارہ ہوگا۔

غزل (۱۲)

عیشم مدام ست از لعل دلخواہ	۱	کارم بکام ست الحمد للہ
ای بخت سرکش تنگش بہ بر کش	۲	گہ جام زر کش گہ لعل دلخواہ
مارا بمستی افسانہ کردند	۳	پیران جاہل شیخان گمراہ
از قول زاہد کردیم توبہ	۴	وز فعل عابد استغفر اللہ
جاناں چہ گویم شرح فراقت	۵	چشمے و صد نم جانی و صد آہ
کافر مبیناد این غم کہ دیدہ ست	۶	از قامتت سرو از عارضت ماہ

رو بر نتابم از راہ خدمت	۷	سر بر ندارم از خاک درگاہ
از صبر عاشق خوشتر نباشد	۸	صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ
دلق ملمع زنار راہ است	۹	صوفی ندانند این رسم و این راہ
دی شب بر ویش خوش بود وقتم	۱۰	از وصل جاناں صد لوحش اللہ

(۱۱)	شوق رخت برد از یاد حافظ ورد شبانہ درس سحرگاہ	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ لب دلپذیر سے مجھے ہمیشہ عیش حاصل ہے۔ میرا کام حسب مراد ہے خدا کا شکر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اے سرکش بخت اسے زور سے بغل میں بھینچ۔ کبھی جام زر (سے شراب پی) اور کبھی لب دلکش (سے بوسہ لے)

(۳) ترجمہ۔ جاہل پیروں اور گمراہ شیخوں نے ہم کو مست مشہور کر دیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ زاہد کی باتوں سے ہم نے توبہ کی ہے اور عابد کے فعل سے خدا بچائے۔

فعلِ عابد سے مراد "آں کارِ دیگر"۔

(۵) ترجمہ۔ اے جاناں! تیرے فراق کا حال کیا بیان کروں۔ آنکھ ہے اور سو نہریں جان ہے اور سو آہیں۔

یعنے تیرے فراق میں رو رہا ہوں اور آہیں بھر رہا ہوں۔

(۶) ترجمہ۔ جو غم تیرے قد سے سرو کو اور تیرے چہرہ سے چاند کو ہوا ہے خدا کافر کو بھی نہ دکھائے۔

یعنے سرو تیرے قد کے رشک سے اور چاند تیرے چہرہ کے رشک سے ایسے غم میں مبتلا ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔

	کسے از راستی خویش نبودہ ست خجل مگر از حسرتِ خورشید رخت رنجور است		سرو پیش قدش از راستی خود خجل است ماہ از ہالہ چرا شال بگردن دارد	(شوکت)

(۷) ترجمہ۔ میں راہ خدمت سے منہہ نہیں پھیرونگا۔ اور خاکِ درگاہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا

(۸) ترجمہ۔ عاشق کے صبر سے اور کوئی چیز اچھی نہیں۔ خدا سے صبر مانگ خدا سے صبر مانگ

یہ شعر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۹) ترجمہ۔ دلق ریائی زناہد رادہی۔ صوفی اس رسم وراہ سے واقف نہیں۔

یہ شعر بھی پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ کل رات اسکے چہرہ کے سامنے میرا وقت خوشی سے گذرا۔ جاناں کے وصل سے صد لوحش اللہ۔ لوحش اللہ۔ تحقیق کے لیے دیکھو شعر ش ۱۱/۲۔ یہ شعر بھی پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے شوق نے حافظ کو رات کا ورد اور صبح کا درس بھلا دیا۔

غزل (۱۳)

گر تیغ بارد در کوی آن ماہ	۱	گردن نہادیم الحکم للہ
من رند و عاشق آنگاہ توبہ	۲	استغفر اللہ استغفر اللہ
آئین تقوی ما نیز دانیم	۳	اما چہ چارہ با بخت گمراہ
ما شیخ و زاہد کمتر شناسیم	۴	یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ
مہر تو عکسی بر ما نیفگند	۵	آئینہ رویا آہ از دلت آہ
الصبر مر و العمر فان	۶	یا لیت شعری حتام القاہ
عاشق مخور غم گر وصل خواہی	۷	خون بایدت خورد درگاہ و بیگاہ

(۸) حافظ نبودی زینگونہ بیدل (۸)

گر می شنیدی پند نکو خواہ

(۱) ترجمہ۔ اگر اس ماہوش کے کوچہ میں تلواریں بھی چلیں۔ تو ہم نے گردن رکھی ہے۔ حکم خدا کا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میں رند اور عاشق ہو کر توبہ کروں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔

یعنے ہرگز توبہ نہیں کرونگا۔

(۳) ترجمہ۔ ہم بھی زہد و تقوی کی طرز جانتے ہیں۔ لیکن بخت گمراہ کا کیا چارہ کریں۔

یعنے قسمت میں رندی لکھی ہے۔ ورنہ زاہد بننا ہم بھی جانتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ ہم شیخ اور زاہد کو نہیں پہچانتے۔ یا شراب کا پیالہ ہو یا پھر کچھ بھی نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے آفتاب (یا تیری محبت) نے ہم پر عکس نہ ڈالا۔ اے آئینہ رو تیرے (پتھر جیسے) دل پر افسوس ہے۔

(۶) ترجمہ۔ صبر تلخ ہے اور عمر فانی ہے۔ کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ کب اُسکی ملاقات ہوگی۔

حتام دراصل حتا ما تھا۔ ضرورت شعری کے لئے الف محذوف کرکے حتام کہا ہے۔

تیرے وعدہ پہ ستم گر ابھی اور صبر کرتے	ہمیں اپنی زندگی کا اگر اعتبار ہوتا

(۷) ترجمہ۔ اے عاشق اگر وصل چاہتا ہے تو غم نہ کر۔ گاہ و بیگاہ خون دل پیتے رہنا چاہئے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کبھی اس طرح بیدل نہ ہوتا۔ اگر نیک خواہ کی نصیحت سنتا۔

یعنے اگر نصیحت سنتا اور عشق اختیار نہ کرتا تو یہ نوبت نہ پہنچتی۔

غزل (۱۴۱)

ماہ من پردہ برانداختہ یعنی چہ	۱	مست از خانہ بروں تاختہ یعنی چہ
شاہ خوبانے منظور گدایان شدۂ	۲	قدر ایں مرتبہ نشناختہ یعنی چہ
زلف در دست صبا گوش بہ پیغام رقیب	۳	اینچنیں باہمہ در ساختہ یعنی چہ
نہ سر زلف خود اول تو بدست دادی	۴	بازم از پائے درانداختہ یعنی چہ
سخنت رمز دہان گفت و کمر سر میاں	۵	درمیاں تیغ بما آختہ یعنی چہ
ہر کس از مہرۂ مہر تو بنقشے مشغول	۶	عاقبت باہمہ در باختہ یعنی چہ

(۷) حافظا در دل تنگت چو فرود آمد یار
خانہ از غیر نپرداختہ یعنی چہ (۷)

(۱) ترجمہ۔ اے میرے ماہوش معشوق تونے پردہ کس لئے اٹھا دیا ہے۔ گھر سے تو مست ہوکر باہر نکلا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تو حسینوں کا بادشاہ ہوکر فقیروں کا منظور نظر ہو گیا ہے۔ تونے اپنے مرتبہ کی قدر نہیں پہچانی اسکا کیا سبب ہے۔

(۳) ترجمہ۔ زلف باد صبا کے ہاتھ میں ہے اور رقیب کے پیغام پر کان رکھا ہے۔ اس طرح تمام کے ساتھ کس لئے تو نے موافقت پیدا کر لی ہے۔

یعنے اغیار کے ساتھ تو نے کیوں موافقت پیدا کی۔

(۴) ترجمہ۔ کیا تو نے خود ہی پہلے اپنی زلف میرے ہاتھ میں نہیں دی تھی؟ پھر تو نے مجھے گرا دیا ہے اسکا کیا سبب ہے۔

یعنے پہلے خود لطف و کرم کی امید دلا کر اب مجھے اسطرح بیکسی میں ڈال دیا ہے اسکا کیا باعث ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیری گفتگو نے تیرے دہن کا راز ظاہر کر دیا اور کمر بند نے تیری کمر کا پتہ بتا دیا۔ لیکن درمیان میں تلوار تو نے مجھ پر کھینچی ہے اسکے کیا معنے۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے کسی کو تیرے دہن کا علم نہ تھا کہ ہے یا نہیں۔ جب تو نے بات کی تو سب کو معلوم ہو گیا کہ ہاں تیرا دہن ہے۔ اسی طرح تیری کمر کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ کمر بند لگانے پر لوگوں نے معلوم کر لیا ہے کہ تیری کمر کہاں ہے۔ گویا تیرا راز تو تیری باتوں نے اور تیرے کمر بند نے ظاہر کیا۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ مجھ پر تلوار کھینچی ہے۔ قصور کس کا اور سزا کس کو۔

چو راز خویشتن کردند خود فاش		عراقی را چرا بدنام کردند	

(۶) ترجمہ۔ ہر شخص تیرے عشق کے مہرہ سے کھیل میں مشغول ہے۔ آخر کار تو نے سب کو کیوں ہرا دیا۔

باختن کھیلنا۔ ہارنا۔ ہرانا۔ یہ مصدر لازم اور متعدی ہر دو معنوں میں آتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ جب تیرے تنگ دل میں معشوق آ گیا ہے۔ تو گھر کو تو نے اغیار سے خالی کیوں نہیں کیا۔

مطلب یہ ہے کہ جب دل میں معشوق کا خیال ہو تو پھر اور کسی چیز کا خیال دل میں نہیں رکھنا چاہئے۔ دل کو خیالاتِ ماسوا سے بالکل پاک کر دیتا ہے۔

یعنی چہ کا اس سے بہتر استعمال اور کون کرے گا۔

غزل (۱۵)

نصیب من چو خرابات کردہ است آلہ	۱	درین میانہ بگو زاہدا مرا چہ گناہ

کسے که در ازلش جام می نصیب افتاد	۲	چرا بحشر کنند این گناه را درخواه
بگو بزاهد سالوس خرقه پوش دو روے	۳	که دست زرق دراز است و آستین کوتاه
تو خرقه را ز برائے ہوا ہمی پوشے	ق ۴	که تا بزرق بری بندگان حق از راه
غلام ہمت رندان بی سر و پایم	۵	که ہر دو کون نیرزد به پیش شان یک کاه
مراد من ز خرابات چونکه حاصل شد	۶	دلم ز مدرسه و خانقاه گشت سیاه

(۷)	برو گدای در ہر گدای شو حافظ تو این مراد نیابی مگر بشئے لله	(۷)

(۱) ترجمہ - جب خدا نے میری قسمت میں شراب خانہ لکھا ہی - تو اے زاہد کہو میرا اس میں کیا گناہ ہی -

(۲) ترجمہ - جس شخص کی قسمت میں روزِ ازل سی ہی جام مے آیا - تو پہر روزِ قیامت اِس گناہ کی بازپرس اُس سے کیوں کرینگے -

مطلب یہ ہے کہ جب قسامِ ازل نے خود ایک شخص کے حصہ میں جام شراب لکھا ہی - تو پہر شرابخوری پر اسکی پرسش کیوں ہوگی -

(۳) ترجمہ - مکار خرقہ پوش اور منافق زاہد کو کہو (تیرا) مکر کا ہاتہہ لمبا ہی اور آستین چھوٹی -

دو روی - منافق - وہی مضمون ہی جو شعر ن ۱۵/۲ میں گذرا -

(۴) ترجمہ - تو خرقہ ہوس کے لئے پہنتا ہے - تاکہ مکر سے بندگانِ خدا کو گمراہ کرے -

پچہلے شعر سے قطعہ بند ہے -

نیست از عزلت غرض زاہد را جز صیادِ خلق	عابرُ	عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشہ گیر -

(۵) ترجمہ - میں بے سر و سامان رندوں کی عالی ہمتی کا غلام ہوں - کہ دونوجہاں انکے نزدیک ایک تنکے کی قیمت کے نہیں -

(۶) ترجمہ - جب میری مراد شرابخانہ سی حاصل ہوئی تو میرا دل مدرسہ اور خانقاہ سے بیزار ہوگیا -

(۷) ترجمہ - اے حافظ جا اور ہر گداگر کے دروازہ کا گداگر بن - تجہ کو یہ مراد نہیں ملیگی مگر شیئ للہ سے -
شیئ للہ - یعنے للہ کچہہ دیدو - گداگری - مطلب یہ ہی کہ درویشوں کے فیض سی تجہے مراد حاصل

ہوگی۔

غزل (۱۶)

وصال او ز عمر جاوداں بہ	۱	خداوندا مرا آں دہ کہ آں بہ
بہ شمشیرم زد و باکس نگفتم	۲	کہ راز دوست از دشمن نہاں بہ
شبے میگفت چشم کس ندیدہ ست	۳	ز مروارید گوشم در جہاں بہ
دلا دائم گدائے کوے او باش	۴	بحکم آنکہ دولت جاوداں بہ
بخلدم زاہد ادعوت مفرمای	۵	کہ ایں سیب زنخ زاں بوستاں بہ
بداغ بندگے مردن بدین در	۶	بجان او کہ از ملک جہاں بہ
گلے کاں پایمالِ سرو ما گشت	۷	بود خاکش ز خون ارغواں بہ
خدارا از طبیب من بپرسید	۸	کہ آخر کے شود ایں ناتواں بہ
جوانا سر متاب از پند پیراں	۹	کہ رائے پیر از بخت جواں بہ
اگرچہ زندہ رود آب حیات ست	۱۰	ولے شیراز ما از اصفہاں بہ

(۱۱) سخن اندر دہانِ دوست گوہر
ولیکن گفتۂ حافظ ازاں بہ (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ اُسکا وصل عمرِ جاوید سے بہتر ہے۔ اے خدا مجھے وہ چیز دے جو بہتر ہے۔ یعنے وصالِ معشوق۔

(۲) ترجمہ۔ اس نے مجھے تلوار سے مارا اور میں نے کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ کیونکہ دوست کا بھید دشمن سے پوشیدہ کرنا ہی اچھا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ایک رات وہ کہتا تھا کہ کسی شخص کی آنکھ نے میرے کان کے مروارید سے جہاں میں اچھا مروارید نہیں دیکھا۔

(۴) ترجمہ ۔ اے دل ہمیشہ اسکے کوچہ کا گدا گر بنا رہ ۔ کیونکہ دولتِ جاوید اچھی ہوتی ہے ۔

دولت جاوداں ۔ میں فکِ اضافت ہے یعنے دولتِ جاوداں ہے ۔ معشوق کے کوچہ کی فقیری کو دولتِ جاوید کہا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ اے زاہد مجھے بہشت کی طرف نہ بلا کیونکہ معشوق کا سیبِ زنخداں باغِ جنت سے بہتر ہے ۔

چشمِ ما چوں زاہداں بر میوۂ فردوس نیست	(اعلیٰ)	تشنۂ بوسئے ازاں سیب زنخدانیم ما

(۶) ترجمہ ۔ اس دروازہ پر غلامی کا داغ لے کر مرنا ۔ اسکی جان کی قسم ہے کہ ملک جہان سے بہتر ہے ۔

(۷) ترجمہ ۔ وہ پھول (یا وہ مٹی) جو میرے سرو قد معشوق کے پاؤں کے نیچے آئے ۔ اسکی خاک خون ارغوان سے بہتر ہے

یعنے وہ مٹی ارغوان سے بہتر ہے ۔ خون بوجہ سرخی ارغوان کہا ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ خدا کے لئے میرے طبیب سے پوچھو کہ یہ ناتواں کب تندرست ہوگا ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے جوان بوڑھوں کی نصیحت سے سر نہ پھیر ۔ کیونکہ بوڑھے کی رائے بخت جوان سے بہتر ہے

یعنے بوڑھے کی نصیحت کو اعلےٰ خوش نصیبی سمجھنا چاہئے ۔ دیکھو شعر الف ۶/۷

(۱۰) ترجمہ ۔ اگرچہ زندہ رود آبِ حیات ہے ۔ لیکن ہمارا شیراز اصفہان سے اچھا ہے

زندہ رود ۔ اصفہان کی ایک نہر کا نام ہے ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ دوست کے منہ کی بات موتی کے برابر ہے ۔ لیکن حافظ کا کلام اس سے بھی بہتر ہے ۔

ردیف ی

غزل (۱)

آن غالیہ خط گر سوئے ما نامہ نوشتی	۱	گردوں ورقِ ہستی ما در ننوشتی
ہر چند کہ ہجراں ثمرِ وصل برآرد	۲	دہقانِ ازل کاشکے ایں تخم نکشتی

آمرزش نقد است کسی را که در اینجا	۳	یاریست چو حوری و سرائی چو بہشتی
مفروش بباغ ارم و نخوت شداد	۴	یک شیشۂ می صاف لبی و لب کشتی
تنہا نہ منم کعبۂ دل بتکدہ کردہ	۵	در ہر قدمے صومعۂ ہست و کنشتی
در مصطبۂ عشق تنعم نتواں کرد	۶	چوں بالش زر نیست بسازیم بخشتی
کلکت کہ مرزاد زبان شکرینش	۷	مہر از تو ندید ار نہ جوابی بنوشتی
معمار وجود ار نہ زدی رنگ تو از عشق	۸	در آب محبت گل آدم نہ سرشتی
تا کی غم دنیای دنی اے دل نادان	۹	حیف است ز خوبی کہ شود عاشق زشتی
آلودگی خرقہ خرابے جہان ست	۱۰	کو راہروے پاک دلی خوب سرشتی

(۱۱) از دست چرا ہشت سر زلف تو حافظ
تقدیر چنین بود چہ کردے کہ نہ ہشتی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ وہ غالیہ خط اگر ہماری طرف خط لکھتا۔ تو زمانہ ہماری زندگی کے ورق کو نہ لپیٹتا۔

یعنے اگر وہ خوشبودار خطِ سبز والا معشوق ہماری طرف خط لکھتا تو ہم درد فراق سے مر نہ جاتے

(۲) ترجمہ۔ ہر چند کہ فراق کا پس وصال ہوتا ہے۔ لیکن بہتر یہی تھا کہ ازل کا دہقان یہ بیج نہ بوتا۔

یعنے اگرچہ ہجر کے بعد وصال ہوتا ہے۔ لیکن بہتر یہی تھا کہ ہجر دنیا میں مطلق نہ ہوتا۔

(۳) ترجمہ۔ اس شخص کو نقد آمرزش حاصل ہے جو اس جگہ حور کیطرح یار اور بہشت کیطرح مکان رکھتا ہے

یعنے اوروں کو تو دوسرے جہان میں حور و قصور ملیں گے۔ ایسے شخص کو دنیا میں ہی حور و قصور مل جاتے ہیں۔ گویا اوروں کے لئے نسیہ اور اسکے لئے نقد ہے۔

(۴) ترجمہ۔ باغ ارم اور نخوتِ شداد کے بدلے نہ بیچ۔ شراب کا صاف لب شیشہ اور سبزہ زار کا کنارہ

شداد کا باغ ارم مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شداد کی عیش و عشرت اور اسکے باغ ارم سے شراب کا پیالہ اور سبزہ زار کا کنارہ بدرجہا بہتر ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ صرف میں نے ہی دل کے کعبہ کو بت خانہ نہیں بنایا۔ قدم قدم پر ایک صومعہ اور ایک کنشت ہے

مطلب یہ ہے کہ صرف میں ہی صنم پرست نہیں ہوں۔ بلکہ چپہ چپہ پر صنم پرست اور صنم کدے موجود ہیں۔

	میں ہی تصویر نہیں دیکھتا تیری اکثر		حضرتِ شیخ بھی مانوس ہیں مخفی مخفی

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د ۱۰/۶ د ۹۶/۲ ۔

(۶) ترجمہ ۔ عشق کے شرابخانہ میں ناز و تنعم نہیں کر سکتے۔ اگر زریں تکیہ نہیں تو اینٹ کا ہی تکیہ بنالیں گے ۔

(۷) ترجمہ ۔ تیرے قلم نے کہ خدا اس کی شیریں زباں کو کبھی نہ توڑے ۔ تجھ میں محبت نہ دیکھی ورنہ جواب لکھتا ۔

یعنے ہماسے خط کا جواب نہ آنے سے معلوم ہوگیا کہ تجھے ہماری محبت نہیں ۔

(۸) ترجمہ ۔ وجود کا معمار اگر تیرا رنگ عشق سے نہ بناتا ۔ تو آدم کی مٹی کو محبت کے پانی میں نہ گوندھتا

مطلب یہ ہی کہ عاملانِ قضا و قدر نے خاکِ آدم کو آبِ محبت سے گوندھکر گویا انسان کی خمیر میں ہی عشق رکھدیا ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے نادان دل تو دنیائے دوں کا غم کب تک کرے گا افسوس ہی کہ ایک خوبصورت بدصورت پر عاشق ہوجائے ۔

مطلب یہ ہی کہ اے انسان تو عالی سرشت اور پاک طینت ہے۔ کمینہ دنیا پر عاشق نہ ہو۔ کوئی خوبصورت کسی بدصورت پر عاشق نہیں ہوتا ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ خرقہ کی آلودگی جہان کی خرابی ہے پاک دل اور نیک طینت سالک کہاں ہی۔

(۱۱) ترجمہ ۔ حافظ نے تیری زلف کو ہاتھ سے کیوں چھوڑا ۔ تقدیر میں یہی تھا اگر نہ چھوڑتا تو کیا کرتا

دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے ۔

غزل (۲)

اتت روائح رند الحمیٰ و زاد غرامی	۱	من لمبلغ عنی الی سعاد سلامی
پیام دوست شنیدن سعادتست و سلامت	۲	فدای خاک در دوست باد جان گرامی
بیا بشام غریبان و آب دیدہ من بیں	۳	بسان بادہ صافی در آبگینہ شامی
اذا تقرب عن ذی الاراک طائر خیر	۴	فلا تفرد عن روضها انین حمامی

خوشا دمی کہ درآئی و گویمت بسلامت	۵	قدمت خیر قدوم نزلت خیر مقامی
بسے نماند کہ روز فراق یار سرآید	۶	رایت من ھضبات الحمی قباب خیامی
من ارچہ ہیچ ندارم سزای خدمت شاہاں	۷	زبہر کار صوابم قبول کن بغلامی
امید ہست کہ زودت بکام خویش ببینم	۸	تو شاد گشتہ بفرماندہی و من بغلامی
بعدت منک وقد صرت ذائبا کہلال	۹	اگرچہ روی چو ماہت ندیدہ ام بتمامی
وان رعیت بالمجد وصرت ناقض عہد	۱۰	فما تطیب نفسی وما استطاب منامی

(۱۱)	چو سلک در خوشاب است شعر نغز تو حافظ کہ گاہ لطف سبق می برد ز نظم نظامی	(۱۱)

(۱) ترجمہ سبزہ زار کے درختوں میں خوشبو آئی اور میرے شوق کو زیادہ کیا۔ کون ہی جو میری طرف سے سعاد کو سلام پہنچائے

رند بفتح۔ خوشبودار درخت۔ عود (قاموس) حمی چراگاہ سبزہ زار۔ غرام شوق مبلغ پہنچانے والا۔ قاصد سعاد نام معشوق۔

(۲) ترجمہ۔ دوست کا پیغام سننا سعادت مندی اور سلامتی ہی معشوق کے دروازہ کی خاک پر عزیز جان قربان ہو۔

(۳) ترجمہ۔ اَے غریبوں کی شام کو اندھیرے آنسوؤں کو دیکھ۔ کہ شامی شیشہ میں صاف شراب کی طرح ہیں۔

شام غریباں مشہور۔ مسافر کی شام ہر طرح تکلیف دہ ہوتی ہی مطلب یہ ہی کہ میری آنکھوں میں لہو کے آنسو بھرے ہیں۔ جیسے صراحی میں شراب۔

(۴) ترجمہ۔ جب ذی الاراک سے طائر خیر نزدیک پہنچے۔ تو اس کے باغوں سے میرے کبوتروں کے نالے دُور نہ رہیں۔

ذی الاراک۔ اراک قطعہ زمین۔ ایک درخت کا نام۔ ذی الاراک وادئی پُر درخت۔ یہاں مراد مقام محبوب۔ مطلب یہ ہی کہ جب دیار معشوق کا پرندہ اس طرف آئے تو خدا کرے کبوتروں کو خبر ہو جائے تاکہ اُن کی آواز سے میں خبردار ہو کر اس پرندہ سے اپنے محبوب کے حالات دریافت کرسکوں۔

(۵) ترجمہ۔ وہ وقت اچھا ہوگا جب تو آئے گا اور میں تجھ کہوں گا سلامتی سے آئے۔ تیرا آنا مبارک ہو اور تو بہترین مقام میں آیا"۔

بسلامت یعنے سلامتی سے آئے۔ اگر بسلامے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ سلام کہہ کر کہوں گا۔

(۶) ترجمہ۔ بہت زمانہ نہیں رہا کہ ہمارے ہجر کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ میں نے چراگاہ کے میدان میں خیمے کھڑے دیکھے ہیں۔

یعنے میرا محبوب آگیا ہے اور سبزہ زار میں خیمہ انداز ہو گیا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ میں اگرچہ بادشاہوں کی خدمت کے لائق نہیں ہوں۔ صرف ثواب کیلئے مجھے اپنی غلامی میں قبول کرلے

(۸) ترجمہ۔ امید ہے کہ میں جلدی تجھے اپنے حسب مراد دیکھونگا۔ تو بادشاہی پر خوش ہوگا اور میں تیری غلامی پر۔

(۹) ترجمہ۔ میں تجھ سے دور ہو گیا اور ہلال کیطرح ضعیف و لاغر ہو گیا۔ اگرچہ میں نے ابھی تیرے چاند جیسے چہرہ کو پورا دیکھا بھی نہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر مجھے قبر میں لے جائیں بجالیکہ میں عذرشکن ہوں۔ تو میرا نفس پاک نہیں ہوگا۔ اور میری نیند اچھی نہیں ہوگی۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ تیرے شعر خوش آب موتیوں کی لڑی کی طرح ہیں۔ کہ لطافت میں نظم نظامی سے بڑھے ہوئے ہیں۔

غزل (۳)

اکنوں کہ ز گل باز چمن شد چو بہشتی	۱	ساقی می گلگوں بطلب بر لب کشتی
زنگ غم ست از دل می گلرنگ زداید	۲	بشنو کہ چنیں گفت مرا پاک سرشتی
گر محتسبت بر کدو بادہ زند سنگ	۳	بشکن تو کدوی سر او نیز بخشتی
جہل من و علم تو فلک را چہ تفاوت	۴	آں را کہ بصر نیست چہ خوبی و چہ زشتی
زاہد بحکم نسیہ حکایت کہ بنقدم	۵	ترکیست چو حوری و سرائی چو بہشتی
بر خاک رہ خواجہ کہ ایوان کمال ست	۶	گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

(۷)	ترسا بچہ دوش ہمیگفت کہ حافظ حیف ست کہ ہر دم کند آہنگ کنشتی	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اب جب کہ پھولوں سے باغ بہشت کی طرح ہو گیا ہے اے ساقی سبزہ زار کے کنارے پر شراب سرخ طلب کر۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے دل سے غم کا زنگ سرخ شراب دور کریگی۔ سن کہ یہ بات ایک پاک طینت آدمی نے مجھے کہی ہے۔

غم اور شراب کے لئے دیکھو الف ۱/۱ الف ۱۳/۱ ت ۲۲/۲ ت ۴۱/۷ ت ۴۵/۹ ت ۴۵/۱۱ ت ۵۰/۷ ت ۱۲/۲ ت

د ۹۲/۵ د ۶/۱۲۳ د ۲۹/۲ د ۵۸/۱ د ۶۸/۷ د ۸۶/۹ د ۱۲۸/۴ ن ۱۱/۷ م ۹/۳ م ۴/۲ م ۴۷/۱ و ۵/۴

(۳) ترجمہ۔ اگر محتسب شراب کے کدو پر پتھر مارے تو اس کے سر کے کدو کو تو بھی اینٹ سے توڑ ڈال۔

وہی مضمون ہے جو شعر ص ۱/۲ میں ہے۔

(۴) ترجمہ۔ آسمان کے نزدیک میرے جہل اور تیرے علم میں کیا فرق ہے جس کی بینائی نہ ہو اس کے لئے کیا خوبصورت اور کیا بد صورت۔

مطلب یہ ہے کہ آسمان اندھا ہے خوبصورت بد صورت نہیں پہچانتا۔ حاصل کلام یہ کہ آسمان ناقدر شناس ہے۔ عالم اور جاہل میں فرق نہیں کرتا۔ آسمان کی سفلہ پروری کی شکایت ہے۔ جہل کو اپنی طرف اور علم کو مخاطب کیطرف نسبت صرف کسر نفسی کی وجہ سے ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے زاہد میں نسیہ کی حکایت نہیں کرتا کہ مجھے نقد حور کیطرح معشوق اور بہشت کیطرح مکان ملا ہے

نقد اور نسیہ کے لئے دیکھو الف ۹/۹ ت ۴۲/۹ ت ۹/۲ م ۱۷/۱۱

(۶) ترجمہ۔ خواجہ کے رستہ کی خاک پر جو ایوان کمال ہے۔ اگر زریں تکیہ نہیں تو اینٹ پر ہی گذارہ کر لیں گے۔

(۷) ترجمہ۔ کل ایک ترسا لڑکا کہتا تھا کہ افسوس ہے کہ حافظ ہر وقت ایک نئے کنشت کی طرف رُخ کرتا ہے۔

یعنے مستقل مزاج نہیں۔ ہر جائی ہے۔

غزل (۴)

ای باد نسیم یار داری	۱	زان نفحہ مشکبار داری

زنہار مکن دراز دستی	ق ۲	با طرۂ او چہ کار داری
ای گل تو کجا و روی زیباش	۳	او مشک تر و تو خار داری
ریحان تو کجا و خط سبزش	۴	او تازہ و تو غبار داری
نرگس تو کجا و چشم مستش	۵	او سرخوش و تو خمار داری
ای سرو تو با قد بلندش	۶	در باغ چہ اعتبار داری
ای عقل تو با وجود عشقش	۷	در دست چہ اختیار داری
(۸) روزی برسی بوصل حافظ		اگر طاقت انتظار داری (۸)

(۱) ترجمہ۔ اے بادِ نسیم تو بہی یار رکہتی ہی اور اس سی مشکبار خوشبو حاصل کرتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ خبردار دراز دستی نہ کر۔ اس کی زلف سی تیرا کیا کام

یہ دو نو شعر قطعہ بند ہیں۔ مطلب یہ ہی کہ اے باد نسیم تیرا اپنا معشوق یعنے پہول موجود ہی۔ تو اس سی خوشبو لے سکتی ہے۔ خبردار میرے معشوق کی زلفِ عنبریں سے تیرا کچہہ واسطہ نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے پہول تو کہاں اور اسکا خوبصورت چہرہ کہاں۔ وہ مشکِ تر رکہتا ہی اور تو کانٹے۔ مشک تر سے مراد سبزۂ خط۔ یعنے میرے معشوق کے چہرہ پر سبزۂ خط ہی اور پہول کے ساتہہ کانٹے اس لئے پہول کو معشوق کے چہرہ سے کیا نسبت۔

(۴) ترجمہ۔ اے ریحان تو کہاں اور اسکا سبزہ خط کہاں۔ وہ تازہ ہی اور تو غبار آلود۔

(۵) ترجمہ۔ اے نرگس تو کہاں اور اسکی آنکہہ کہاں۔ وہ سرخوش ہی اور تو حالتِ خمار میں۔

(۶) ترجمہ۔ اے سرو تو اسکے بلند قد کے مقابلہ میں باغ میں کیا حیثیت رکہتا ہے۔

سرو اور قدِ یار۔ سرو اور قد یار کے مقابلہ میں مختلف شعرا کی خیال آفرینی ملاحظہ فرمایئے

(۱)	طوقِ ہر فاختہ حلقۂ ماتم مے شد	سرو میدید اگر قامتِ رعنائے ترا	(صائب)
(۲)	حلقہا در گوشِ سرو از طوقِ قمری میکشد	گر بگلشن رہ فتد سرو خرامان ترا	″
(۳)	بگلشنے کہ درآمد بجلوہ نخلِ قدش	چو ابر از سر سرو آب انفعال گذشت	″

(۴)	اگر بگلشن ز ناز گردد قد بلندِ تو جلوه فرما	زبیکه سرو موج خجلت شود نمایاں چو می زمینا	(بیدل)
(۵)	در چمن تا قدِ او شیفتهٔ جولان است	سرو بر صفحهٔ گلزار خطِ بطلان است	(قاسم دیوانه)
(۶)	سرو را با قدِ رعنائی تو بود نسبت	گر ز گل عارض و از غنچه دهانے میداشت	(جامی)
(۷)	کسے از راستی خویش نبوده است خجل	سرو پیشِ قدش از راستی خود خجل است	(شوکت)
(۸)	سرو را قدِ یار میگویند	سرو چه نیست نا تراشیده	
(۹)	هیچ نخلے بے ثمر در گلشن ایجاد نیست	سرو را بارِ خجالت از قدِ او داده اند	(مخلص)
(۱۰)	در چمن یار چو با آں قد و قامت برخاست	سرو بنشست ز دعویٰ و قیامت برخاست	(عرفی)
(۱۱)	قدِ موزون ترا با سرو نسبت چوں کنم	اینقدر خود فرق در موزون و ناموزوں کنم	〃
(۱۲)	سرو چوں دید آں سهی بالا	گفت سبحان ربی الاعلیٰ	
(۱۳)	دراں چمن که نهالِ تو جلوه گر گردد	ز طوقِ فاخته پا در رکاب گردد سرو	
۱۴	چوں نهالِ تو قد از گلشنِ تقدیر کشید	سرو را فاخته از طوق بزنجیر کشید	
(۱۵)	قامتِ او چوں شود در بوستاں همدوشِ سرو	حلقه ها از طوقِ قمری میکشد در گوشِ سرو	
(۱۶)	بر گلستانی که آں شمشاد قامت بگذرد	سرو را انگشتِ حیرت بر لب جو میکند	
(۱۷)	ز سایه سرو و صنوبر الف کشد بر خاک	بهر چمن که کند جلوه قدِ رعنائش	
(۱۸)	کشیده قامتے چوں تازه شمشاد	بآزادی غلامش سرو آزاد	
(۱۹)	سرو سهی که خاسته بود از چمن بناز	چوں دید شکل قدِ ترا بر زمیں نشست	
(۲۰)	گر پئے بالا نشینی ها در آئی در چمن	باغباں روبد گلیم ابر با جاروبِ سرو	(ملا قاسم مشهدی)
(۲۱)	گر بقصدِ تکلیف بگشایم نظر بر سرو باغ	میل حسرت بے تو در چشمِ تماشائی کشم	(فیاضی لاهیجی)
(۲۲)	سرو پیاده خوش بود اندر چمن ولے	آن سروِ من پیاده خوش است و سوار خوشتر	(امیر خسرو)
(۲۳)	شرمنده است پیشِ قدش در نشست و خواست	باغ از گل پیاده و سرو سواره اش	(صائب)
(۲۴)	ز قمری کے تواند سرو دم زد پیشِ بالائش	که از بال پری قد میکشد سرو دلآرائش	(ملا قاسم مشهدی)
(۲۵)	قامت شیوهٔ رفتار چو بنیاد کند	سرو را بنده خود سازد و آزاد کند	ملا زیبائی
(۲۶)	چو سرو بوستانست جمال مجلس آرائت	اگر در بوستاں سرو سخن گوی روانستی	(سعدی)

(۷) ترجمہ - اے عقل تو باوجود اسکے عشق کے ہاتھ میں کیا اختیار رکھتی ہے -

عقل و عشق کے لئے دیکھو ت ن د ش د ل ش ر می ص ل ش ن

ہ ش

(۸) ترجمہ - اے حافظ تو ایک دن اسکا وصال پائیگا بشرطیکہ تجھ میں انتظار کی طاقت ہوئی -

غزل (۵)

ای بیخبر بکوش که صاحب خبر شوی	۱	تا راه بین نباشی کے راهبر شوی
در مکتب حقایق پیش ادیب عشق	۲	هان ای پسر بکوش که روزی پدر شوی
دست از مس وجود چو مردان ره بشوی	۳	تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
خواب و خورت ز مرتبه عشق دور کرد	۴	آن دم رسی بدوست که بیخواب و خور شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد	۵	بالله کز آفتاب فلک خوبتر شوی
از پای تا سرت همه نور خدا شود	۶	در راه ذوالجلال چو بی پا و سر شوی
بنیاد هستی تو چو زیر و زبر شود	۷	در دل مدار هیچ که زیر و زبر شوی

(۸)　گر در سرت هوای وصالست حافظا
باید که خاک درگه اهل بصر شوی　(۸)

(۱) ترجمہ - اے بیخبر کوشش کر کہ تو صاحب خبر ہو جائے - جب تک تو خود راہ نہیں دیکھیگا رہبر کسطرح بنے گا رہبرانِ قوم و مذہب کے لئے یہ ایک نہایت زرین اصول ہے

(۲) ترجمہ - ادیبِ عشق کے سامنے حقایق و معارف کے مدرسہ میں اے لڑکے ضرور کوشش کر کہ ایک دن تو بھی استاد بن جائے -

(۳) ترجمہ - مردانِ راہ کی طرح وجود کی کھوٹی دھات سے ہاتھ دھو دے تاکہ تجھے کیمیائے عشق مل جائے اور تو سونا ہو جائے یعنے حیوانی شہوات کو ترک کر کہ روحانی ترقی حاصل ہو -

(۴) ترجمہ - سونے اور کہانے نے تجہی عشق کے مرتبہ سے دور کردیا ہے معشوق کے پاس تو اسوقت پہنچیگا جب تو کہانا اور سونا چہوڑ دیگا۔

(۵) ترجمہ - اگر خدا کے عشق کا نور تیرے دل اور جان میں آجائے۔ تو خدا کی قسم کہ آسمان کے آفتاب سے تو زیادہ روشن ہوجائے۔

(۶) ترجمہ - تیرے پاؤں سے لیکر سر تک تمام خدا کا نور ہوجائے - اگر خدائے ذوالجلال کی راہ میں تو بے سر و پا ہوجائے۔

(۷) ترجمہ - اگر تیری ہستی کی بنیاد زیر و زبر ہوجائے - تو بہی دل میں نہ ڈر کہ تو زیر و زبر ہوجائیگا۔
یعنے بنیاد ہستی کے زیر و زبر ہونے سے تو زیر و زبر نہیں ہوسکتا۔

(۸) ترجمہ - اے حافظ اگر تیرے سر میں وصال کی آرزو ہے - تو تجہے چاہیئے کہ اہل بصر کی درگاہ کی خاک ہوجائے

غزل (۶)

ای پادشہ خوبان داد از غم تنہائی	۱	دل بی تو بجان آمد وقتست کہ باز آئی
ای درد توام درمان در بستر ناکامی	۲	وی یاد توام مونس در گوشۂ تنہائی
مشتاقی و مہجوری دور از تو چنانم کرد	۳	کز دست بخواہد شد دامان شکیبائی
دائم گل این بستان شاداب نمی ماند	۴	دریاب ضعیفان را در وقت توانائی
در دائرہ قسمت ما نقطۂ پرگاریم	۵	لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی
فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست	۶	کفرست درین مذہب خود بینی و خود رائی
یارب بکہ بتوان گفت این نکتہ کہ در عالم	۷	رخسارہ بکس ننمود آن شاہد ہرجائی
دی شب گلۂ زلفت با باد صبا گفتم	۸	گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودائی
صد باد صبا اینجا با سلسلہ می رقصند	۹	اینست حریف ای دل تا باد نہ پیمائی
ساقی چمن گل را بی روی تو رنگی نیست	۱۰	شمشاد خرامان کن تا باغ بیارائی
زین دائرۂ مینا خونین جگرم می دہ	۱۱	تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

(۱۲)	حافظ شب ہجران شد بوی خوش صبح آمد شادیت مبارکباد ای عاشق شیدائی	(۱۲)

(۱) ترجمہ۔ اے حسینوں کے بادشاہ غمِ ہجر سے فریاد ہے۔ دل تیرے بغیر تنگ ہو گیا ہے وقت ہے کہ تو واپس آ جا

(۲) ترجمہ۔ اے کہ بسترِ ناکامی میں تیرا درد ہی میرا علاج ہے۔ اے کہ گوشۂ تنہائی میں تیری یاد میری مونس ہے۔

(۳) ترجمہ۔ نصیبِ عدا۔ اشتیاق اور ہجر نے میری یہ حالت کر دی ہے کہ صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا۔

دور از تو۔ دعا ہے۔ یعنے تجھ سے دور رہے۔ نصیب اعدا

(۴) ترجمہ۔ اس باغ کا پھول ہمیشہ شاداب نہیں رہتا۔ طاقت کے وقت کمزوروں کی دلجوئی کرلے۔

جوانی آ نہیں سکتی مری جاں پھر نئے سر سے		یہی دن ہیں دعا لے لو کسی کے قلبِ مضطر کی

(۵) ترجمہ۔ قسمت کے دائرہ میں ہم پرکار کے نقطہ کیطرح ہیں جو تو خیال کرے وہ مہربانی ہے جو تو فرمائے وہی حکم ہے۔

یعنے ہم بے اختیار ہیں سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔

(۶) ترجمہ۔ عالمِ رندی میں اپنا فکر اور اپنی رائے نہیں ہوتی۔ اس مذہب میں خود بینی اور خود رائی کفر ہے۔

یعنے رندی میں خود بینی اور خود رائی جائز نہیں۔ رند کو خود بین نہیں بلکہ خدا بین ہونا چاہیے۔

(۷) ترجمہ۔ اے خدا یہ نکتہ کسکو بتائیں کہ جہان میں اس معشوقِ ہرجائی نے کسی کو اپنا چہرہ نہیں دکھایا۔

معشوقِ ہرجائی سے مراد خدائے تعالے جو ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن باوجود ہر جگہ موجود ہونے کے کسی کو نظر نہیں آتا۔ اور یہ بیشک ایک نکتہ ہے اور حیرانی کی بات ہے۔

(۸) ترجمہ۔ کل رات میں نے بادِ صبا سے تیری زلف کی شکایت کی۔ اس نے جواب دیا کہ تو غلطی پر ہے اس مجنونانہ خیال کو چھوڑ دے

(۹) ترجمہ۔ سو بادِ صبائیں اس جگہ بغیر زنجیر کے رقص کر رہی ہیں۔ اے دل حریف تو یہ ہے خبردار بادپیمائی نہ کر

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے معشوق کی زلف کی شکائت بادِ صبا سے کی کہ میرے دل کو اس نے گرفتار کیا ہوا ہے۔ بادِ صبا نے جواب دیا کہ ہوائیں بھی اسکی زلف میں رقص کر رہی ہیں حالانکہ ہوا کسی زنجیر میں گرفتار نہیں ہو سکتی۔ پھر تو شکایت کیوں کرتا ہے۔ اس حریف سے عہدہ برآئی مشکل ہے۔ فضول باتیں نہ کر۔

اگر ان دو شعروں کو قطعہ بند نہ سمجھا جائے اور "باد نہ پیمائی" کی بجائے "بادیہ پیمائی" پڑھا جائے جیسا کہ

بعض نسخوں میں ہے تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ اے دل اس جگہ ہوائیں آزادانہ اور مجنونانہ رقص کر رہی ہیں۔ اگر تو بھی بادیہ پیمائی کا شائق ہے تو آ اور ان حریفوں سے ملکر یعنے ہواؤں سے مل کر دشت نوردی کر۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے ساقی پھول کے چمن کو تیرے چہرہ کے بغیر رنگ و رونق نہیں ہے اپنے قد کو خرامان کر تاکہ باغ کو رونق بخشے۔

(۱۱) ترجمہ۔ میں اس دائرہ مینائی سے خونین جگر ہوں۔ شراب دے تاکہ اس مشکل کو اس ساغر مینائی سے حل کروں۔ دائرہ مینائی سے مراد آسمان۔ ساغر مینائی سے مراد شراب کا پیالہ۔ مطلب یہ ہے کہ دور فلک نے مجھے غم زدہ کیا ہوا ہے۔ شراب دے کہ غم دور کروں۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے حافظ ہجر کی رات گذر گئی۔ صبح کی خوشبو آئی۔ اے عاشق شیدا تجھے یہ خوشی مبارک ہو صبح سے مراد صبح وصال۔ شادی مبارک مشہور کلمہ تہنیت ہے۔

غزل (۷)

ای در رخ تو پیدا انوار پادشاہی	۱	در فکرت تو پنہاں صد حکمت الٰہی
کلک تو بارک اللہ در ملک و دین کشادہ	۲	صد چشمہ آب حیواں از قطرۂ سیاہی
بر اہرمن نتابد انوار اسم اعظم	۳	ملک آن تست و خاتم فرما ہر آنچہ خواہی
در حشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید	۴	بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماہی
تیغی کہ آسمانش از فیض خود دہد آب	۵	تنہا جہاں بگیرد بی منت سپاہی
گر پرتوی ز تیغت بر کان و معدن افتد	۶	یاقوت سرخ رو را بخشند رنگ کاہی
دانم دلت ببخشد بر عجز شب نشیناں	۷	گر حال ما بپرسی از باد صبحگاہی
ساقی بیار آبی از چشمۂ خرابات	۸	تا خرقہ ہا بشوئیم از عجب خانقاہی
باز ارچہ گاہ گاہی بر سر نہد کلاہی	۹	مرغان قاف دانند آئین پادشاہی
در دودمان آدم تا وضع سلطنت ہست	۱۰	مثل تو کس ندیدہ است این علم را کماہی
کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار	۱۱	تعویذ جانفزائے و افسون عمر کاہی

عمر بیست پادشاہا کز می تہیست جامم	۱۲	اینک ز بندہ دعوی و ز محتسب گواہی
ای عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت	۱۳	وای دولت تو ایمن از صدمت تباہی
جائیکہ برق عصیان بر آدم صفی زد	۱۴	ما را چگونہ زیبد دعوای بیگناہی
یا ملجأ البرایا یا واہب العطایا	۱۵	عطفاً علی مقل حلت بہ الدواہی
جور از فلک نیاید تا تو ملک صفاتی	۱۶	ظلم از جہان بروں شد تا تو جہان پناہی

(۱۷)	حافظ چو دوست از تو گہ گاہ میبرد نام رنجش ز بخت منما باز آ بعذر خواہی	(۱۷)

یہ غزل مدحیہ ہے۔ غالباً منصور بادشاہ کے متعلق ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ سے بادشاہی کے نور ظاہر ہیں۔ تیرے فکر میں صدہا خدائی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ بارک اللہ! تیرے قلم نے ملک و دین میں سیاہی کے قطرے سے سو چشمے آب حیات کے جاری کئے ہیں۔

بارک اللہ کلمہ تحسین و تعجب۔

(۳) ترجمہ۔ دیو پر اسم اعظم کے انوار روشن نہیں ہوتے۔ ملک تیرا ہے اور حکومت کی انگشتری تیری ہے جو چاہتا ہے حکم دے۔

اہرمن۔ اسم اعظم۔ خاتم کی رعایت ظاہر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی تلمیح ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سلیمان کی حشمت میں جو شخص شک لائے۔ اسکی عقل اور دانائی پر مرغ و ماہی بھی ہنستے ہیں۔

سلیمان سے مراد خود ممدوح

(۵) ترجمہ۔ وہ تلوار جسکو آسمان اپنے فیض سے آب دے۔ وہ سپاہی کے احسان مند ہونے کے بغیر ہی اکیلی جہاں کو فتح کر سکتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اگر تیری تلوار کا پرتو کان اور معدن پر پڑے۔ تو سرخ رو یاقوت بھی کاہی رنگ ہو جائے۔

یعنے تیری تلوار کے ڈر سے سیاہی مائل ہو جائے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تو صبح کی ہوا سے ہمارا حال پوچھے تو مجھے یقین ہے کہ تیرا دل شب بیداروں کی عاجزی پر رحم

کھائے گا

شب نشیں سے مراد خود خواجہ صاحب ۔

(۸) ترجمہ ۔ اے ساقی میخانہ کے چشمہ سے پانی لا ۔ تاکہ خرقہ سے خانقاہ کا غرور دھو ڈالوں ۔

یعنے خانقاہ نشین مغرور اور متکبر ہوتے ہیں ۔ میرے خرقہ پر بھی خانقاہ نشینی سے غرور کے داغ پڑ گئے ہیں چشمہ خرابات سے پانی لا کہ اسے دھو ڈالوں حاصل کلام یہ کہ خانقاہ نشینی سے میرے دل میں کبر آ گیا ہے ۔ شراب دے کہ پی کر بے خود ہو جاؤں ۔ کبر دور ہو کر عجز و نیاز آ جائے ۔

(۹) ترجمہ ۔ باز بھی اگرچہ کبھی کبھی سر پر تاج رکھتا ہے ۔ لیکن کوہ قاف کے پرندے ہی بادشاہی کا طریقہ جانتے ہیں

مرغ قاف سے مراد عقاب جو ایک مشہور شکاری پرندہ ہے (یا ہما) مطلب یہ ہے کہ اگرچہ باز کے سر پر بھی گاہ بگاہ ٹوپی ہوتی ہے ۔ لیکن بادشاہی عقاب کا ہی کام ہے ۔ عقاب سے یہاں مراد منصور بادشاہ اور باز سے مراد امیر تیمور یا شاہ یحییٰ ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ آدم کے خاندان میں جب سے سلطنت کی بنیاد پڑی ہے ۔ اس علم کو تیری طرح کما حقہ کسی نے نہیں پہچانا ۔

علم سے مراد علم سلطنت ۔ کماہی کما حقہ ۔ پوری طرح سے ۔ کامل طور سے ۔ (جیسا کہ وہ ہے)

(۱۱) ترجمہ ۔ تیرا قلم دوستوں اور دشمنوں کے حق میں جانفزا تعویذ اور عمر کم کرنے والا افسوں خوب لکھتا ہے ۔

یار و اغیار اور تعویذ و افسوں میں لف و نشر مرتب ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ تیرا قلم دوستوں کے حق میں جانفزا تعویذ اور دشمنوں کے لئے جانکاہ افسوں لکھتا ہے ۔

(۱۲) ترجمہ ۔ اے بادشاہ ایک زمانہ گذر گیا میرا پیالہ شراب سے خالی ہے ۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور محتسب گواہ ہے ۔

یعنے محتسب سے پوچھ لے کہ مدت ہوئی مجھے شراب نہیں ملی ۔ اس شعر میں جیب کے خالی ہونے کا اظہار ہے اور صلہ و انعام کا ہلکا سا تقاضا ہے ۔

(۱۳) ترجمہ ۔ یہ کہ تیرا عنصر عزت کے کیمیا سے پیدا ہوا ہے اس لئے کہ تیری سلطنت تباہی کے صدمہ سے محفوظ ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ تیری ذات اور سرشت عزت و شرافت سے مملو ہے ۔

(۱۴) ترجمہ ۔ جب گناہ کی بجلی آدم صفی اللہ پر بھی گری ۔ تو ہمارے لئے بیگناہی کا دعویٰ کس طرح جائز ہے

وہی مضمون ہے جو شعر د ۵۴ میں ہے ۔

(۱۵) ترجمہ۔ اے خلقت کی ملجاؤ ماوا اے عطا بخشنے والے۔ اس مفلس پر بھی رحم کر کہ اس پر سختیاں آئی ہیں

(۱۶) ترجمہ۔ جب تک تو فرشتہ صفات ہی آسمان ظلم نہیں کر سکتا۔ جب سے تو جہاں پناہ بنا ہی جہاں سے ظلم دور ہو گیا ہے

(۱۷) ترجمہ۔ اے حافظ جب دوست گاہ بگاہ تیرا نام لیتا ہی۔ تو بخت سے ناراض نہ ہو اور عذر خواہی کے لیے واپس آ

غزل (۸)

ای دل آن بہ کہ خراب از مئ گلگوں باشی	۱	بی زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی
در مقامی کہ صدارت بفقیراں بخشند	۲	چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی
تاج شاہی طلبی گوہر ذاتی بنما	۳	ور خود از گوہر جمشید و فریدوں باشی
در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست بجاں	۴	شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی
کاروان رفت و تو در خواب و بیاباں در پیش	۵	کی روی رہ ز کہ پرسی چہ کنی چوں باشی
نقطۂ عشق نمودم بتو ہاں سہو مکن	۶	ورنہ چوں بنگری از دائرہ بیروں باشی
ساغری نوش کن و جرعہ بر افلاک فشاں	۷	تا بچند از غم ایام جگر خوں باشی
(۸)	حافظ از فقر مکن نالہ کہ گر شعر اینست ہیچ خوشدل نہ پسندد کہ تو محزوں باشی	(۸)

(۱) ترجمہ۔ اے دل اچھی بات یہ ہی کہ تو شراب سرخ سے مست رہی۔ زر اور خزانے کے بغیر ہی سو قاروں کی حشمت رکھے۔

(۲) ترجمہ۔ اس مقام میں جہاں صدارت فقیروں کو دیتی ہیں۔ مجھ امید ہی کہ تو مرتبہ میں سب سے بڑا ہو گا۔

مقام سے مراد مقام عشق جہاں کے صدر نشین بادشاہ نہیں بلکہ گدا ہوتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ تو بادشاہی تاج چاہتا ہی تو ذاتی جوہر دکھا۔ اگرچہ تو جمشید اور فریدوں کی نسل سے بھی ہو۔

مطلب یہ ہے کہ خاندانی اوصاف پر نہیں بلکہ ذاتی صفات پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ باپ دادا کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اپنے اندر کمال ہونا چاہیے۔ اسی مضمون پر امیر خسرو فرماتے ہیں۔

ور تو بمیراث زآبائے خویش	از ہمہ برتر طلبی جائے خویش
دانکہ بود وارثِ پیغمبراں	جاش کدام است چہ گوئی در لہا
از ہنر خویش کشا سینہ را	بایہ مکن نسبت دیرینہ را
از پدرِ مردہ ملاف اے جواں	گرنہ سگی چوں خوشی از استخواں

(۴) ترجمہ۔ منزلِ لیلی کی راہ میں جہاں جان کے خطرے ہیں پہلی ہی قدم پر شرط یہ ہی کہ تو دیوانہ ہو۔ مطلب یہ ہی کہ راہِ عشق میں جب تک تو شوق میں دیوانہ نہ ہو جائے منزلِ مقصود تک پہنچنا محال ہے۔ زیادہ تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۱ لیلی اور مجنوں میں صنعت ایہام ہے۔

تا مست نباشی نبری بارِ غم یار	آرے شتر مست کشد بارِ گراں را (سعدی)

(۵) ترجمہ۔ قافلہ چلا گیا ہی تو سوتا ہی اور بیابان در پیش ہی۔ تو کب چلیگا؟ راہ کس سی پوچھے گا؟ کیا کریگا؟ کسطرح ہو گا؟

سعی و عمل کی تعلیم ہے۔ مطلب یہ ہی کہ تیرے ہمراہی چلے گئے ہیں۔ تو ابھی سو رہا ہی تیرا انجام کیا ہوگا؟ حاصل کلام یہ ہی کہ انسان کو چاہیئے کہ غفلت کو ترک کرے اور منزلِ دنیا میں نہایت سرگرمی سی طے مسافت کرے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے تجھے عشق کا نقطہ بتا دیا ہی خبردار غلطی نہ کرنا۔ ورنہ اگر تو نہیں دیکھیگا تو دائرہ سی نکل جائیگا۔ یعنے اگر اس نقطہ پر قائم نہیں رہیگا تو دائرہ عشق سی نکلنا پڑیگا۔ حاصل کلام یہ کہ دائرہ عشق میں نقطہ مرکز پر قائم رہنا چاہیئے۔ جا و بیجا سرگرداں نہیں پھرنا چاہیئے۔

(۷) ترجمہ۔ ایک پیالہ پی اور آسمان پر ایک گھونٹ چھڑک۔ غمِ ایام سی کب تک تو جگر کو خون کریگا۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ ناداری پر نالہ و فریاد نہ کر کیونکہ اگر شعر ہی ہے تو کوئی خوشدل یہ بات پسند نہیں کریگا۔ کہ تو غمگین رہے۔

یعنے ایسے عمدہ شعر کہنے والے کو کوئی شخص غمگین دیکھنا نہیں چاہتا۔ دراصل اپنے ممدوح سے تقاضائے صلہ ہے۔

غزل (۹)

ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی	۱	اسباب جمع داری و کاری نمیکنی
چوگان کام در کف و گوئی نمیزنی	۲	بازی چنین بدست و شکاری نمیکنی
این خون که موج میزند اندر جگر چرا	۳	در کار رنگ و بوی نگاری نمیکنی
مشکین ازان نشد دم خلقت که چون صبا	۴	بر خاک کوی دوست گزاری نمیکنی
گر دیگران بجان غم جانان خریده اند	۵	ای دل تو این معامله باری نمیکنی
ترسم کزین چمن نبری آستین گل	۶	کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی
در آستین کام تو صد نافه مندرج	۷	آن را فدای طرهٔ یاری نمیکنی
ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک	۸	و اندیشه از بلاے خماری نمیکنی

(۹) حافظ برو که بندگی بارگاه دوست (۹)
گر جمله میکنند تو باری نمیکنی

یہ تمام غزل سعی و عمل کی تعلیم میں ہے۔ ہر ایک شعر خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے اور سونے والوں کے چہرے پر گلاب پاشی کر رہا ہے۔ انداز وہی عاشقانہ ہے جس سے غزل گو شاعر کو گریز نہیں لیکن نصیحتیں زندگی کے ہر پہلو میں کار آمد ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ اے دل تو عشق کے کوچہ میں کیوں نہیں جاتا۔ اسباب جمع رکھتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا

(۲) ترجمہ۔ مراد کا بلا ہاتھ میں ہے اور گیند نہیں مارتا۔ ایسا باز تیرے ہاتھ میں ہے اور تو شکار نہیں کرتا۔

باز سے مراد قوائے جسمانی اور روحانی۔

(۳) ترجمہ۔ یہ خون جو جگر میں موجیں مار رہا ہے اسے کیوں کسی معشوق کے رنگ و بو میں صرف نہیں کرتا۔

(۴) ترجمہ۔ تیرے خلق کا سانس اس لئے خوشبو دار نہیں ہوا کہ تو معشوق کے کوچہ کی خاک پر گذارا نہیں کرتا

(۵) ترجمہ۔ دوسروں نے تو معشوق کے غم کو جان کے عوض خریدا ہے۔ اے دل تو یہ معاملہ بالکل ہی نہیں کرتا۔

معاملہ اور خرید کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ مجھے ڈر ہے کہ تو اس باغ سے آستین پھولوں سے بھر کر نہیں لے جائیگا۔ کیونکہ تو اُس کے پھول کے پڑے سے کانٹے کی برداشت نہیں کرتا۔

ظاہر ہے کہ جو شخص کانٹوں سے ڈرے پھول نہیں چن سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا میں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا اگر تو مصائب کو برداشت نہیں کرتا۔ ہر ایک کام میں راحت سے پہلے رنج۔ خوشی سے پہلے غم۔ سود سے پہلے زیاں ضروری ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تیری مراد کی آستین میں سونا نفے موجود ہیں لیکن اُسے تو کسی معشوق کی زلف پر قربان نہیں کرتا

مطلب یہ ہے کہ تو اپنے قوی کو استعمال نہیں کرتا۔ اسباب جمع ہیں ان سے کام نہیں لیتا۔

(۸) ترجمہ۔ لطیف اور دلکش شراب کا پیالہ ہے اور اُسے تو خاک پر گرا رہا ہے۔ اور خمار کی تکلیف کا بھی تجھ اندیشہ نہیں ہے

یعنے اس وقت تو اپنے سرمایہ اسباب قوی کو ضائع کر رہا ہے کیا تجھے یہ ڈر بھی نہیں کہ ناداری کے وقت تو کیا کرے گا

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جا کہ تمام لوگ بارگاہِ دوست کی بندگی کرتے ہیں اور تو بالکل نہیں کرتا۔

غزل (۱۰)

ای دل اگر از چاه زنخدان بدر آئی	۱	هر جا که روی زود پشیمان بدر آئی
هشدار که گر وسوسهٔ عقل کنی گوش	۲	آدم صفت از روضهٔ رضوان بدر آئی
تا کی چو صبا بر تو گمارم دم همت	۳	کز غنچه چو گل خرم و خندان بدر آئی
در تیره شب هجر تو جانم به لب آمد	۴	وقت است که همچون مه تابان بدر آئی
جان میدهم از حسرت آن لعل وان بخش	۵	باشد که چو خورشید درخشان بدر آئی
شاید که به آبی فلکت دست بگیرد	۶	گر تشنه لب از چشمه حیوان بدر آئی
در خانهٔ غم چند نشینی بملامت	۷	وقت ست که از دولت سلطان بدر آئی
بر خاک درت بسته ام از دیده دو صد جوی	۸	باشد که تو چون سرو خرامان بدر آئی

(۹)	حافظ مکن اندیشه که آن یوسف مصری باز آید و از کلبهٔ احزان بدر آئی	(۹)

(۱) ترجمہ۔ اے دل اگر چاہِ زنخدان سے باہر نکل آئے گا۔ جس جگہ بھی جائیگا جلدی پشیمان ہوکر واپس ہوگا۔

یعنے عشق چھوڑ کر تجھے صرف پشیمانی حاصل ہوگی۔

(۲) ترجمہ۔ خبردار! اگر تو عقل کے وسوسہ کو سنے گا۔ تو آدم کی طرح باغ بہشت سے نکلنا پڑیگا۔

مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں اپنی عقل کو رہنما نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے محبوب کے احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ خواہ اس کے احکام تیری عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ شیطان کے دلائل کو خدا کے حکم پر ترجیح دینے سے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت چھوڑنا پڑا۔

(۳) ترجمہ۔ کب تک صبا کی طرح تجھہ پر ہمت کا دم پھونکتا رہونگا۔ تاکہ تو غنچہ سے پھول کی طرح خوش و خرم باہر آئے۔

بادِ صبا کے دم ہمت سے غنچہ کا پھول ہو جانا ظاہر۔ اس شعر میں خطاب دل کیطرف ہے۔ یا اگر معشوق کو مخاطب سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ میں کب تک انتظار کروں کہ تو پردہ سے باہر آئے۔

(۴) ترجمہ۔ تیرے ہجر کی اندھیری رات میں میری جان لبوں پر آگئی۔ اب وقت ہے کہ تو روشن چاند کیطرح باہر آئے۔

مہ اور بدر میں صنعت ایہام ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اس جاں بخش لب لعل کی حسرت میں میں جان دیتا ہوں۔ آرزو ہے کہ تو خورشیدِ درخشاں کی طرح باہر آئے۔

(۶) ترجمہ۔ ممکن ہے کہ آسمان اس وقت پانی سے تیری مدد کرے اگر تو چشمۂ آب حیات سے پیاسہ واپس آ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ ارضی مایوسیوں کے بعد بعض دفعہ سماوی امداد حاصل ہو جاتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ غم کے گھر میں کب تک تو ملامت سے بیٹھا رہے گا۔ اب وقت ہے کہ بادشاہ کی دولت کی برکت سے تو باہر آ جائے۔

یعنے غمگین نہ ہو محبوب مطلق کے الطاف پر بھروسہ کر اور دل کو خوش رکھ۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے دروازہ کی خاک پر میں نے آنکھوں سے دو سو نہریں جاری کی ہیں۔ چاہیے کہ تو سرو خراماں کی طرح باہر آ جائے۔

اشتیاقِ دیدار میں کثرتِ گریہ کا ذکر ہے۔ جوی اور سرو کی رعایت ظاہر

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ فکر نہ کر کیونکہ وہ یوسفِ مصری واپس آ جائیگا اور تو غمکدہ سے باہر نکلے گا۔

کلبہ احزان یا بیت الاحزان وہ گھر جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں رویا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ آخر کار تجھے محبوب کا وصال نصیب ہو گا۔

غزل (۱۱)

ای قصہ بہشت ز کویت حکایتی	۱	واب خضر ز نوش لبانت کنایتی
انفاس عیسی از لب لعلت لطیفۂ	۲	شرح جمال حور ز رویت روایتی
ای عطر سای مجلس روحانیان شدی	۳	گل را اگر نہ بوی تو کردی رعایتی
در آرزوی خاک در دوست سوختیم	۴	یاد آور ای صبا کہ نکردی حمایتی
در آتش از خیال رخش دست میدہد	۵	ساقی بیا کہ نیست ز دوزخ شکایتی
بوی دل کباب من آفاق را گرفت	۶	وین آتش اندرون بکند ہم سرایتی
ای دل بہرزہ دانش و دینت ز دست رفت	۷	صد مایہ داشتی و نکردی کفایتی
ہر پارہ از دل من و از غصہ قصہ	۸	ہر سطری از خیال تو و ز رحمت آیتی

(۹)	دانی مراد حافظ ازین آہ و نالہ چیست از تو کرشمہ و ز خسرو عنایتی	(۹)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ بہشت کا قصہ تیرے کوچہ کی ایک حکایت ہے۔ اور آب حیات تیرے لب کے آب حیات کیطرف ایک اشارہ ہے۔

معشوق کے کوچہ کو بہشت اور اسکے لب کو چشمۂ آب حیات کہا ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ دمِ عیسےٰ تیرے لبِ لعل کا ایک لطیفہ ہے۔ اور حور کے جمال کی شرح تیرے چہرہ کی ایک روایت ہے۔

انفاسِ عیسیٰ یعنے دمِ عیسےٰ ۔ قُم باذن اللہ کہہ کر حضرت عیسےٰ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ تیرے لبوں میں دمِ عیسےٰ کا خاصہ ہے اور جمالِ حور سے اور کچھ نہیں صرف تیرا چہرہ مراد ہے۔

(۳) ترجمہ ۔ اگر پھول کو تیری خوشبو سے حصہ نہ ملتا تو روحانیوں کی مجلس میں وہ کب عطر سائی کر سکتا۔

سنبل بتاب و لالہ بسیہ مست و گل بناز یک جلوہ زاں جمال بگلزار آمدہ

(۴) ترجمہ ۔ ہم درِ دوست کی خاک کی آرزو میں جل گئے۔ اے صبا یاد رکھ کہ تو نے ہماری کچھ مدد نہ کی

یعنے درِ دوست کی خاک کی خوشبو ہی ہم تک نہ پہنچائی۔

(۵) ترجمہ ۔ آگ میں اگر اسکے چہرہ کا خیال میسر ہو جائے تو اے ساقی آ کہ دوزخ سے کچھ شکایت نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ اگر دوزخ میں بھی جمالِ محبوب کا نقشہ آنکھوں میں رہا تو ہمارے لئے دوزخ بھی

بہشت ہی ہے۔

(۶) ترجمہ ۔ میرے کباب شدہ دل کی بُو تمام جہاں میں پھیل گئی ہے۔ شاید یہ آگ معشوق میں بھی سرایت کر جائے

(۷) ترجمہ ۔ اے دل عقل اور دین بیفائدہ تیرے ہاتھ سے چلے گئے۔ تیرے پاس بہت سرمایہ تھا لیکن تو نے کفایت

شعاری نہ کی۔

یعنے سرمایۂ دل و دین کو فضول لٹا دیا اور کچھ بچا کر نہ رکھا دیکھو شعر (۹)

(۸) ترجمہ ۔ میرے دل کے ہر ایک ٹکڑے کے ساتھ غم و رنج کا ایک قصہ ہے اور تیرے خیال کی ہر ایک

سطر آیتِ رحمت ہے۔

سطر اور آیت کی رعایت ظاہر

(۹) ترجمہ ۔ تو جانتا ہے کہ اس آہ و نالہ سے حافظ کی کیا مراد ہے۔ تجھ سے ایک کرشمہ کی درخواست ہے

اور بادشاہ سے عنایت کی۔

دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کے سوال کا جواب ہے۔ محبوب کی نظرِ عنایت کے ساتھ بادشاہ کی عنایت کی

درخواست بھی کی ہے۔ غالباً اپنے ممدوح سے صلہ و انعام کی عرضداشت ہے۔

غزل (۱۲)

ای ز شرم عارضت گل کردہ خوے	۱	در عرق پیش عقیقت جام مے
ژالہ بر لالہ است یا بر گل گلاب	۲	یا بر آتش آب یا بر روت خوے
میشد از چشم آن کمان ابرو دل	۳	از نیش میرفت و گم میکرد پے
امشب از زلفش نخواہم داشت دست	۴	رو مؤذن بانگ بر میزن کہ حے
چوں بنے عامر پئے مجنوں شوند	۵	گر بروں آید یکے لیلے ز حے
نے ز مے لب بر لب مطرب نہاد	۶	چنگ را در زیر ناخن کرد نے
آنکہ بر ہر جرعہ جان میدہد	۷	جان ازو بستان و جامی دہ بوے
عود بر آتش نہ و منقل بسوز	۸	غم مدار از کثرت سرمای دے
با تو زین پس گر فلک خواری کند	۹	باز گو در حضرت دارای رے
خسرو آفاق بخشش کز سخا	۱۰	نامہ حاتم ز نامش گشت طے
چنگ را بر دست مطرب نہ دمے	۱۱	گو رگش بخراش و بخروشش ز وے

(۱۲) جام می پیش آر و چوں حافظ مخور
غم کہ جم کے بود یا کاوس کے (۱۲)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ کی شرم سے پھول کو پسینہ آگیا ہے اور شراب کا پیالہ تیرے عقیقِ لب کے سامنے پسینہ پسینہ ہو گیا ہے۔

خوے پسینہ سخے پڑھا جائیگا۔

(۲) ترجمہ۔ گلِ لالہ پر شبنم کے قطرے ہیں یا پھول پر گلاب کے قطرے۔ یا آگ پر پانی ہے یا تیرے چہرہ پر پسینہ معشوق کے چہرہ پر پسینے کے قطرے دیکھکر فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلِ لالہ پر شبنم پڑی ہے۔ یا پھول پر گلاب چھڑکا ہوا ہے۔ یا آگ پر پانی کے قطرے پڑے ہیں۔ معشوق کے عرق ناک چہرہ

کی تشبیہات دیکھئے -

(۱)	ژالہ بر لالہ فرود آمدہ ہنگامِ سحر	راست چوں عارضِ گلگوں عرق کردہ یار	(سعدی)
(۲)	عرق بہ چہرہ نشست است آں پری وش را	کہ دیدہ است بدیں آبداری آتش را	(صائب)
(۳)	صائب نظر بروئے عرقناک یار کن	در آفتاب ابر گہر بار را بہ بیں	
(۴)	کند عرق رخ تائی نازنین ز تاب نگاہ	بدورِ حسنِ تو از آتش آب مے آید	(محمد سعید)
(۵)	عرق ز روئی تو ہر لحظہ چوں گلاب چکید	کسے ندید کہ شبنم ز آفتاب چکد	
(۶)	ز چہرۂ عرق آلودِ یار حیرانم	کہ کردہ است بہم جمع آب و آتش را	
(۷)	از رخش چوں دانہ یاقوت رنگیں شد عرق	چوں زمیں افتادہ قابل دانہ گوہرے شود	

(۳) ترجمہ۔ وہ کمان ابرو آنکھوں سے غایب ہوا دل اسکے پیچھے گیا اور راستہ بھول گیا۔

(۴) ترجمہ۔ آج رات میں اس کی زلف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑونگا۔ موذن جائے اور بانگ دیتا رہے کہ حی علی الصلوٰۃ یعنے موذن حی علے الصلوٰۃ کہہ کر ہر چند جاگنے اور نماز کے لئے اٹھنے کی تاکید کرتا رہے میں اُنکی زلف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑونگا اور نہیں اٹھونگا۔

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر بھیجتے تحفہ موذن کے لئے

(۵) ترجمہ۔ بنی عامر کیطرح بہت مجنوں بن جائیں گے بشرطیکہ کوئی لیلیٰ حے سے پیدا ہو جائے۔ بنی عامر قیسِ عامری یعنے مجنوں کے قبیلہ کا نام ہے۔ عرب کے ایک قبیلہ کا نام لیلیٰ اسی قبیلہ سے تھی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی حسین ہو تو معشوق ہزاروں ہیں۔

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو
جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو

دل بھی حاضر سرِ تسلیم بھی خم کو موجود
کوئی مرکز ہو کوئی قبلۂ حاجات تو ہو

وعدے بھی یاد دلاتے ہیں گلے بھی ہیں بہت
وہ دکھائی بھی تو دیں ان سے ملاقات تو ہو

گفتنی ہے دلِ پُردرد کی حالت لیکن
کس سے کہئے کوئی مستفسر حالات تو ہو

عدمِ نشو و نما سے نہ کہو تخم کو بد
وقتِ بالیدگیِ نخل و نباتات تو ہو

دل کشا بادہ صافی کا ہے نشہ لیکن
باطن افروز کوئی پیرِ خرابات تو ہو

[illegible] پریشاں اکبر
ہے مصلے کو ذرا صرفِ مناجات تو ہو

(۶) ترجمہ ۔ نَے نے تہوڑی دیر کے لئے مطرب کے لب پر لب رکہا۔ چنگ کو ناخن کے پنجے نے بنا دیا۔
ظاہر ہے کہ نَے منہ سے اور چنگ ناخن سے بجائی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس حسرت سے کہ نَے
کو بوسۂ لب مطرب نصیب ہوا ہے اور اسے ناخن کی خراش۔
چنگ نَے کی طرح زار ونحیف ہو گئی ہے۔

(۷) ترجمہ ۔ جو ایک گہونٹ کے بدلے جان دیتا ہے۔ اس ہی جان لے لے اور اسے ایک پیالہ دے دے
یعنے عاشق کو ایک جام دے کر اس کے بدلے بیشک اس کی جان لے لے۔

(۸) ترجمہ ۔ عود کو آگ پر رکھ اور انگیٹھی جلا۔ اور دسمبر کی سردی کی کثرت سے نہ ڈر۔
دے ۔ شمسی مہینوں میں دسویں مہینے کا نام ۔ جب کہ آفتاب برج جدی میں ہوتا ہے۔ مطابق
نومبر ۔ دسمبر۔

(۹) ترجمہ ۔ اس کے بعد اگر آسمان تجھے تکلیف دے تو بادشاہِ رے کے دربار میں جا کر عرض کر۔
یہ شعر مدحیہ ہے۔ بادشاہ رے سے متعلق ہے۔ رے عراق عجم میں ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۰) ترجمہ ۔ جہاں بخشنے والا بادشاہ جسکے نام نے سخاوت میں حاتم کے قصہ کو مٹا دیا ہے۔
یہ شعر بہی بادشاہِ رے کی مدح میں ہے۔

(۱۱) ترجمہ ۔ چنگ کو تہوڑی دیر کے لئے مطرب کے ہاتہہ پر رکہہ اور اُسے کہو کہ اس کی تاروں کو چھیڑے
تا کہ میں شور و خروش کروں۔
یعنے آوازِ چنگ پر وجد میں آؤں ۔ رگ سے مراد چنگ کی تار۔

(۱۲) ترجمہ ۔ شراب کا پیالہ سامنے لا اور حافظ کی طرح یہ غم نہ کر کہ جمشید کب تہا اور کاؤس کے کب
یعنے شراب پی اور دنیا کی ناپائداری کا غم نہ کہا۔

غزل (۱۳)

ای کہ بر ماہ از خط مشکیں نقاب انداختی	لطف کردی سایہ بر آفتاب انداختی

ی ۱۳/۲۵۱

۲	تا چہ خواہد کرد با ما آب زلف عارضت	حالیا نیرنگ نقش خوش بر آب انداختی
۳	گوی خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش	جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی
۴	گرچہ از مستی خرابم طاعت من رد مکن	کاندرین شغلم بامید ثواب انداختی
۵	گنج عشق خود نہادی در دل ویران من	سایۂ دولت برین کنج خراب انداختی
۶	خواب بیداران ببستی وانگہ از نقش خیال	تہمتے بر شبروان خیل خواب انداختی
۷	پردہ از رخ برفگندی یک نظر در جلوہ گاہ	وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی
۸	از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف	چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی
۹	نصرۃ الدین شاہ یحیی ای کہ تاج آفتاب	از سر تعظیم و قدرت در تراب انداختی
۱۰	زینہار از آب شمشیرت کہ شیران را ازان	تشنہ میکردی و گردان را در آب انداختی
۱۱	بادہ نوش از جام عالم بین کہ بر اورنگ جم	شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی
۱۲	ہر کسے با شمع رخسارت بنوعی عشق داشت	زین میان پروانہ را در اضطراب انداختی

(۱۳) از فریب نرگس مخمور و چشم می پرست
حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی (۱۳)

(۱) ترجمہ - اے کہ چاند پر تو نے خط مشکین کا نقاب ڈالا ہے - تو نے مہربانی کی کہ آفتاب پر سایہ ڈالا - معشوق کے چہرہ کو چاند اور آفتاب سے اور خطِ سبز کو نقاب اور سایہ سے تشبیہ دی ہے -

زخط عذار تو تا عنبریں نقاب شدہ	زہالہ خوبیٔ ماہ پای در رکاب شدہ

(۲) ترجمہ - تیرے عارض پر کی زلف دیکھیے ہمارا کیا حال کرتی ہے - فی الحال تو تو نے عجیب نقش کا نیرنگ پانی پر ڈالا ہے -

نیرنگ (۱) جادو، طلسم سحر - (۲) نقش - **نقش بر آب انداختن** - ظاہر ہے کہ پانی پر نقش قائم نہیں رہ سکتا - پس پانی پر نقش بنانا ایک محال کام سر انجام دینا ہے جو بمنزلہ سحر و طلسم کے ہے - عارضِ معشوق کو پانی سے اور اس پر زلف کو نقش سے تشبیہ دی ہے - حاصل کلام یہ کہ عجیب نیرنگ ہے کہ تو نے عارض پر زلف کو ڈال کر گویا پانی پر نقش بنایا ہے دیکھیے یہ سحر و نیرنگ ... کیا کرتا ہے

زند چوں خط مشکین تو نقشے بر آب | مو بر آید ز کف دست اگر مانی را

(۳) ترجمہ۔ تمام جہان کے حسینوں سے تو حسن میں سبقت لے گیا۔ خوش رہ۔ جام کیخسرو طلب کر کیونکہ تو نے افراسیاب کو شکست دیدی ہے۔

افراسیاب۔ توران کے ایک عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے۔ جو ایران کے کیانی بادشاہوں کے ساتھ مدتوں لڑتا رہا۔ اور آخر کار کیخسرو ابن سیاوش کے زمانے میں جو اسکا دوہتا تھا مارا گیا۔

(۴) ترجمہ۔ اگرچہ میں مستی سے خراب ہوں لیکن میری بندگی کو رد نہ کر۔ کیونکہ اس شغل میں تو نے مجھے ثواب کی امید میں ڈالا ہے۔

یعنے شراب نے مجھے مغفرت کا امیدوار بنا دیا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میرے ویران دل میں تو نے اپنے عشق کا خزانہ رکھا ہے۔ اس ویران گوشہ پر تو نے دولت کا سایہ ڈالا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ویران دل ہی عشق کی منزل ہو سکتا ہے معمور اور خوش و خرم دل میں عشق کی جگہ نہیں۔

بتانِ ہوش اجڑی ہوئی منزل میں رہتی ہیں | کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دل میں رہتے ہیں

(۶) ترجمہ۔ بیداروں کی نیند تو نے بند کر دی اور پھر نقش خیال سے۔ نیند کے لشکر کے شبروں پر تو نے تہمت لگا دی۔

مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کی نیند تو تو نے خود بند کر دی چنانچہ رات بھر وہ جاگتے ہیں اور تیری تصویر کا نقشہ انکی آنکھوں میں رہتا ہے اور تہمت تو نے ان کی نیند پر لگائی ہے۔ کہ تیرے خیال میں وہ انکے پاس نہیں آتی۔

(۷) ترجمہ۔ جلوہ گاہ میں تھوڑی دیر کے لئے تو نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور حور و پری کو شرم کی وجہ سے حجاب میں کر دیا۔

یک نظر۔ تھوڑی دیر کے لئے۔ مطلب یہ ہے کہ حور و پری تجھے دیکھکر شرم کے مارے پردہ میں ہو گئیں

(۸) ترجمہ۔ دل کو شکار کرنے کے لئے تو نے میری گردن میں زلف کی زنجیر گردنوں کے مالک بادشاہ کے کمند کیطرح ڈال دی

مالک رِقاب۔ گردنوں کا مالک۔ رِقاب جمع ہے رقبہ کی بمعنے گردن۔ خسرو مالک رقاب سے مراد شاہ یحییٰ ممدوح خواجہ صاحب جسکا ذکر اگلے شعر میں آئے گا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ شاہ یحییٰ کی کمند کیطرح تو نے میری گردن میں زلف کی زنجیر مجھے اسیر کرنے کے لئے ڈالی ہے۔

اس شعر میں گریز ہے ممدوح کیطرف

(۹) ترجمہ۔ اے نصرت الدین شاہ یحیی کہ تو نے آفتاب کے تاج کو تعظیم اور قدرت کی وجہ سے خاک میں گرادیا

(۱۰) ترجمہ۔ تیری تلوار کی آب سے خدا کی پناہ! کہ شیروں کو تو اس سے تشنہ لب کرتا ہے اور پہلوانوں کو پانی میں غرق کرتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ جام جہان بیں سے شراب پی کہ جمشید کے تخت پر تو نے شاہد مقصود کے چہرہ سے نقاب الٹ دیا ہے۔

یعنے تختِ جم پر تو شاہد مقصود کے ہم آغوش ہے۔ اس شعر میں بھی خطاب شاہ یحیی سے ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ ہر ایک شخص تیرے شمع رخسار کے ساتھ ایک قسم کا عشق رکھتا تھا۔ ان سب میں سے تو نے پروانہ کو اضطراب میں ڈال دیا۔

(۱۳) ترجمہ۔ تو نے نرگس مخمور یعنے مے پرست آنکھ کے فریب سے خلوت نشیں حافظ کو شراب خوار بنا دیا۔

غزل (۱۴)

ای کہ دائم بخویش مغروری	۱	گر ترا عشق نیست معذوری
گرد دیوانگان عشق مگرد	۲	کہ بعقل و عقیلہ مشہوری
مستی عشق نیست در سر تو	۳	رو کہ تو مست آب انگوری
روی زرد ست و آہ درد آلود	۴	عاشقاں را گواہ رنجوری

(۵) بگذر از ننگ و نام خود حافظ
ساغر مے طلب کہ مخموری (۵)

(۱) ترجمہ۔ اے وہ شخص جو ہمیشہ اپنے آپ پر مغرور ہے۔ اگر تجھ میں عشق نہیں تو تو معذور ہے

حاصل کلام یہ کہ جب تک تو اپنے آپ پر مغرور ہے۔ عاشق نہیں ہو سکتا

(۲) ترجمہ۔ عشق کے دیوانوں کے گرد نہ پھر۔ کیونکہ تو عقل میں اور عقیلہ ہونے میں مشہور ہے۔

عقیلہ۔ سردار قوم۔ بہترین ہر چیز۔ برگزیدہ تریں۔ مطلب یہ ہے کہ عاقل کو دیوانگان عشق سے کیا کام

(۳) ترجمہ۔ تیرے سر میں عشق کی مستی نہیں ہے۔ چلا جا کہ تو شراب انگوری سے مست ہے۔

خواجہ صاحب نے یہاں پھر بتا دیا ہے کہ ان کی شراب شراب انگور نہیں بلکہ شراب عشق ہے۔

(۴) ترجمہ ۔ زرد چہرہ اور درد آلود آہ عاشقوں کی بیماری کے گواہ ہیں ۔

(۵) ترجمہ ۔ اے حافظ ننگ و ناموس کو چھوڑ ۔ شراب کا پیالہ مانگ کہ تو خمار کی حالت میں ہے ۔

غزل (۱۵)

ای کہ در کشتن ما ہیچ مدارا نکنی	۱	سود و سرمایہ بسوزی و محابا نکنی
دردمنداں غمت زہر ہلاہل نوشند	۲	قصد این قوم خطا باشد ہیں تا نکنی
رنج ما را کہ تواں برد بیک گوشہ چشم	۳	شرط انصاف نباشد کہ مدارا نکنی
دیدہ ما کہ بامید تو دریاست چرا	۴	بتفرج گذرے برلب دریا نکنی
نقل ہر جور کہ از خلق کریمت گویند	۵	قول صاحب غرضانست تو اینہا نکنی
بر تو گر جلوہ کند شاہد ما ای زاہد	۶	از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

(۷) حافظا سجدہ بمحراب دو ابروش کن (۷)
کہ دعائی ز سر صدق جز آنجا نکنی

(۱) ترجمہ ۔ اے کہ تو ہمارے قتل کرنے میں بالکل کوئی رعایت نہیں کرتا ۔ اصل اور سود تمام جلا دیتا ہے اور کچھ لحاظ نہیں کرتا ۔

محابا ۔ در اصل محابات ہے ۔ چھوڑنا ۔ معاف کرنا ۔ مروت ۔ رعایت ۔ صلح ۔ نگہداشت ۔ لحاظ

(۲) ترجمہ ۔ تیرے عشق کے دردمند زہر قاتل پیتے ہیں ۔ ان لوگوں کو ایذا دینے کا ارادہ کرنا غلطی ہے خبردار ایسا نہ کرنا ۔

ہلاہل ۔ بفتح ہائے اول و کسر ہائے دوم ۔ زہر قاتل جو کسی دوا اور تریاق سے علاج پذیر نہ ہو ۔ کہتے ہیں کہ ہلاہل ایک پہاڑ کا نام ہے جو حدود چین میں واقع ہے ۔ اس پہاڑ پر ایک درخت کی جڑ ہے جسے پہاڑ کے نام پر ہلاہل کہتے ہیں اور وہ زہر قاتل ہے ۔ ہاں کلمہ تنبیہ ۔ خبردار ! ہوشیار !
بعض دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے ۔ ع دردمندان بلا زہر ہلاہل دارند ۔

(۳) ترجمہ۔ ہماری بیماری کو تو ایک گوشہ چشم سے دور کر سکتا ہے۔ یہ کوئی انصاف نہیں کہ (پھر بھی) تو علاج نہ کرے۔

(۴) ترجمہ۔ ہماری آنکھ تیرے انتظار میں دریا بنی ہوئی ہے۔ تو سیر کے لئے کیوں دریا کے کنارے پر نہیں آتا۔

لبِ دریا سیر کے لئے جانا ظاہر۔ خواجہ صاحب نے کثرت گریہ سے اپنی آنکھوں سے دریا بہا دیا ہے اور معشوق کو کہتے ہیں کہ کبھی تفریح کے لئے اس دریا کے کنارے پر بھی آؤ۔

سرشکم رفتہ رفتہ بی تو دریا شد تماشا کن | بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن (صائب)

(۵) ترجمہ۔ تیرے کریمانہ اخلاق کے متعلق ظلم کے جتنے قصے بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ صاحب غرض لوگوں کی باتیں ہیں تو تو ظلم نہیں کرتا۔

(۶) ترجمہ۔ اے زاہد اگر ہمارا معشوق تجھے جلوہ دکھائے تو پھر خدا سے تو شراب و شاہد کے بغیر اور کچھ تمنا نہ کرے

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ تو اس کے دو ابروؤں کے محراب میں سجدہ کر۔ کیونکہ اس جگہ کے بغیر صدق سے تو اور کہیں دعا نہیں کر سکتا۔

غزل (۱۶)

ای کہ در کوی خرابات مقامی داری	۱	جم وقت خودی ار دست بجامی داری
ای کہ با زلف و رخ یار گذاری شب و روز	۲	فرصتت باد کہ خوش صبحی و شامی داری
ای صبا سوختگان بر سر رہ منتظر اند	۳	اگر از یار سفر کردہ پیامی داری
بوی جان از لب خندان قدح می شنوم	۴	بشنو ای خواجہ تو گر زانکہ مشامی داری
کامی ار می طلبد از تو غریبی چہ شود	۵	توئی امروز دریں شہر کہ نامی داری
خال سرسبز تو خوش دانۂ عیش ست ولی	۶	برکنار چمنش وہ کہ چہ دامی داری
گو بہنگام وفا گرچہ ثباتت نبود	۷	میکنم شکر کہ بر جور دوامی داری

مہربان شد فلک و ترک جفاکاری کرد	۸	تو ئی اے جان کہ دریں شیوہ خرامے داری

(۹) بس دعای سحرت حافظ جان خواہد بود
تو کہ چوں حافظ شب خیز غلامے داری (۹)

(۱) ترجمہ ۔ اے کہ میخانہ کے کوچہ میں تیرا مقام ہے - اگر تیرے ہاتھ میں پیالہ ہے تو تُو اپنے وقت کا بادشاہ ہے
جام اور جم کی رعایت ظاہر -

(۲) ترجمہ ۔ اے کہ تُو معشوق کے چہرہ اور زلف کے ساتھ دن رات گذارتا ہے - تجھے یہ موقع دیر تک ملتا رہے کہ تو اچھی صبح اور شام رکھتا ہے ۔

خوش صبحے و شامے داری یعنے تیرا وقت بہت اچھا گذر رہا ہے - زلف و رخ شب و روز اور صبح و شام کی رعایت ظاہر -

(۳) ترجمہ ۔ اے صبا سوختہ دل عاشق راہ میں منتظر بیٹھے ہیں - اگر تیرے پاس سفر کردہ معشوق کا کوئی پیغام ہو (تو سنا دے)

(۴) ترجمہ - میں پیالہ کے لب خنداں سے جان کی خوشبو سونگھتا ہوں - اے خواجہ اگر تیرا دماغ ہے تو تو بھی سونگھ

(۵) ترجمہ - اگر کوئی غریب تجھ سے مقصد مانگتا ہے تو کیا ہرج ہے - آج اس شہر میں تو ہی تو ہے جسکا نام مشہور ہے ۔

(۶) ترجمہ - تیرا سرسبز خال اچھا دانہ ہے لیکن اسکے چمن کے کنارہ پر واہ واہ تُو نے کیا اچھا جال پھیلایا ہے -

خال کو دانہ اور زلف یا خط مشکین کو دام کہا ہے - چمن سے مراد چہرہ -

خالِ تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام		مرغیکہ دانہ چید گرفتار دام شد	
حسنِ سبزت بخط سبز مرا کرد اسیر		دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم	غنی

(۷) ترجمہ - اُسی کہو کہ اگرچہ وفا کے وقت تجھے استحکام نہیں - میں اسی بات پر شکرگذار ہوں کہ تو ظلم پر تو ہمیشہ قائم رہتا ہے -

(۸) ترجمہ - آسمان مہربان ہوگیا اور ظلم کرنا چھوڑ دیا - اے جان تو ہی ہے کہ ظلم کے شیوہ پر قائم ہے -

خرام - استواری - حزم -

(۹) ترجمہ۔ بہت سی صبح کی دعائیں تیری جان کی محافظ ہونگی۔ کیونکہ تو حافظ جیسا شب خیز غلام رکھتا ہی

غزل (۱۷)

ای کہ مہجوری عشاق روا میداری	۱	بندگان را ز بر خویش جدا میداری
تشنہ بادیہ را ہم بزلالی دریاب	۲	بامیدی کہ دریں رہ بخدا میداری
دل ربودی وبحل کردمت ای جان لیکن	۳	بہ ازیں دار نگاہش کہ مرا میداری
ساغر ما کہ حریفان دگر می نوشند	۴	ما تحمل نکنیم ار تو روا میداری
ای مگس عرصہ سیمرغ نہ جولانگہ تست	۵	عرض خود می بری و زحمت ما میداری
تو بتقصیر خود افتادی ازیں در محروم	۶	از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
ای دل خام طمع شرمی ازیں قصہ بدار	۷	کار نا کردہ چہ امید عطا میداری

(۸) حافظا عادت خوبان ہمہ جورست وجفا (۸)
توکہ زین طائفہ امید وفا میداری

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تو عاشقوں کی مہجوری کو روا رکھتا ہی اور غلاموں کو اپنے پاس سے جدا رکھتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ٹھنڈا پانی دے کر جنگل کے پیاسہ کی دلجوی کر۔ اس امید میں جو خدا سے تو اس راہ میں رکھتا ہے

یعنے اگر روزِ قیامت خدا سے آبِ کوثر کی امید رکھتا ہی تو تشنگانِ عشق کو پانی پلا۔

(۳) ترجمہ۔ اے جان تو میرا دل لے گیا اور میں نے تجھے معاف کیا لیکن اس کی اس سے زیادہ نگاہداشت کر جتنی کہ تو میری کرتا ہے۔

یعنے مجھے تو بہت خواری میں رکھا ہے لیکن میرے دل کو اتنا خوار نہ کرنا۔

(۴) ترجمہ۔ ہمارا پیالہ جو دوسرے حریف پی رہے ہیں۔ اگر تو اس بات کو جائز ٹھیراتا ہی تو ہم تو اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔

(۵) ترجمہ۔ اے مکھی سیمرغ کا میدان تیری جولانگاہ نہیں ہے۔ تو اپنی آبرو برباد کرتی ہی اور ہمیں تکلیف دیتی ہی

گمس سے مراد عاشقانِ خام ۔ بلہوس لوگ ۔

(۶) ترجمہ ۔ تو اپنے قصور سے اس دروازہ سے محروم رہا ۔ کس کے ہاتھ سے روتا ہے اور فریاد کیوں کرتا ہے

یعنے اس کا فیض تو عام ہے ۔ اگر تو محروم رہا ہے تو تیرا اپنا قصور ہے ۔ فریاد کیوں کرتا ہے دیکھو ت $\frac{13}{8}$

فیض منعم با تنک ظرفاں چہ سازد چوں حباب (نعمت خان عالی) کاسہ اش خالی ست گر ہم صحبت دریا شود

(۷) ترجمہ ۔ اے خام طمع دل اس بات سے شرم کر ۔ کام تو کیا نہیں عطا کی امید کس طرح رکھتا ہے ۔

یعنے بغیر سعی و عمل کے عطا کی امید فضول ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ اے حافظ حسینوں کی عادت تو تمامتر جور و جفا کی ہے ۔ تو اس طائفہ سے وفا کی امید رکھتا ہے

غزل ۱۸

ایں خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولے	۱	ویں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولے
چوں عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم	۲	در کنج خراباتی افتادہ خراب اولے
من حال دل خستہ با خلق نخواہم گفت	۳	کایں قصہ اگر گویم با چنگ و رباب اولے
تا بے سر و پا باشد اوضاع فلک زینسان	۴	در سر ہوس ساقی در دست شراب اولے
از ہمچو تو دلداری دل بر نکنم آری	۵	اگر تاب کشم باری زاں زلف بتاب اولے

(۶)	چوں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں رو رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولے	(۶)

(۱) ترجمہ ۔ یہ خرقہ جو میں رکھتا ہوں رہن شراب ہو تو اچھا ہے ۔ اور یہ بے معنی دفتر شراب خالص میں غرق کر دیا جائے تو اچھا ہے ۔

یعنے خرقہ زہد ظاہری اور مدرسہ کی درس و تدریس سے مستی عشق بہتر ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ جب میں عمر تباہ کر چکا جتنا غور کیا (معلوم ہوا) کہ شراب خانہ کے گوشہ میں مست پڑے رہنا بہتر ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ میں اپنے خستہ دل کا حال لوگوں سے بیان نہیں کرونگا کیونکہ اگر یہ قصہ بیان کرنا ہو تو چنگ و رباب سے بیان کرنا اچھا ہے ۔

یعنے عوام محرم راز نہیں اُن سے دلِ پُر درد کا قصہ بیان نہیں کرنا چاہئے ۔ چنگ و رباب لے کر خلوت میں دردِ دل کا حال بیان کیا جاسکتا ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ جب تک آسمان کے طریقے اسی طرح بے سر و پا رہینگے ۔ بہتر یہی ہے کہ سر میں ساقی کی ہوس ہو اور ہاتھ میں شراب

یعنے فلکِ غدّار کے نیچے مے و معشوق کا شغل ہی اچھا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ تجھ جیسے دلدار سے میں دل نہیں ہٹا سکتا ہاں اگر اُس پر تاب زلف سے رنج پہنچے تو اچھا ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ اے حافظ جب تو بوڑھا ہو گیا ہے تو شرابخانہ سے نکل جا کیونکہ رندی اور ہوسناکی جوانی میں ہی اچھی ہے

اسی مضمون کے لئے دیکھو $\frac{۹}{۵}$ ۔

شوخی و طفل مزاجی نہ سزد در پیری		صبح نشناختن از شام چہ معنی دارد (نعمت خان عالی)

غزل (۱۹)

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی	۱	تا بیخبر بمیرد در رنج خود پرستی
با ضعف و ناتوانی همچون نسیم خوش باش	۲	بیماری اندرین غم خوشتر ز تندرستی
تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی	۳	یک نکته ات بگویم خود را مبین که رستی
در آستان جانان از آسمان میندیش	۴	کز اوج سربلندی افتی بخاک پستی
عاشق شو ار نه روزی کار جهان سر آید	۵	ناخوانده نقش مقصود از کارگاه هستی
آن روز دیده بودم این فتنها که برخاست	۶	کز سرکشی زمانے با ما نمی نشستی
خار ار چه جان بکاهد گل عذر آن بخواهد	۷	سهل است تلخی می در جنب ذوق مستی
صوفی پیاله پیما ساقی قرابه پر کن	۸	ای کوته آستینان تا کی دراز دستی
در حلقهٔ مغانم دوش آن بپیر چه خوش گفت	۹	با کافران چه کارت گر بت نمی پرستی
در مذهب طریقت خامی نشان کفر است	۱۰	آری طریق رندان چالاکیست و چستی

سلطان ما خدا را زلفت شکست ما را	۱۱	تا کی کند سیاہی چندین دراز دستی
گر خرقہ بہ بینی مشغول کار خود باش	۱۲	ہر قبلہ گاہ باشد مشغول خود پرستی
در گوشہ سلامت مستور چون توان بود	۱۳	تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی
عشقت بدست طوفان خواہد سپرد ای جان	۱۴	چون برق ازین کشاکش پنداشتی کہ رستی

(۱۵)	از راہ دیدہ حافظ تا دیدہ زلف بستیت با جملہ سر بلندی شد پایمال پستی	(۱۵)

(۱) ترجمہ۔ مدعی کو عشق اور مستی کے اسرار نہ بتاؤ۔ تاکہ وہ خود پرستی کے رنج میں ہی بے خبر مر جائے۔

یعنے مدعی کو خود پرستی میں ہی مرنے دو۔ عشق و مستی کے اسرار اُسے نہ بتاؤ۔

(۲) ترجمہ۔ نسیم کیطرح ضعف و ناتوانی کے باوجود خوش رہ۔ اس غم میں بیمار رہنا تندرستی سے بہتر ہے۔

نسیم کا ضعیف اور ناتوان ہونا اور باوجود ناتواں ہونے کے خوش رہنا ظاہر ہے

(۳) ترجمہ۔ جب تک تو اپنے علم و فضل کو دیکھتا رہے گا معرفت سے خالی بیٹھا رہے گا۔ میں تجھ ایک ہی نکتہ بتاتا ہوں۔ اپنے آپ کو نہ دیکھ پھر نجات حاصل ہو گی۔

حاصل کلام یہ کہ اپنے علم و فضل پر مغرور بیٹھے رہنے سے معرفت نزدیک نہیں آتی۔ خود بینی اور خود رائی کو چھوڑ تاکہ تجھ پر معرفت کے دروازے کھول دیئے جائیں اور نجات ملے۔

	انا سے کہ پر شد دگر چوں پرد تو از خود پری زاں تہی میروی تہی گرد و باز آ پر معرفت		تو خود را گمان بردہ پُر خرد ز دعوی تہی آی تا پُر شوی ز ہستی در آفاق سعدی صفت

(۴) ترجمہ معشوق کے آستانہ پر آسمان کا خیال نہ کر ورنہ سر بلندی کے اوج سے تو خاکِ پستی پر گر جائیگا۔

(۵) ترجمہ۔ عاشق بن ورنہ ایک روز جہان کا خاتمہ ہو جائیگا اور تو نے کارگاہِ ہستی سے نقشِ مقصود بالکل نہ پڑھا ہو گا۔

یعنے اگر عشق اختیار نہیں کریگا تو دنیا سے محروم جائیگا اور گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آئے گا۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے اسی روز دیکھ لیا تھا کہ یہ فتنے اٹھیں گے۔ جب کہ سرکشی کی وجہ سے تو ہمارے پاس تھوڑی

دیر ہی نہیں بیٹھتا تھا۔

یعنے تیری سرکشی سے اسی وقت معلوم ہوگیا کہ تو کئی فتنے اٹھائے گا۔

(۷) ترجمہ۔ کانٹا اگرچہ جان خراش ہے لیکن پھول عذر خواہی کر دیتا ہے (اسی طرح) ذوقِ مستی کے پہلو میں شراب کی تلخی آساں معلوم ہوتی ہے۔

یعنے قاعدہ ہے کہ بغیر رنج کے راحت نہیں۔ کانٹا تکلیف دہ ہے لیکن پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف برداشت کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح ہر چند شراب تلخ ہے لیکن اسکی تلخی اس کی مستی کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اے صوفی پیالہ دے اور اے ساقی صراحی بھر دے۔ اے کوتاہ آستینوں کب تک دراز دستی کرو گے۔ کوتاہ آستین سے مراد زاہدانِ ظاہردار دیکھو شعر ن ۱۵/۲

(۹) ترجمہ مغوں کے حلقہ میں کل اس لڑکے نے مجھے کیا اچھا کہا کہ اگر تو بت پرستی نہیں کرتا تو (ہم) کافروں سے تیرا کیا کام ہے۔

بعض دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے ع در حلقۂ مغانم دی شب بطنز گفتند

(۱۰) ترجمہ۔ مذہبِ طریقت میں خامی کفر کا نشان ہے۔ بیشک رندوں کا طریقہ چالاکی اور چستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذہبِ طریقت میں پختگی چاہیے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے ہمارے بادشاہ! خدارا (مدد کر) کہ تیری زلف نے ہمیں مار ڈالا۔ یہ حبشی غلام کب تک ہمارے ساتھ اتنی دراز دستی کرے گا۔

سیاہ۔ حبشی غلام یہاں مراد زلف۔ سلطان سے مراد معشوق۔ سلطان دسیاہ کی رعایت ظاہر

(۱۲) ترجمہ۔ اگر تو کوئی خرقہ دیکھے تو اپنے کام میں مشغول ہو جا۔ تمام قبلہ گاہ خود پرستی میں مشغول ہیں

قبلہ گاہ مجاز اً ہر بزرگ آدمی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی خرقہ پوش بزرگ کو دیکھے تو اس کیطرف توجہ نہ کر اپنے کام میں مصروف ہو جا۔ کیونکہ یہ بزرگ تمام خود پرست ہوتے ہیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ سلامتی کے گوشہ میں ہم کسطرح مستور رہ سکتے ہیں جب کہ تیری مست آنکھ مستی کے اسرار ہمیں بتاتی ہے۔

دیکھو شعر الف ۲/۱۲ ۔

ی ۱۹ — ۲۰
۱۴ و ۱۵ اسد ۱ تا ۴

(۱۴) ترجمہ۔ اے جان عشق تجھے طوفان کے حوالے کر گیا۔ تو نے سمجھا ہے کہ اس کشاکش سے بجلی کی طرح تو نکل گئی۔

جان سے مراد اپنی جان۔ مطلب یہ ہے کہ عشق سے رہائی مشکل ہے

(۱۵) ترجمہ۔ حافظ نے جب سے آنکھوں سے تیری پست زلف کو دیکھا ہے۔ باوجود تمام سربلندی کے پستی کا پامال ہوگا۔

زلفِ پست سے مراد زلفِ دراز جو لٹک کر نیچے تک پہنچ جائے۔

غزل (۲۰)

بجان او کہ گرم دسترس بجان بودی	۱	کمینہ پیشکش بندگانش آن بودی
اگر دلم نشدے پای بند طرۂ او	۲	کیم قرار درین تیرہ خاکدان بودی
بگفتمے کہ بہا چیست خاک پای ترا	۳	اگر حیات گرانمایہ جاودان بودی
بجواب نیز نمی بینمش چہ جای وصال	۴	چو این نبود و ندیدیم بارے آن بودی
بہ بندگی قدش سرو معترف گشتی	۵	اگر چو سوسن آزادہ دہ زبان بودی
(۶)	ز پردہ نالۂ حافظ برون کی افتادی اگر نہ ہمدم مرغان صبح خوان بودی	(۶)

(۱) ترجمہ۔ اس کی جان کی قسم ہے کہ اگر جان میرے قابو میں ہوتی۔ تو اسے میں اس کے غلاموں کے سامنے ادنیٰ پیشکش بناتا۔

یعنے اگر جان میرے اختیار میں ہوتی تو ضرور اسے اپنے معشوق پر قربان کرتا۔

(۲) ترجمہ۔ اگر میرا دل اس کی زلف میں گرفتار نہ ہوتا۔ تو اس تیرہ خاکدان میں مجھے کب قرار ہوتا۔

تیرہ خاکدان سے مراد دنیا۔

(۳) ترجمہ۔ میں بتا دیتا کہ تیری خاکِ پا کی قیمت کیا ہے۔ اگر قیمتی زندگی جاودانی ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ زندگی ہرچند قیمتی ہے لیکن چونکہ چند روزہ ہی اس لئے یہ تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت نہیں ہو سکتی - البتہ اگر زندگی جاودانی ہوتی تو تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت کی ہوتی -

(۴) ترجمہ - وصال کا تو کیا ذکر ہے میں خواب میں بھی اُسے نہیں دیکھتا - اگر یہ نہیں تھا اور ہم نے اُسے (بیداری میں) نہ دیکھا تھا تو کاشکہ (خواب میں تو) دیکھتے -

(۵) ترجمہ - سرو اس کے قد کی غلامی کا اعتراف کرتا - اگر سوسنِ آزاد کی طرح اسکی دس زبانیں ہوتیں -

سرو اور قدِ یار کے لئے دیکھو شعری ۴/۱۰ -

(۶) ترجمہ - حافظ کی فریاد پردہ سے کب باہر ہوتی اگر وہ مرغانِ صبح خواں کا ہمدم نہ ہوتا -

مرغانِ صبح خوان سے مراد بلبلیں -

غزل (۲۱)

۱	بچشم کردہ ام ابروی ماہ سیمائی	خیال سبز قدی نقش بستہ ام جائی
۲	زمام دل بکسی دادہ ام من مسکین	کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروائی
۳	سرم ز دست شد و چشم از انتظار بسوخت	در آرزوی سر و چشم مجلس آرائی
۴	زہی کمال کہ منشور عشقبازی من	از آن کمانچہ ابرو رسد بطغرائی
۵	مرا کہ از رخ تو ماہ در شبستان ست	کجا بود بفروغ ستارہ پروائی
۶	مکدرست دل آتش بخرقہ خواہم زد	بیا ببین تو اگر میکنی تماشائی
۷	بروز واقعہ تابوت ما ز سرو کنید	کہ مردہ ایم ز داغ بلند بالائی
۸	دران مقام کہ خوبان بغمزہ تیغ زنند	عجب مکن ز سری کو فتادہ در پائی
۹	فراق و وصل چہ باشد رضای دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائی

(۱۰) ز شوق سر بدر آرند ماہیان از آب
اگر سفینہ حافظ رسد بدریائی (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ ایک سیاہ ابرو آنکھ میں سمائی ہے۔ ایک سرو قد کے خیال کا کسی جگہ نقشہ بنایا ہے۔

جا سے مراد یہ ہے کہ دل میں نقشہ بنایا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مجھ مسکین نے دل کی باگ ایک ایسے شخص کو دی ہے کہ اسے کسی سے تاج و تخت کی پرواہ بھی نہیں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا سر ہاتھ سے چلا گیا اور آنکھ انتظار میں جل گئی۔ کسی مجلس آرا (معشوق) کے سر و چشم کی آرزو میں۔

(۴) ترجمہ۔ بہت کمال ہوگا اگر میری عشقبازی کا منشور۔ اس کمان ابرو کے طغرا تک پہنچ جائے۔

منشور پراگندہ۔ پھیلا ہوا۔ پریشان۔ فرمان شاہی۔ پروانہ۔ مجازاً مشہور۔ طغرا۔ پیچیدہ خط جس میں بادشاہوں کا نام اور القاب فرمان پر لکھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بڑے کمال کی بات ہوگی اگر میری عشقبازی کے پروانہ پر طغرا لکھا جائے۔ یعنی میری عشقبازی کے دفتر کے عنوان پر اس ملک حسن کے بادشاہ کا نام لکھا جائے۔ یا میری عشقبازی اس سے منسوب ہو جائے۔

ابرو (بوجہ خم) اور طغرا کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ میرے شبستان میں تیرے چہرہ کا چاند ہے۔ مجھے ستارہ کی روشنی کی کیا پرواہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میرا دل قلندری میں خرقہ کو آگ لگا دوں گا۔ اگر تماشا دیکھتا ہے تو آ اور دیکھ۔

(۷) ترجمہ۔ میرے مرنے پر میرا تابوت سرو کی لکڑی کا بناؤ۔ کیونکہ میں ایک سرو قد کے داغ میں مرتا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ جس جگہ حسین غمزہ کی تلواریں چلاتے ہیں۔ وہاں کوئی عجب نہیں کہ سر کٹ کر پاؤں میں گریں۔

(۹) ترجمہ۔ فراق اور وصال کیا چیز ہے معشوق کی رضا طلب کر۔ کیونکہ معشوق سے سوا معشوق کی تمنا کے اور کچھ تمنا رکھنی افسوس کی بات ہوگی۔

نہ جنت جویم و نے حور انہار سے خواہم

زتو ارزانی ای زاہد ہمہ من یار میخواہم

(۱۰) ترجمہ۔ شوق کی وجہ سے مچھلیاں پانی سے سر باہر نکالیں گی۔ اگر حافظ کا دیوان کسی دریا کے نزدیک جائے

سفینہ (۱) کتاب غزلیات (۲) کشتی۔

لہذا سفینہ۔ اور دریا کی رعایت ظاہر۔

غزل (۲۲)

پدید آمد رسوم بیوفائی	۱	نماند از کس نشان آشنائی
برند از فاقه پیش ہر خسیسی	۲	کنوں اہل ہنر دست گدائی
کسی کو فاضل ست امروز در دہر	۳	نمی بیند ز غم یکدم رہائی
کسی کو جاہل ست اندر تنعم	۴	متاع او بود ہر دم بہائی
اگر شاعر بخواند شعر چوں آب	۵ ق	که دل را زو فزاید روشنائی
نه بخشندش جوی از بخل و امساک	۶	اگر خود فی المثل باشد سنائی
خرد در گوش ہوش من چه خوش گفت	۷	برو صبرے بکن در بی نوائی

(۸) بیا حافظ بجان این پند بنیوش
اگر از پا بیفتی بر سر آئی (۸)

(۱) ترجمہ۔ بیوفائی کے طریقے ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور کسی میں آشنائی کا نشان باقی نہیں رہا۔

(۲) ترجمہ۔ اب تمام اہل ہنر فاقہ کی وجہ سے ہر ایک خسیس کے سامنے دستِ گدائی پھیلاتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ آج زمانہ میں جو شخص فاضل ہے۔ وہ غم سے ایک دم رہائی نہیں پاتا۔

مرد تا کسب ہنر کرد بلا حاصل کرد	قطرہ گوہر چو شود بیم شکستن دارد

(۴) ترجمہ۔ اور جو کوئی جاہل ہے ناز و نعمت میں اسکی متاع ہر وقت قیمتی ہے۔

جورِ فلک بر اہل کمال است منحصر	غم نیست از خسوف مہِ ناتمام را

(۵) ترجمہ۔ اگر شاعر پانی کیطرح ایسے روان شعر پڑھے کہ جن سے دل کی روشنائی بڑھے۔

(۶) ترجمہ۔ تو بخل اور امساک سے اسے ایک جو کا دانہ بھی نہیں دینگے اگر وہ مثلاً سنائی بھی ہو۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں **سنائی** سے مراد حکیم سنائی مصنفِ حدیقہ۔ مشہور شاعر گذرے ہیں

گذشتہ تمام شعراء اہل زمانہ کی ناقدر شناسی اور آسمان کی سفلہ پروری پہ ہیں۔ دیکھو شعر د ۱۲۶/۷ د ۱۲۱/۳

د ۱۲۱/۸ م ۱۳۱/۴ م ۶۲/۵ ت ۴۱/۳ د ۲۰/۶ م ۱۲۰/۲-۳ ۷۵/۴-۲ -

(۷) ترجمہ۔ کل عقل نے میرے ہوش کے کانوں میں کہا کہ جا بینوائی پر صبر کر۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ آ اور جان سی یہ نصیحت سُن۔ کہ اگر تو کرے گا تو آخر سر بلند ہوگا۔

غزل (۲۳۱)

بروزاہد بامیدی کہ داری	۱	کہ دارم ہمچناں امیدواری
بجز ساغر کہ دارد لالہ در دست	۲	بیا ساقی بیاور آنچہ داری
مرا در رشتۂ دیوانگان کش	۳	کہ مستی خوشتر است از ہوشیاری
بپرہیز از من ای صوفی بپرہیز	۴	کہ کردم توبہ از پرہیزگاری
بیا دل در خم گیسوی او بند	۵	اگر خواہی خلاص و رستگاری
بوقت گل خدارا توبہ بشکن	۶	کہ عہد گل ندارد استواری
عزیزا نوبہار عمر بگذشت	۷	چو بر طرف چمن باد بہاری

(۸) بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش
چرا عمری بغفلت میگذاری (۸)

(۱) ترجمہ۔ اے زاہد اس امید کے ساتھ جو تو رکھتا ہی جا کیونکہ میں بھی ایسی ہی امید رکھتا ہوں۔ یعنے اگر تجھے خدا کے لطف و کرم پر امید ہے تو مجھے بھی ہے۔ جا اپنا کام کر۔

(۲) ترجمہ۔ سوائے اس پیالہ کے جو لالہ کے ہاتھ میں ہے اے ساقی جو کچھ تیرے پاس ہی لا۔

(۳) ترجمہ۔ مجھے دیوانوں کے سلسلہ میں شامل کر دے کیونکہ مستی ہشیاری سے بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اے صوفی مجھ سی پرہیز کر پرہیز کر۔ کیونکہ میں نے پرہیزگاری سے توبہ کر لی ہے۔

دیکھو شعر د ۱/۴

(۵) ترجمہ۔ آ اور اس کی زلف کے خم میں دل کو باندھ دی اگر تو خلاصی در نجات چاہتا ہے۔

بیشک عشق کی قید باقی تمام قیود سے رہا کر دیتی ہے۔

بندِ معشوق چوں بہ بست بہ پا	از ہمہ بندہا رہا بودن

(۶) ترجمہ۔ موسم بہار میں خدا کے لئے توبہ توڑ دے۔ کیونکہ موسم بہار کو قیام نہیں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے عزیز عمر کی نوبہار گذر گئی۔ جس طرح کہ باغ سے بادِ بہاری۔

یعنے بادِ بہاری کی طرح زمانہ شباب جلد گذر جاتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ آ اور کڑ وی نصیحت سن۔ عمر کو غفلت میں کیوں گذارتا ہے۔

غزل (۲۴)

بشنو این نکتہ کہ خود را ز غم آزادہ کنی	۱	خون خوری گر طلب روزی ننہادہ کنی
آخر الامر گل کوزہ گران خواہی شد	۲	حالیا فکر سبو کن کہ پر از بادہ کنی
جہد بنما کہ در ایام گل و عہد شباب	۳	عیش با آدمی چند پریزادہ کنی
تکیہ برجای بزرگان نتوان زد بگزاف	۴	مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اجرہا باشدت ای خسرو شیریں حرکات	۵	گر نگاہی سوی فرہاد دل افتادہ کنی
خاطرت کی رقم فیض پذیرد ہیہات	۶	مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی
ای صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن	۷	کہ جہاں پر سمن و سوسن آزادہ کنی

(۸)	کار خود گر بخدا باز گزاری حافظ ای بسا عیش کہ با بخت خدادادہ کنی	(۸)

(۱) ترجمہ۔ یہ نکتہ سن تاکہ تو اپنے آپ کو غم سے آزاد کرے۔ اگر تو نامقرر شدہ روزی کی طلب کریگا تو خونِ جگر پیئے گا۔

روزی ننہادہ۔ یعنے روزی جو تیری قسمت میں نہیں لکھی گئی۔ خواجہ صاحب نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ تیری قسمت میں ہے مل جائیگا۔ زیادہ کے لئے سعی و کوشش بیفائدہ ہے اور اپنے دل کو خون کرنا ہے۔

(۲) ترجمہ - آخر کار تو کوزہ گردوں کی مٹی ہو جائیگا۔ اب ہو کی فکر کر کہ اُسے شراب سے بھرے -
مطلب یہ ہے کہ پیشتر اسکے کہ کوزہ گر تیری خاک سے کوزے بنائیں تو کوزے کو شراب سے بھر اور پی -

خوش باش کہ غصہ بیکراں خواہد بود	ہر چرخ قراں ز اختراں خواہد بود
خشتے کہ ز قالب تو خواہند زدن	ایوان و سرائے دگراں خواہد بود

(۳) ترجمہ - کوشش کر کہ موسم بہار اور عہد شباب میں چند پری زادہ اور میوں کے ساتھ تو عیش کرے -
(۴) ترجمہ - بزرگوں کی جگہ پر لاف و گزاف سے تکیہ نہیں لگا سکتے - بلکہ بزرگی کے تمام اسباب آمادہ کرنے چاہئیں
یعنی ذاتی قابلیت کے بغیر صرف لاف و گزاف سے تو بزرگ نہیں بن سکتا - لیاقت پیدا کر
دیکھو شعر (۳)
(۵) ترجمہ - اے شیریں حرکات معشوق کیا ہی اچھا ہوگا اگر افتادہ دل عاشق کی طرف نگاہ کرے گا -
خسرو اور فرہاد کی رعایت ظاہر - حَرَکات حرف اول و دوم مفتوح -
(۶) ترجمہ - افسوس تیرے دل پذیر کی تحریر کیا ہو سکتی ہے سوائے اسکے کہ تو اپنے ورق کو پراگندہ نقوش سے صاف کر دے
ورق - سے مراد ورقِ دل - مطلب یہ ہے کہ جب تک تیرے دل میں پراگندہ خیالات اور خیالاتِ ماسوا موجود ہونگے - محبوب مطلوب کا خیال تیرے دل میں نہیں سما سکتا اور توفیق یاب نہیں ہو سکتا دل کو غیر سے خالی کر تا کہ دوست اس میں جاگزین ہو -
(۷) ترجمہ - اے صبا خواجہ جلال الدین کی بندگی کر تاکہ تو تمام جہان کو سمن اور سوسن آزادہ سے بھر دے -
خواجہ جلال الدین - سے مراد جلال الدین شاہ وزیر شاہ شجاع دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۸ سوانحعمری - مدحیہ شعر ہے -
(۸) ترجمہ - اے حافظ اگر تو اپنے کام خدا پر چھوڑے گا - تو خداداد بخت کی بدولت بہت عیش و عشرت کرے گا -

غزل (۲۵)

بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی مے	۱	علاج کے کنمت آخر الدواء الکی

ذخیرہ بنہ از رنگ و بوئی فصل بہار	۲	کہ میرسند زرہ رہزنان بہمن و دی
زمانہ ہیچ نبخشد کہ باز نستاند	۳	مجو ز سفلہ مروت مجوز ناکس شی
چو گل نقاب برافگند و مرغ زد ہو ہو	۴	منہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہی ہی
خزینہ داری میراث خوارگان کفر ست	۵	بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نی
چو ہست آب حیاتت بدست تشنہ ممیر	۶	فلا تمت و من الماء کل شیء حی
نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوی	۷	کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوی
سخا نماند سخن طے کنم بیا ساقی	۸	بدہ بشادی روح روان حاتم طی
شکوہ سلطنت و حکم کی ثباتی داشت	۹	ز تخت جم سخنے ماندہ است و افسر کی

(۱۰)	بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ پیالہ گیر و کرم کن کہ الضمان علی	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ بلبل اور قمری کی آواز پر اگر تو شراب نہیں پیتا۔ تو میں تیرا علاج کب کر سکتا ہوں۔ آخری علاج داغ ہے کے۔ دراصل کی مشدد ہے یہاں بہ تخفیف پڑھی جائیگی۔ گرم لوہے سے اعضا پر داغ دینا ظاہر ہے کہ جب اور کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی تو بیمار عضو پر گرم لوہے سے داغ لگاتے ہیں۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر بلبل اور قمری کی آواز بھی تجھے شراب پینے کی رغبت نہ دلاے تو سمجھ کہ تیری بیماری لا علاج ہے۔

(۲) ترجمہ۔ موسم بہار کے رنگ و بو سے ذخیرہ جمع کر کیونکہ بہمن و دے کے رہزن راہ میں آ رہے ہیں یعنے بہار سے فائدہ اٹھا لے۔ خزاں آ رہی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کوئی ایسی چیز نہیں دیتا جو پھر اسے واپس نہ لے لیتا ہو کمینوں سے مروت اور ناکس سے کچھ چیز نہ مانگ زمانہ کو سفلہ اور ناکس کہا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جب پھول نے نقاب اٹھا اور پرندوں نے ہو ہو کی آواز کی۔ ہاتھ سے پیالہ نہ چھوڑ ہے ہے کیا کرتا ہے۔

یعنے موسم بہار ہے بلبلیں چہچہا رہی ہیں۔ تو ایسے وقت شراب نہیں پیتا۔ بڑا افسوس ہے تو کیا کرتا ہے

ہے ہے کلمہ تاسف۔ ہُو ہُو اور ہے ہے ہے ہے کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ مطرب ساقی کے قول اور دف ونے کے فتوی کے مطابق میراث خواروں کا خزانہ جمع کرنا منزلہ کفر کے ہے۔

میراث خوار وہ لوگ جن کو ورثہ میں مال ملا ہو مطلب یہ ہی کہ مال خرچ کرنا چاہئے نہ کہ جمع۔

(۶) ترجمہ۔ جب تیرے ہاتھ میں آب حیات ہی تو پیاسہ نہ مر۔ کیونکہ تمام چیزیں پانی سے زندہ ہیں۔

آب حیات سے مراد یہاں شراب ہے۔ قرآن کریم میں بھی پانی کو تمام اشیا کی زندگی کہا گیا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ جنت الماویٰ کے ایوان پر لکھا ہے کہ جو شخص دنیا کے فریب میں آیا اس پر افسوس!

(۸) ترجمہ۔ قصہ کوتاہ سخاوت نہیں رہی اے ساقی آ اور حاتم طائی کی روح درواں کی خوشی میں شراب دے

(۹) ترجمہ۔ سلطنت اور حکمرانی کے دبدبہ کو کب قیام ہی تخت جمشید اور تاج کیخسرو کا نام ہی نام رہ گیا ہی۔

(۱۰) ترجمہ۔ بخیل نفس الرحمن کی خوشبو کبھی نہیں سونگھ سکتا۔ اے حافظ آ پیالہ لے اور بخشش کر۔ ہم ذمہ وار ہیں

غزل (۲۶)

بفراغ دل زمانی نظرے بماہروئی	۱	بہ از انکہ چتر شاہی ہمہ روز ہاے وہوئی
بخدا کہ رشکم آید بدو چشم روشن خود	۲	کہ نظر دریغ باشد بچنین لطیف روئی
دل من شد و ندانم چہ شد آن غریب مارا	۳	کہ گذشت عمر و نامد خبری ز ہیچ سوئی
نفسم بآخر آمد نظرم ندید صورت	۴	بجز این نماند مارا ہوسی و آرزوئی

(۵) مکن ای صبا مشوش سر زلف آن پری را
کہ ہزار جان حافظ بفدای تار موئی (۵)

(۱) ترجمہ۔ دلجمعی کے ساتھ کسی ماہرو پر ایک نظر کرنا۔ بادشاہی تاج اور روزانہ ہائے وہوئے سے بہتر ہے

(۲) ترجمہ۔ خدا کی قسم کہ مجھے اپنی دو روشن آنکھوں پر افسوس آتا ہی کہ ایسے لطیف چہرہ پر ایک نظر بھی کی جائے

(۳) ترجمہ۔ میرا دل چلا گیا اور میں نہیں جانتا کہ ہمارے اس مسافر کا کیا حال ہوا۔ کیونکہ مدت ہوئی اور کسی طرف سے

اس کی خبر نہیں آئی۔

غریب سے مراد دلِ رمیدہ۔

(۴) ترجمہ۔ میری زندگی خاتمہ پر ہے اور میری نظر نے (وہ) صورت نہ دیکھی۔ اِسکے بغیر ہماری کوئی آرزو اور ہوس باقی نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے صبا اُس پری کی زلف کو پریشان نہ کر۔ حافظ کی ہزار جانیں اسکے ایک بال پر قربان ہوں۔

غزل (۲۷)

بگرفت کار حسنت چوں عشق من کمالی	۱	خوش باش زانکہ نبود این ہر دو را زوالی
در وہم می نگنجد کاندر تصورِ عقل	۲	آید بہ ہیچ معنی زین خوبتر مثالی
شد حظ عمر حاصل گر زانکہ با تو ما را	۳	یکدم بعمر روزی روزی شود وصالی
آن دم کہ با تو باشم یک سال ہست روزی	۴	واندم کہ بی تو باشم یک لحظہ ہست سالی
من چوں خیال رویت جانا بخواب بینم	۵	کز خواب می نبیند چشمم بجز خیالی
رحم آر بر دلِ من کز مہر روی خوبت	۶	شد شخص ناتوانم باریک چوں ہلالی
(۷)	حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواہی زین بیشتر بباید بر ہجر احتمالی	(۷)

(۱) ترجمہ۔ میرے عشق کیطرح تیرا حسن بھی کمال پر پہنچ گیا ہے۔ خوش رہ کیونکہ اِن دونو کو کبھی زوال نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ یہ بات قیاس میں نہیں آتی کہ عقل کے تصور میں کیطرح اس سے زیادہ خوبصورت شکل پیدا ہو سکے۔ یعنے یہ بات قیاس میں نہیں آسکتی کہ میرے معشوق کی شکل سے زیادہ خوبصورت شکل کبھی عقل کے تصور میں بھی آئے۔ بعض پرانے قلمی دیوانوں میں شعر اس طرح ہے۔

در وہم سے نگنجد و اندر تصورِ عقل		ناید بہ ہیچ معنے زین خوبتر مثالے

(۳) ترجمہ۔ تمام عمر کی خوشی حاصل ہوجائے اگر تیرے ساتھ تمام عمر میں ایکدن تھوڑی دیر کے لئے وصال حاصل ہو۔

شد - ہوگئی - سمجھو کہ ہوگئی - ہو جائے گی - روزی شود حاصل ہو جائے - مل جائے -

(۴) ترجمہ - جس وقت میں تیرے ساتھ ہوں ایک سال ایک دن نظر آتا ہی اور جسوقت تجھ سے دور ہوتا ہوں ایک دن ایک سال نظر آتا ہے -

ظاہر ہے کہ خوشی کے دن چھوٹے اور غم کے دن بڑے معلوم ہوتے ہیں - روزانہ زندگی کے تجربہ کی بات ہے -

(۵) ترجمہ - اے معشوق میں تیرے چہرہ کی تصویر کسطرح خواب میں دیکھوں - کیونکہ میری آنکھ صرف خیال میں نیند دیکھتی ہے یعنے جب میری آنکھوں میں نیند ہی نہیں تو تجھے خواب میں کسطرح دیکھوں - مجھے فی الواقعہ کبھی نیند نہیں آئی - صرف خیال ہی کہ نیند بھی ایک چیز ہوتی ہے -

(۶) ترجمہ - میرے دل پر رحم کر کہ تیرے خوبصورت چہرہ کی محبت سے میرا ناتواں وجود ہلال کیطرح باریک ہو گیا ہے

مہر اور ہلال میں صنعت ایہام ہے -

(۷) ترجمہ - اے حافظ اگر معشوق کا وصل چاہتا ہی تو شکایت نہ کر - اس سے بھی زیادہ ہجر برداشت کرنا ہوگا -

احتمال (۱) برداشت کرنا - بوجھ اٹھانا - بات کا سہنا (۲) گمان کرنا - گمان -

غزل (۲۸)

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی	۱ ق	میخواند دوش درس مقامات معنوی
یعنی بیا کہ آتش موسے نمود گل	۲	تا از درخت نکتہ تحقیق بشنوی
مرغان باغ قافیہ سنجند و بذلہ گو	۳	تا خواجہ مے خورد بغزلہای پہلوی
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد	۴	زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی
خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن	۵	کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی
درویشیم و گدا و برابر نمے کنم	۶	پشمین کلاہ خویش بصد تاج خسروی
این قصہ عجب شنو از بخت واژگون	۷	ما را بکشت یار بانفاس عیسوی
چشمت بغمزہ خانہ مردم خراب کرد	۸	مخموریت مباد کہ خوش مست میروی
دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر	۹	کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی

می خور بشعر بندہ کہ دل تنگیت مباد	۱۰	بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی

(۱۱) ساقی مگر وظیفۂ حافظ زیادہ داد
کاشفتہ گشت طرۂ دستار مولوی (۱۱)

(۱) ترجمہ - بلبل سرو کی شاخ سے پہلوی (فارسی) زبان میں کل مقاماتِ معنوی کا درس پڑھ رہی تھی -

(۲) ترجمہ - یعنی آ کہ پھول نے آتش موسے دکھائی ہے - تا کہ تو درخت سے نکتۂ تحقیق سنے -

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں - دوسرا شعر بلبل کا مقولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بلبل گل باغ میں یہ اسرار باطنی بیان کر رہی تھی کہ اگر جلوۂ طور دیکھنا ہے تو آؤ اور درخت سے نکتہ تحقیق سنو - آتش موسے سے مراد وہ آگ جو حضرت موسے علیہ السلام کو کوہ طور سے نظر آئی اور نزدیک جانے پر درخت سے "انی انا اللہ" کی آواز سنی - ظاہر ہے کہ گل سرخ سبز پتوں میں آگ کی طرح نظر آتا ہے - درختِ گل کو شجرِ طور اور گل کو آتشِ طور سے تشبیہ دی ہے - حاصل کلام یہ کہ موسم بہار میں باغ میں جا کر صنعتِ پروردگار کا نظارہ کر -

گو نظر باز کن و خلعتِ نارنج ببیں		ایکہ باور نکنی فی الشجر الاخضر نار	(سعدی)

(۳) ترجمہ - باغ کے پرندے قافیہ سنج اور بذلہ گو ہیں - تا کہ خواجہ فارسی غزلوں کے ساتھ شراب پیئے

(۴) ترجمہ - جمشید جام کی حکایت کے بغیر جہاں سے کچھ نہ لے گیا - خبردار دنیاوی اسباب پر دل نہ لگا -

(۵) ترجمہ - فرشِ بوریا - گدائی اور امن کی نیند اچھی ہے - کیونکہ یہ عیش بادشاہی تاج کے ساتھ بھی نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ امن کی نیند اور آرام بادشاہوں کے نصیب میں نہیں -

(۶) ترجمہ - میں درویش ہوں اور گدا ہوں اور سو بادشاہی تاجوں کو اپنی پشمینہ کی ٹوپی کے برابر نہیں سمجھتا -

حباب آسا اگر بیرون کنی عالی ہوا از سر		نمیدارد کلاہِ فقر و تاج سلطنت فرقے

(۷) ترجمہ - یہ عجیب بات سن کہ بخت واژگوں کی وجہ سے ہم کو یار نے انفاسِ عیسوی سے قتل کر دیا - نفسِ عیسے یا دم عیسے سے تو مردے بھی زندہ ہوتے تھے - میرا یار بھی دم عیسے رکھتا ہے لیکن میری بد بختی دیکھئے کہ مجھے الٹا بجائے زندہ کرنے کے معشوق نے قتل کر دیا - اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ت ۱ اور د ۳/۱۳ -

(۸) ترجمہ۔ تیری آنکھ نے عشوہ سے لوگوں کے گھروں کو ویران کر دیا۔ تجھے خمار نہ ہو کہ تو اچھا مست رہتا ہے۔
چشم اور مردم کی رعایت ظاہر۔ خانۂ مردم سے مراد آنکھ بھی ہو سکتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ بوڑھے دہقان نے اپنے لڑکے کو کیا اچھا کہا کہ اے میری آنکھوں کے نور بونے کے بغیر تو کچھ نہیں کاٹے گا۔
سعی و عمل کی تعلیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) ترجمہ۔ میرے شعر و نغمے کے ساتھ شراب پی خدا تجھے کبھی دل تنگی نہ دے۔ تیرے بعد اسباب دنیا کو سر پر خاک
مطلب یہ ہے کہ جب تو نہیں ہوگا یہ جاہ و مال کس کام آئیگا۔ دل کو تکلیف میں نہ رکھ میرے شعر پڑھ اور شراب پی۔

(۱۱) ترجمہ۔ ساقی نے شاید حافظ کو شراب کا وظیفہ دیا ہے۔ کیونکہ مولوی کی دستار کا طرہ آشفتہ ہو گیا ہے۔
مولوی سے یہاں مراد خود خواجہ صاحب۔

غزل (۲۹)

بیا با ما گذار این کینه داری	۱	که حق صحبت دیرینه داری
نصیحت گوش کن کاین دُر بسی به	۲	از آن گوهر که در گنجینه داری
بفریاد خمار مفلسان رس	۳	خدا را گر می دوشینه داری
ولیکن کی نمائی رخ برندان	۴	تو کز خورشید و مه آئینه داری
بد رندان مگو ای شیخ هشدار	۵	که با حکم خدائی کینه داری
نمی ترسی ز آه آتشینم	۶	تو دانی خرقه پشمینه داری

(۷) ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
به قرآنی که اندر سینه داری (۷)

(۱) ترجمہ۔ آ اور ہمارے ساتھ یہ کینہ داری چھوڑ دے۔ کیونکہ تو دیرینہ صحبت کا حق رکھتا ہے۔

یعنے ہمارے درمیان دیرینہ صحبت کا حق ہے۔

(۲) ترجمہ۔ نصیحت سن کیونکہ یہ موتی بہت اچھا ہے اُس موتی سے جو تو خزانہ میں رکھتا ہے۔

دُر سے مراد یہاں نصیحت ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگر تیرے پاس شرابِ دوشینہ ہے تو خدا کے لئے مفلسوں کے خمار کی فریاد سن۔

مئے دوشینہ۔ گزشتہ رات کی بچی ہوئی شراب۔

(۴) ترجمہ۔ لیکن تو رندوں کو کب چہرہ دکھاتا ہے۔ جب کہ تو خورشید اور چاند کا آئینہ رکھتا ہے۔

یعنے خورشید اور ماہتاب بھی تیرے چہرہ کا آئینہ ہیں۔ جب تو اتنا حسین ہے تو رندوں کو کیونکر چہرہ دکھائے گا۔

(۵) ترجمہ۔ اے شیخ رندوں کی بُرائی نہ کر خبردار کہ تو خدا کے حکم کے ساتھ کینہ رکھتا ہے۔

یعنے ہم خود بخود رند نہیں بنے خدا نے بنایا ہے۔ کیا تجھے خدا کے فعل پر اعتراض ہے؟

(۶) ترجمہ۔ کیا تو میری آہِ آتشین سے نہیں ڈرتا۔ تو جانتا ہے کہ تیرا خرقہ پشمینہ کا ہے۔

اور خرقہ پشمینہ میں آگ جلدی لگتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اُس قرآن کی قسم جو تیرے سینہ میں ہے تیرے شعروں سے اچھے شعر میں نے کبھی نہیں دیکھے۔

خواجہ صاحب کے اس دعویٰ کو تمام علمی دنیا مانتی ہے۔

غزل (۳۰)

بیار بادہ و بازم رہاں زرنجوری	۱	کہ ہم بہ بادہ توان کرد دفع مخموری
بہیچ وجہ نباشد فروغ مجلس انس	۲	مگر بروی نگار و شراب انگوری
زسحر غمزۂ فتّان خویش غرہ مباش	۳	کہ آزمودم و سودی نداشت مغروری
بیک فریب بدادم صلاح خویش از دست	۴	دریغ آن ہمہ زہد و صلاح و مستوری

ادیب چند نصیحت کنی کہ عشق مباز	۵	اگرچہ نیست ادب این سخن چہ دستوری
بعشق زندہ بود جان مرد صاحبدل	۶	اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری
رسید دولت وصل و گذشت محنت ہجر	۷	نہاد کشور دل بازرہ بہ معموری

(۸) بہر کسی نتوان گفت راز دل حافظ (۸)
مگر بدانکہ کشیدہ است محنت دوری

(۱) ترجمہ: شراب لا اور مجھے رنج سے رہائی دے۔ کیونکہ خمار شراب سے ہی دور ہو سکتا ہے۔

(۲) ترجمہ: سوائے معشوق کے چہرہ اور انگوری شراب کے مجلس صحبت میں کسطرح رونق نہیں ہو سکتی۔

(۳) ترجمہ: اپنے فتنہ انگیز غمزہ کے جادو پر مغرور نہ ہو کیونکہ میں نے آزمایا ہے کہ مغروری میں کچھ فائدہ نہیں

(۴) ترجمہ: میں نے ایک ہی فریب میں اپنی صلاحیت کو ہاتھ سے دیدیا۔ اس تمام زہد، صلاحیت اور مستوری (کے چلے جانے) پر افسوس!

فریب سے مراد فریب معشوق۔ غمزہ۔ کرشمہ وغیرہ۔

(۵) ترجمہ: اے ادیب تو کب تک نصیحت کرتا رہے گا کہ عشق نہ کر۔ اگرچہ یہ بات ادب میں دخل نہیں ہے لیکن تو کسطرح کا آدمی ہے؟

چہ دستوری: تو کیسا آدمی ہے۔ کس طرح کا آدمی ہے۔ کس عقل کا آدمی ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ کیسا احمق آدمی ہے۔ خواجہ صاحب معافی بھی مانگ گئے ہیں اور ادیب کو احمق بھی کہہ گئے ہیں۔

(۶) ترجمہ: صاحبدل آدمی کی جان عشق سے زندہ ہوتی ہے۔ اگر تو عشق نہیں رکھتا تو جا کہ تو معذور ہے

ممکن ہے یہ شعر پچھلے شعر سے قطعہ بند ہو اور خطاب ادیب سے ہو۔

(۷) ترجمہ: وصل کی دولت پہنچی اور ہجر کی تکلیف گذر گئی۔ ملک دل اب پھر آباد ہونے کو ہے۔

(۸) ترجمہ: اے حافظ ہر کسی کو دل کا راز نہیں بتا سکتے۔ البتہ اُسے بتا سکتے ہیں جس نے ہجر کی تکلیف برداشت کی ہو۔

غزل (۳۱)

ترا کہ ہرچہ مراد است در جہان داری	۱	چہ غم ز حال من زار ناتوان داری
بخواہ جان و دل از بندہ و رواں بستان	۲	کہ حکم بر سر آزادگان روان داری
بنوش می کہ سبکروحی و لطیف اندام	۳	علی الخصوص درین دم کہ سرگران داری
بیاض روی ترا نیست نقش در خور از انکہ	۴	سوادی ز خط مشکین در ارغوان داری
میان نداری و دارم عجب کہ ہر ساعت	۵	میان مجمع خوبان کنی میان داری
مکن عتاب ازین بیش و جور بر دل من	۶	بکن ہر انچہ توانی کہ جای آن داری
باختیار اگرت صد ہزار تیر جفاست	۷	بقصد جان من خستہ در کمان داری
بکش جفای رقیبان مدام و دل خوشدار	۸	کہ سہل باشد اگر یار مہربان داری
وصال دوست گرت دست میدہد روزی	۹	برو کہ ہرچہ مراد است در جہان داری
چو ذکر لعل لبت میکنم خرد گوید	۱۰	حدیث یا شکرست اینکہ در دہان داری

(۱۱) چو گل ہمن ازین باغ می بری حافظ (۱۱)
چہ غم ز نالہ و فریاد باغبان داری

(۱) ترجمہ۔ جتنی مرادیں جہاں میں ہیں جب تجھے حاصل ہیں تو مجھ زار و ناتواں کے حال کا تجھ کو کیا فکر ہے

(۲) ترجمہ۔ مجھ سے جان اور دل مانگ اور جلدی لے لے۔ کیونکہ آزاد لوگوں (عاشقوں) کے سر پر تیرا حکم جاری ہے۔

رواں جلد۔ فوراً۔ رواں جاری۔

(۳) ترجمہ۔ شراب پی کہ تو سبکروح اور لطیف اندام ہے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ تو حالتِ خماری میں ہے

(۴) ترجمہ۔ تیرے چہرے کے بیاض کو نقش کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تو ارغواں میں خط مشکیں کی سیاہی رکھتا ہے۔

ارغوان سے مراد سرخ چہرہ۔ خطِ مشکیں یعنے خطِ سبز۔ مطلب یہ ہے کہ خطِ سبز کے علاوہ تیرے چہرے پر اور کسی نقش و نگار کی ضرورت نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری کمر نہیں ہے اور میں حیران ہوں کہ ہر وقت حسینوں کے مجمع میں تو سرداری کرتا ہے۔

میانہ دار سردار۔ دو کشتی گیروں کے ساتھ تیسرا آدمی جو اُن کو علیحدہ علیحدہ کرے۔

میاں۔ میاں اور میانداری کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ اس سے زیادہ عتاب اور جور میرے دل پر نہ کر۔ (اس کے علاوہ) جو کچھ تو کر سکتا ہے کر کہ تیرا اختیار ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر لاکھ تیر جفا ہی تیرے قبضہ میں ہوں تو ان تمام کو تو مجھ ناتواں کے قصد پر کمان میں رکھتا ہے یعنے جتنے ظلم ہیں تو مجھ پر ہی کرتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ ہمیشہ رقیبوں کے ظلم کو برداشت کر اور دل کو خوش رکھ۔ کیونکہ اگر تیرا یار مہربان ہو تو یہ باتیں آسان ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اگر کسی روز معشوق کا وصال تجھے حاصل ہو جائے۔ تو جا کہ دنیا میں جتنی مرادیں ہیں تجھے حاصل ہو گئیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ جب میں تیرے لب لعل کا ذکر کرتا ہوں تو عقل کہتی ہے کہ تیرے منہ میں یہ بات ہے یا شکر ہے یعنے تیرے لب لعل کے ذکر سے منہ ہی شیریں ہو جاتا ہے گویا منہ میں شکر ڈالی ہے

	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے		الہی میری زبان پر یہ کس کا نام آیا	

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ جب اس باغ سے تو دامن پھولوں سے بھر کرکے جا رہا ہے۔ تو باغبان کے نالہ و فریاد کا کیا غم ہے۔

غزل (۳۲)

ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی	۱	تو مگر بر لب جوئی ز ہوس بنشینی

بخدائی کہ توئی بندۂ بگزیدۂ او	۲	کہ بجای من بیدل دگری نگزینی
صبر بر جور رقیباں چہ کنم گر نہ کنم	۳	عاشقاں را نبود چارہ بجز مسکینی
ادب و شرم ترا خسرو مہرویاں کرد	۴	آفریں بر تو کہ شایستۂ صد تحسینی
عجب از لطف تو ای گل کہ نشینی با خار	۵	ظاہرا مصلحت وقت دراں می بینی
حیفم آید کہ خرامے بتماشای چمن	۶	کہ تو خوشتر ز گل و تازہ تر از نسرینی
گر امانت بسلامت ببرم باکی نیست	۷	بیدلے سہل بود گر نبود بے دینی
باد صبحی بہوایت ز گلستان برخاست	۸	کہ تو خوشبو چو گل سوری و چون نسرینی
سخن بی غرض از بندۂ مخلص بشنو	۹	ای کہ منظور بزرگاں حقیقت بینی
نازنینی چو تو پاکیزہ رخ و پاک نہاد	۱۰	بہتر آنست کہ با مردم بد ننشینی
شیشہ بازی سرشکم نگری از چپ و راست	۱۱	گر بدیں منظر بینش نفسی بنشینی
بعد ازیں ما و گدائی بسر منزل عشق	۱۲	راہرو را نبود چارہ بجز مسکینی
تو بدیں دلکشی و نازکی ای مایۂ حسن	۱۳	لائق بزمگہ خواجہ جلال الدینی

(۱۴) سیل ایں اشک رواں صبر و دل حافظ برد
بلغ الطاقۃ یا مدمع عینی بینی (۱۴)

(۱) ترجمہ ۔ تو شاید ہوس کی وجہ سے نہر کے کنارے پر بیٹھتا ہی ورنہ جو فتنے تو دیکھتا ہی سب تیرے ہی برپا کیئے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تجھے لب جو بیٹھ کر سرو اور سبزہ زار کے نظارہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ تیرا قد خود ایک سرو ہے اور دنیا میں جتنے فتنے ہیں سب تیرے قد بالا کے برپا کیئے ہوئے ہیں۔ تیرا نہر کے کنارے پر بیٹھنا صرف ہوس کی وجہ سے ہے ورنہ سب نظارے تو اپنے اندر رکھتا ہے۔

ستمت گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو و سمن درآ	تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بہ چمن درآ

اس شعر کی حاشیہ نویسوں اور شارحین نے مختلف شرحیں کی ہیں۔

(۲) ترجمہ ۔ تجھے اس خدا کی قسم ہے جسکا تو برگزیدہ بندہ ہے ۔ کہ مجھ بیدل کی بجائے تو کسی غیر کو قبول نہ کریگا۔

یعنے مجھے چھوڑ کر اغیار کو اپنا دوست نہ بنا۔

(۳) ترجمہ ۔ رقیبوں کے جور پر اگر صبر نہ کروں تو کیا کروں ۔ عاشقوں کو مسکینی کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں

(۴) ترجمہ ۔ ادب اور شرم نے تجھے حسینوں کا بادشاہ کر دیا ۔ تجھ پر شاباش کہ تو بہت تعریف کے قابل ہے

(۵) ترجمہ ۔ اے پھول تیری مہربانی پر تعجب ہے کہ تو کانٹے کے ساتھ بیٹھا ہے ۔ بظاہر (معلوم ہوتا ہے کہ) تو نے مصلحتِ وقت اسی میں دیکھی ہے ۔

گل سے مراد معشوق اور خار سے مراد رقیب ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ تو باغ کی سیر کے لئے جائے ۔ جب کہ تو خود پھول سے زیادہ خوبصورت اور نسرین سے زیادہ تر و تازہ ہے ۔

(۷) ترجمہ ۔ اگر میں امانت کو سلامت لیجاؤں تو پھر کچھ ڈر نہیں ۔ بیدلی تو معمولی بات ہے مگر بے دینی نہ ہونی چاہیئے ۔

امانت سے مراد وہ امانت جسکی تشریح شعر ۵۴ میں گزری ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بیشک عاشق ہیں اور بیدل لیکن بیدلی جائز ہے البتہ زاہدانِ ریاکار کی بیدینی بری ہے خدا اس سے بچائے ۔ امانت جو ہمارے سپرد کی گئی ہے ۔ اسے سلامت لے جانا چاہیئے پھر کسی بات کا ڈر نہیں ۔

(۸) ترجمہ ۔ صبح کی ہوا تیری آرزو میں باغ سے چلی کیونکہ تو گلِ سرخ اور نسرین کی طرح خوشبودار ہے

(۹) ترجمہ ۔ اے کہ تو حقیقت میں بزرگوں کا منظورِ نظر ہے ۔ اس مخلص غلام کی بے غرض بات سُن ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ تجھ جیسا پاکیزہ چہرے والا اور پاک طینت والا نازنین بہتر ہے کہ برے آدمیوں کے ساتھ نہ بیٹھے ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ دائیں بائیں سے میرے آنسوؤں کی شیشہ بازی دیکھیگا ۔ اگر تو اس بینائی کے منظر میں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے ۔

شیشہ بازی رقاصی کا ایک فن جس میں ناچنے والا شیشہ و صراحی گلاب سے بھر کر سر پر رکھتا ہے ۔ اور ناچتا ہے اور باوجود حرکاتِ رقص کے شیشہ سر سے نہیں گرتا ۔ اگر سر سے گر جائے تو اصولی حرکات سے اُسے بازو یا گردن پر روک لیتا ہے ۔ گرنے نہیں دیتا ۔ (بہارِ عجم)

منظرِ بینش سے مراد آنکھ ۔ مطلب صرف یہ ہے کہ میری آنکھوں میں بیٹھ کر مردمِ دیدہ

کی شیشہ بازی دیکھہ یعنے میری اشکباری کا نظارہ کر۔

(۱۲) ترجمہ۔ اسکے بعد ہم ہونگے اور منزلِ عشق کی گداگری۔ راہرو کو مسکینی کے بغیر اور کچھہ چارہ نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ راہرو عشق کو خواہ مخواہ مسکینی اختیار کرنی پڑتی ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ آہاہ حسن تو اس دلکشی اور ناز کی کے ساتھہ۔ خواجہ جلال الدین کی مجلس کے لائق ہے
جلال الدین۔ دیکھو شعر ی ۲۴ مدح کی طرف گریز کیا ہے۔

(۱۴) ترجمہ۔ اس اشکِ رواں کا سیلاب حافظ کے دل کا صبر لے گیا۔ اے آنکھہ کی پتلی دیکھہ کہ طاقت کمال کو پہنچ چکی ہے۔

بلغ۔ فعل ماضی۔ پہنچ گئی۔ کمال کو پہنچ گئی۔ انتہا کو پہنچ گئی۔ **دمع** گوشہ چشم یا مردم چشم
مردمِ چشم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ تیرے آنسوؤں کے سیلاب نے خانۂ صبر کو برباد کردیا ہے
اب صبر کی طاقت نہیں رہی۔ تاب و طاقت کی انتہا ہو چکی ہے۔

غزل (۳۳)

جان فدای تو کہ ہم جانی و ہم جانانی	۱	ہر کہ شد خاک درت رست ز سرگردانی
سر سری از سر کوی تو نیارم برخاست	۲	کار دشوار نگیرند بدیں آسانی
خام را طاقت پروانۂ پر سوختہ نیست	۳	ناز کاں را نرسد شیوۂ جان افشانی
بی تو آرام گرفتن بود از ناکامی	۴	با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی
فاش کردند رقیباں تو سر دل من	۵	چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی
تا بماند تر و شاداب نہالِ قد تو	۶	واجب آنست کہ بر دیدۂ ما بنشانی
در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی	۷	گفتمش چونی و چون می رہی ای زندانی
گفت آری چہ کنی گر نبری رشک بمن	۸	ہر گدا را نبود مرتبۂ سلطانی

(۹) راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما
بس اگر بر سر ایں کوی کنی سگبانی (۹)

(۱) ترجمہ۔ جان تجھ پر فدا ہو کہ تو جان ہی ہو جاناں بھی ہی۔ جو شخص تیرے دروازہ کی خاک ہو گیا۔ سرگردانی سے چھوٹ گیا۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے کوچہ سے میں آسانی سے نہیں اٹھ سکتا۔ ایسا مشکل کام اتنی آسانی سے نہیں ہو سکتا۔

(۳) ترجمہ۔ خام طبع آدمی کو پرسوختہ پروانے کی سی طاقت نہیں ہوتی۔ نازک مزاجوں میں جان افشانی کا شیوہ نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہی کہ جان دینا پختگانِ عشق کا کام ہے۔ خام طبع لوگ پروانہ کی طرح جان نہیں دے سکتے

(۴) ترجمہ۔ تیرے بغیر آرام کرنا ناکامی کی بات ہی اور تیرے ساتھ گستاخ بیٹھنا حیرانی کی بات ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے رقیبوں (دربانوں) نے میرے دل کا راز فاش کر دیا۔ پوشیدہ خبر کب تک چھپی رہ سکتی ہے

(۶) ترجمہ۔ تاکہ تیرے قد کا درخت تر و تازہ رہے واجب ہی کہ تو اسے ہماری آنکھوں پر لگائے۔

قدِ معشوق کو سرو سے اور اپنی آنکھ کو نہر سے تشبیہ دی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ ایک دن میں نے اپنے دل کو تیری زلف کے خم میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ ای قیدی تو کیسا ہی اور کس طرح رہا ہو سکتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اگر تو مجھ پر رشک کرے تو کیا کرے۔ ہر ایک گداگر کو بادشاہی کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب کے سوال پر دل نے جواب دیا کہ میں تو زلفِ محبوب میں گرفتار ہو کر بادشاہ ہو گیا تو کیوں رشک کرتا ہے۔ تجھے یہ مرتبہ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ سچ تو یہ ہے کہ ہماری صحبت تیرے منصب کے کب لائق ہے۔ یہی کافی ہے کہ تو ہمارے کوچہ میں سگبانی کرے۔

یہ شعر معشوق کا مقولہ ہے۔

غزل (۳۴)

جای حضور و گلشن امنست این سرای	۱	زین در بشادمانی عیش و طرب درآی

۲ ای کاخ دولتی تو چہ کاخی کہ مدرجت — در شاخسار گلشن تو سایۂ ہمای

۳ ہر صبح در ہوای درت میکند صبوح — جمشید تخت چرخ بجام جہان نمای

۴ باد تو ہمچو آتش موسی خجستہ پی — خاک تو ہمچو آب خضر زندگی فزای

۵ فرخندہ نو گل تو چمن را حیات دہ — جعد بنفشۂ تو صبا را گرہ گشای

۶ مرغول سنبل از دم کوی تو خوش نسیم — زلف صبا ز خاک جناب تو مشکسای

۷ خورشید در ہوای تو چون ذرہ پای کوب — جمشید در حریم تو چون بندگان بپای

(۸) حافظ مقیم درگہ او باش و عیش کن — کاندر بہشت بہتر ازین گوشہ نیست جای (۸)

(۱) ترجمہ - یہ مکان جائے حضور اور گلشنِ امن ہے - اس دروازہ سے عیش و طرب کی خوشی میں داخل ہو۔

سرائے سے مراد سرائے محبوب -

(۲) ترجمہ - اے محلِ دولت تو کیا محل ہے کہ تیرے باغ کی ٹہنیوں میں ہما کا سایہ گذرتا ہے۔

مدرج - جائے رفتن و گذشتن - راہ - مطلب یہ ہی کہ اے عشوق سے محل تیرا رتبہ کتنا بلند ہے کہ تیرے ساتھ جو پائیں باغ ہے اسکے درختوں کی ٹہنیوں میں ہما کا سایہ ہی - یعنے جو تیرے باغ کے درختوں کے سایہ کے نیچے بیٹھا وہ گویا بادشاہ بن گیا۔

(۳) ترجمہ - ہر صبح تیرے دروازہ کی آرزو میں تختِ فلک کا جمشید جامِ جہان نما سے شرابِ صبح پیتا ہے

مطلب یہ ہی کہ ہر صبح تیری آرزو میں آفتاب جامِ صبوحی پیتا ہے۔

(۴) ترجمہ - تیری ہوا آتشِ طور کیطرح مبارک قدم ہے اور تیری خاک آبِ حیات کیطرح جان بخش ہی

آتشِ موسےٰ سے مراد وہ نور جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کوہِ طور سے نظر آیا - اس شعر میں چہار عناصر آب و آتش - خاک - باد کی رعایت قابل داد ہے۔

(۵) ترجمہ - تیرا انیا مبارک پہول باغ کو زندگی بخشتا ہے - اور تیری زلف کا پیچ و خم بادِ صبا کی گرہ کشائی کرتا ہے۔

فرخندہ نوگل سے مراد گلِ رخسار -

(۶) ترجمہ۔ سنبل کے پیچدار بال تیرے کوچہ کی ہوا سے خوشبودار ہو گئے ہیں۔ اور صبا کی زلف تیرے دربار کی خاک سے معنبر ہو گئی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ آفتاب تیری آرزو میں ذرہ کی طرح ناچ رہا ہے اور جمشید تیرے دربار میں غلاموں کی طرح کھڑا ہے

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اسکی درگاہ میں مقیم ہو اور عیش کر۔ کیونکہ اس گوشہ سے بہتر بہشت میں بھی کوئی جگہ نہیں ہے

غزل (۳۵)

۱	چو سرو گر بخرامی دمے بگلزارے	خورد ز غیرت روی تو ہر گلے خارے
۲	ز کفر زلف تو ہر حلقۂ و آشوبے	ز سحر چشم تو ہر گوشۂ و بیمارے
۳	نثار خاک رہت نقد جان ما ہر چند	کہ نیست نقد روان را بر تو مقدارے
۴	مرو چو بخت من اے چشم مست یار بخواب	کہ در پی است ز ہر سوت آہ بیدارے
۵	دلا ہمیشہ مزن لاف زلف دلبندان	چو تیرہ رای شدی کی کشایدت کارے
۶	سرم برفت و زمانی بسر نرفت این کار	دلم گرفت و نبودت سر گرفتارے

(۷)
چو نقطہ گفتمش اندر میان دایرہ آی
بخندہ گفت کہ حافظ برو چہ پرکارے
(۷)

(۱) ترجمہ۔ اگر سرو کی طرح تھوڑی دیر کے لئے تو باغ میں خراماں ہو۔ تو تیرے چہرہ کی غیرت سے ہر ایک پھول خار کھائے

رشکِ قدِ تو اے چمن آرا شکستہ است		از سرو ہا بسینۂ گلشن خدنگہا	(امینش)
از اسیر آ باغباں گلہائی رعنا را بگو		خارِ خجلت در جگر لافِ نزاکت مشکل است	(جلال اسیر)

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف کی کفر سے ہر حلقہ میں آشوب ہے۔ تیری آنکھ کے جادو سے ہر گوشہ میں ایک بیمار پڑا ہے۔
زلف و حلقہ و آشوب اور چشم و گوشہ و بیمار کی رعایت قابلِ صد تحسین و آفرین ہے

(۳) ترجمہ۔ ہماری جان کی نقدی تیرے راستہ کی خاک پر قربان ہو۔ اگرچہ جان کی نقدی کی تیری سامنے کچھ قدر و قیمت نہیں

نقد رواں۔ مروجہ سکہ کو بھی کہتے ہیں لہذا نقد جان اور نقد رواں کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ اے معشوق کی مست آنکھ میری بخت کیطرح سو نہ جا۔ کیونکہ ہر طرف سے بیداروں (عاشقوں) کی آہیں تیرے درپے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے دل ہمیشہ معشوقوں کی زلف کی لاف نہ مار۔ جب تو تیرہ رای ہوگیا تو کشایش کار کب ہوسکتی ہے۔

زلف اور تیرہ کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر زلف کا سودا ہوگیا تو پھر کشائش کار مشکل ہو جائیگی۔

(۶) ترجمہ۔ میرا سر چلا گیا اور کام تھوڑی دیر کے لئے بھی سر انجام نہ ہوا۔ میرا دل منقبض ہوگیا اور تجھے کسی اسیر کا خیال تک بھی نہیں۔

گرفتار سے مراد خود خواجہ صاحب۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے اسے کہا کہ نقطہ کیطرح دائرہ کے اندر آجا۔ اس نے ہنس کر جواب دیا کہ اے حافظ پرکار کی طرح باہر چلا جا۔

سوال و جواب بہت اچھا ہے۔ احباب کا حلقہ ہے خواجہ صاحب معشوق کو کہتے ہیں کہ نقطہ مرکز کی طرح اس دائرہ میں آجا۔ جواب ملتا ہے کہ آپ خط محیط کی طرح دائرہ سے باہر ہو جائیے۔ ظاہر ہے کہ دائرہ مرکز عین درمیان اور خط محیط عین باہر ہوتا ہے۔ پرکار کا بھی ایک پاؤں مرکز پر اور دوسرا محیط پر ہوتا ہے۔

غزل (۳۶۱)

چون در جهان خوبی امروز کامگاری	۱	شاید که عاشقان را کامی ز لب برآری
با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوه	۲	بر بیدلان مسکین تا کی جفا و خواری
تا چند همچو چشمت در عین ناتوانی	۳	تا چند همچو زلفت در تاب و بیقراری
جوریکه از تو دیدم دردی که از تو بردم	۴	گر شمه‌ٔ بدانی شاید که رحمت آری
از بادهٔ وصالت گر جرعهٔ بنوشم	۵	تا زنده ام نورزم آیین هوشیاری
در هجر مانده بودم باد صبا رسانید	۶	از بوستان وصلت بوی امیدواری

ما بندہ ایم و عاجز تو خواجہ و قادر	۷	گر میکشی بزورم ور میکشی بزاری
دکان عاشقی را بسیار مایہ باید	۸	دلہای ہمچو آتش چشمان بیو دباری
گرچہ بوی وصلت در حشر زندہ گردم	۹	سر بر نیارم از خاک از روی شرمساری

(۱۰) آخر ترحمی کن بر حال زار حافظ
تا چند نا امیدی تا چند خاکساری (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ چونکہ حسن کے جہاں میں تو آج کامیاب ہے۔ اسلئے چاہیے کہ تو تب عاشقوں کی مطلب براری ہی کرے۔

(۲) ترجمہ۔ بیدل عاشقوں کے ساتھ کب تک ناز و عشوہ کریگا مسکین بیدلوں پر کب تک ظلم اور خواری کریگا۔

(۳) ترجمہ۔ تیری آنکھ کیطرح ہم کب تک عین ناتوانی میں رہینگے۔ اور تیری زلف کیطرح کب تک پیچ و تاب اور بیقراری میں رہیں گے۔

چشم اور عین میں صنعت ایہام ہے۔ چشم بیمار کی ناتوانی ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ جو ظلم میں نے تجھ سے دیکھا ہے اور جو درد میں نے تجھ سے اٹھایا ہے اگر تجھے اسکا تھوڑا سا علم بھی ہو جائے تو شاید تو ہم پر رحم کرے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر تیرے وصال کی شراب میں ایک گھونٹ پی لوں تو جب تک زندہ ہوں ہوشیاری کی طرز اختیار نہ کروں

(۶) ترجمہ۔ میں ہجر میں ناتواں ہو گیا تھا کہ بادِ صبا تیرے وصل کے باغ سے امید کی بو لائی۔

(۷) ترجمہ۔ ہم غلام ہیں اور عاجز تو مالک ہے اور قادر۔ اگر تو زور سے مجھے کھینچ لے یا زاری سے مجھے قتل کر دے (تیرا اختیار ہے)

(۸) ترجمہ۔ عاشقی کی دکان میں بہت سا سرمایہ چاہئے۔ آگ کیطرح دل اور نہر کیطرح آنکھیں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں دلِ سوزاں اور چشم گریاں ضروری ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ میں تیرے وصل کی امید پر حشر کے روز زندہ ہو جاؤنگا لیکن شرمساری کی وجہ سے خاک سے سر نہیں اٹھاؤنگا۔

شرمساری بوجہ کم بضاعتیٔ سرمایۂ اعمال۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ کے حالِ زار پر آخر رحم کر۔ یہ نا امیدی اور یہ خاکساری کب تک ہوگی۔

غزل (۳۷)

چه بودی ار دل آن ماه مهربان بودی	۱	که کار ما نه چنین بودی ار چنان بودی
شگفتمی چه از نسیم طرهٔ دوست	۲	گرم بهر سرِ موئی هزار جان بودی
برات خوشدلی ما چه کم شدی یارب	۳	گرش نشان امان از بد زمان بودی
گرم زمانه سرافراز داشتی و عزیز	۴	سریر عزتم آن خاک آستان بودی
خیال اگر نشدی سد آب دیدهٔ من	۵	هزار چشمه بهر گوشهٔ روان بودی
کسی بگوی دلم کاشکی نشان دادی	۶	که تا فراغتی از باغ و بوستان بودی
برخ چو مهر فلک بی نظیر آفاق ست	۷	بدل دریغ که یک ذره مهربان بودی
ز پردهٔ کاش برون آمدی چو قطرهٔ اشک	۸	که بر دو دیدهٔ ما حکم او روان بودی
(۹)	اگر نه دائرهٔ عشق راه بربستی چو نقطه حافظ بیدل درآن میان بودی	(۹)

(۱) ترجمہ ۔ اس ماہوش کا دل اگر مہربان ہوتا تو کیا ہوتا ۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارا حال اسطرح (ابتر) نہ ہوتا

(۲) ترجمہ ۔ اگر میرے ہر ایک بال کے ساتھ ہزار ہزار جانیں ہوتیں ۔ تو میں بتاتا کہ معشوق کی زلف کی خوشبو کی کیا قیمت ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ میں صرف ایک جان رکھتا ہوں ۔ لیکن یہ ایک جان زلفِ محبوب کی خوشبو کی ہم قیمت نہیں ہو سکتی البتہ اگر میرے ہر ایک بال کے ساتھ ہزار ہزار جانیں ہوتیں تو وہ تمام مل کر البتہ زلفِ یار کی نسیم کی ہم قیمت ہو سکتیں ۔ دیکھو شعر (دی ۳/۲۸)

(۳) ترجمہ ۔ اے خدا کیا کمی ہو جاتی اگر ہماری خوشدلی کی برات کو زمانہ کے ہاتھ سے امان کا پروانہ مل جاتا ۔ **برات** ۔ حصہ ۔ ہنڈی ۔ چک ۔ "برات خوشدلی ما" کا "چہ کم شدے" کے ساتھ کوئی نحوی تعلق نہیں ۔ **نشان امان** ۔ امان کا پروانہ ۔ قتل عام کے موقعہ پر جس شخص کو نشان امان دیا جائے وہ ہر قسم کے تعارض سے محفوظ ہو جاتا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ اگر حوادث زمانہ سے ہماری خوشدلی کو امان مل جاتے تو خدا کے خزانہ میں کیا کمی واقع ہو سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگر زمانہ مجھے سرافراز اور مغرور رکھتا۔ تو اُس آستانہ کی مٹی میری عزت کا تخت ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ آستانِ محبوب کی خاک میرے لئے عزت کا تخت ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر (تیرا) خیال میرے آنسوؤں کے سدِ راہ نہ ہوتا۔ تو ہر طرف ہزاروں چشمے جاری ہو جاتے

(۶) ترجمہ۔ افسوس کہ کوئی شخص مجھے اسکے کوچہ کی راہ بتاتا۔ تاکہ مجھے باغ و بوستان کی ضرورت نہ رہتی۔

یعنے اُسکا کوچہ ہی میرے لئے باغ و بوستان ہو جاتا۔

(۷) ترجمہ۔ چہرے کے لحاظ سے تو وہ آفتاب فلک کیطرح تمام جہان میں بےنظیر ہے۔ افسوس کہ دل میں بھی وہ ذرہ بھر مہربان ہوتا۔

مہر و ذرہ اور مہربان کی رعایت ظاہر۔ دیکھو شعر الف ۱/۲

(۸) ترجمہ۔ افسوس کہ وہ کبھی آنسو کے قطرہ کیطرح پردہ سے باہر نکلتا۔ تاکہ ہماری دونو آنکھوں پر اسکا حکم جاری ہوتا

(۹) ترجمہ۔ اگر عشق کا دائرہ رستہ بند نہ کر دیتا۔ تو بیدل حافظ نقطہ (مرکز) کیطرح اس کے درمیاں ہوتا۔

غزل (۳۸)

چه قامتی که ز سر تا قدم همه جانی	۱	چه صورتی که بهیچ آدمی نمی مانی
نه صورتی که گل گلستان فردوسی	۲	نه قامتی که سهی سرو باغ و بستانی
بسی حکایت حسنت شنیده ام جانان	۳	کنون که دیدمت الحق هزار چندانی
تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران	۴	دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی
ز جستجوی تو ننشینم ار چه بر نفسم	۵	میان خون دل و آب دیده بنشانی
ز خاک پای عزیز تو سر نگردانم	۶	گرم ز دست فراقت بسر بگردانی
تو چون سپهر جفا پیشه واعوانم	۷	چو روزگار نهاده است رو بویرانی

(۸)	زروی لطف و ترحم چرا نہ بخشائی چو درد و محنت حافظ یقین ہمیدانی	(۸)

(۱) ترجمہ ۔ تیرا قد کیا ہے کہ سر سے قدم تک تو عین جان ہے۔ تیری صورت کیسی ہے کہ کسی آدمی سے مشابہ نہیں۔

یعنے تمام دنیا سے زیادہ حسین ہے۔ کوئی آدمی تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۲) ترجمہ ۔ تیری صورت کیا ہے باغ بہشت کا ایک پھول ہے۔ تیرا قد کیا ہے باغ و بستان کا سرو سہی ہے

(۳) ترجمہ ۔ اے جاناں میں نے تیرے حسن کی بہت حکائیتیں سنی ہیں۔ اب کہ میں نے تجھے دیکھا ہے فی الحقیقت تو اس سے ہزار چند حسین ہے۔

یعنے جیسا سنا تھا اس سے ہزار چند زیادہ پایا۔

(۴) ترجمہ ۔ میرا جسم تیری آنکھ کیطرح بیماری کی نشانی رکھتا ہے۔ میرا دل تیری زلف کی طرح پریشان ہے

(۵) ترجمہ ۔ میں تیری جستجو نہیں چھوڑونگا اگرچہ بیرم تو مجھے دل کے خون اور آنکھوں کے پانی کے درمیان بٹھائے۔

یعنے ہر چند میرا دل خون ہو اور آنکھیں اشکبار لیکن تیری طلب سے باز نہیں آؤنگا۔

(۶) ترجمہ ۔ میں تیری گرامی قدر خاک پاسے سر نہیں اٹھاؤنگا۔ اگرچہ تو مجھے فراق کے ہاتھ سے سرگردان رکھے۔ (یا قربان کرے)

بسر گردیدن یا بسر کسے گردیدن ۔ کسی پر قربان ہو جانا۔

(۷) ترجمہ ۔ تو آسمان کی طرح ستم پیشہ ہے اور میری حالت زمانہ کی طرح رو بویرانی ہے۔

(۸) ترجمہ ۔ لطف و ترحم سے تو کیوں مہربانی نہیں کرتا۔ جب کہ حافظ کے درد اور محنت کو یقینی جانتا ہے

غزل ۳۹

گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ماوائی	۱	خوشتر از کوی خرابات نباشد جائی
شیشۂ بادہ و کنجے و رخ زیبائی	۲	آرزو میکنم و از تو چہ پنہان دارم

جای من دیر مغانست و مروج وطنی	۳	رای من روی بتانست و مبارک رائی
چه کنی گوش که در دہر چو من شیدا نیست	۴	نیست این جز سخن بوالہوس خود رائی
صنما غیر تو در خاطر ما کے گنجد	۵	کہ مرا نیست بغیر از تو زکس پروائی
بادب باش کہ ہرگز نتواند گفتن	۶	سخن دیر مگر برہمنے دانائی

(۷) رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
زانکه ہست از پی امروز یقین فردائی (۷)

(۱) ترجمہ۔ کوئے خرابات سی بہتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر پیرانہ سری میں مجھ کوئی ایسا ٹھکانا مل جائے۔

(۲) ترجمہ۔ تجھ سی کیا چھپاؤں کہ مجھے شیشۂ شراب۔ گوشۂ خلوت اور ایک حسین کے چہرہ کی آرزو ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میری جگہ دیر مغان ہے اور یہ ایک مروجہ وطن ہے۔ میری رائے معشوقوں کا چہرہ ہے اور یہ ایک مبارک رائے ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تو کیا سنتا ہے کہ زمانہ میں مجھ جیسا کوئی شیدا نہیں۔ یہ صرف کسی بوالہوس خود رائے آدمی کی بات ہے یعنے اگر تجھ کوئی کہے کہ مجھ جیسا کوئی اور شیدا نہیں تو اسکی بات پر توجہ نہ کر کیونکہ وہ بوالہوس اور خود رائے ہے۔ تجھ پر ہزاروں شیدا ہیں جو ایکدوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے معشوق تیرے بغیر اور کوئی ہمارے دل میں کب سما سکتا ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے بغیر اور کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ادب سے رہ کیونکہ دیر کی باتیں کسی دانا برہمن کے بغیر اور کون بتا سکتا ہے۔

برہمنوں کی دانائی ضرب المثل ہے۔ اور خاص کر دیر کے معاملات میں۔ یہاں برہمن سے مراد پیر مغان

(۷) ترجمہ۔ حافظ کے خراب مجروح دل پر رحم کر۔ کیونکہ آج کے بعد یقیناً کل بھی آئیگا۔

فردا سے مراد فردائے قیامت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت یقینی ہے۔ جہاں اپنے افعال و اعمال کا جواب دینا ہوگا اس لئے تجھے چاہیئے کہ ہمارے مجروح دل پر رحم کرے ورنہ روز قیامت کیا جواب دے گا۔

غزل (۴۰)

خوش کرد یاوری فلکت روز داوری	۱	تا شکر چون کنی و چه شکرانه آوری
در کوی عشق شوکت شاهی نمی خرند	۲	اقرار بندگی کن و دعوی چاکری
آنکس که اوفتاد خدایش گرفت دست	۳	پس بر تو باد تا غم افتادگان خوری
ساقی بمژدگانی عیش از درم در آی	۴	تا یکدم از دلم غم دنیا بدر بری
در شاهراه جاه و بزرگی خطر بسیست	۵	آن به کزین گریوه سبکبار بگذری
سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج	۶	درویش و امن خاطر و کنج قلندری
نیل مراد بر حسب فکر و همت ست	۷	از شاه نذر خیر و ز توفیق یاوری
یک حرف صوفیانه بگویم اجازت ست	۸	ای نور دیده صلح به از جنگ و داوری

(۹)	حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی کاین خاک بهتر از عمل کیمیاگری	(۹)

(۱) ترجمہ۔ آسمان نے انصاف کے دن تیری خوب مدد کی۔ دیکھیئے تو شکر کسطرح کرتا ہی اور کیا شکرانہ لاتا ہے

(۲) ترجمہ۔ عشق کے کوچہ میں بادشاہی شوکت کو کوئی نہیں پوچھتا۔ بندگی کا اقرار کر اور نوکری کا دعوی۔

(۳) ترجمہ۔ جو شخص گرتا ہی خدا اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ تو گرے ہوؤں کی غمخواری کرے۔

(۴) ترجمہ۔ اے ساقی عیش کی خوشخبری کے انعام میں تو میرے دروازے کے اندر آ۔ تاکہ تھوڑی دیر کے لئے میرے دل سے تو دنیا کا غم دور کر دے۔

(۵) ترجمہ۔ جاہ و بزرگی کے رستے میں بہت خطرے ہیں۔ یہی بہتر ہے کہ اس ٹیلہ سے تو سبکسار ہی گذر جائے۔

کریوہ ۔ ٹیلہ ۔

حق اینست و صاحبدلان بشنوند	سبکسار مردم سبکتر روند

(۶) ترجمہ ۔ بادشاہی کے ساتھ لشکر کا فکر اور تاج و گنج کا سودا لگا ہے۔ اور درویش کو دلجمعی اور گوشۂ قلندری نصیب ہے۔

چہ آزادند درویشاں ز آسیب گرانباری	چہ محتاجند سلطاناں باسباب جہانبانی
پئے سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ سلطانیست درویشی و درویشی ست سلطانی

(۷) ترجمہ ۔ فکر و ہمت کے مطابق مراد حاصل ہے۔ بادشاہ سے نذر خیر ہے اور توفیق سے رستگاری حاصل ہے

نیل پانا۔ حاصل کرنا پہنچنا۔

(۸) ترجمہ ۔ اگر اجازت ہو تو میں ایک صوفیانہ بات کہتا ہوں کہ اے آنکھوں کے نور! بادشاہی جنگ سے صلح بہتر ہے۔

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ فقر اور قناعت کے غبار کو دل سے نہ دھو۔ کیونکہ یہ خاک عمل کیمیا گری سے بہتر ہے۔

غزل (۱۱۴)

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائی	۱	خرقه جائی گرو باده و دفتر جائی
دل که آئینهٔ شاهی ست غباری دارد	۲	از خدا می طلبم صحبت روشن رائی
کرده ام توبه بدست صنمی باده فروش	۳	که دگر می نخورم بی رخ بزم آرائی
جویها بسته ام از دیده بدامان که مگر	۴	درکنارم بنشانند سهی بالائی
سر این نکته مگر شمع برآرد بزبان	۵	ورنه پروانه ندارد بسخن پروائی
کشتی باده بیاور که مرا بی رخ دوست	۶	گشته هر گوشهٔ چشم از غم دل دریائی
سخن غیر مگو با من معشوقه پرست	۷	کز وی و جام میم نیست بکس پروائی
نرگس ار لاف زد از شیوهٔ چشم تو مرنج	۸	نروند اهل نظر از پی نابینائی
این حدیثم چه خوش آمد که سحرگه میگفت	۹ قا	بر در میکدهٔ با دف و نی ترسائی

(۱۰)	گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد آہ اگر از پے امروز بود فردائی	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ تمام دیرمغان میں مجھ جیسا اور کوئی شیدائی نہیں۔ خرقہ ایک جگہ رہن شراب پڑا ہے اور کتاب ایک جگہ۔

(۲) ترجمہ۔ دل جو شاہی آئینہ ہی غبار آلود ہے میں خدا سے کسی روشن رائے والے شخص کی صحبت طلب کرتا ہوں تاکہ وہ میرے آئینۂ دل کو غبار سے صاف کرے۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے ایک شراب فروش کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ کہ آئندہ کبھی معشوقِ مجلس آرا کی موجودگی کے بغیر شراب نہیں پیوں گا۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے آنکھوں سے اپنے دامن میں کئی نہریں جاری کی ہیں تاکہ شاید میرے پہلو میں کسی معشوقِ سرو قد کو بٹھا دیں۔

سرو کا برلبِ جو ہونا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اشکباری کر رہا ہوں شاید معشوق مل جائے۔

(۵) ترجمہ۔ اس نکتہ کا بھید شاید شمع ہی زبان سے نکالے۔ ورنہ پروانہ کو تو بات کرنے کی کچھ پرواہ نہیں

سرِ ایں نکتہ سے مراد اسرارِ عشق و سوز۔

(۶) ترجمہ۔ شراب کی کشتی لا کہ معشوق کے فراق میں غم کی وجہ سے آنکھوں کے ہر گوشہ سے دریا جاری ہیں۔

کثرتِ گریہ کا اظہار کر کے طلبِ شراب کی ہے۔ دریا کے لئے کشتی کی ضرورت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق پرست کے سامنے اغیار کی باتیں نہ کر۔ کیونکہ مجھے معشوق اور جام شراب کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ نرگس نے اگر تیری آنکھ کے شیوہ کی برابری کا دعویٰ کیا ہے تو ناراض نہ ہو کیونکہ اہل نظر اندھوں کی بات کی پرواہ نہیں کرتے۔

چشمِ نرگس کا نابینا ہونا ظاہر ہے۔

(۹) ترجمہ۔ یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ صبح کے وقت ایک ترسا دف و نے کے ساتھ شراب خانہ کے دروازہ پر کہہ رہا تھا۔

(۱۰) ترجمہ ۔ کہ اگر مسلمانی یہی ہے جو حافظ رکہتا ہے ۔ تو افسوس کہ آج کے بعد فردائے قیامت بھی ہو۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں ۔ دوسرا شعر ترسا کا مقولہ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانی یہی ہے جو حافظ کی ہے تو اگر فی الحقیقت قیامت نمودار ہوئی تو کیا بنے گا اور حافظ جیسے مسلمان کیا جواب دینگے ۔ ان دونو شعروں کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے ۔ جو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۶ تا ۱۸ سوانحعمری پہ درج ہے ۔

غزل (۲۴۲)

دو یار زیرک و از بادہ کہن دومنی	۱	فراغتی و کتابی و گوشہ چمنی
زتند باد حوادث نمیتوان دیدن	۲	درین چمن کہ گلی بودہ است یا سمنی
من این مقام بدنیا و آخرت ندہم	۳	اگرچہ در پیم افتند خلق انجمنی
ہر آنکہ کنج قناعت بگنج دنیا داد	۴	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بیا کہ رونق این کارخانہ کم نشود	۵	ز زہد ہمچو توئی یا ز فسق ہمچو منی
نگار خویش بدست خسان ہمی بینم	۶	چنین شناخت فلک حق خدمت چو منی
ببین در آئینہ نقشبند صورت غیب	۷	گرت ز ملک قناعت ہوس کند وطنی
ازین سموم کہ بر طرف بوستان بگذشت	۸	عجب کہ رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی
بصبر کوش تو ای دل کہ حق رہا نکند	۹	چنین عزیز نگینی بدست اہرمنی
بگوشہ بنشین سرخوش و تماشا کن	۱۰	زحادثات زمانی زرخ شکر دہنی
بروز واقعہ غم با شراب باید گفت	۱۱	کہ اعتماد بکس نیست در چنین زمنی
مزاج دہر تبہ شد درین بلا آرے	۱۲	کجاست فکر حکیمی و رای برہمنی

(۱۳) شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی
چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنی (۱۳)

(۱) ترجمہ۔ دو عقلمند دوست ہوں اور پرانی شراب کے دو من۔ فراغت ہو۔ کتاب ہو اور باغ کا گوشہ ہو
مطلب یہ ہے کہ اگر یہ نعمتیں موجود ہوں تو پھر اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ من۔
ایک معین وزن ہے۔ جو دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ یا ۲۸۰ درم کے برابر اور ایک درم ۲½ ماشہ
کا ہوتا ہے اس حساب سے من گویا ایک سیر بارہ چھٹانک مروجہ کے برابر ہوا۔
(۲) ترجمہ۔ حوادث کی تند ہوا کی وجہ سے ہم نہیں معلوم کر سکتے کہ اس باغ میں کوئی پھول ہوا ہے یا سمن
یعنی بادِ حوادث نے اس تمام باغ کو ویران کر دیا۔ دنیا کی ناپائداری کا ذکر ہے۔

میرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے		چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے	(داغ)

(۳) ترجمہ۔ میں اس مقام کو دنیا اور آخرت کے بدلے نہیں دیتا۔ اگرچہ لوگ گروہ در گروہ میرے پیچھے پڑ جائیں۔
ایں مقام سے مراد مقامِ عشق۔
(۴) ترجمہ۔ جس شخص نے قناعت کے گوشہ کو دنیا کے خزانہ کے بدلے دیدیا۔ اس نے گویا یوسفِ مصری کو بہت تھوڑی قیمت پر بیچ دیا۔
کنج قناعت کو یوسفِ مصری اور گنج دنیا کو کمترین ثمن کہا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔
(۵) ترجمہ۔ اگر تجھ جیسوں کے زہد یا مجھ جیسوں کے فسق سے اس کارخانہ کی رونق کم نہیں ہوتی۔
مطلب یہ ہے کہ آؤ کہ شراب پئیں کیونکہ دنیا کے کارخانہ کی رونق نہ میرے فسق سے کچھ کم ہوتی اور نہ تیرے زہد سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د ۱۲/۵)
(۶) ترجمہ۔ میں اپنے معشوق کو ناچیز لوگوں کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں۔ آسمان نے مجھ جیسے (عاشق صادق) کی خدمت کا حق اچھا پہچانا ہے)
آسمان کی ناقدر شناسی کا شکوہ ہے۔ کہ ایک عاشقِ صادق کو محروم کر کے معشوق کو نااہل اغیار کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔
(۷) ترجمہ۔ نقش بنانے والے کے آئینہ میں صورتِ غیب کو دیکھ۔ اگر ہوس ملکِ قناعت میں تیرے لئے کوئی وطن بنائے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر ہوا و ہوس تجھ ملکِ قناعت میں جاگزیں ہونے دیں تو تیرا آئینہ دل اسقدر

روشن اور صاف ہو جائیگا کہ غیب کی صورتیں ہی تجھے نظر آنے لگ جائیں گی نقشبند سے مراد خدا۔

آئینہ نقشبند سے مراد دل۔

(۸) ترجمہ۔ اس سموم کی وجہ سے جو باغ میں سے ہو کر گذری۔ تعجب ہے اگر پھول کا رنگ اور یاسمن کی خوشبو باقی رہی ہو۔

مطلب یہ ہے۔ کہ باد سموم نے تمام باغ کو ویران کر دیا۔ دیکھو شعر (۲) غزل ہذا

(۹) ترجمہ۔ اے دل صبر کرنے کی کوشش کر کیونکہ خدا ایسی قیمتی مہر کو دیو کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ فی الحال معشوق اغیار کے ہاتھ میں ہے لیکن خدا ایسی قیمتی چیز کو ایسے نااہل لوگوں کے پاس نہیں چھوڑتا آخر تیرا معشوق تیرے پاس آجائیگا۔ یہ شعر غزل ہذا کے شعر (۶) کا جواب ہے

اہرمن اور نگین میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ ایک گوشہ میں مست ہو کر بیٹھ اور حادثات زمانہ سے (بے فکر ہو کر) کسی شیریں دہن معشوق کا چہرہ دیکھ۔

(۱۱) ترجمہ۔ تکلیف کے دن اپنا غم شراب سے بیان کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسے زمانہ میں کسی پر اعتبار نہیں۔

یعنے شراب کے بغیر اور کوئی محرم راز نہیں۔

(۱۲) ترجمہ۔ اس بلا میں دنیا کا مزاج بگڑ گیا ہے ہاں کسی حکیم کی فکر اور کسی برہمن کی رائے کہاں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل دنیا کے مزاج بگڑ چکے ہیں کوئی عارف ہو تو ان کو درست کرے۔ برہمنوں کی دانائی ضرب المثل ہو گئی ہے اور فی الحقیقت اس قوم کے لوگ کسی زمانہ میں اعلےٰ درجہ کے حکیم تھے۔

(۱۳) ترجمہ۔ میں نے سنا ہے کہ تو کتوں کو پٹے سے باندھتا ہے۔ پھر حافظ کی گردن میں کیوں رسی نہیں ڈالتا۔

قلادہ۔ کتے یا اونٹ وغیرہ کے گلے کا پٹکا۔ گردن بند سگ و شتر۔

غزل (۴۳)

دیدم بخواب دوش کہ ماہی بر آمدے	ع	کز عکس روی او شب ہجران سر آمدے

تعبیر رفت یار سفر کردہ میرسد	۲	ای کاش ہرچہ زود تر از در درآمدی
ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من	۳	کز در مدام با قدح و ساغر آمدی
فیض ازل بزور و زر ار آمدی بدست	۴	آب خضر نصیبۂ اسکندر آمدی
آن عہد یاد باد کہ از بام و در مرا	۵	ہر دم پیام یار و خط دلبر آمدی
خوش بودی ار بخواب بدیدی دیار خویش	۶	تا یاد صحبتش سوی ما رہبر آمدی
آنکو ترا بسنگدلی گشت رہنمون	۷	ای کاشکی کہ پاش بسنگی برآمدی
کی یافتی رقیب تو چندان مجال ظلم	۸	مظلومی ار شبے بدر داور آمدی
خامان رہ نرفتہ چہ دانند ذوق عشق	۹	دریادلی بجوے کہ دلبر بر آمدی
جانہا نثار کردمے آن دلنواز را	۱۰	گر ہمچو روح جلوہ کناں در برآمدی

(۱۱) گر دیگری بشیوۂ حافظ زدی رقم
مقبول طبع شاہ سخن پرور آمدی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاند نکلا۔ جسکے چہرہ کے عکس سے شب ہجر ختم ہو گئی۔

(۲) ترجمہ۔ (اس خواب کی) تعبیر یہ ہوئی کہ سفر پر گیا ہوا یار آتا ہے۔ اے کاش کہ وہ بہت جلد میرے دروازے سے اندر آجاتے۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ ہرچہ زود تر یعنے بغایت زود تر۔ بہت جلدی نہایت جلدی۔

ہرچہ۔ بعض جگہ بمعنے بسیار استعمال ہوتا ہے مثلاً

گفتار تلخ زاں لب شیریں نہ درخورست	خوش کن عبارتی کہ خطت ہرچہ خوشتر است	(ظہیر فاریابی)

(۳) ترجمہ۔ ذکرش بخیر۔ میرا فرخندہ فال ساقی جو ہمیشہ دروازہ سے قدح و جام لے کر آتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ فیض ازل اگر زور اور زر سے ہاتھ آتا۔ تو آب حیات سکندر کی قسمت میں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ سکندر اعظم زور اور زر کے لحاظ سے خواجہ خضر علیہ السلام سے زیادہ تھا لیکن آب حیات سکندر کو نہیں بلکہ خضر کو ملا۔ زور و زر پر کچھ منحصر نہیں۔ خدا کا فضل چاہیئے۔

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی مضمون پر ہے ۔

تہی دستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل	کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

اسی مضمون پر نظامی گنجوی فرماتے ہیں ۔

یکے ہاتف از غیب آواز داد	کہ روزی بہر کس نشئے باز داد
سکندر کہ جُست آبِ حیواں ندید	نجستہ بخضر آبِ حیواں رسید
سکندر بتاریکی آرد شتاب	رہِ روشنی خضر یابد بر آب
دوید از پئے آنچہ روزی نبود	چو روزی نباشد دویدن چہ سود

(۵) ترجمہ ۔ اس زمانہ کی یاد بخیر ہو کہ بام و در سے مجھے ہر وقت معشوق کا پیغام اور دلبر کا خط آتا تہا ۔

(۶) ترجمہ ۔ اچھا ہوتا اگر وہ خواب میں اپنا وطن دیکھتا ۔ تا کہ صحبت کی یاد اسے ہماری طرف لے آتی

(۷) ترجمہ ۔ وہ شخص جو سنگدلی سے تیرا رہنما بنا ۔ کاش کہ اس کا پاؤں پتھر پر آتا ۔

یعنے وہ شخص جو سنگدلی کی وجہ سے تجھے سفر میں لے جانے کے لئے تیرا رہنما بنا یا جس شخص نے تجھے سنگدلی کا رستہ دکہایا ۔ کاش کہ وہ تکلیف اور مصیبت میں گرفتار ہوتا ۔

پا بسنگ بر آمدن ۔ بلا اور مصیبت میں گرفتار ہونا ۔ محاورہ ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ تیرے رقیب کو ظلم کی کب اتنی مجال ہوتی ۔ اگر کوئی مظلوم ایک رات بادشاہ یا خدا کے دروازہ پر جاتا ۔

یعنے تیرا رقیب اتنا ظلم نہ کر سکتا اگر مظلوموں کو شکایت کا موقعہ مل جاتا ۔

(۹) ترجمہ ۔ رستہ نہ چلے ہوئے خام طبع لوگ عشق کی لذت کیا جانیں ۔ دریا دلی ڈھونڈھ تا کہ معشوق آجائے ۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کا وصال صرف اُن عاشقوں کو نصیب ہوتا ہے جو دریا دل ہوتے ہیں خام طبع لوگوں کو جنہوں نے منازلِ عشق کی دشواریوں کو دیکھا ہی نہیں ۔ وصال حاصل نہیں ہو سکتا ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ میرا بس دلنواز پر کئی جانیں قربان کرتا ۔ اگر وہ روح کی طرح جلوہ دکہاتا ہوا میرے پہلو میں آتا ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ اگر کوئی دوسرا شخص بہی حافظ کے شیوہ پر شعر کہہ سکتا تو سخن پرور بادشاہ کے مقبولِ طبع ہو جاتا ۔

یہاں اپنی قادر الکلامی اور بادشاہ کی سخن شناسی کی تعریف کی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ سخن پرور بادشاہ

اس لئے میری قدر دانی کرتا ہے کہ میرے شعر بلند پایہ کے ہوتے ہیں اگر اور کوئی شخص بھی ایسے شعر لکھ سکتا تو بادشاہ اس کی قدر بھی کرتا۔

غزل (۴۴)

رفتم بباغ تاکہ بچینم سحر گلے	۱	آمد بگوش ناگہم آوازہ بلبلے
مسکین چو من بعشق گلی گشتہ مبتلا	۲	واندر چمن فگندہ بفریاد غلغلے
میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم	۳	میکردم اندراں گل و بلبل تاملے
چون کرد در دلم اثر آوازہ عندلیب	۴	گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملے
بس گل شگفتہ میشود این باغ را و لے	۵	کس بے جفاے خار نچیدست ازو گلے
گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق	۶	آن را تغیری نہ و این را تبدلے

(۷) حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ
دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے (۷)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ باغ میں جاکر گل و بلبل کے عشق سے عبرت حاصل کی ہے نتیجہ یہ ہے کہ اس فلکِ ناہنجار کے نیچے بلبل جیسے عاشق محروم اور کانٹے صحبتِ گل سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اہل کمال تکلیف میں ہیں اور جہال ناز و تنعم سے بسر کرتے ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ میں باغ میں گیا تاکہ صبح کے وقت پھول چنوں۔ ناگاہ ایک بلبل کی آواز میرے کانوں میں آئی

(۲) ترجمہ۔ وہ بچاری میری طرح پھول کے عشق میں مبتلا تھی اور باغ میں نالہ و فریاد سے غلغلہ ڈالا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ میں اس چمن اور باغ میں پھرتا تھا اور دمبدم اس بلبل اور پھول کے حالات پر غور کرتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ میرے دل پر جب عندلیب کی آواز نے اثر کیا۔ میں ایسا (بیقرار) ہوگیا کہ مجھ میں بالکل تاب طاقت نہ رہی

(۵) ترجمہ۔ اس باغ میں بہت پھول کھلتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص کانٹے کا ظلم برداشت کئے بغیر اس سے پھول نہیں چن سکتا۔

یعنے دنیا میں بغیر تکلیف برداشت کرنے کی راحت نصیب نہیں ہوتی۔

(۶) ترجمہ۔ پھول تو کانٹے کا دوست بنا ہے اور بلبل عشق میں مبتلا ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہے نہ اس میں کچھ تغیر ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ آسمان کے دور سے فرحت کی امید نہ رکھو۔ کیونکہ اس میں ہزار عیب ہیں اور ایک ہنر نہیں۔
دارد کا فاعل چرخ۔ دورِ چرخ کے مظالم کا شکوہ ہے۔

غزل (۴۵۱)

روزگاریست کہ ما را نگران میداری	۱	مخلصان را نہ بوضع دگران میداری
گوشۂ چشم رضائی بمنت باز نشد	۲	اینچنین عزت صاحب نظران میداری
نہ گل از داغ غمت رست نہ بلبل در باغ	۳	ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری
پدر تجربہ آخر توئی ای دل زچہ روی	۴	طمع مہر و وفا زین پسران میداری
گرچہ رندی و خرابی گنہ ماست ولی	۵	عاشقی گفت کہ ما را تو بران میداری
جوہر جام جم از کان جہان دگرست	۶	تو تمنا ز گل کوزہ گران میداری
کیسۂ سیم و زرت نیک بباید پرداخت	۷	زین تمنا کہ تو از سیمبران میداری
ای کہ در دلق ملمع طلبی ذوق حضور	۸	چشم سیری عجب از بی بصران میداری
چون توئی نرگس باغ نظر ای چشم و چراغ	۹	سر چرا بر من دلخستہ گران میداری
دین و دل رفت ولی است نیارم گفت	۱۰	کہ من سوختہ دل را تو بران میداری
تا صبا بر گل و بلبل ورق حسن تو خواند	۱۱	ہمہ را شیفتہ و دل نگران میداری
ساعد آن بہ کہ بپوشی چو تو از بہر نگار	۱۲	دست در خون دل پر ہنران میداری

(۱۳) مگذران روز سلامت بملامت حافظ (۱۳)
چہ توقع زجہان گذران میداری

(۱) ترجمہ۔ ایک زمانہ گذرا ہے کہ تو نے ہمیں انتظار میں رکھا ہے مخلصوں کو اغیار کی طرز میں ہی تو نہیں رکھتا۔

یعنے جتنی اغیار پر مہربانی ہے اتنی ہی ہم پر نہیں۔ یا یہ کہ ہمیں اغیار کی طرح نہیں رکھنا چاہئے۔
(۲) ترجمہ۔ تونے کبھی چشم رضا مجھ پر نہ کھولی۔ کیا تو صاحب نظر لوگوں کی یہی عزت کرتا ہے؟
(۳) ترجمہ۔ تیرے غم سے باغ میں نہ پھول چھوٹا ہے نہ بلبل۔ سب کو تو نے نعرہ زن اور جامہ در بنایا ہے
نعرہ زن کی نسبت بلبل سے اور جامہ دری کی نسبت گل سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گل و بلبل سب
تجھ پر عاشق ہیں۔

	ز ہجر او نہ ہمیں عندلیب نالاں است		گل از فراق بہ جیب دریدہ میماند		(نعمت خان عالی)

(۴) ترجمہ۔ اے دل تو بڑا تجربہ کار ہے اِن لڑکوں سے مہر و فا کی امید کس طرح رکھتا ہے۔
پدر تجربہ صاحب تجربہ۔ پدر و پسر کی رعایت ظاہر۔
(۵) ترجمہ۔ اگرچہ رندی اور خرابی ہمارا گناہ ہے لیکن ایک عاشق نے کہا کہ تو ہی ہم کو اس طرح رکھتا ہے۔
اپنی گناہگاری اور ذمہ داری کا اعتراف بھی کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ خدا جس حال میں
کسی کو چاہتا ہے رکھتا ہے۔
(۶) ترجمہ۔ جام جم کا جوہر کسی اور جہان کی کان سے ہے۔ اور تو کوزہ گروں کی مٹی سے امیدیں رکھتا ہے۔
یعنے تجھے شراب انگور سے بہتری کی امید ہے جو کوزہ گروں کے کوزوں میں ہوتی ہو حالانکہ
وہ شراب جس سے بہتری کی امید ہونی چاہیئے وہ اور ہی صراحیوں میں ہوتی ہے۔ یا یہ کہ تجھے زہد
خشک سے بہبودی کی امید ہے حالانکہ حقیقی بہبودی شرابِ معرفت میں ہے۔
(۷) ترجمہ۔ اس تمنا میں جو تجھے سیمبر معشوقوں سے ہے۔ تجھے سیم و زر کا کیسہ بالکل خالی
کرنا پڑے گا
(۸) ترجمہ۔ اے وہ شخص جو دلقِ ریائی میں ذوقِ حضور کا طالب ہے۔ حیراں ہوں کہ تو اندھوں سے
سیری کی امید رکھتا ہے۔
مشہور ہے کہ اندھوں کی آتشِ حرص بہت تیز ہوتی ہے اور وہ کبھی سیر نہیں ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ
جسطرح اندھوں سے سیری کی امید فضول ہے۔ اسی طرح زہد ریائی کے ساتھ ذوقِ حضور ناممکن ہے۔ اگر
سیر بفتح پڑھیں تو سیر سے مجاز امراد دیکھنا۔ نظارہ کرنا۔
(۹) ترجمہ۔ اے چشم و چراغ! جب باغ نظر میں تو بمنزلہ نرگس کے ہے تو مجھ دلخستہ کے ساتھ سرگرانی کیا ہے۔

سرگراں مخمور کو بھی کہتے ہیں لہذا نرگس اور سرگراں کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ۔ دل اور دین ہاتھ سے گئے لیکن میں سچی بات نہیں کہہ سکتا کہ مجھہ سوختہ دل کو تو ہی اس حالت میں رکھتا ہے۔

یعنے سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے تو بیدل۔ دبنی کی حالت میں رکھنا چاہتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ جب سے صبا نے پھول اور بلبل کے سامنے تیرے حسن کا ورق پڑھا ہی۔ اسوقت سے تو نے اُن سب کو شیفتہ اور منتظر بنایا ہے۔

یعنے جب سے گل و بلبل کو تیرے حسن کی خبر ہوئی ہے وہ تو تجھہ پر عاشق ہو گئے ہیں۔

(۱۲) ترجمہ۔ جب تو اہل ہنر کے دل کے خون میں نقش و نگار کے لئے ہاتھ ڈالتا ہی تو مناسب یہی ہی کہ تو اپنے بازو کو نہ چھپائے۔

تاکہ مشتاق تیرے بازو کو دیکھہ سکیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ اے حافظ سلامتی کے دن کو ملامت سے نہ گذار۔ تجھے گذرنے والے جہاں سے کیا امید ہو سکتی ہے

یعنے دنیا چند روزہ ہی۔ وقت کو غنیمت جان اور اپنی سلامتی کے لئے کچھہ کرے۔

غزل (۲۶۹)

زان مے صاف کہ در خم چہ شود ہر جامی	۱	گرچہ ماہ رمضان ست بیاور جامی
روزہا رفت کہ دست من مسکین نگرفت	۲	ساق شمشاد قدی ساعد سیم اندامی
روزہ ہر چند کہ مہمان عزیز ست دلا	۳	رفتنش موہبتی داں شدنش انعامی
مرغ زیرک بدر صومعہ اکنوں نپرد	۴	کہ نہادہ است بہر مجلس وعظی دامی
گلہ از زاہد بدخو چہ کنم رسم انیست	۵	کہ چو صبحے بدمد در پیش افتد شامی
یار من چوں بخرامد بتماشای چمن	۶	برسانش ز من ای پیک صبا پیغامی
کو حریفی کہ شب و روز مئ صاف کشد	۷	بود آیا کہ کند یاد ز دردآشامی

(۸)	حافظا گر نہ دہد داد دلت خسرو عہد کام دشوار بدست آوری از خود کامے	(۸)	

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ ماہِ رمضان ہی لیکن اس شراب صاف سی مجھی ایک پیالہ لادے جس سے ہر ایک خام طبع آدمی پختہ مغز ہو جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مدت ہوئی کہ مجھ مسکین کے ہاتھ نے کسی شمشاد قد کی پنڈلی اور کسی سیم اندام کے بازو کو نہیں پکڑا۔

(۳) ترجمہ۔ اے دل روزہ گرچہ ایک عزیز مہمان ہی لیکن اسکے جانے کو مہربانی سمجھ اور اسکا گذر نے کو نعمت

(۴) ترجمہ۔ دانا پرندہ عبادت گاہ کے دروازہ پر اب نہیں اڑیگا۔ کیونکہ وعظ کی ہر ایک مجلس میں جال پھیلا ہوا ہے۔
مطلب یہ ہر کہ دانا آدمی کو مجلسِ وعظ کے نزدیک بھی نہیں جانا چاہئے۔ کیونکہ واعظ نے اس مجلس میں دامِ تزویر پھیلایا ہوا ہے۔ آج کل تو عموماً مجلسِ وعظ ایک دامِ تزویر ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں بدخو زاہد کی کیا شکایت کروں۔ رسم ہی یہی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اسکے پیچھے شام بھی لگی ہوتی ہے۔
اپنے آپ کو صبح سے اور زاہد کو شام سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ ہر کہ اگر زاہد ہمارے درپے آزار ہے تو کچھ شکایت نہیں۔ ہر صبح کے پیچھے شام لگی ہے اور دنیا کی رسم ہی اسی طرح ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جب میرا یار باغ کی سیر کے لئے نکلے۔ تو اے قاصدِ صبا میرا پیغام اسے پہنچا۔

(۷) ترجمہ۔ وہ حریف کہاں ہی جو شب و روز شراب صاف پیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ وہ (مجھ) دُرد آشام کو یاد کرے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر بادشاہِ وقت تیرے دل کی داد نہیں دیگا۔ تو کسی خود کام (معشوق) سے تیرا مشکل مدعا حاصل ہو جائے گا۔
یعنے اگر بادشاہ تیری دادرسی نہیں کریگا۔ تو معشوق تیری مرادیں پوری کردیگا

غزل (۴۷)

زدلبرم که رساند نوازش قلمی	۱	کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمی
دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم	۲	خوشا دمی که بمیخانه برکشم علمی
حدیث چون و چرا دردسر دهد ساقی	۳	پیاله گیر و بیاسا بعمر خویش دمی
طبیب راه نشین سر عشق نشناسد	۴	برو بدست کن ای مرده دل مسیح دمی
قیاس کردم و تدبیر عقل در رهِ عشق	۵	چو شبنمیست که در بحر میکشد رقمی
بیا که وقت شناسان دو کون بفروشند	۶	بیک پیاله صافی و صحبتِ صنمی
دوام عیش و تنعم نه شیوهٔ عشق ست	۷	اگر معاشر مائی بنوش جام غمی
نمیکنم گله لیک ابر رحمت دوست	۸	بکشت زار جگر خستگان نداد نمی
بیا که خرقهٔ من گرچه وقف میکده هاست	۹	ز مال وقف نه بینی بنام من درمی
چرا بیک نی قندش نمیخرند آن را	۱۰	که کرد صد شکر افشانی از نی قلمی

(۱۱) سزای قدر تو شاها بدست حافظ چیست
بجز نیاز شبی یا دعای صبحدمی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ کون ہے جو معشوق کا ایک خط میرے پاس لائے۔ قاصدِ صبا کہاں ہے اسے کہو کہ آ اور مہربانی کر۔
نوازش قلم سے مراد خط۔ تحریر۔

(۲) ترجمہ۔ میرا دل مکر اور گدڑی کے نیچے سے طبل سے ملول ہو گیا ہے۔ وہ وقت اچھا ہوگا کہ میں شرابخانہ میں علم بلند کروں گا۔

طبل زیر گلیم۔ گدڑی کے نیچے طبل پوشیدہ رکھنا۔ محاورہ ہے ایک نہایت ہی مشہور چیز کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کرنا۔ یہاں مراد ریا۔

(۳) ترجمہ۔ اے ساقی چون و چرا کی باتیں دردسر کا موجب ہیں۔ پیالہ لے اور عمر بھر میں ایک دم تو

آرام کر۔

یعنے چوں وچرا کو چھوڑ۔ شراب پی اور آرام کر۔

(۴) ترجمہ۔ راہ نشین طبیب عشق کے بھید نہیں جانتا۔ اے مردہ دل! جا اور کسی عیسیٰ نفس کو ڈھونڈھ

(۵) ترجمہ۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ راہِ عشق میں عقل کی تدبیر ایسی ہے جسطرح شبنم کا قطرہ سمندر میں نقش بنائے

عشق و عقل کے لئے دیکھو ت ۶/۲ د ۵۰/۹ د ۱۵۱/۲ ل ۸/۵ ر ۱/۲ م ۲/۴ ص ۱/۵ ل ۸/۵ ن ۱/۳ لا ۸/۴ ی ۲/۱)

(۶) ترجمہ۔ آہ وقت شناس لوگ شرابِ صاف کے ایک پیالے اور معشوق کی صحبت کے بدلے دونو جہان دے دیتے ہیں۔

بیا سے مراد آ اور شراب پی۔

(۷) ترجمہ۔ دائمی عیش و تنعم عشق کا شیوہ نہیں ہے۔ اگر تو ہمارا ہمنشیں ہے تو غم کا پیالہ ہی پی۔

(۸) ترجمہ۔ میں شکایت تو نہیں کرتا لیکن معشوق کے ابر رحمت نے (ہم) خستہ جگر لوگوں کی کھیتی کو ایک قطرہ پانی بھی نہ دیا۔

(۹) ترجمہ۔ آہ اگرچہ میرا خرقہ شراب خانے میں وقف پڑا ہے لیکن مالِ وقف سے میرے نام تو ایک درم بھی نہیں دیکھیگا۔

مطلب یہ ہے کہ میں ہر چند شراب خوار ہوں لیکن زاہدوں کیطرح مالِ وقف کو تو اپنے مصرف میں نہیں لاتا

اسی مضمون کے لئے دیکھو ت ۳۷/۳)

(۱۰) ترجمہ۔ اس شخص کو ایک نیشکر کے بدلے ہی کیوں نہیں خریدتے جس نے قلم کی نے اسقدر شکر افشانی کی ہے۔

یعنے مجھ جیسے شیریں کلام شاعر کی قدر کیوں نہیں کرتے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے بادشاہ تیری قدر کے لایق حافظ کے پاس کیا ہے۔ سوا رات کی نیاز اور صبح کی دعا کے۔

یعنے میں صرف دعا کر سکتا ہوں اور کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تیرے شایانِ شان ہو۔

غزل (۴۸)

۱	زین خوش رقم که بر گلِ رخسار میکشی	خط بر صحیفهٔ گل و گلزار میکشی
۲	اشکِ حرم نشین نهانخانهٔ مرا	زانسوی هفت پرده ببازار میکشی
۳	هردم بیاد آن لبِ میگون و چشمِ مست	از خلوتم بخانهٔ خمّار میکشی
۴	گفتی سرِ تو بستهٔ فتراک ما شود	سهل است اگر تو زحمت این بار میکشی
۵	با چشم و ابروی تو چه تدبیر دل کنم	وه زین کمان که بر سرِ بیمار میکشی
۶	باز آ که چشم بد ز رخت دور میکنم	ای تازه گل که دامن ازین خار میکشی
۷	کامل روی چو باد صبا را ببوی زلف	هردم بقیدِ سلسله در کار میکشی

(۸) حافظ دگر چه می طلبی از نعیم دهر
مے میچشی و طرّهٔ دلدار میکشی (۸)

(۱) ترجمہ۔ اس خوبصورت نقش و نگار سے جو تو گلِ رخسار پر بناتا ہی۔ گل و گلزار کی کتاب پر تو خط کھینچ دیتا ہے
خط کشیدن یعنے کسی تحریر کو غلط اور باطل قرار دینے کے لئے اس پر خط کھینچنا۔
مطلب یہ ہی کہ تیرے گلِ رخسار کے مقابلہ میں گل و گلزار کی کچھہ حقیقت نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ میرے نہان خانہ کے حرم نشین آنسو کو سات پردوں میں سے نکال کر تو بازار میں لاتا ہی۔
هفت پرده یا هفت پردهٔ چشم (۱) ملتحمہ (۲) قرنیہ (۳) عنبیہ (۴) عنکبوتیہ (۵) شبکیہ (۶) مشیمیہ (۷) صلبیہ۔ آنکھہ کے ان سات پردوں میں تین رطوبتیں بھی ہیں (۱) بیضیہ (۲) جلیدیہ (۳) زجاجیہ۔ شعر کا مطلب یہ ہی کہ تو مجھے بازاروں میں رُلاتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اس لب میگوں اور چشمِ مست کی یاد میں تو مجھے ہر وقت خلوت سے خانۂ خمار میں لیجاتا ہی

(۴) ترجمہ۔ تو نے کہا ہی کہ تیرا سر ہماری فتراک سے باندھے جانے کے لائق ہی۔ یہ بات میرے لئے تو آسان ہے۔ بشرطیکہ تو اس بوجھہ کو گوارا کرے۔

دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیری آنکھ اور ابرو کے ہوتے میں دل کی کیا تدبیر کروں۔ اس کمان پر آفریں جو تو بیمار کے سر پر کھینچتا ہے۔

بیمار سے مراد عاشق بیمار یا چشم بیمار۔

(۶) ترجمہ۔ واپس آ کہ میں تیرے چہرے سے چشم بد کو دور کروں۔ اے تازہ پھول! کہ تو اس کانٹے سے دامن بچاتا ہے۔

ایں خار سے مراد عاشق۔ یعنے تو مجھ سے دامن بچاتا ہے۔ آ کہ میں تیری بلائیں لوں۔

(۷) ترجمہ۔ باد صبا جیسے تجربہ کار مسافر کو زلف کی خوشبو سے تو ہر وقت زنجیر میں گرفتار کرتا ہے۔

کامل رو۔ تجربہ کار مسافر۔ تیز چلنے والا آدمی۔ باد صبا کی کامل روی ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ تو زمانے کی نعمتوں سے اور کیا مانگتا ہے۔ تو شراب پیتا ہے اور معشوق کی زلف تیرے ہاتھ میں ہے۔

یعنے مئے و معشوق کی موجودگی میں اور کسی نعمت کی کیا ضرورت ہے۔

غزل (۴۹)

ساقیا سایۂ ابر است و بہار و لب جوی	۱	من نگویم چہ کن از اہل دلی خود تو بگوی
بوی یکرنگی ازیں قوم نیاید برخیز	۲	دلق آلودۂ صوفی بمے ناب بشوی
سفلہ طبع ست جہاں بر کرمش تکیہ مکن	۳	ای جہاندیدہ ثبات قدم از سفلہ مجوی
گوش بکشای کہ بلبل بفغاں میگوید	۴	خواجہ تقصیر مفرما گل توفیق ببوی
یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر	۵	از رہ عیش در آ و بہ رہ عیب مپوی
شکر ایزد کہ دگر بار رسیدی ببہار	۶	بیخ نیکی بنشاں و رہ توفیق بجوی
روی جانان طلبی آئینہ را قابل ساز	۷	ورنہ ہرگز گل و نسرین ندمد ز آہن و روی
پیشتر زانکہ شوی خاک در میکدہ ہا	۸	یک دو روزی بسر اندر رہ میخانہ بپوی

(۹)	گفتی از حافظ ما بوی ریا می آید آفرین بر نفست باد که خوش بردی بوی	(۹)

(۱) ترجمہ ۔ ساقی ابر کا سایہ ہی بہار ہی اور لب جوہے ۔ میں نہیں کہتا کہ تو کیا کر تو خود اہل دل ہی خود کہہ ۔

یعنے اسوقت شراب کی ضرورت ہو اور تو خود جانتا ہے ۔ تجھے بتانے کی ضرورت نہیں ۔

(۲) ترجمہ ۔ اس قوم سے یکرنگی کی بو نہیں آتی اٹھ ۔ اور صوفی کی آلودہ گدڑی کو شراب صاف سے دھو ڈال ۔

(۳) ترجمہ ۔ جہاں کمینہ ہو اُسکی مہربانی پر بھروسہ نہ کر اے جہاندیدہ ! کمینوں سے ثابت قدمی نہ ڈھونڈھ

(۴) ترجمہ ۔ کان کھول کہ بلبل چلا کر کہہ رہی ہے کہ اے صاحب ! غفلت نہ کر اور گل توفیق کی خوشبو سونگھ

(۵) ترجمہ ۔ میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں سن اور سو خزانے حاصل کر ۔ عیش کے رستہ سے آ اور عیب کے رستہ پر نہ چل

یعنے یہ نصیحت سو خزانوں کے برابر ہے کہ عیش کر اور عیب کی راہ نہ چل ۔

(۶) ترجمہ ۔ خدا کا شکر ہی کہ تجھے دوبارہ بہار حاصل ہوئی ۔ نیکی کا بیج بو اور توفیق کا رستہ ڈھونڈھ

(۷) ترجمہ ۔ معشوق کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہو تو آئینہ کو قابل بنا ۔ ورنہ پھول اور نسرین لوہے اور کانسی پر پیدا نہیں ہوتے ۔

یعنے جس طرح لوہے اور کانسی پر پھول کا پیدا ہونا ناممکن ہو اسی طرح نااہل شخص کا فیضیاب ہونا محال ہو ۔ پہلے آئینۂ دل کو صاف کر ۔ پھر معشوق کا دیدار نصیب ہوگا ۔ دیکھو شعر ت ۳۵ ہ

فیض منعم با تنک ظرفاں چہ سازد چوں حباب	کاسہ اش خالیست گر ہمصحبت دریا شود

(۸) ترجمہ ۔ پیشتر اس کے کہ تو شراب خانوں کے دروازہ کی خاک ہو جائے ایک دو دن تو شرابخانہ کی راہ میں سر کے بل چل ۔

(۹) ترجمہ ۔ تو نے کہا ہے کہ ہمارے حافظ سے ریا کی بو آتی ہے ۔ تیرے نفس پر آفرین کہ تو نے خوب بو کو پہچانا ۔

نفس ۔ سانس ۔ مجازاً مشام یا قوت شامہ

غزل (۵۰)

ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر ز می	۱	طامات تا بچند و خرافات تا بکی
بگذر ز کبر و ناز کہ دیدہ ست روزگار	۲	چین قبای قیصر و طرف کلاہ کی
ہشیار شو کہ مرغ سحر گشت مست ہاں	۳	بیدار شو کہ خواب عدم در پی ست ہی
خوش نازکانہ می چمی ای شاخ نوبہار	۴	کاشفتگی مبادت ز آشوب باد دی
بر مہر چرخ و عشوۂ او اعتماد نیست	۵	ای وای بر کسی کہ شد ایمن ز مکر وی
فردا شراب کوثر و حور از برای ماست	۶	وامروز نیز دلبر مہ روی و جام می
باد صبا ز عہد صبی یاد میدہد	۷	جان داروی کہ غم ببرد درده ای بنی
حشمت ببین و سلطنت گل کہ بسترد	۸	فراش باد ہر ورقی را بزیر پی
درده بیاد حاتم طی جام یک منی	۹	تا نامۂ سیاہ بخیلان کنیم طی
زان می کہ داد رنگ طبیعی بارغوان	۱۰	بیرون فگند لطف مزاج از رخش بخوی
بشنو کہ مطربان چمن راست کردہ اند	۱۱	آہنگ چنگ و بربط و طنبور و نای و نی
مسند بباغ بر کہ بخدمت چو بندگان	۱۲	استادہ است سرو و کمر بستہ است نی
اشیای روزگار می ساز زر گرو	۱۳	اگر ہر دو راہ باز نماندہ است ہیچ شی

(۱۴) حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید
تا حد چین و شام و باقصای روم و ری (۱۴)

(۱) ترجمہ۔ اے ساقی آ کہ لالہ کا پیالہ شراب سے بھر گیا۔ لاف و گزاف کب تک اور یہ خرافات کب تک یعنے موسم بہار ہے آ اور شراب پی۔ زہد کی لافیں اور یہ بیہودہ باتیں کب تک ہونگی۔

(۲) ترجمہ۔ کبر اور ناز کو چھوڑ کہ زمانے نے قبائے قیصر کے شکن اور کیخسرو کی ٹوپی کے گوشہ کو دیکھا ہے یعنے دنیا میں کئی قیصر و کیخسرو گذر چکے ہیں۔ جن کا اب صرف نام ہی نام باقی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہوشیار ہو جا کہ بلبل مست ہوئی۔ خبردار! بیدار ہو کہ خوابِ عدم پیچھے آنے والی ہے۔ افسوس!

ہوشیار اور مست۔ بیدار اور خواب کا مقابلہ ظاہر

(۴) ترجمہ۔ اے شاخِ نوبہار! تو بہت نزاکت سے خراماں ہے۔ خدا کرے بادِ خزاں کے آشوب سے تجھے پریشانی نہ ہو

(۵) ترجمہ۔ آسمان کی محبت اور اس کے عشوہ پر بھروسہ نہیں۔ اس شخص پر افسوس ہے، جو اُس کے مکر سے بے فکر ہو گیا۔

(۶) ترجمہ۔ کل شراب کوثر اور حور بھی ہمارے لئے ہے اور آج مہوش معشوق اور شراب کا پیالہ بھی ہمارے حصہ میں ہے۔

فردا سے مراد فردائے قیامت۔

(۷) ترجمہ۔ بادِ صبا لڑکپن کا زمانہ یاد دلاتی ہے اے لڑکے ایسا جان پرور دارو جو غم دور کرے۔ دے

جان دارو دے   دارو ے جان پرور۔ یہاں مراد شراب سے ہے۔

(۸) ترجمہ۔ پھول کی سلطنت اور حشمت دیکھ کہ ہوا کے فراش نے ہر ایک پتے کو پاؤں کے نیچے بچھا دیا۔

ہوا سے پھول کی پنکھڑیوں کا زمین پر گر کر فرش بنانا ظاہر۔ موسمِ بہار اور سلطنتِ گل کی ناپائداری کا بیان ہے۔

(۹) ترجمہ۔ حاتم طائی کی یاد میں شراب کا یک منی پیالہ دے۔ تاکہ بخیلوں کے نامہ سیاہ کو طے کریں۔

طے اور طے میں صنعت تجنیس۔ جام یکمنی یعنے رطل گراں بڑا پیالہ (بہار عجم)

(۱۰) ترجمہ۔ وہ شراب جس نے ارغوان کو رنگِ طبیعی دیا، لطفِ مزاج نے اسے اسکے چہرہ سے پسینہ بنا کر باہر نکالا۔

ارغواں سے مراد معشوق کا سرخ چہرہ۔ مطلب یہ ہے کہ شراب پی کر اسکا سرخ چہرہ زیادہ سرخ ہو گیا اور آخر کار لطافتِ مزاج کی وجہ سے شراب پسینہ کے قطرے بن کر باہر نکل آئی۔

(۱۱) ترجمہ۔ سُن کہ باغ کے مطربوں نے چنگ، بربط، طنبورا اور نائی و نے کی آواز کو درست کیا ہے۔

مطربانِ چمن سے مراد مرغانِ چمن بھی ہو سکتی ہے جو خوش الحانی سے نغمہ سرائی کرتے ہیں۔

(۱۲) ترجمہ۔ سند کو باغ میں لے جا کہ خدمت کے لئے غلاموں کی طرح سرو کھڑا ہے اور سنے کمر بستہ ہے۔

نے (بانس) کا کمربستہ یعنے گرہ در گرہ ہونا ظاہر -

(۱۳) ترجمہ - زمانہ کی چیزوں کو رہنِ شراب کر دے - کیونکہ مردِ راہ پیچھے کچھ چھوڑ نہیں جاتا -

مردِ راہ - مسافر - سالک -

(۱۴) ترجمہ - اے حافظ تیرا سحر فریب اچھا کلام - چین و شام کی سرحد تک اور روم و رَے کی ولایت تک پہنچ گیا -

غزل (۵۱)

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی	۱	خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی
قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز	۲	ورای حد تقریرست شرح آرزومندی
دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن	۳	که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی
الا ای یوسف مصری که کردت سلطنت مغرور	۴	پدر را باز پرس آخر کجا شد مهر فرزندی
بسحر غمزهٔ فتان دوا بخشی و درد انگیز	۵	بچین زلف مشک افشان دلارائی و دلبندی
جهان پیر رعنا را مروت در جبلت نیست	۶	زمهر او چه میخواهی درو همت چه می بندی
همائی چون تو عالیقدر و حرص استخوان تا کی	۷	دریغ این سایهٔ دولت که بر نا اهل افگندی
درین بازار اگر سودست با درویش خرسندست	۸	خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی
دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصودست	۹	باین راه و روش میرو که با دلدار پیوندی

(۱۰) ز شعر حافظ شیراز میگویند و میرقصند (۱۰)
سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

(۱) ترجمہ - میں صبح کے وقت ہوا سے آرزومندی کا ذکر کرتا تھا - ارشاد ہوا کہ خدا تعالیٰ کی مہربانیوں پر تکیہ رکھ

خطاب آمد سے مراد یہ ہے کہ عالم بالا سے ارشاد ہوا -

(۲) ترجمہ - قلم کی زبان میں تو اتنی طاقت نہیں کہ عشق کا بھید بیان کرے - آرزومندی کا بیان حد تقریر سے باہر ہے

(۳) ترجمہ۔ دل کو لیلی کی زلف میں باندھ اور کاروبار عشق میں مجنوں کی طرح مشغول ہو کیونکہ دانائی کی باتیں عاشق کے لئے نقصان دہ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں جنوں چاہیئے نہ کہ عقل۔ دیکھو ت ۹۰ ن ۵۰ د ۴ ۱۵۱ ل ۳۰ ش ۳۰۰ ر ۲۰۰ س ۶۰ پ ۲ ھ ۵ ل ۳۰ ش ۳۰۰ ن ۵۰ پ ۲ ہ ۵ ش ۳۰۰ ی ۱۰ ک ۲۰ ی ۱۰ ۱۵ الف ۱

بفکر عشق و دانش ما نہایت از جنوں باشد	دریں اندیشہ جز دیوانہ را عاقل نمے دانم	(نعمت خان عالی)

(۴) ترجمہ۔ ہاں اے یوسف مصری کہ تجھے سلطنت نے مغرور کر دیا۔ باپ کا حال بھی پوچھ آخر محبت فرزندی کہاں گئی

اس شعر میں عاشقانہ اور ناصحانہ دو نو انداز پائے جاتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ فتنہ انگیز غمزہ کے بیمار دوا تو دوا بخش بھی ہے اور درد انگیز بھی۔ زلف معنبر کے شکن سے تو دل آرام بھی ہے اور دلبند بھی۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے غمزہ میں درد بھی ہے اور دوا بھی اور تیری زلف میں آرام بھی ہے اور قید بھی

(۶) ترجمہ۔ بوڑھے رعنا جہاں کی فطرت میں مروت نہیں ہے۔ اس کی محبت سے تو کیا امید رکھتا ہے اور اس سے دل کیا لگاتا ہے۔

جہان کو بوڑھا رعنا کہا ہے۔ بوڑھا وجہ عمر کے اور رعنا بوجہ انقلاب پسندی کے

ہے انقلاب چرخ کہن سال کو پسند		ہو کیوں جیسی پشت دوتا نال کو پسند

(۷) ترجمہ۔ تجھ جیسے عالیقدر ہما کو ہڈیوں کی محبت کب تک ہوگی۔ افسوس ہے کہ تو اس سایہ دولت کو نا اہلوں پر ڈالتا ہے۔

مشہور ہے کہ ہما صرف ہڈیاں کھاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کے مضمون کی تصریح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تو کب تک نا اہل اغیار پر مہربان رہے گا۔

(۸) ترجمہ۔ بازار دنیا میں اگر فائدہ ہے تو صرف خوشدل درویشوں کو ہے۔ اے خدا مجھے درویشی اور خوشدلی کی دولت سے امیر بنا۔

درویشی اور اطمینان قلب کو سب سے بڑی دولت کہا ہے اور اس دولت کے حصول کی دعا کی ہے۔ سچ بھی یہی ہے کہ حقیقی دولت صرف درویشوں کو نصیب ہوتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ تیری صبح و شام کی دعا مقصود کے خزانہ کی کنجی ہے۔ اسی راہ اور روش پر چل تاکہ تو معشوق سے مل جائے۔

حاصل کلام یہ کہ گوہر مقصود صرف دعا سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ کشمیر کے سیاہ چشم اور سمرقند کے حسین۔ حافظِ شیراز کے شعر پڑھتے ہیں اور رقص کرتے ہیں
اپنے کلام کی ہر دلعزیزی بیان کی ہے۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔

غزل (۵۲)

سحرگہ رہروی در سرزمینی	۱	ہمی گفت این معما با قرینی
کہ ای صوفی شراب آنگہ بود صاف	۲	کہ در شیشہ بماند اربعینی
گر انگشت سلیمانی نباشد	۳	چہ خاصیت باید نقش نگینی
خدا زان خرقہ بیزار است صد بار	۴	کہ صد بت باشدش در آستینی
درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب	۵	چراغی بر کند خلوت نشینی
مروت گرچہ نامی بی نشان است	۶	نیازی عرضہ کن بر نازنینی
ثوابت باشد ای دارای خرمن	۷	اگر رحمی کنی بر خوشہ چینی
نمی بینم نشاط و عیش در کس	۸	نہ درمان دلی نہ درد دینی
اگرچہ رسم خوبان تندخوئیست	۹	چہ باشد گر بسازی با غمینی
در میخانہ بگشا تا بپرسیم	۱۰	مآل حال خود از پیش بینی
نہ ہمت را امید سربلندیست	۱۱	نہ دعوت را کلید آہنینی

(۱۲) نہ حافظ را حضور درس قرآن
نہ دانشمند را علم الیقینی (۱۲)

مطلع کے سوا باقی تمام غزل اسی راہرو کا مقولہ ہے۔ جس کا ذکر مطلع میں ہے۔

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت ایک سرزمین میں ایک راہرو۔ اپنے ہمراہی سے یہ معما بیان کرتا تھا۔

(۲) ترجمہ۔ کہ اے صوفی شراب صرف اسی وقت صاف ہوتی ہے۔ جب کہ چالیس روز شیشے میں رہے

اربعین سے مراد چالیس روز (چلہ) یا چالیس سال۔ ظاہر ہے کہ پرانی شراب زیادہ تیز ہوتی ہے
مطلب یہ ہے کہ معرفتِ الٰہی مدتوں کی ریاضت اور چلہ کھینچنے سے نصیب ہوتی ہے۔ آسان بات نہیں
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نبوت چالیس برس کی عمر میں ملی۔

(۳) ترجمہ۔ اگر سلیمان کی انگلی نہ ہو۔ تو ایک نگین کا نقش کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

حضرت سلیمان ع کی انگشتری مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اُس انگشتری سے فائدہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے شخص کو ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دیو کے ہاتھ میں وہ انگشتری دنوں سے زیادہ نہ رہی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فیضیاب ہونے کے لئے قابلیت چاہیئے۔ اسم اعظم شیطان کو بھی یاد ہے مگر کیا کر سکتا ہے۔ انگشت سے مراد انگشتری بھی ہو سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ خدا ایسے خرقہ سے سو بار بیزار ہے۔ کہ جس کی ایک آستین میں سو بت ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ خدا زاہدانِ ریاکار سے بیزار ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل سیاہ ہو گئے ہیں خدا کرے کہ غیب سے کوئی خلوت نشین چراغ روشن کرے۔
یعنے لوگوں کے دل تاریک ہوتے جاتے ہیں۔ خدا کرے کہ امدادِ غیبی سے کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے جو دلوں کو نورِ ایمان سے روشن کرے۔ ایسے شخص کی خواجہ صاحب کے زمانہ کی نسبت آجکل زیادہ ضرورت ہے

(۶) ترجمہ۔ مروت کا اگرچہ نام ہی نام ہے اور کچھ نشان نہیں۔ تاہم کسی نازنین کے سامنے جا کر نیاز عرض کر
مطلب یہ ہے کہ ہر چند دنیا سے مروت معدوم ہو چکی ہے۔ اور اس اسم کا مسمی کہیں نظر نہیں آتا۔ تاہم کسی نازنین کے سامنے نیاز ظاہر کر شاید مروت کرے۔

(۷) ترجمہ۔ اے خرمن کے مالک! اگر تو کسی خوشہ چین پر رحم کرے گا تو تجھے ثواب ہوگا۔

(۸) ترجمہ۔ میں کسی شخص میں نشاط اور عیش نہیں دیکھتا۔ نہ کہیں دل کا درمان ہے اور نہ دین کا درد

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ حسینوں کی رسم تندخوئی ہے۔ کیا ہو جائیگا اگر تو ایک غمگین کے ساتھ مہربانی کرے
یعنے میں مانتا ہوں کہ حسینوں کا کام جور و جفا ہے۔ لیکن اگر ایک غمگین کے ساتھ تو مہر و وفا سے پیش آیا تو تیرا کیا نقصان ہو جائے گا۔

(۱۰) ترجمہ۔ شرابخانہ کا دروازہ کھول تاکہ میں کسی پیش بین سے انجام کار کا پتہ پوچھوں۔
حاصل کلام یہ کہ شرابخانہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو زمانہ آئندہ کے متعلق پیشین گوئی کر سکتے

ہیں - دروازہ کہول کر میں اندر جاکر کسی ایسے شخص سے مآلِ کار کا حال پوچھوں -

(۱۱) ترجمہ - نہ تو ہمت کو سربلندی کی امید رہی ہے اور نہ دعا کے پاس لوہے کی کنجی ہے -

یعنے اس زمانہ میں ہمت سے بہی عظمت نصیب ہونی مشکل ہے اور دعا کے پاس بھی گنجِ مقصود کی کنجی نہیں - یعنے دعا سے بھی حصولِ مراد محال ہے -

(۱۲) ترجمہ - نہ تو حافظ کو درسِ قرآن میں حضورِ دل حاصل ہے اور نہ ہی کسی دانشمند کو علمِ یقینی نصیب ہے -

علم الیقین یقین کی تین قسمیں ہیں (۱) علم الیقین - یہ صرف جان لینا کسی امر کا ہے - بہ ماہیت و کیفیت مثلاً یقین اس امر کا کہ زہر قاتل ہے - یا خدا ایک ہے - (۲) عین الیقین - انکھوں سے دیکھ لینا اس امر کا - مثلاً کسی کو زہر کھاکر مرجاتے دیکھ لینا یا مشاہدہ ذات حاصل ہونا (۳) حق الیقین - خود تجربہ کرنا یا محو ہونا اس امر میں مثلاً زہر کھاکر خود مرجانا یا فنافی اللہ ہوجانا -

مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں حافظ جیسوں کو بھی درسِ قرآن میں حضورِ دل حاصل نہیں ہے اور بڑے بڑے عارفوں کو بھی علم الیقین کی دولت نصیب نہیں -

غزل (۵۳)

سحرم ہاتف میخانہ بدولتخواہی	۱	گفت باز آی کہ دیرینۂ این درگاہی
ہمچو جم جرعۂ می کش کہ ز سرِ ملکوت	۲	پرتو جام جہان بین دہدت آگاہی
باگدایان درِ میکدہ ای سالکِ راہ	۳	باادب باش گر از سرِ خدا آگاہی
بر درِ میکدہ رندان قلندر باشند	۴	کہ ستانند و دہند افسرِ شاہنشاہی
خشت زیرِ سر و بر تارکِ ہفت اختر پای	۵	دستِ قدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی
اگرت سلطنتِ فقر ببخشند ای دل	۶	کمترین ملک تو از ماہ بود تا ماہی
قطع این مرحلہ بی ہمرہیِ خضر مکن	۷	ظلمات است بترس از خطرِ گمراہی
سرِ ما و درِ میخانہ کہ طرفِ بامش	۸	بہ فلک برشدہ دیوار بدین کوتاہی

تو در فقر ندانی زدن از دست مده	۹	مسند خواجگی و مجلس توران شاہی
ای سکندر بنشین و غم بیہودہ مخور	۱۰	اکہ نہ بخشند ترا آب حیات از شاہی

(۱۱)
حافظ خام طمع شرمی ازین قصہ بدار
عملت چیست کہ مزدش دو جہان میخواہی
(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت شرابخانہ کے ہاتف نے خیر خواہی سے مجھے کہا کہ تو اس درگاہ کا قدیمی تعلقدار ہے۔ واپس آجا۔

(۲) ترجمہ۔ جمشید کیطرح شراب کا گھونٹ پی تاکہ جام جہان بین کا پرتو تجھہ کو عالم قدس کے اسرار سے آگاہ کرے یہ شعر ہاتف میخانہ کا مقولہ ہے جسکا ذکر شعر (۱) میں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اے سالک راہ! اگر تو خدا کے بھید سے واقف ہے تو میخانہ کے دروازہ کے گداگروں کے ساتھ ادب سے بیٹھ۔

(۴) ترجمہ۔ میخانہ کے دروازہ پر ایسے قلندر رند ہوتے ہیں کہ بادشاہی تاج لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔
یعنے سلطنت کا دینا اور واپس لے لینا اُنکے اختیار میں ہے۔ ان خدا رسیدہ بزرگوں کی طرف اشارہ ہے۔ جنکے ایک اشارہ سے سلطنتیں بن اور بگڑ جاتی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اُن کے سر کے نیچے اینٹ ہے اور پاؤں سات ستاروں کی چوٹی پر ہے۔ اُن کا دست قدرت اور اُن کی عالی جاہی دیکھہ۔

اس شعر میں اُن رندان قلندر کی تعریف ہے۔ جنکا ذکر گذشتہ شعر میں ہوا۔ خشت زیر سر سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی اسباب سے اُنکے پاس کچھہ چیز نہیں۔ اینٹ کے بغیر تکیہ بھی نصیب نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ اے دل اگر تجھے فقر کی بادشاہی عطا کردیں۔ تو ماہ سے ماہی تک تیرا ایک چھوٹا سا ملک ہوگا یعنے فقر کی سلطنت اتنی وسیع ہے کہ تحت الثرے سے لیکر آسمان تک کا تمام ملک اُسکی سلطنت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اس مرحلہ کو خضر کی ہمراہی کے بغیر طے نہ کر۔ کیونکہ چاروں طرف اندھیرا ہے گمراہی سے ڈر۔ مطلب یہ ہے کہ منازل عشق میں رہنما کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ اِس ظلمات میں گمراہی کا ڈر ہے۔ خضر اور ظلمات کی رعایت ظاہر۔ دیکھو شعر ۳ ۔

(۸) ترجمہ۔ ہمارا سر ہے اور شراب خانہ کا دروازہ۔ کہ اسکے محل کی دیوار باوجود کوتاہی کے آسمان تک پہنچتی ہے۔

شراب خانہ کی عظمت اور رفعت کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں درِ میخانہ سے کبھی سر نہیں اٹھاؤنگا

(۹) ترجمہ۔ فقر کا دروازہ تو کھٹکھٹا نہیں سکتا (اس لئے) توران شاہ کی مجلس اور مسندِ خواجگی کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

توران شاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۰۱ سوا نحمری۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے سکندر (صبر کرکے) بیٹھ اور بیہودہ غم نہ کھا۔ کیونکہ بادشاہی کی بدولت تجھ آب حیات نہیں مل سکتا۔

یعنے آب حیات بادشاہی کے زور سے نہیں ملتا۔ صبر کرکے بیٹھ۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے خام طمع حافظ! اس بات سے شرم کر۔ تیرا سرمایہ عمل کیا ہی کہ اُسکے عوض تو دونو جہان مانگتا ہے

اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہی۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا سرمایۂ اعمال اسقدر قلیل ہے کہ ہم کسی بات کے مستحق نہیں۔ ذوقِ عمل کی تعلیم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر سعی کے کچھ نہیں ملتا۔

غزل (۵۴)

سلام اللہ ما کر اللیالی	۱	علی ملک المکارم والمعالی
علیٰ ادی الاراک ومن علیہا	۲	ودار باللوی فوق الرمالی
دعا گوی غریبان جہانم	۳	وادعو بالتواتر والتوالی
منال ای دل کہ در زنجیر زلفش	۴	ہمہ جمعیت ست آشفتہ حالی
اموت صبابۃ یا لیت شعری	۵	متی نطق البشیر عن الوصالی
فحبک راحتی فی کل حین	۶	وذکرک مونسی فی کل حالی
سویدای دل من تا قیامت	۷	مباد از سوز و سودای تو خالی
کجا یابم وصال چون تو شاہی	۸	من بدنام رند لاابالی

زخطت صد جمال دیگر افزود	۹		کہ عمرت باد صد سال جلالی
بران نقاش قدرت آفرین باد	۱۰		کہ گرد مہ کشد خط ھلالی
بہر منزل کہ رو آرد خدایا	۱۱		نگہدارش بحفظ لایزالی
تو میباید کہ باشی ورنہ سہل ست	۱۲		زیان مایہ جانی و مالی

(۱۳)	خدا داند کہ حافظ را غرض چیست وعلم اللہ حسبی من سوالی	(۱۳)

(۱) ترجمہ۔ جب تک رات کے بعد رات آئے۔ صاحب کرم اور صاحب مرتبہ بادشاہ پر سلام ہو۔
ظاہر ہے کہ قیامت تک ایک رات کے بعد دوسری رات آنے کا سلسلہ قائم رہیگا۔
مطلب یہ ہے کہ قیامت تک بادشاہ پر سلامتی ہو۔

(۲) ترجمہ۔ وادیٔ اراک پر اور جو اس میں ہے اور لوے کے مکان پر جو ریت پر واقع ہے۔
یعنے وادیٔ اراک پر اور لوے کے مکان پر اور جو اس میں ہے اس پر سلام ہو۔ اراک ایک درخت کا نام ہے۔ لوے ایک موضع کا ہے۔ وادیٔ اراک اور لوی سے مراد مقام محبوب ہے

(۳) ترجمہ۔ میں جہان کے مسافروں کا دعاگو ہوں اور پے در پے دعا کرتا ہوں
چونکہ معشوق بھی سفر میں ہے۔ لہذا تمام مسافروں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ اے دل نہ رو کہ اسکی زلف کی زنجیر میں یہ تمام پریشان حالی بمنزلہ جمعیت خاطر کے ہے
یعنے زلف محبوب میں اسیر ہو کر جو پریشانی حاصل ہوتی ہے وہ عین جمعیت خاطر ہے اس پر شاکر اور راضی رہنا چاہئے۔

(۵) ترجمہ۔ میں صبر میں مرا جاتا ہوں کاشکے مجھے معلوم ہوتا کہ خوشخبری دینے والا وصال کی خوشخبری کب دیتا ہے

(۶) ترجمہ۔ تیری محبت ہر وقت میرے لئے راحت ہے اور تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس و غمگسار ہے

(۷) ترجمہ۔ خدا کرے کہ میرے دل کا سویدا قیامت تک تیرے عشق اور سوز سے خالی نہ ہو۔

(۸) ترجمہ۔ میں بدنام اور لاابالی رند تجھ جیسے بادشاہ کا وصال کب حاصل کر سکتا ہوں۔
لاابالی۔ صیغہ مضارع واحد متکلم ہے۔ اسکے لغوی معنے یہ ہیں کہ میں پرواہ نہیں رکھتا ہوں

مجھے خوف نہیں ہے۔ مجازاً بیباک اور لاپرواہ آدمی سے مراد ہے

(۹) ترجمہ۔ خطِ سبز سے تیرا جمال سو گُنا اور زیادہ ہوگیا ہے۔ خدا کرے کہ تیری عمر سو شمسی سال ہو۔

(۱۰) ترجمہ۔ قدرت کے اُس نقاش پر سو آفرین ہو۔ جو چاند کے گرد خطِ ہلالی بناتا ہے۔

مہ سے مراد معشوق کا چہرہ اور خطِ ہلالی سے مراد خطِ سبز جو ہلال کا ہم شکل ہوتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے خدا جس جگہ بھی وہ جائے اپنی لازوال حفاظت سے اُسے محفوظ رکھ۔

(۱۲) ترجمہ۔ چاہیئے کہ تو سالم ہو ورنہ جان اور مال کا زیان تو معمولی بات ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ خدا جانتا ہی کہ حافظ کا مدعا کیا ہے اور خدا کا علم کافی ہے مجھے سوال کی ضرورت نہیں)

چو کارساز حاجات آگہی دارد		برائے چیست دعا و چہ سود صرفِ سوال

غزل (۵۵)

سلامی چو بُوی خوش آشنائی	۱	بداں مردم دیدۂ روشنائی
درودی چو نور دل پارسایاں	۲	بداں شمع خلوتگہ پارسائی
نمی بینم از ہمدمان ہیچ برجا	۳	دلم خون شد از غصہ ساقی کجائی
زکوی مغاں رو مگرداں کہ آں جا	۴	فروشند مفتاح مشکل کشائی
عروس جہان گرچہ در حد حُسن ست	۵	زحد می برد شیوۂ بی وفائی
می صوفی افگن کجا می فروشند	۶	کہ در تابم از دست زہد ریائی
رفیقان چنان عہد صحبت شکستند	۷	کہ گوئی نبودست خود آشنائی
دل خستہ من گرش ہمتی ہست	۸	نخواہد ز سنگیں دلاں مومیائی
مرا گر تو بگذاری اے نفس طامع	۹	بسے پادشاہی کنم در گدائی
بیاموزمت کیمیای سعادت	۱۰	زہمصحبت بد جدا ئے جدائی

(۱۱)	مکن حافظ از جور گردوں شکایت چہ دانی تو اے بندہ کار خدائی	(۱۱)

(۱) ترجمہ ۔ آشنائی کی خوشبو جیسا سلام اس دیدۂ بینا کی پتلی پر

یعنے میرے معشوق پر جو میری آنکھوں کی پتلی ہے ۔ محبت سے بھرا ہوا سلام

(۲) ترجمہ ۔ پارساؤں کے دل کے نور جیسا درود اس خلوت گاہ پارسائی کے شمع پر

یعنے معشوق پر نورانی درود ۔

(۳) ترجمہ ۔ میں اپنے ہمدموں میں سے کسی کو بھی اپنی جگہ پر نہیں دیکھتا ۔ میرا دل رنج وغم سے خون ہوگیا اے ساقی تو کہاں ہے ۔

یعنے اے ساقی آ اور شراب دے تاکہ میرا غم دور ہو ۔

(۴) ترجمہ ۔ مغوں کے کوچہ سے منہہ نہ پھیر کیونکہ اس جگہ مشکل کشائی کی کنجی بیچتے ہیں ۔ شراب کو مشکل کشائی کی کنجی کہا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ جہاں کی عروس اگرچہ انتہا درجہ کی حسین ہے لیکن بیوفائی کا شیوہ اس میں حد سے زیادہ ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ صوفیوں کو مست کرنے والی شراب کہاں بیچتے ہیں ۔ کیونکہ میں زہد ریائی کے ہاتھ سے تکلیف میں ہوں ۔

یعنے صوفی افگن شراب چاہیے جو زہد ریائی سے چھڑائے ۔

(۷) ترجمہ ۔ رفیقوں نے عہد صحبت کو اسطرح توڑ ڈالا ۔ گویا کبھی آشنائی تھی ہی نہیں ۔

یوں وفا اٹھ گئی زمانے سے		گویا اس جہاں میں تھی ہی نہیں	

(۸) ترجمہ ۔ میرے زخمی دل میں اگر ذرا بھر بھی ہمت ہوئی ۔ تو سنگدلوں سے مومیائی نہیں مانگے گا ۔

حاصل کلام یہ کہ اگر ذرا بھر بھی ہمت ہو تو دوسروں سے مدد طلب کرنے کی کچھ ضرورت نہیں

(۹) ترجمہ ۔ اے حریص نفس ! اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں گدائی میں بھی خوب بادشاہی کروں

(۱۰) ترجمہ ۔ میں تجھے سعادت مندی کا گر سکھاتا ہوں ۔ (اور وہ یہ ہے) کہ برے ہمنشیں سے دور رہنا چاہیے

(۱۱) ترجمہ ۔ اے حافظ زمانے کے ظلم سے شکایت نہ کر اے بندے تجھے خدائی کاموں کا کیا علم ہے

یعنے خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندوں کے فائدے کے لئے کرتا ہے ۔ اس لئے ہر حال میں شاکر رہنا چاہیے ۔

غزل (۵۶)

سلیمی منذ حلت بالعراق	۱	الاقی فی هواها ما الاقی
الا ای ساربان محمل دوست	۲	الی رکبانکم طال اشتیاقی
بساز ای مطرب خوشخوان و خوشگوی	۳	بشعر پارسی صوت عراقی
بیا ساقی بده رطل گرانم	۴	سقاک اللہ من کاس دہاقی
جوانی باز مے آرد بیادم	۵	صدای چنگ و نوشانوش ساقی
مے باقی بده تا برفشانم	۶	بیاران مست و خوشدل عمر باقی
دردلم خون شد از نادیدن دوست	۷	الا تعسا لایام الفراق
دمی با نیکخواہان متفق باش	۸	غنیمت دان امور اتفاقی
مسیحائے مجرّد را برازد	۹	کہ با خورشید سازد ہم وثاقی
عروس بس خوشی اے دختر رز	۱۰	ولے گہ گہ سزاوار طلاقی
ربیع العمر فی مرعی حماکم	۱۱	حماک اللہ یا عہد التلاقی
خرد در زنده رود انداز و می نوش	۱۲	بگلبانگ جوانان عراقی
نہانی الشیب من کل العذاری	۱۳	سوی تقبیل خد و اعتناقی
وصال دوستان چون روزی ما ست	۱۴	بگو واعظ سخنہای فراقی

(۱۵) مضت فرص الوصال و ما شعرنا
بگو حافظ غزلہای فراقی (۱۵)

(۱) ترجمہ ۔ میرا معشوق جب سے عراق میں جاکر اترا ہے ۔ میں اسکی آرزو میں جو کچھ دیکھتا ہوں دیکھتا ہوں یعنے ہجر میں جو حالت میری ہے مجھے ہی معلوم ہے ۔
لفظ عراق کے ق کی کسرہ کو اشباع سے پڑھیں گے اور عراقی کہیں گے ۔ اس غزل میں

اور اس سے اگلی غزل میں عربی اشعار کے قافیہ کا آخیر حرف اشباع کسرہ سے پڑھا جاتا ہے ورنہ یٰ درحقیقت املا میں نہیں۔ (۲) ترجمہ۔ اے محمل محبوب کے ساربان! تمہارے سواروں کے ساتھ میری بہت محبت ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اے خوشخوان اور خوشگو مطرب۔ فارسی اشعار کو عراقی آواز میں ادا کر۔

عراق مقاماتِ موسیقی میں ایک مقام کا نام۔ جسے بوقتِ چاشت گاتے ہیں۔ چونکہ محبوب عراق میں ہے اس لئے صوتِ عراقی کہا۔

(۴) ترجمہ۔ اے ساقی اور مجھے بڑا پیالہ دے۔ خدا تجھے کوزہ ہائے پُر شراب سے سیراب کرے یعنی تجھے شراب طہور پلائے۔

کَأْسًا دِهَاقًا۔ قرآنی الفاظ ہیں۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۔ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۔ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۔ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۔ یعنے متقیوں کے لئے کامیابی۔ باغ۔ انگور کے درخت ہم عمر دوشیزہ عورتیں اور شراب سے پُر پیالے ہونگے۔ (النبا)

(۵) ترجمہ۔ چنگ کی آواز اور ساقی کی نوشانوش مجھے ایک جوان (یا جوانی) کی یاد دلاتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ باقی شراب (یا دُرد) مجھے دے تاکہ مست اور خوشدل دوستوں پر باقی زندگی قربان کردوں۔

(۷) ترجمہ۔ دوست کو نہ دیکھنے سے میرا دل خون ہو گیا۔ ہجر کے دنوں پر ہلاکت آئے۔

(۸) ترجمہ۔ کوئی دم خیرخواہوں کے ساتھ مل بیٹھ۔ اور ان اتفاقی باتوں کو غنیمت جان۔ یعنے خیرخواہوں کی صحبت اتفاقیہ حاصل ہوتی ہے اسے غنیمت جان۔ اتفاق اور متفق کی رعایت لفظی ہے

(۹) ترجمہ۔ صرف مجرد مسیحا کے لئے یہ بات زیبا ہے کہ خورشید کے ساتھ ہم خانہ ہو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تمام عمر مجرد رہے۔ اس لئے انکو اللہ تعالےٰ نے خورشید کے ساتھ فلکِ چہارم پر جگہ دی۔ مطلب یہ ہے کہ آزادی اور تجرد سے انسان مراتب بالا پر پہنچ سکتا ہے۔

چو عیسےٰ گر توانی خفت بے جفت	مدہ نقد تجرد را ز کف مفت

(۱۰) ترجمہ۔ اے دخترِ رز (شراب) تو بہت حسین عروس ہے۔ لیکن کبھی کبھی تو طلاق کے لائق بھی ہوتی ہے یعنے مستی بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن کبھی کبھی مستی چھوڑ کر ہوش میں بھی آنا چاہئے۔

(۱۱) ترجمہ۔ میری عمر کی بہار تیری محفوظ چراگاہ میں ہے۔ اے وصال کے زمانے خدا تیری مدد کرے

(۱۲) ترجمہ۔ عقل کو زندہ رود میں ڈال دے اور شراب پی۔ عراقی جوانوں کی آواز کے ساتھ

زندہ رود۔ اصفہان کے تلے ایک ندی بہتی ہے۔ جسکا پانی بہت صاف اور شیریں ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ بڑھاپے نے تمام گلرخوں سے منع کر دیا رسوائے رخسار کے بوسہ اور گلے لگانے کے

(۱۴) ترجمہ۔ جب دوستوں کا وصال ہمارے نصیب میں ہے تو اے واعظ تو فراق کی باتیں کہا

یعنے تیری ان باتوں سے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔

(۱۵) ترجمہ۔ وصال کا زمانہ گذر گیا اور ہمیں خبر ہی نہ ہوئی۔ اے حافظ فراق کی غزلیں کہہ

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

غزل (۵۷)

سبت سلمیٰ بصدغیہا فوادی	۱	وروحی کل یوم لی ینادی
خدا را بر من بیدل ببخشای	۲	واوصلنی علےٰ رغم الاعادی
امن انکرتنے عن حب سلمیٰ	۳	غریق العشق فے بحر الوادی
نگارا در غم سودائے عشقت	۴	توکلنا علےٰ رب العبادی

(۵)	دل حافظ شد اندر چین زلفت بہ لیل مظلم واللہ ہادے	(۵)

(۱) ترجمہ۔ سلمیٰ نے اپنی دو زلفوں میں میرے دل کو گرفتار کر لیا اور میری روح ہر روز مجھے پکارتی ہے

سلمیٰ۔ عرب کی ایک مشہور معشوقہ کا نام۔ مجازاً ہر معشوق کے لئے بولتے ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ خدا کے لئے مجھ بیدل پر بخشش کر اور دشمنوں کی خلافِ منشا مجھے دولتِ وصال عطا کر۔

(۳) ترجمہ تو مجھے سلمیٰ کی محبت سے روکتا ہے اور میں اُسکی محبت کے سمندر میں غریقِ عشق ہوں

(۴) ترجمہ۔ اے معشوق! تیرے عشق کے سودا کے غم میں۔ ہم نے بندوں کے پروردگار پر توکل کیا ہے

(۵) ترجمہ۔ حافظ کا دل تیری زلف کے خم میں اسیر ہو گیا۔ اس اندھیری رات میں خدا میرا رہنما ہے۔

زلف کو شبِ تاریک سے تشبیہ دی ہے۔

غزل (۵۸)

سینہ مالامال دردست اے دریغا مرہمے	۱	دل ز تنہائی بجان آمد خدارا ہمدمے
خیز تا خاطر بداں ترک سمرقندی دہیم	۲	کز نسیمش بوی زلف حوریاں آید ہمے
چشم آسایش کہ دارد زین سپہر گرم رو	۳	ساقیا جامے بیاور تا بیاسایم دمے
زیرکی را گفتم ایں احوال بیں خندید و گفت	۴	صعب کاری بوالعجب دردی پریشان عالمے
سوختم در چاہ صبر از بہر آں شمع چگل	۵	شاہ ترکاں غافل ست از حال ما کو رستمے
در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست	۶	ریش باد آں دل کہ با درد تو جوید مرہمے
اہل کام و ناز را در کوی رنداں راہ نیست	۷	رہروی باید جہانسوزی نہ خامی بیغمے
آدم خاکی دریں عالم نمے آید بدست	۸	عالمے دیگر ببایدساخت از نو آدمے

(۹) گریۂ حافظ چہ سازد پیش استغنای دوست
کاندریں طوفاں نماید ہفت دریا شبنمے (۹)

(۱) ترجمہ - سینہ دردسے مالامال ہے افسوس کہ مرہم ہوتی - دل ہجر میں تنگ آگیا ہے خدا کے لئے کوئی ہمدم ملے

(۲) ترجمہ - اٹھ کہ اس ترکِ سمرقندی کو دل دیدیں - کہ اسکی نسیم سے حوروں کی زلف کی خوشبو آتی ہے۔

(۳) ترجمہ - اِس تیز رفتار آسمان سے کون آرام کی امید رکہہ سکتا ہے اے ساقی ایک پیالہ لا تا کہ میں تھوڑی دیر آرام کروں -

یعنے جامِ مے پیئے بغیر آسمان کے نیچے آرام کی امید بے فائدہ ہے -

(۴) ترجمہ - میں نے ایک خردمند کو اپنا یہ حال بتایا - وہ ہنسا اور کہا کہ یہ سخت کام ہے عجیب درد ہے اور پریشان عالم ہے -

یعنے دردِ عشق کو کوئی عقلمند نہیں سمجہہ سکتا -

(۵) ترجمہ - میں اس شمعِ چگل کے لئے چاہِ صبر میں جل گیا - ترکوں کا بادشاہ ہمارے حال سے غافل ہے - رستم کہاں ہے

چگل۔ ترکستان کا ایک حسن خیز شہر ہے۔ اس شعر میں واقعۂ چاہِ بیژن کیطرف اشارہ ہے کیخسرو کے عہد میں بیژن نامی ایک پہلوان شکار کرتا ہوا افراسیاب کے ملک میں جا پہنچا۔ افراسیاب کی بیٹی منیزہ پر عاشق ہوگیا افراسیاب نے اُسے سیاہ چاہ میں قید کردیا۔ رستم کو خبر ہوئی۔ افراسیاب کے ملک پر حملہ کیا اور بیژن کو کنویں سے نکالا۔

(۶) ترجمہ۔ عشقبازی کے طریقہ میں امن و آسائش (کی امید کرنا) غلطی ہے۔ خدا کرے وہ دل ہمیشہ زخمی رہے جو تیرے درد کی مرہم ڈھونڈ ہے۔

یعنے دردِ عشق کا علاج نہیں کرنا چاہئے بلکہ درد برداشت کرنا چاہیے۔ دیکھو شعر ۸۹/۵

(۷) ترجمہ۔ اہلِ غرض اور اہلِ ناز رندوں کے کوچہ میں نہیں جاسکتے۔ سالک کو جہاں سوز ہونا چاہئے نہ کہ ایک خام طبع اور بے غم آدمی۔

مطلب یہ ہے کہ منازلِ عشق کے مسافر کو جہاں سوز اور پختہ مغز ہونا چاہیئے تاکہ ہر طرح کی مصیبتوں اور مشکلوں کو مردانہ برداشت کرسکے۔ نازپروردہ۔ خام طبع۔ بے غم اور مطلب پرست آدمی اس راستہ پر نہیں چل سکتا۔

(۸) ترجمہ۔ اس جہاں میں آدمِ خاکی کہیں نہیں ملتا۔ ایک اور جہاں ایک نئے آدم سے آباد کرنا چاہیئے۔

مطلب یہ ہے کہ موجودہ زمانے اور موجودہ دنیا میں تو کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ البتہ اگر خدا ایک نیا آدم پیدا کرکے ایک نئی دنیا آباد کرے تو شاید وہاں آدمی ملیں گے۔ حاصل کلام یہ کہ انسانِ کامل آج کل کوئی نظر نہیں آتا۔

خدا تو ملتا ہے انساں ہی نہیں ملتا		یہ چیز وہ ہے کہ دیکھی کہیں کہیں میں نے	(اقبال)

(۹) ترجمہ۔ معشوق کی بے پرواہی کے سامنے حافظ کی گریہ وزاری کیا کرے۔ کیونکہ اس طوفان میں سات سمندر ایک قطرہ نظر آتے ہیں۔

معشوق کے استغنا کو ایک طوفان کہا ہے۔

غزل (۵۹)

لبش می بوسم و در میکشم مے	۱	به آب زندگانی برده ام پی
نه رازش میتوانم گفت باکس	۲	نه کس را می توانم دید باوے
گل از خلوت بباغ آورد مسند	۳	بساط زہد را چون غنچه کن طے
بده جام می و از جم مکن یاد	۴	که میداند که جم کی بود و کی کے
بزن بر چنگ چنگ اے ماہ مطرب	۵	رگش بخراش تا بخروشم از وے
چو چشمش مست را مخمور مگذار	۶	بیاد لعلش ای ساقی بده مے
بجوید جان از آن قالب جدائی	۷	که باشد خون جامش در رگ و پے
لبش میبوسم و خون میخورد جام	۸	رخش می بینم و گل میکند خوے
چو مرغ باغ میگوید که ہو ہو	۹	بده از دست جام باده ہی ہے
چو مجنون در پے دیدار لیلے	۱۰	بباید گشتن ای دل گرد ہر حے
تو با سلطان گل خوش باش و می نوش	۱۱	غنیمت دان خلاص بہمن از دے

(۱۲) زبانت در کش ای حافظ زمانے
حدیث بے زبانان بشنو از نے (۱۲)

(۱) ترجمہ - میں اسکے لب کو چومتا ہوں اور شراب پیتا ہوں - میں نے آب حیات کا پتہ لگا لیا ہے
معشوق کے لب لعل اور شراب کو ہی آب حیات کہا ہے -

(۲) ترجمہ - نہ تو میں اسکا راز کسی کو بتا سکتا ہوں - نہ غیر کو اسکے پاس دیکھ سکتا ہوں -
یعنے میں اغیار کا اسکے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا -

(۳) ترجمہ - پھول خلوت سے مسند کو باغ میں اٹھا لایا - تو بھی غنچہ کیطرح زہد کی بساط کو لپیٹ دے
مطلب یہ ہے کہ پھول جب تک غنچہ تھا گویا خلوت میں تہا - اب خلوت کو چھوڑ کر باغ

میں آیا ہے یعنی شگفتہ ہوا ہے۔ تو بھی گوشۂ زہد کو چھوڑ کر باغ میں آ۔ اور دستِ قدرت کی گلکاریاں دیکھ

بامداداں کہ تفاوت نکند لیل و نہار صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	خوش بود دامنِ صحرا و تماشائے بہار وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار	(سعدی)

(۴) ترجمہ۔ شراب کا پیالہ دے اور جمشید کو یاد نہ کر۔ کون جانتا ہے کہ جمشید کب تھا اور کیخسرو کب

(۵) ترجمہ۔ اے باہوش مطرب چنگ پر ہاتھ مار۔ اسکی تاروں کو چھیڑ تاکہ میں اس سے جوش میں آؤں۔

(۶) ترجمہ۔ اسکی آنکھ کیطرح مستوں کو حالتِ خمار میں نہ چھوڑ۔ اس کے لبِ لعل کی یاد میں اے ساقی شراب دے۔

(۷) ترجمہ۔ جان اُس جسم سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔ جسکے رگ و ریشہ میں پیالہ کا خون (یعنی شراب) ہو

مطلب یہ ہے کہ جس جسم میں شراب سرایت کر گئی ہو۔ جان اس جسم سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔

حاصل کلام یہ کہ شراب بمنزلہ آبِ حیات کے ہے۔ جس نے پی لی۔ حیاتِ ابدی حاصل کر لی۔

(۸) ترجمہ۔ میں اسکے لب کو چومتا ہوں اور پیالہ (رشک سے) خون پیتا ہے۔ میں اسکے چہرہ کو دیکھتا ہوں اور پھول

حسد سے پسینہ پسینہ ہو گیا ہے۔

یعنے پیالہ مے کو رشک ہے کہ میں ہی لبِ معشوق کو چوموں اور اس رشک میں خون پیتا ہے (چونکہ پیالہ

میں شراب سرخ ہوتی ہے اس لئے خون میخورد کہا ہے)۔ اور پھول کو یہ حسد ہے کہ معشوق کا چہرہ اس سے

کہیں زیادہ خوبصورت ہے اور لوگ پھول کو نہیں دیکھتے معشوق کے چہرہ کو دیکھتے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ جب باغ کا پرندہ ہو ہو کہہ رہا ہے۔ تو خبردار شراب کا پیالہ ہاتھ سے نہ چھوڑ۔

یعنے خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم ایسا کروگے تو افسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے

اور بلبلیں چہچہا رہی ہیں۔ ایسے موسم میں ترکِ شراب بڑی غلطی ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ مجنوں کی طرح لیلی کے دیدار کے لئے ہر قبیلہ کے گرد پھرنا چاہئے۔

عرب کے ایک قبیلہ کا نام لیلی اسی قبیلہ سے تھی۔ یہ لفظ مطلق یعنے قبیلہ ہی استعمال ہوتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ سلطانِ گل کے ساتھ خوشی سے اور شراب پی۔ اور موسمِ خزان سے بہار کی خلاصی کو

غنیمت جان۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے حافظ تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو جا۔ اور نے سے بغیر زبان کی باتیں سن

خواجہ صاحب تو اپنی گفتنی بیان کر کے نے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ مولانا روم نے بسم اللہ

ہی نے سے کی ہے اور اپنی عظیم الشان مثنوی کو اس شعر سے شروع کیا ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند — از جدائی ہا شکایت میکند

غزل (۲۰)

شہریست پرظریفاں از ہر طرف نگارے	۱	یاران صلای عشق است گر میکنید کارے
چشم فلک نبیندہ زین خوبتر حریفے	۲	در دام کس نیفتد زین خوبتر شکارے
ای روی خوبت از گل صد بار نازنینی	۳	یارب کہ رہ نیابد بر دامن تو خارے
چشمے کہ دیدہ باشد جسمی ز جان مرکب	۴	بر دامنش مبادا زین خاکدان غبارے
چوں من شکستہ را از پیش خود چہ رانی	۵	کم غایت تمنا بوسی ست یا کنارے
می بی غش است دریاب وقتی خوش است بشتاب	۶	سال دگر کہ دارد امید نوبہارے
چوں این گرہ کشایم وین راز چوں نمایم	۷	دردی و صعب دردی کاری و سخت کارے

(۸) ہر تار موی حافظ در دست ترک شوخیست
مشکل توان نشستن در اینچنین دیارے (۸)

(۱) ترجمہ۔ ظریفوں سے بھرا ہوا شہر ہے اور ہر طرف ایک معشوق موجود ہے۔ اے یارو صلائے عشق ہے اگر کچھ کرنا ہے (تو کرلو)

یعنی صلائے عام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ آسمان کی آنکھ نے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی حریف نہیں دیکھا۔ کسی کے جال میں اس سے زیادہ اچھا شکار نہیں پھنستا۔

یعنی ایسا حسین معشوق اور کہیں نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے کہ تیرا چہرہ پھول سے زیادہ نازنین ہے۔ خدا کرے کہ تیرے دامن میں کوئی کانٹا نہ الجھے

(۴) ترجمہ۔ جان سے بنا ہوا جسم کس کی آنکھ نے دیکھا ہے؟ خدا کرے اسکے دامن پر اس خاکدان سے غبار نہ

مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کا جسم عین جان سے مرکب ہے۔ خاکدانِ دنیا کا غبار خدا کرے۔ اس کے دامن پر نہ پڑے۔ وہ جان کی طرح لطیف اور پاک ہے خدا کرے مکدر نہ ہو۔

	جاں سودہ اند و بیختہ در چشمۂ حیات		زاں پس خمیر ما بہ لعلت سرشتہ اند

(۵) ترجمہ۔ مجھ جیسے شکستہ حال کو تو اپنے سامنے سے کیا ہانکتا ہے۔ کیونکہ میری سب سے بڑی تمنا صرف بوس و کنار ہے۔ کم لفظ کے اصلی معنی کے لئے دیکھو رگ وید: ...
یعنے میں اور کچھ نہیں مانگتا۔ کم۔ کہ مرا کا مخفف ہے۔ اکثر استعمال ہوتا ہے مثلاً

	طرفہ مے بود کہ ساقی سپرد		کم زفنا بردو بہ باقی سپرد (خسرو)

(۶) ترجمہ۔ شراب صاف ہے جلدی کر۔ اچھا وقت ہے غنیمت جان۔ دوسرے سال بہار کی کس کو امید ہے یعنے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ خدا جانے آئندہ بہار تک کون ہوگا کون نہیں ہوگا۔ اس وقت کو غنیمت جان۔

(۷) ترجمہ۔ میں یہ گرہ کسطرح کھولوں اور یہ راز کسطرح بیان کروں۔ یہ درد ایک سخت درد ہے اور یہ کام ایک سخت کام ہے۔

درد کی گرہ سے اور کار کی راز سے نسبت ہے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا ایک ایک بال ایک شوخ معشوق کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی ولایت میں رہنا بہت مشکل ہے

غزل (۶۱)

صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری	۱	بیادگار بمانی کہ بوی او داری
دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق در وست	۲	توان بدست تو دادن گرش نکو داری
دران شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت	۳	جز این قدر کہ رقیبان تندخو داری
نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد	۴	کہ گوش ہوش بمرغان ہرزہ گو داری
ز جرعہ تو سرم مست گشت نوشت باد	۵	خود از کدام خم است اینکہ در سبو داری

قبای حسن فروشی ترا بزیبد و بس ۶ کہ ہمچو گل ہمہ آیین رنگ و بو داری

زمانہ گر ہمہ مشک ختن دہد بر باد ۷ فدای تو کہ خط و خال مشکبو داری

دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن ۸ ترا رسزد کہ غلامان ماہرو داری

بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز ۹ کہ گر باو رسی از شرم سر فرو داری

دعاش گفتم و خنداں بزیر لب میگفت ۱۰ کہ کیستی تو و با ما چہ گفتگو داری

(۱۱) زکنج مدرسہ حافظ مجوی گوہر عشق
قدم برون نہ اگر میل جستجو داری (۱۱)

(۱) ترجمہ ۔ اے صبا تو اس مشکین زلف کی خوشبو رکھتی ہے ۔ تو یادگار رہیگی کہ تجھہ میں اُسکی خوشبو ہے یعنے تیری یادگار ہمیشہ رہیگی ۔ تیرا نام ہمیشہ رہے گا ۔

(۲) ترجمہ ۔ میرا دل جسمیں حسن و عشق کے اسرار کا گوہر ہے ۔ تیرے ہاتھہ میں دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ تُو اُسے اچھی طرح رکھے ۔

(۳) ترجمہ ۔ تیرے دلپذیر اخلاق کے متعلق اور کچھہ اعتراض نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ تیرے دربان تندخو ہیں

دیکھو شعر الف ۱۲/۲ ت ۴۵/۱۰

(۴) ترجمہ ۔ ای پہول بلبل کی آواز تجھے کب پسند آئیگی ۔ جب کہ تیرا گوشِ ہوش بیہودہ گو پرندوں کیطرف ہے ۔ یعنے اے معشوق جب تک تو اغیار کی بیہودہ باتیں سنتا رہے گا ۔ ہماری باتوں کیطرف تو کب متوجہ ہوسکتا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ تیرے ایک گھونٹ سے میں سراسر مست ہوگیا ۔ تجھے نوشِ جان ہو ۔ یہ شراب جو تیری سبو میں ہے کس قسم کی ہے یعنے تیری شراب کس قسم کی ہے کہ ایک گھونٹ میں میں مست ہوگیا ۔ تجھے یہ شراب نوشِ جان ہو ۔

(۶) ترجمہ ۔ اظہارِ حسن کا لباس صرف تجھہ ہی کو زیبا ہے ۔ کیونکہ پھول کیطرح تو تمام تر رنگ و بو کا طریقہ رکھتا ہے یعنی تیرا حُسن پھول کے رنگ و بو کیطرح اپنا اظہار خود کرتا ہے ۔ تیرے سوا اور کسی کو اظہارِ حسن زیبا نہیں

(۷) ترجمہ ۔ زمانہ اگر تمام مشکِ ختن کو ضائع کردے ۔ تو میں قربان ا تیرے خط و خال مشک کی طرح خوشبودار ہیں ۔

یعنے اگر دنیا سے مشکِ ختن بالکل ہی معدوم ہو جائے۔ تو بھی کچھہ نقصان نہیں۔ جب کہ تیرے خط وخال میں مشک کی کافی خوشبو موجود ہے۔

(۸) ترجمہ۔ خورشید کیطرح ممالکِ حسن کا دم مارنا تیرے لئے زیبا ہے۔ کیونکہ تو ماہرو غلام رکھتا ہے۔ اجرام فلکی میں خورشید بادشاہی کا دعوی کرتا ہے کیونکہ کئی ستارے اور چاند اس کے حاشیہ نشین ہیں۔ اسی طرح میرا معشوق بھی ملکِ حسن کی بادشاہی کا دعوی کرسکتا ہے۔ کیونکہ کئی ماہرو معشوق اس کے غلام ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اے سروِ جوئبار اپنی سرکشی پر نازاں نہ ہو۔ کیونکہ اگر تو اسکے پاس جائے تو شرم سے سر نیچا کرے اسکے پاس یعنی میرے معشوق کے پاس۔ سرو اور قد یار کے لئے دیکھو ۲۶ / ۴

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے اسکو دعا دی اور اس نے زیرِ لب ہنسکر کہا۔ کہ تو کون ہے اور ہمیں کیا کہتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ مدرسہ کے گوشہ میں گوہرِ عشق نہ ڈھونڈھ۔ اگر تجھے جستجو کی خواہش ہے تو (مدرسہ سے) قدم باہر رکھہ۔

یعنی مدرسہ سے باہر نکل کر جستجو کر۔ مدرسہ میں اسرارِ عشق کا کچھہ پتہ نہیں ملے گا۔ دیکھو شعر ۲۴ / ۳

غزل (۶۲)

۱	صبح ست ژالہ میچکد از ابر بہمنی	برگ صبوح ساز و بزن جام یکمنی
۲	در بحر مائی و منی افتادہ ام بیار	می تا خلاص بخشدم از مائی و منی
۳	خون پیالہ خور کہ حلال ست خون او	در کار یار کوش کہ کاریست کردنی
۴	گر صبحدم خمار ترا درد سر دہد	پیشانی خمار ہماں بہ کہ بشکنی
۵	ساقی بہوش باش کہ غم در کمین ماست	مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی
۶	می دہ کہ سر بگوش من آورد چنگ و گفت	خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی
۷	ساقی بہ بی نیازی یزداں کہ می بیار	تا بشنوی ز صوت مغنی ہوالغنی

(۸)	حافظ نہال قد تو در جویبار چشم خون جگر دو برنشاند و تو خواہی کہ برکنی	(۸)

(۱) ترجمہ۔ صبح کا وقت ہے اور ابرِ بہاری سے بوندیں گر رہی ہیں۔ شرابِ صبح کا سامان کر اور بڑا پیالہ پی۔
جام یک منی یعنے رطل گراں۔ (بہارِ عجم)

(۲) ترجمہ۔ میں خودی کے سمندر میں غریق ہوں۔ شراب لا تاکہ وہ مجھے خودی سے خلاصی دے۔
اصطلاحِ تصوف میں اسی چیز کا نام شراب ہے، جو خودی اور خیالاتِ ماسویٰ اللہ سے آدمی کو رہائی بخشے

.	بجو دیک لحظہ بودن صد خطر در پیش دارد		خدا اجرے دہد مے را کہ بے ما میکند یارا

(۳) ترجمہ۔ پیالہ کا خون پی کیونکہ اسکا خون حلال ہے۔ معشوق کے کام میں کوشش کر کہ یہ کام کرنیکے لائق ہے۔
کارِ یار سے مراد کاروبارِ عشق۔ خونِ پیالہ سے مراد شراب۔

(۴) ترجمہ۔ اگر صبح کے وقت خمار تجھے دردِ سر دے۔ تو بہتر یہی ہے کہ تو خمار کا سر توڑے۔
یعنے اور شراب پی کر خمار کو دور کرے۔

(۵) ترجمہ۔ اے ساقی خبردار ہو کہ غم ہماری گھات میں ہے اے مطرب یہی سرود جو تو گا رہا ہے گائے جا۔
رہ زدن۔ سرود گانا۔ نغمہ سرائی کرنا۔ ساقی سے طلب شراب کی ہے اور مطرب سے درخواست ہے
کہ نغمہ سرائی کو جاری رکھے۔

(۶) ترجمہ۔ شراب دے کیونکہ چنگ نے میرے کانوں کے نزدیک سر لا کر کہا کہ خوش رہ اور اس خمیدہ قد بوڑھے کی نصیحت سن
ظاہر کہ چنگ کا سر اسطرب کے کان کے نزدیک ہوتا ہے۔ لہذا سر بگوشِ من آورد کہا۔ پیر سے یہی
ہی مراد چنگ بوجہ خمیدہ قامت ہونیکے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ چنگ نے مجھے مے نوشی اور خوش باشی کی نصیحت کی۔

(۷) ترجمہ۔ اے ساقی خدا کی بے نیازی کے طفیل شراب لا۔ تاکہ تو مطرب کی آواز سے ہو الغنی سنے۔
بے نیازی اور غنی کی رعایت ظاہر۔ غنی اور مغنی میں صنعتِ تجنیس ہے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ نے تیرے قد کے درخت کو آنکھوں کی نہر پر خون پی کر لگایا۔ اور تو چاہتا ہے کہ اسے اکھیڑے
سروِ قد اور جویبار کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے خونِ جگر پی پی کر اور آنسوؤں کی نہر بہا بہا کر
تیرے سرو قد کا نقشہ آنکھوں میں جمایا ہے اور تو مجھ سے جدا ہونا چاہتا ہے۔

غزل (۶۳)

طفیل ہستی عشقند آدمی و پری	۱	ارادتی بنما تا سعادتی ببری
چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی	۲	کہ جام جم نکند سود وقت بی بصری
می صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند	۳	بعذر نیم شبی کوش و نالۂ سحری
ببوی زلف و رخت میروند و می آیند	۴	صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری
بکوش خواجہ و از عشق بی نصیب مباش	۵	کہ بندہ را نخرد کس بعیب بے ہنری
بیا و سلطنت از ما بخر بمایۂ حسن	۶	ازین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری
دعای گوشہ نشینان بلا بگرداند	۷	چرا بگوشۂ چشمی بما نمی نگری
مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائی کرد	۸	دعای نیم شبی بود و گریۂ سحری
ز ہجر و وصل تو در حیرتم چہ چارہ کنم	۹	نہ در برابر چشمی نہ غایب از نظری
طریق عشق طریقی عجب خطرناکست	۱۰	نعوذ باللہ اگر رہ بمامنی نبری
ہزار جان گرامی بسوخت زین غیرت	۱۱	کہ ہر صباح و مسا شمع مجلس دگری
چو ہر خبر کہ شنیدم رہی بحیرت داشت	۱۲	ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

(۱۳) بمین ہمت حافظ امید ہست کہ باز
ارى اسامر لیلای لیلۃ القمری (۱۳)

(۱) ترجمہ - آدمی اور پری عشق کی ہستی کے طفیل ہیں۔ ارادت ظاہر کرتا کہ تو سعادت حاصل کرے۔
پہلا مصرعہ "کنت کنزاً مخفیاً الخ" کی تفسیر ہے۔ تشریح کے لیئے دیکھو شعر الف ۱/
(۲) ترجمہ - جب کہ تجھ میں نظر کی استعداد نہیں تو وصال نہ ڈھونڈھ - کیونکہ نابینائی کی حالت میں جام جہان نما سے کچھ فائدہ نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ جب تیری آنکھوں میں بینائی ہی نہیں تو جام جہان نما سے تجھ پر دنیا کے حالات

کس طرح روشن ہونگے۔ یعنے اندھا دوربین یا خوردبین سے کیا دیکھے گا۔ اسی طرح اگر تجھ میں استعداد اور قابلیت نہیں تو عشق سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔

(۳) ترجمہ۔ شراب صبح اور صبح کی میٹھی نیند کب تک؟ آدھی رات کے استغفار اور نالہ سحر کی کوشش کر یعنے شب بیداری اور سحر خیزی کی کوشش کر۔ رات بھر اپنے گناہوں سے توبہ استغفار کر۔ عبادت الٰہی میں مشغول ہو اور بارگاہِ الٰہی میں صبح کے وقت دست دعا اٹھا۔ صبح کی میٹھی نیند اور صبح کی شراب سے کیا حاصل ہوگا۔؟

(۴) ترجمہ۔ صبا تیری زلف کی خوشبو سی خوشبو حاصل کرنے کے لئے اور پھول تیرے چہرہ کا دیدار کرنے کے لئے آتے جاتے ہیں۔

زلف و رخ۔ صبا و گل اور غالیہ سائی و جلوہ گری میں لف و نشر مرتب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے خواجہ کوشش کر اور عشق سے بے نصیب نہ رہ۔ کیونکہ کوئی شخص بے ہنری کے عیب والے غلام کو نہیں خریدتا۔

بے ہنر غلام کو کوئی نہیں خریدتا۔ اسی طرح جس شخص میں ہنر عشق نہ ہو بارگاہِ سلطانِ عشق میں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ آ اور حسن کے سرمایہ سے ہم سے سلطنت خرید۔ اس سودے سے غافل نہ ہو ورنہ افسوس کریگا۔
دیکھو شعر (دس ۱۵)

(۷) ترجمہ۔ گوشہ نشینوں کی دعا بلائیں دور کرتی ہے۔ تو پھر تو ایک گوشہ چشم سے ہماری طرف کیوں نہیں دیکھتا۔

گوشہ اور گوشہ کی رعایت۔ ظاہر مطلب یہ ہی کہ ہماری طرف نظر کر اور ہم گوشہ نشینوں کی دعا لے۔

(۸) ترجمہ۔ جس چیز نے دنیا کی تاریکی میں میری رہنمائی کی۔ وہ نصف شب کی دعا تھی اور صبح کا رونا۔

خواجہ صاحب شب بیدار اور سحر خیز تھے۔ رات کا بہت سا حصہ عبادت اور دعا میں گذارتے تھے۔ خواجہ صاحب کی زندگی نہایت پاک تھی اور یہ سب اسی دعائے سحری کا نتیجہ ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں تیرے ہجر اور وصل سے حیرت میں ہوں۔ کیا علاج کروں۔ کیونکہ نہ تو تو آنکھوں کے سامنے ہی اور نہ نظر سے غایب ہے۔

محبوب حقیقی کی یہی کیفیت ہے۔ نہ سامنے ہیں نہ غایب۔

خوب پردہ ہی کہ چلمن سی لگے بیٹھے ہو		صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اسی مضمون پر فرماتے ہیں۔

دوست نزدیکتر از من بہ من است		وین عجب تر کہ من ازوے دورم
چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او		در کنارِ من و من مھجورم

(۱۰) ترجمہ۔ عشق کا رستہ عجیب خطرناک رستہ ہی۔ اگر تو کسی جائے امن پر نہ پہنچے تو خدا کی پناہ!

یعنے اگر سالک منزلِ مقصود پر پہنچ جائے تو فہو المراد۔ ورنہ یہ رستہ ایسا خطرناک ہی کہ الامان!

(۱۱) ترجمہ۔ پاس غیرت میں کئی ہزار عزیز جانیں جل گئیں۔ کہ ہر صبح و شام تو ایک نئی مجلس کی شمع بنتا ہی۔

معشوق کے ہرجائی ہونے کی شکایت ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ جب یہ حالت ہے کہ جو خبر میں سنتا ہوں اسکا نتیجہ حیرت ہے۔ تو اسکے بعد میں ہونگا اور ساقی اور مستی کا طریقہ

یعنے عقل تو ہر مرحلہ پر مقامِ حیرت میں لے جاتی ہے۔ اس لئے اب مستی اختیار کرتا ہوں۔

(۱۳) ترجمہ۔ حافظ کی دعا کی برکت سے امید ہے کہ اب میں دیکھونگا کہ اپنی لیلی سے چاندنی رات میں قصہ بیان کرتا ہوں گا۔

سمر۔ شب۔ افسانہ شب۔ چاندنی۔ مجلسِ افسانہ گویاں وغیرہ۔

غزل (۱۹۶)

عمر بگذشت بہ بیحاصلی و بو الہوسی	۱	ای پسر جام میم دہ کہ بہ پیری برسی
چہ شکرہاست درین شہر کہ قانع شدہ اند	۲	شاہبازانِ طریقت بہ شکارِ مگسی
بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن	۳	حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیرِ قفسی
کاروان رفت و تو در راہ کمینگاہ بخواب	۴	وہ کہ بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی
دوش در خیل غلامانِ درش میرفتم	۵	گفت کای بیکس و بیچارہ تو بارِ چہ کسی
تا چو مجمر نفسے دامن جانان گیرم	۶	دل بر آتش بنہادم زپئ خوش نفسی

۷ لمع البرق من الطور و آنست بہ — فلعلی لک آتی بشہاب قبسی

۸ با دل خون شدہ چون نافہ خوشش باید بود — ہر کہ مشہور جہاں گشتہ بہ مشکین نفسی

(۹) چند پوید بہوای تو زہر سوحافظ — یسر اللہ طریقا بک یا ملتمسی (۹)

(۱) ترجمہ۔ تمام عمر بے حاصلی اور بوالہوسی میں گذر گئی۔ اے لڑکے مجھ شراب کا پیالہ دے۔ خدا تجھے بڑھاپے تک پہنچا دے۔

یعنے تیری عمر دراز ہو۔ بوالہوس یعنے الہوس۔ حریص۔ میر عبدالواسع ہانسوی لکھتے ہیں کہ یہ ترکیب غلط ہے۔ کیونکہ ہوس لفظ عربی نہیں بلکہ فارسی ہے۔ لیکن چونکہ غلط العام ہی اکثر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مولف غیاث اللغات کی رائے میں ترکیب صحیح ہے۔ کیونکہ ہوس بفتحتین لفظ عربی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اس زمانہ میں کیا شیرینی ہو کہ شاہبازانِ طریقت مکھی کے شکار پر قانع ہو گئے ہیں۔

یعنے معلوم نہیں کہ دنیا میں کیا دھرا ہے کہ حضرتِ انسان باوجود قدسی الاصل ہونے کے اس خاکدان کی رہائش پر قانع ہے۔

(۳) ترجمہ۔ پر کھول اور شجر طوبی پر جا کر آواز دے۔ تجھ جیسے پرندے پر افسوس ہے کہ تو جال میں اسیر پڑا ہے۔ قفس سے مراد قفس عنصری یا دنیا۔ مطلب یہ ہے کہ انسانِ عالم قدس کا رہنے والا ہے۔ افسوس ہے کہ اس جال میں اسیر پڑا ہے۔ اسے چاہیئے کہ ایک ہی پرواز میں اس قفس کو چھوڑ کر شجر طوبی پر جا کر ٹھیرے۔ دیکھو شعرت ۱/۵-۶-۷ م ۲/۲ م ۱۲/۸ م ۱۷/۱۴ م ۴۸/۲ م ۶۹/۱۴ ردیف ن غزل ۲۱ سالم

(۴) ترجمہ۔ کاروان چلا گیا اور تو کمینگاہ کی راہ میں سویا پڑا ہے۔ افسوس کہ تو بانگِ جرس کی آواز سے اسقدر غافل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کارواں بہت دور نکل گیا ہے اور ایسے خطرناک رستہ میں جہاں ہر جگہ دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ تو خوابِ غفلت میں مست سو رہا ہے۔ افسوس کہ بانگِ جرس نے بھی تجھے بیدار نہ کیا۔ یہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت کا صحیح نقشہ ہے۔ ہمسایہ قومیں راہِ ترقی میں منزلوں آگے نکل گئی ہیں۔ ہم ہیں کہ خوابِ غفلت میں ایسے مست پڑے ہیں گویا منزلِ مقصود پر

پہنچ گئے ہیں۔ افسوس !!!

مولانا حالی مرحوم نے اسی مضمون پر کہا ہے۔

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں
ہر اک بوجھہ بار اپنے سر دھر چکی ہیں
ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اسی طرح راہِ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی اُن کو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ
کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
کوی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اُکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں
جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں
جمادات کی طرح بارِ زمین ہیں
زمانے سے کچھہ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

(۵) ترجمہ۔ کل میں اس کے دروازے کے غلاموں کے گروہ میں جاتا تھا۔ اُس نے کہا کہ اے بیکس بیچارہ! تو کس کا یار ہے۔؟

گویا وہ مجھے جانتا ہی نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ تاکہ مجمر کی طرح تھوڑی دیر کے لئے معشوق کا دامن پکڑ لوں۔ خوش نفسی کے لئے میں نے دل کو آگ پر رکھہ دیا ہے۔

مجمر میں عود یا حرمل ڈال کر خوشبو یا دفع نظر بد کے لئے جلاتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ مجمر کو دامن کے نیچے رکھ لیتے ہیں۔ تاکہ خوشبو تمام کپڑوں میں سرایت کر جائے۔ خواجہ صاحب بھی اپنے دل کو آگ پر اس لئے رکھتے ہیں کہ خوشبو پیدا ہونے پر معشوق اسے اپنے دامن کے نیچے لے جائے۔ حاصل کلام یہ کہ میں آتشِ عشق میں جل رہا ہوں

شاید کہ وصالِ محبوب نصیب ہو۔

(۷) ترجمہ ۔ طور سے بجلی چمکی اور میں نے اسے دیکھا (اس سے انس پیدا کیا) شاید کہ میں تیرے لیے نیم سوختہ انگارا لے آؤں۔

اس شعر میں واقعہ طور کیطرف اشارہ ہے اور الفاظ بھی آیتِ قرآنی سے لیے گئے ہیں۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ (طٰهٰ) یعنے جب موسے علیہ السلام نے آگ دیکھی اپنی زوجہ کو کہا کہ ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ اس آگ سے میں تمہارے لئے شعلہ لاؤں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے نورِ ہدایت دیکھا ہے۔ شاید تجھے بھی فائدہ پہنچا سکوں۔ یا یہ کہ مشاہدۂ محبوب کا پر تو دیکھا ہے شاید تجھے بھی اس نور سے حصہ دے سکوں۔

(۸) ترجمہ ۔ خوں شدہ دل کے باوجود نافہ کی طرح اس شخص کو خوش رہنا چاہیے۔ جو مشکیں نفسی میں مشہورِ جہاں ہو گیا ہو۔

نافہ باوجود ہمہ تن خون ہونے کے چونکہ خوشبودار ہے اسلئے خوش ہے۔ اسی طرح جو شخص دنیا میں اپنی مشکیں نفسی یا خوش اخلاقی کے لئے مشہور ہو جائے۔ اسے ہر چند مصیبتوں کا سامنا ہو لیکن ہمیشہ اُسے خوش و خرم رہنا چاہیے۔

(۹) ترجمہ ۔ حافظ تیری آرزو میں ہر طرف کب تک دوڑے۔ اے میرے مطلوب خدا تیری راہ آسان کرے۔

یعنے میری رسائی تجھ تک آسان ہو جائے۔

غزل (۹۵)

کتبت قصۂ شوقی و مدمعی باکی	۱	بیا کہ بی تو بجان آمدم زغمناکی
بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدۂ خویش	۲	ایا منازل سلمیٰ واین سلماکی
عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست	۳	انا اضطربت قتیلاً و قاتلی شاکی

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	۴	کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکی
ز خاک پای تو داد آبروی لالہ و گل	۵	چو کلک صنع رقم زد ز آبی و خاکی
صبا عبیر فشاں گشت ساقیا برخیز	۶	وہات شمسۃ کرم مطیب زاکی
اثر نماند ز من بی شمائلت آری	۷	اری مآثر محیای من محیّاکی
دع التکاسل تغنم فقد جری مثل	۸	کہ زاد راہروان چستی ست و چالاکی
بآبروی گل و خاک پای سرو کہ نیست	۹	چنیں بدیع جمالی ز آبی و خاکی

(۱۰) ز وصف حسن تو حافظ چگونہ لاف زند (۱۰)
کہ چوں صفات الٰہی ورای ادراکی

(۱) ترجمہ ۔ میں نے شوق کا قصہ لکھا اور میری آنکھیں اشک افشاں ہیں ۔ آکہ تیرے بغیر میں غم کی وجہ سے جان سے تنگ آگیا ہوں ۔

(۲) ترجمہ ۔ میں نے اپنی دو آنکھوں کو اکثر شوق میں لکھا ہے کہ اے منازل سلمیٰ ! تمہاری سلمیٰ کہاں ہے ۔ اپنی آنکھوں کو منازلِ سلمیٰ کہا ہے ۔ یعنے منازلِ معشوق ۔ چونکہ آنکھوں میں معشوق کی تصویر ہوتی ہے ۔ اس لئے منازلِ معشوق کہا ۔ مطلب یہ ہے کہ میں شوق میں اکثر اپنی آنکھوں کو کہتا ہوں کہ اے منازل سلمیٰ ! تمہاری سلمیٰ کہاں ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ یہ عجیب واقعہ اور نہایت ہی عجیب و غریب بات ہے ۔ کہ میں تو حالتِ مقتولی میں مضطرب ہوں اور قاتل اب بھی شاکی ہے ۔

یعنے میں بسمل تڑپ رہا ہوں اور قاتل کو اب بھی شکایت باقی ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ کس کی طاقت ہے کہ تیرے پاک دامن کی عیب جوئی کرے کیونکہ تو اس قطرہ کی طرح جو برگ گل پر گرتا ہے ۔ پاک ہے ۔

بارش کا قطرہ خود پاک اور پھر اگر پھول کی پنکھڑی پر گرے تو پاکیزہ تر ۔ اس لئے اس کی پاکیزگی میں کیا شک ہو سکتا ہے ۔ خواجہ صاحب نے اپنے معشوق کو اس قطرہ سے تشبیہ دی ہے جو برگِ گل پر گرے ۔

(۵) ترجمہ ۔ تیری خاکِ پا سے لالہ وگل کو آبرو دی ۔ جب قدرت کے قلم نے آبی وخاکی تصویریں بنائیں ۔

یعنے صانع قدرت نے جب دنیا کو پیدا کیا تو لالہ وگل کو تیری خاک پا سے آبرو بخشی ۔

(۶) ترجمہ ۔ بادِ صبا خوشبو پھیلا رہی ہے ۔ اے ساقی اٹھ ۔ اور پاک و صاف انگوری شراب لا ۔

شمسہ ۔ سے مراد شراب (شراب کو مجازاً شمس وآفتاب کہا جاتا ہی)

کرم ۔ انگور ۔ رز ۔

(۷) ترجمہ ۔ تیری صورت کے بغیر میرا نام ونشان باقی نہیں رہا ہاں میں تیری صورت شکل سے اپنی زندگی کے آثار دیکھتا ہوں ۔

(۸) ترجمہ ۔ کاہلی کو چھوڑ اور وقت کو غنیمت جان یہ مثل مشہور ہی کہ مسافر کا زادِ راہ چستی اور چالاکی ہے ۔

مطلب یہ ہی کہ سالک کو چست وچالاک ہونا چاہیے ۔ کاہلی اور سستی مسافر کے لئے خطرناک ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ پھول کی آبرو اور سرو کی خاکِ پا کی قسم ہے کہ آبی وخاکی مخلوقات میں ایسا نادر حسن والا اور کوئی نہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں تجھ جیسا بے نظیر حسین اور کوئی شخص نہیں ۔

آبروی وخاک اور آبی وخاکی کی رعایت ظاہر

(۱۰) ترجمہ ۔ حافظ تیرے حسن کی تعریف کی لاف کس طرح مارے ۔ کیونکہ تو صفاتِ الٰہی کی طرح فہم وادراک کی حد سے باہر ہے ۔

یعنے تیرے حسن کی پوری پوری تعریف مجھ سے نہیں ہو سکتی ۔ تو فہم وادراک سے بالاتر ہے ۔

غزل (۶۶)

گفتند خلائق که توئی یوسف ثانی	۱	چوں نیک بدیدم بحقیقت به از انی
در عشق توام شهره چو فرهاد و عجب نیست	۲	ای خسرو خوباں که تو شیریں زمانی
تشبیه دهانت نتواں کرد به غنچه	۳	هرگز نبود غنچه باین تنگ دهانی
صد بار بگفتی که دهم زان دهنت کام	۴	چوں سوسن آزاد چرا جمله زبانی
گفتی که دهم کامت و جانت بستانم	۵	ترسم ندهی کامم و جانم بستانی
چشم تو خدنگ از سپر جان گذرانید	۶	بیمار که دیده است باین سخت کمانی
چون اشک بیندازیش از دیدهٔ مردم	۷	آن را که دمی از نظر خویش برانی
گر سرو بماند از رفتار تو بر پای	۸	بخرام که از سرو گذشتی بروانی
در راه تو عاشق چو قلم کرد ز سر پای	۹	چون نامه چرا یک دمش از لطف نخوانی

(۱۰)	از پیش مران حافظ غمدیدهٔ خود را کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ لوگوں نے کہا کہ تو یوسفِ ثانی ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حقیقت میں تو اُس سے بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے عشق میں میں فرہاد کی طرح مشہور ہو گیا ہوں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اے حسینوں کے بادشاہ! تو زمانہ کا شیریں ہے۔

فرہاد۔ خسرو اور شیریں کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے دہن کو غنچہ سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ غنچہ ہرگز ایسا تنگ دہن نہیں ہوتا

(۴) ترجمہ۔ تو نے سو بار کہا ہے کہ میں اُس دہن سے تیری مراد پوری کرونگا۔ سوسنِ آزاد کی طرح تو کیوں ہمہ تن زبان ہے۔

سوسنِ آزاد کی پتیاں زبان کی ہمشکل ہوتی ہیں گویا تمام پھول ہمہ تن زبان ہوتا ہے۔ معشوق کو ہمہ تن زبان اس لئے کہا ہے کہ وہ صرف وعدہ کرتا ہے اور پورا نہیں کرتا۔

(۵) ترجمہ۔ تو نے کہا ہے کہ میں تیری مراد پوری کرونگا اور تیری جان لے لونگا۔ مجھے ڈر ہے کہ تو مراد تو پوری نہیں کرے گا البتہ میری جان لے لے گا۔

(۶) ترجمہ۔ تیری آنکھ نے تیر کو جان کی ڈھال سے پار کر دیا۔ کس شخص نے ایسا سخت کمان بیمار دیکھا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری آنکھ نے باوجود بیمار مشہور ہونے کے اس زور سے تیر مارا ہے کہ میری جان کے پار ہو گیا ہے۔ کسی شخص نے نہیں دیکھا کہ کوئی بیمار تیر انداز ایسا سخت کمان ہو۔

(۷) ترجمہ۔ جس شخص کو تھوڑی دیر کے لیے تو اپنی نظر سے دور کر دے۔ اسے انسوؤں کی طرح لوگوں کی آنکھوں سے گرا دیتا ہے۔

یعنے اُسے ذلیل اور خوار کر دیتا ہے۔ لوگوں کے نزدیک اس کی عزت و وقعت نہیں رہتی۔

(۸) ترجمہ۔ اگر سرو تیرے قد اور رفتار کے باوجود قائم ہے۔ تو تو خراماں ہو کہ چلنے میں تو سرو سے بڑھا ہوا ہے۔

یعنے سرو ہر چند تیرے قد کا مقابلہ کرے لیکن تیرے خرام ناز کا مقابلہ کسطرح کر سکے گا؟

(۹) ترجمہ۔ تیری راہ میں عاشق نے قلم کی طرح سر سے پاؤں بنائے۔ خط کی طرح تھوڑی دیر کے لئے مہربانی سے اُسے کیوں نہیں بلاتا۔

قلم سر کے بل چلتا ہے۔ اور اسکی تحریر یعنے خط کو لوگ پڑھتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ عاشق تیری راہ میں سر کے بل چلتا ہے۔ تو بھی مہربانی کر کے اسے بلا۔ نخوانی میں پڑھنا اور بلانا ہر دو معنوں کیطرف اشارہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اپنے غمدیدہ حافظ کو سامنے سے دور نہ کر۔ کیونکہ اُسنے تیرے چہرہ کے عشق میں دل دین اور جوانی کو غارت کر دیا ہے۔

غزل (۶۷)

که برد بنزد شاهان زمن گدا پیامی	۱	که بکوی میفروشان دو هزار جم بجامی
اگر این شراب خام ست اگر آن حریف پخته	۲	بهزار بار بهتر ز هزار پخته خامی
شده ام خراب و بدنام و هنوز امیدوارم	۳	که ز بد خلاص یابم بدعای نیکنامی
تو که کیمیا فروشی نظری بقلب ما کن	۴	که بضاعتی نداریم و فگنده ایم دامی
بکجا برم شکایت بکه گویم اینحکایت	۵	که لبت حیات ما بود و نداشتی دوامی
عجب از وفای جانان که تفقدی نفرمود	۶	نه بنامه و پیامی نه بپرسش و سلامی
بروید پارسایان که نماند پارسائی	۷	می ناب در کشیدیم و نماند ننگ و نامی
ز رهم میفگن ای شیخ تو بدانهای تسبیح	۸	که چو مرغ زیرک افتد نفتد بهیچ دامی
سر خدمت تو دارم بخرم بهیچ مفروش	۹	که چو بنده کمتر افتد بمبارکی غلامی

(۱۰) بگشای تیر مژگان و بریز خون حافظ
که چنان کشنده را نکشد کس انتقامی (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ بادشاہوں کے پاس مجھ فقیر کا یہ پیغام کون لے جائے کہ شراب فروشوں کے کوچہ میں دو ہزار جمشید ایک جام کی قیمت کے ہیں۔
یعنے بادشاہ اپنی سلطنت پر مغرور نہ ہوں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ایک جام مے کئی ہزار سلطنتوں سے بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اگر یہ شراب خام ہو اور وہ حریف پختہ ہے۔ تو ایسے ہزار پختہ حریفوں سے یہ شراب خام ہزار بار بہتر ہے
مطلب یہ ہے کہ ہم کو پختہ حریفوں کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لئے شراب خام ہی کافی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں خراب اور بدنام ہو گیا ہوں لیکن ابھی تک امیدوار ہوں کہ کسی نیک نام کی دعا سے بدی سے رہائی پاؤں۔

(۴) ترجمہ ۔ تو جو کیمیا فروش ہی ہمارے دل (یا کھوٹے سکے) پر نظر کر ۔ کیونکہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے اور جال بچھایا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بضاعتِ اعمال بالکل نہیں تاہم رحمت کے امیدوار بیٹھے ہیں ۔ ہمارے کھوٹے سکے کو اپنی کیمیاگری سے سونا بنائے یعنے ہمارے سیاہ دل کو اپنی ہمت و برکت سے نورانی کردے ۔

(۵) ترجمہ ۔ میں یہ شکایت کہاں سے جاؤں اور یہ بات کس سے بیان کروں ۔ کہ تیرا لب ہمارے لئے بمنزلہ زندگی کے تھا لیکن تو ہمیشہ (ہمارے پاس) نہ رہا ۔

(۶) ترجمہ ۔ معشوق کی وفا پر حیران ہوں کہ اُس نے پرسشِ احوال نہ کی ۔ نہ نامہ و پیام ہی اور نہ پرسش و سلام سے ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے پرہیزگار دو جاؤ کہ پرہیزگاری نہیں رہی ۔ ہم نے شرابِ صاف پی اور نام و ناموس نہ رہا

(۸) ترجمہ ۔ اے شیخ تو مجھ کو تسبیح کے دانوں ہی گمراہ نہ کر ۔ کیونکہ جب دانا پرندہ نیچا آتا ہے تو کسی جال میں نہیں پھنستا یا جو پرندہ دانا ہوتا ہے دام میں نہیں پھنستا ۔ شیخ کی تسبیح کو دام اور اسکے دانوں کو دانہ سے تشبیہ دی ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ مجھے تیری خدمت کا شوق ہے مجھے خرید لے اور مفت نہ بیچ ۔ کیونکہ مجھ جیسا مبارک غلام کم ملے گا ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ مژگان کے تیر چھوڑ اور حافظ کا خون گرا ۔ کیونکہ ایسے قاتل سے کوئی انتقام نہیں لیتا بیشک تیر مژگان کے مقتول کی کوئی داد و فریاد نہیں سنتا ۔ اور نہ ایسے قاتل سشن سپرد ہوتے ہیں ۔

غزل (۶۸)

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابے	۱	پر کن قدح کہ بی می مجلس ندارد آبے
عشق رخ چو ماہش در پردہ راست نالد	۲	مطرب بزن نوائی ساقی بدہ شرابے

شد قامتم چو حلقه تا بعد ازین رقیبت	۳	زین در دگر نراند ما را بهیچ بابی
چون آفتاب رویش در دیده می نگنجد	۴	ای دل چه سود داری در دیده اضطرابی
در انتظار رویت ما و امیدواری	۵	وز عشوهٔ لبانت ما و خیال و خوابی
دست غرض میالای بر کاسهٔ گدائی	۶	انجام کار نبود از وی امید آبی

(۷) حافظ چه می نهی تو دل بر وصال جانان (۷)
ای تشنه سیر گردد از لمعهٔ سرابی

(۱) ترجمہ۔ میں عشق کے جام کا مخمور ہوں۔ اے ساقی شراب دے۔ پیالہ پر کر کیونکہ شراب کے بغیر مجلس میں رونق نہیں ہوتی

(۲) ترجمہ۔ اسکے چاند جیسے چہرہ کا عشق پردہ میں ٹھیک نہیں ہے۔ اے مطرب نغمہ سرائی کر اور ای ساقی شراب دے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا قد حلقہ کیطرح (خمیدہ) ہوگیا ہے تاکہ اسکے بعد تیرا دربان اس دروازہ سے پھر کسی طرح دور نہ کر سکے۔

یا کسی اور دروازہ کی طرف مجھے نہ ہانکے۔ "در" اور "باب" کی رعایت ظاہر۔ ظاہر ہے کہ حلقہ (یعنے حلقۂ در) ہمیشہ دروازہ سے لگا رہتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جب اسکے چہرہ کا آفتاب آنکھوں میں نہیں سما سکتا۔ تو اے دل! آنکھوں میں اضطراب سے کیا فائدہ؟

یعنی انتظار اور بیقراری سے کچھ حاصل نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے چہرہ (کے دیدار) کے انتظار میں ہم ہیں اور امیدواری۔ اور تیرے لبوں کے عشوہ کا خواب و خیال ہے اور ہم۔

یعنے تیرے دیدار کی طرف امید ہی امید ہے اور تیرے عشوہ کا صرف خواب و خیال ہی ہے۔ ورنہ حصول مرام تو مشکل ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ایسے کاسہ سے دست سوال کو آلودہ نہ کر جس سے کہ آخرکار پانی ملنے کی امید نہ ہو۔

یعنے جس دروازہ سے فیض کی امید نہ ہو۔ وہاں دست سوال دراز کرنا بے فائدہ ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ معشوق کے وصال پر تو کیا دل لگاتا ہے سراب کی روشنی سے پیاسا کبھی سیر نہیں ہوتا۔

سراب خشک ریگستان میں چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق

کا وصال سراب کی طرح ہے۔ اس سے فیضیاب ہونا محال ہے۔

غزل (۶۹)

می خواہ و گل افشان کن از دہر چہ میجوئی	۱	این گفت سحرگہ گل بلبل تو چہ میگوئی
مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را	۲	لب گیری و رخ بوسی می نوشی و گل بوئی
شمشاد خرامان کن آہنگ گلستان کن	۳	تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی
تا غنچہ خندانت دولت بکہ خواہد بود	۴	ای شاخ گل رعنا از بہر کہ می روئی
امروز کہ بازارت پر جوش خریدار است	۵	دریاب و بنہ گنجی از مایہ نیکوئی
آن طرہ کہ ہر مویش صد نافہ چین ارزد	۶	خوش بودی اگر بودی بوئیش ز خوشخوئی
چون شمع نکوروئی در رہگذر باد است	۷	طرف ہنری بربند از مایہ نیکوئی

(۸) ہر مرغ بدستانی در گلشن شاہ آمد
بلبل بنوا سازی **حافظ** بدعاگوئی (۸)

(۱) ترجمہ۔ شراب اور گل افشانی کر زمانہ سے کیا مانگتا ہے۔ یہ بات صبح کے وقت پھول نے کہی اے بلبل تو کیا کہتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت پھول نے بلبل کو کہا کہ باتوں کو چھوڑ شراب اور گل افشانی کر۔ زمانہ سے کسی چیز کی امید نہ رکھ۔

(۲) ترجمہ۔ مسند کو باغ میں لیجا۔ تاکہ تو شاہد و ساقی کا لب پکڑے۔ چہرہ چومے۔ شراب پیئے اور پھول سونگھے۔

(۳) ترجمہ۔ قد کو خرامان کر اور باغ کا ارادہ کر۔ تاکہ سرو تیرے قد سے دلجوئی کا طریقہ سیکھے۔

(۴) ترجمہ۔ دیکھیے تیرا غنچہ خندان (یعنی دہن) کس کے نصیب ہوگا۔ اے گل رعنا کی شاخ تو کس کے لئے اگ رہی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آج جب کہ تیرا بازار خریداروں کے جوش سے بھرا ہے۔ وقت کو غنیمت جان اور نیکی کے سرمایہ کا خزانہ جمع کرے۔

اسی مضمون کو شیخ سعدی علیہ الرحمتہ ناصحانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر		زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند	
اے کہ دستت میرسد کارے بکن		پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	

(۶) ترجمہ۔ وہ زلف جسکا ہر ایک بال چین کے سو نافوں کے برابر ہو۔ کیا اچھا ہوتا اگر اس میں خوش خلقی کی خوشبو بھی ہوتی۔

(۷) ترجمہ۔ شمع کی طرح خوبصورتی ہوا کی راہ میں ہے۔ نیکی کے سرمایہ سے ہنر حاصل کر یعنے جس طرح شمع جو ہوا کی راہ میں ہو۔ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح حسن اور خوبصورتی دیر پا نہیں۔ یہی وقت ہے نیکی کرلے۔

یہی دن ہیں دعا لے لو کسی کے قلب مضطر کی	جوانی آ نہیں سکتی میری جاں پھر نئے سر سے

(۸) ترجمہ۔ ہر ایک پرندہ اپنی اپنی داستان لیکر بادشاہ کے گلشن میں آیا۔ بلبل نوا سازی کر رہی اور حافظ دعا گوئی۔

مطلب یہ ہو کہ بلبل کی نوا سازی اور حافظ کی دعا گوئی اسی سلطانِ عشق کی بارگاہ میں ہے۔

غزل (۱۰)

نسیم صبح سعادت بداں نشاں کہ تو دانی	۱	گذر بسوئی فلاں کن دراں زماں کہ تو دانی
تو پیک حضرت شاہی مراد و دیدہ براہ ست	۲	کرم نماؤ بفرما خبر چناں کہ تو دانی
بگو کہ جان ضعیفم زدست رفت خدارا	۳	ز لعل روح فزایت ببخش زاں کہ تو دانی
من ایں دو حرف نوشتم چنانکہ غیر ندانست	۴	تو ہم ز روی کرامت چناں بخواں کہ تو دانی
خیال تیغ تو باما حدیث تشنہ و آبست	۵	اسیر عشق چو کردی بکش چناں کہ تو دانی
امید در کمر زرکشت چگونہ نہ بندم	۶	دقیقہ ایست نگارا دراں میاں کہ تو دانی

(۸)	یکیست ترکی و تازی دریں معاملہ حافظ حدیث عشق بیاں کن بہر زباں کہ تو دانی	(۷)

خواجہ صاحب نے یہ غزل خواجو کی ایک غزل پر لکھی ہے۔ جسکے چند شعر یہ ہیں۔

ایا صبا خبرے کن مرا ازاں کہ تو دانی	بداں زمیں گذرے کن بداں زماں کہ تو دانی
چو مرغ در طیراں آئی وچوں باوج رسی	نزول ساز دراں آشیاں کہ تو دانی
چناں مرو کہ غبارے بدو رسد زگذارت	بداں طرف چو رسیدی چناں بداں کہ تو دانی

(۱) ترجمہ۔ اے صبح سعادت کی نسیم اس پتہ پر جو تجھے معلوم ہے۔ فلاں (معشوق) کے کوچہ میں جا ایسے وقت میں جو تو جانتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تو حضرت بادشاہ کی قاصد ہے اور میری دو تو انکھیں منتظر ہیں۔ مہربانی کر اور خبر پہنچا جیسی کہ تو جانتی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اسے کہو کہ میری ضعیف جان ہاتھ سے جاتی ہے۔ خدا کے لیئے اپنے روح افزا لعل سے وہ چیز دی جو تو جانتا ہے یعنے بوسہ دے۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے دو باتیں ایسی لکھی ہیں کہ اغیار انکو نہ سمجھ سکے۔ تو ہی مہربانی سے انکو اسطرح بیان کر جیسا تجھے معلوم ہے۔ یعنے تو ہی ان باتوں کو ایسا بیان کر کہ اغیار نہ سمجھ سکیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری تلوار کا خیال میرے لیئے پیاسے اور پانی کا قصہ ہے۔ جب تو نے مجھے عشق میں اسیر کیا ہے۔ تو جس طرح جانتا ہے قتل کر۔

یعنے مجھے تیری تلوار کا ایسا شوق ہے جیسا پیاسے کو پانی کا۔ جب مجھے اسیر عشق کیا ہے تو قتل بھی کر۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے زر تار کمر بند میں میں کسطرح امید نہ باندھوں۔ اے معشوق اسکے اندر ایک ایسا دقیقہ ہے جسے تو ہی جانتا ہے۔

دقیقہ سے مراد کمر۔ یعنی تیرے زر تار کمر بند کے اندر تیری کمر ہے۔ اسلیئے میں نے اس پر امید لگائی ہے

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اس معاملہ میں ترکی اور تازی زبانیں برابر ہیں۔ عشق کی باتیں جو زبان تو جانتا ہے اسی میں بیان کر۔

ہندیاں را اصطلاح ہند مدح
سندیاں را اصطلاح سند مدح
(مولانا روم)

غزل (۱۷)

نوبهارست در آن کوش که خوشدل باشی	۱	که بسے گل بدمد باز و تو در گل باشی
چنگ در پرده همی میدهدت پند ولے	۲	وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی
من نگویم که کنون با که نشین و چه بنوش	۳	که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
در چمن هر ورقی دفتر حالی دگرست	۴	حیف باشد که ز حال همه غافل باشی
گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست	۵	رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی
نقد عمرت ببرد غصهٔ دنیا بگزاف	۶	اگر شب و روز درین قصه باطل باشی

(۷) حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد (۷)

صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی

(۱) ترجمہ - تازہ بہار ہے اس بات کی کوشش کر کہ تیرا دل خوش رہے کیونکہ بعد ازیں بہی بہت پہول نکلیں گے لیکن تو مٹی میں ہوگا -

مطلب یہ ہے کہ زندگی چند روزہ ہے - موسم بہار کو غنیمت جان اور دل کو خوش رکھنے کی کوشش کر

(۲) ترجمہ - سارنگی در پردہ تجہے نصیحت دیتی ہے - لیکن نصیحت تجہے اسی وقت فائدہ دیگی کہ تجہہ میں اس کے قبول کرنے کا مادہ ہو -

پردہ اور چنگ کی رعایت ظاہر ہے -

(۳) ترجمہ - میں نہیں کہتا کہ تو کیا کس کے ساتھ بیٹھ اور کیا پی - کیونکہ اگر تو دانا اور عقلمند ہوگا تو خود سمجھ لے گا -

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ساتھ بیٹھ اور شراب پی -

(۴) ترجمہ - باغ میں ہر ایک پتا ایک نئی کیفیت کا دفتر ہے - افسوس ہوگا اگر تو ان تمام کے حالات سے غافل ہو -

یعنے باغ میں ایک ایک پتا صحیفہ قدرت کا ایک دفتر ہے - اسکا مطالعہ کرنا چاہیے اور

صانع حقیقی کے حقایق ومعارف پر غور کرنا چاہیے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ ہم سے کر معشوق تک رستہ خطرناک ہی لیکن اگر تو منزل کا واقف ہی تو چلنا آسان ہوگا۔

(۶) ترجمہ۔ دنیا کا غم تیری عمر کے سرمایہ کو بیہودہ ضایع کردیگا۔ اگر تو شب و روز اسی باطل قصہ میں مشغول رہے گا۔

یعنی اگر تو شب و روز غمِ دنیا میں ہی رہے گا۔ تو یہ غم تیرے مایۂ حیات کو برباد کردیگا۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اگر بختِ بلند نے تیری مدد کی۔ تو اس پسندیدہ خصائل معشوق کا تو شکار ہوگا۔

غزل (۲۱۷)

نور خدا نمایدت آینہ مجردی	۱	از درِ ما درآ اگر طالب عشق سرمدی
بادہ بدہ کہ دوزخ از نامہ گناہ ما برد	۲	آب بر آتشش زند معجزہ محمدی
شعبدہ بازئی کنی ہر دم و نیست این روا	۳	قال رسول ربنا ما انا قط من ادی
از چہ بعمد می کشی تیغ جفا بکین من	۴	فکر نمی کنی مگر فی عہد محمدی
گر تو باین جمال و فر سوی چمن کنی گذر	۵	سوسن و سرو و گل بتو جملہ شوند مقتدی
نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو در زمان	۶	گر ببری بجان و دل راہ بکوی بیخودی

(۷)	جان و دل تو حافظا بستہ دام آرزوست ای متعلق خجل دم مزن از مجردی	(۷)

(۱) ترجمہ۔ مجردی کا آئینہ تجھ کو خدا کا نور دکھائے گا۔ اگر تو عشقِ ابدی کا طالب ہی تو ہماری روش اختیار کر۔

یعنے آزادی اور کم تعلقی کے ذریعہ سے تو خدا تک پہنچ سکتا ہے

سرمد ۔ جس کی ابتدا انتہا نہ ہو ۔ ازلی ابدی ۔ ہمیشہ ۔ خدائے تعالیٰ ۔

(۲) ترجمہ ۔ شرابی کیونکہ دوزخ ہمارے گناہوں کا نام لے گا ۔ تو معجزہ محمدیؐ اُسکی آگ پر پانی ڈالے گا ۔ یعنے شرابی اور دوزخ سے نہ ڈر ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے کافی ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے ۔ کیونکہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میں ہرگز دھوکا دینے والا (اور شعبدہ باز) نہیں ہوں

(۴) ترجمہ ۔ دیدہ دانستہ تیغ جفا میرے کینہ کے لئے کیوں کھینچتا ہے ۔ کیا تجھے "فی عمد ممددہ" کا خیال نہیں
فِی عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ۔ قرآنی آیت ہے ۔ عذاب دوزخ کے متعلق کلام پاک میں آیا ہے کہ انہا علیہم موصدۃ فی عمدٍ ممددہ ۔ یعنے وہ آگ اُن پر بند رہے لمبے ستونوں میں ۔ مطلب یہ ہے کہ تو دیدہ دانستہ مجھ پر ظلم کرتا ہے کیا روزِ قیامت اور عذاب دوزخ کا تجھے خیال نہیں ۔ عمد ۔ یعنے بیماری عشق بھی آیا ہے ۔ اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ کیا تجھے میری دیرینہ بیماری عشق کا بھی خیال نہیں ۔

(۵) ترجمہ ۔ اگر تو اس جمال اور کرّ و فر سے باغ میں جائے ۔ تو سوسن ۔ سرو اور پھول تمام تیرے غلام ہو جائیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ تو اس وقت خودی کا نقش لوحِ دل سے دور کرے گا ۔ جب کہ جان و دل کے ساتھ تو خردمندی کے کوچہ میں جائے گا ۔

یہ شعر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے حافظ تیری جان اور دل آرزو کے دام میں پھنسے ہیں ۔ اے تعلقدار شرمندہ ہو آزادی کا دعوے نہ کر ۔

یعنے جان و دل تو دام آرزو میں گرفتار ہیں اور تو باوجود اس تعلق کے آزادی کا دعوے کرتا ہے ۔ شرم کر ۔

غزل (۴۳)

نوش کن جام شراب یکمنی	۱	تا بدان بیخ غم از دل برکنی
دل گشاده دار چون جام شراب	۲	سرگرفته چند چون خم دنی
چون ز جام بیخودی رطلی کشی	۳	کم زنی از خویشتن لاف منی
دل بمی در بند تا مردانه وار	۴	گردن سالوس و تقوی بشکنی
خاک سان شو در قدم نه همچو ابر	۵	جمله رنگ آمیزی و تردامنی

(۶) خیز جهدی کن چو حافظ تا مگر
خویشتن را در پای معشوق افگنی (۶)

(۱) ترجمہ - شراب کا بڑا پیالہ پی۔ تاکہ اس کے ذریعے غم کی جڑ کو دل سے اکھیڑ دے۔

(۲) ترجمہ - جام شراب کیطرح دل کو کشادہ رکھہ۔ کمینہ خم کی طرح کب تک سرگرفتہ رہے گا۔
جام کا کشادہ دل اور خم کا سرگرفتہ ہونا ظاہر۔

(۳) ترجمہ - جب بیخودی کے جام سے تو شراب پیے گا۔ تو منی ومائی کی لاف نہیں مارے گا۔

(۴) ترجمہ - شراب سے دل لگا تاکہ مردوں کی طرح مکروفریب اور تقوی کی گردن کو توڑ سکے۔

(۵) ترجمہ - قدموں کے نیچے خاک کی طرح ہو جا نہ یہ کہ بادل کیطرح تمام رنگ آمیزی اور تردامنی ہو
بادل کرہ ہوا میں مختلف رنگ پیدا کرتے ہیں لیکن سوائے پانی کے بخارات کے اور کچھہ نہیں ہوتا
تردامنی بمعنے گناہگاری۔ مطلب یہ ہے کہ خاکساری اختیار کرنی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ظاہر تو بہت خوبصورت ہو لیکن باطن گناہوں سے پُر ہو۔

(۶) ترجمہ - اٹھ حافظ کیطرح کوشش کر تاکہ تو شاید اپنے آپ کو معشوق کے پاؤں تک پہنچا سکے۔

غزل (۴۷)

وقت را غنیمت دان آن قدر که بتوانی	۱	حاصل از حیات ای جان یکدم است تا دانی
پیش زاهد از رندی دم مزن که نتوان گفت	۲	با طبیب نامحرم حال درد پنهانی
با دعای شبخیزان ای شکردهان مستیز	۳	در پناه یک اسمست خاتم سلیمانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد	۴	جهد کن که از عشرت کام خویش بستانی
یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی	۵	کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی
میروی و مژگانت خون خلق می ریزند	۶	تند میروی جانا ترسمت فرومانی
پند عاشقان بشنو در راه طرب باز آ	۷	کاین همه نمی ارزد شغل عالم فانی
زاهد پشیمان را شوق باده در جانست	۸	عاقلا مکن کارے کاورد پشیمانی
خم شکن نمیداند این قدر که صوفی را	۹	جنس خانگی باشد همچو لعل رمانی
گر تو فارغی از من ای نگار سنگین دل	۱۰	حال خود بخواهم گفت پیش آصف ثانی
باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد	۱۱	گر بجای من سروی غیر دوست بنشانی
دل ز ناوک چشمت داشتم نگه لیکن	۱۲	ابرو کماندارت می برد به آسانی

(۱۳) جمع کن باحسانی حافظ پریشان را
ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی (۱۳)

(۱) ترجمہ - جہاں تک ہو سکے وقت کو غنیمت جان - اے جان زندگی کا حاصل اگر تو سمجھے تو ایک ہی دم ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ صرف موجودہ دم پر ہی بھروسہ ہے۔ ماضی و مستقبل خواب و خیال ہیں۔

گذشتہ خواب و آیندہ خیال است	غنیمت داں ہمیں دم را کہ حال است

(۲) ترجمہ - زاہد کے سامنے رندی کا دم نہ مار کیونکہ نامحرم طبیب کے سامنے پوشیدہ درد کا حال بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) ترجمہ۔ اے شیریں دہن! شب بیداروں کی دعا سے نہ لڑ۔ خاتمِ سلیمانی صرف ایک اسم کی پناہ میں ہے۔ اسم سے مراد اسم اعظم۔ حضرت سلیمان ؑ کی انگشتری میں اسم اعظم کندہ تھا اور اسی کی برکت سے وہ سلطنت کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جب سلیمان ؑ کی بادشاہی ایک اسم پر منحصر تھی۔ تو تیری سلطنتِ حسن ہماری رات کی دعاؤں کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ زمانہ کی مراد بخشی عمر کے عوض میں ہے۔ کوشش کر کہ عشرت سے تو اپنی مراد حاصل کرے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک زندگی کو خطرے میں نہ ڈالا جائے اور عمر کو برباد نہ کیا جائے۔ دنیا کی مرادیں تو حاصل ہو نہیں سکتی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ جو وقت ہاتھ آئے عیش و عشرت میں گذر جائے۔

(۵) ترجمہ۔ میرا عزیز یوسف چلا گیا اے بھائیو رحم کرو۔ کیونکہ اسکے غم میں میں نے پیرِ کنعان کو عجب حالت میں دیکھا ہے۔

عزیز۔ (۱) پیارا۔ گرامی قدر (۲) زمانہ قدیم میں مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ حضرت یوسف ؑ خود ہی عزیز مصر رہے ہیں۔ لہذا یوسف اور عزیز میں صنعت ایہام ہے۔ یوسف ؑ کے مقابلہ میں پیر کنعان سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام۔

(۶) ترجمہ۔ تو جا رہا ہے اور تیری پلکیں خلقت کا خون بہا رہی ہیں۔ اے جانان! تو تیز جا رہا ہے مجھے ڈر ہے تو رہ جائے گا (تھک جائیگا)

(۷) ترجمہ۔ عاشقوں کی نصیحت سن اور عیش کی راہ اختیار کر۔ کیونکہ عالم فانی کا شغل کسی قیمت کا ہے یعنے عالم فانی کے مشغلے کس کام کے ہیں۔ عیش و طرب میں وقت بسر کر۔

(۸) ترجمہ۔ زاہد پشیمان کے دل میں شراب کا شوق ہے۔ اے عقلمند، وہ کام نہ کر جسکا نتیجہ پشیمانی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زاہد اپنے زہد پر اب پشیمان ہے۔ کیونکہ دل میں تو شراب کا شوق ہے اور ظاہری زہد کے لئے شراب نہیں پی سکتا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(۹) ترجمہ۔ خم توڑنے والے (محتسب) کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صوفی کی خانگی جنس بھی شراب سرخ کے برابر ہے۔

مطلب یہ ہی کہ محتسب خم توڑ کر میخواروں کو تو شراب سے محروم کر سکیگا۔ لیکن اُسے معلوم نہیں کہ یہ صوفی لوگ یعنی زاہدانِ ظاہردار بغیر شراب کے ہی مست ہیں۔ ان کے اپنے دل میں ہی بادۂ غرور کا نشہ ہے یا اُنکے گھر میں ہی ایسی چیزیں موجود ہیں جو شراب کا حکم رکھتی ہیں۔ جنسِ خانگی سے مراد بادۂ پندار یا مالِ حرام جس پر زاہدونکا تصرف ہے۔

	برون نمی رود از خانقاہ یکی ہشیار		کہ پیشِ شحنہ بگوید کہ صوفیاں مستند	(سعدی)
	محتسب در قفائے رندان است		غافل از صوفیانِ شاہد باز	(سعدی)

(۱۰) ترجمہ۔ اے سنگین دل معشوق اگر تجھے میرا خیال نہیں تو میں آصفِ ثانی کے پاس جا کر اپنا حال بیان کروں گا۔

آصفِ ثانی کے لئے دیکھو۔ لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۲ سوانحعمری۔ مدح کی طرف گریز ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے باغبان جب میں یہاں سے چلا جاؤں تو تجھ پر حرام ہے کہ میری جگہ میرے معشوق کے بغیر کوئی اور سرو لگائے۔

(۱۲) ترجمہ۔ میں تیری آنکھوں کے تیر سے تو دل کو محفوظ رکھتا تھا لیکن تیرا کماندار ابرو اُسے آسانی سے لے جاتا ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ پریشان حال حافظ کو مہربانی سے جمعیتِ خاطر دے۔ اے کہ تیری زلف کا پیچ پریشانی کا مجموعہ ہے۔

غزل (۵۰۷)

ہزار جہد بکردم کہ یارِ من باشی	۱	قرار بخش دلِ بیقرارِ من باشی
دمے بکلبۂ احزانِ عاشقاں آئے	۲	شبی انیسِ دلِ سوگوارِ من باشی
دراں چمن کہ بتاں دستِ عاشقاں گیرند	۳	گرت ز دست بر آید نگارِ من باشی
چراغ دیدہ شب زندہ دارِ من گردی	۴	انیس خاطرِ امیدوارِ من باشی
چو خسروانِ ملاحت بہ بندگاں نازند	۵	دراں میانہ خداوندگارِ من باشی

ازاں عقیق کہ خونین دلم ز عشوۂ او اگر کنم گلہ راز دار من باشی	۶	
شود غزالۂ خورشید صید لاغر من گر آہو چو تو یکدم شکار من باشی	۷	
سہ بوسہ کز دو لبت کردۂ وظیفۂ من اگر ادا نکنی وامدار من باشی	۸	
من این مراد نہ بینم بعمر خود کہ شبے بجائے اشک رواں در کنار من باشی	۹	

(۱۰) من ارچہ حافظ شہرم جوی نمی ارزم
مگر تو از کرم خویش یار من باشی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ میں نے ہزار کوششیں کیں کہ تو میرا دوست بن جائے۔ میرے بیقرار دل کا قرار بخشنے والا ہو جائے۔

(۲) ترجمہ۔ تھوڑی دیر کے لئے عاشقوں کے غمکدہ میں آئے۔ ایک رات کے لئے میرے غمگین دل کا غمخوار بنے۔

(۳) ترجمہ۔ اُس باغ میں جہاں کہ معشوق عاشقوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو تو میرا معشوق بنے۔

(۴) ترجمہ۔ تو میری رات کے وقت جاگنے والی آنکھ کا چراغ بنے۔ اور میرے امیدوار دل کا مونس ہو۔

(۵) ترجمہ۔ جس وقت حسن کے بادشاہ غلاموں پر ناز کرینگے۔ اس وقت تو میرا آقا بنے۔

(۶) ترجمہ۔ اس عقیق (لب لعل) کی جسکے عشوہ سے میں خونین دل ہوں۔ اگر میں شکایت کروں تو تو میرا راز دار بنے۔

یہاں تک تمام شعر شعر (۱) کے ماتحت ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ خورشید کا ہرن میرا کمزور شکار بنے اگر تجھ جیسا آہو تھوڑی دیر کے لئے میرا شکار بن جائے۔
یعنے اگر تو میرے قابو میں ہو تو آفتاب بھی میرا مطیع ہو جائے۔

(۸) ترجمہ۔ اپنے دو لبوں سے جو تین بوسے تو نے میرا وظیفہ مقرر کیا ہے۔ اگر ادا نہیں کریگا تو میرا قرضدار رہے گا۔

یعنے تیرے لبوں کے بوسے میرا مقررہ وظیفہ ہے۔ اور یہ تجھ پر میرا قرض ہے اگر بوسے نہیں دے گا۔ تو میرا قرضدار رہے گا۔

(۹) ترجمہ۔ کیا میں تمام عمر یہ مراد نہیں دیکھونگا ؟ کہ ایک رات رواں آنسوؤں کی بجائے تو میرے پہلو میں ہو

یعنے ہر رات میں تیرے فراق میں روتا ہوں کیا ایک رات ایسی نہ آئیگی کہ میں تیرے وصال سے خوشحال ہوں۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں اگرچہ شہر کا حافظ ہوں لیکن ایک جو کی قیمت کا نہیں۔ جب تک کہ تو اپنی مہربانی سے میرا یار نہ بنے۔

غزل ۶

ہوا خواہِ توام جانان و میدانم کہ میدانی	۱	کہ ہم نادیدہ میدانی و ہم ننوشتہ میخوانی
ملامتگر چہ دریابد ز راز عاشق و معشوق	۲	نہ بیند چشم نابینا خصوص اسرار پنہانی
ملک در سجدۂ آدم زمین بوسِ تو نیت کرد	۳	کہ در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی
خم زلفت بنام ایزد کنون مجموعۂ دلہاست	۴	مبادا این جمع را یارب غم از باد پریشانی
بیفشان زلف و صوفی را ببازی و برقص آور	۵	کہ از ہر رقعۂ دلقش ہزاران بت بیفشانی
دریغا عیش شبگیری کہ در خواب سحر بگذشت	۶	بدان قدر وصال ای دل کہ در ہجران فرو مانی
ملول از ہمرہان بودن طریق کاردانی نیست	۷	بکش دشواری منزل بیاد عہد آسانی
گشاد کار مشتاقان در آن ابروی دلبندست	۸	خدا را یک نفس با ما گرہ بگشا ز پیشانی
چراغ افروز چشم ما نسیم زلف خوبانست	۹	مبادا این قوم را یارب غم از باد پریشانی
امید از بخت میدارم کہ بگشایم کمر بندت	۱۰	بآن شرطیکہ خاطر را ازین مسکین نرنجانی

(۱۱)	خیال چنبر زلفش فریبت میدہد حافظ نگر تا حلقۂ اقبال ناممکن نجنبانی	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ اے معشوق میں تیرا ہوا خواہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تجھ بھی یہ بات معلوم ہے۔ کیونکہ تو بغیر دیکھے اور بغیر لکھے کے پڑھتا ہے۔

یعنے جو چیز تو نے کبھی نہیں دیکھی اُسے بھی جانتا ہے اور جو بات کبھی ضبط تحریر میں نہیں آئی اُسے

بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ملامت کرنے والا عاشق و معشوق کے راز کو کب معلوم کر سکتا ہے۔ خصوصاً اندھے کی آنکھ پوشیدہ اسرار کو نہیں دیکھ سکتی۔

(۳) ترجمہ۔ فرشتوں نے آدم کا سجدہ کرتے وقت تیری خاکبوسی کی نیت کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے تیرے حسن میں انسانی طریقہ سے بالاتر کوئی چیز دیکھی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کیا تو حقیقت میں انہوں نے تیری خاکبوسی کی نیت کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ آدمؑ کی اولاد میں ایک ایسا حسین شخص پیدا ہوگا جسکا حسن طورِ انسانی سے بالاتر ہے۔ غالباً اس شعر میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ نام خدا تیری زلف کا خم ایک کئی دلوں کا مجموعہ ہے۔ خدا اس مجموعہ کو باد پریشانی کا غم نہ ہو۔

بنام ایزد تحسین کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ زلف کو پریشان کر اور صوفی کو رقص و بازی میں لا۔ تاکہ اس کی گدڑی کے ہر ایک ٹکڑے سے تو ہزاروں بت گرائے۔

مطلب یہ ہے کہ زاہد ظاہر دار اگرچہ خرقہ پوش ہے مگر اسکے خرقہ کے نیچے کئی بت پوشیدہ ہیں اور خرقہ اس نے صرف گناہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے پہنا ہے۔ ذرا اپنی زلف کو پریشان کر تاکہ صوفی بھی رقص میں آجائے اور اسکی حقیقت ظاہر ہو جائے۔

(۶) ترجمہ۔ رات کی اس عیش پر افسوس جو خواب سحر میں گذری۔ اے دل وصال کی قدر کو جان ورنہ ہجر میں خستہ حال ہو جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ شب وصال سو کر نہیں گذارنی چاہیے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

(۷) ترجمہ۔ ہمراہیوں سے ملول ہونا تجربہ کاری کا طریقہ نہیں ہے۔ منزل کی دشواری کو آسانی کے وقت کی یاد میں برداشت کر۔

مطلب یہ ہے کہ منزلِ مقصود کی خوشی میں درمیانی منازل کی دشواریوں کو مردانہ برداشت

کرنا چاہیئے - اور رفیقانِ راہ سے آزردہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے -

(۸) ترجمہ مشتاقوں کی کشائیشِ کار اس ابروئے دلبند میں ہے - خدا کے لئے تھوڑی دیر کے واسطے ہمارے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آ -

(۹) ترجمہ معشوقوں کی زلف کی نسیم ہماری آنکھوں کی روشنی ہے - اے خدا اِس قوم کو بادِ پریشانی کا غم نہ ہو۔

چراغ افروز - روشن کرنے والا - روشنی - ایں قوم سے مراد خوباں - معشوق -

(۱۰) ترجمہ - مجھے اپنے بخت سے امید ہے کہ کبھی تیرے کمر بند کو کھولونگا بشرطیکہ تو اس سکین سے آزردہ خاطر نہ ہو -

(۱۱) ترجمہ - اے حافظ اُسکی زلف کے حلقہ کا خیال تجھے فریب دیتا ہے - دیکھ تاکہ تو ناممکن اقبال کے حلقہ کو نہ ہلائے -

نگر - دیکھ ! خبردار ! ہوشیار ! **حلقہ جنبانی** یعنے دروازہ کھٹکھٹانا کسی سوال یا درخواست کے لئے کسی کے پاس جانا - مطلب یہ ہے کہ زلفِ محبوب کا حلقہ صرف تجھے دھوکا دے رہا ہے - یہ دولت ہاتھ آنے والی نہیں - اس لئے اسکے واسطے کوشش کرنا لاحاصل ہے - دوسرا مصرعہ انوری کا ہے -

	نگر تا حلقۂ اقبالِ ناممکن نہ جنبانی بروجانِ پدر تن در مشیت دہ کہ دیر افتند	سلیما ابلہا لا بلکہ محرد ماد سکینا زیاجوج تمنار خنہ در سد دلو شینا	(ترجمہ ص ...)

غزل (۷۷)

احمد اللہ علے معدلۃ السلطانی	۱	احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد	۲	آنکہ می زیبد اگر جان جہانش خوانی
دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد	۳	مرحبا ای ہمہ لطف خدا ارزانی
بر شکن طرۂ ترکانہ کہ در کاکل تست	۴	بخشش و کوشش قاآنی و چنگیز خانی
ماہ اگر بے تو بر آید بدو نیمش بزنند	۵	دولت احمدی و معجزۂ سلطانی

جلوۂ حسن تو دل می برد از شاہ و گدا	۶	چشم بد دور کہ ہم جانی و ہم جانانی
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	۷	بعد منزل نبود در سفر روحانی
از گل فارسیم غنچہ عیشے نہ شگفت	۸	حبذا دجلۂ بغداد و مئی روحانی
(۹)	ای نسیم سحری خاک رہ یار بیار تا کند حافظ ازاں دیدہ جان نورانی	(۹)

یہ غزل تمام تر مدحیہ ہے سلطان احمد بن اویس کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۱ و ۲۲ سوانحعمری شعر د ۴۴

(۱) ترجمہ۔ میں سلطان احمد شیخ اویس حسن ایلخانی کی معدلت گستری پر خدا کی تعریف کرتا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ وہ خان ابن خان اور شہنشاہ ابن شہنشاہ ہے۔ اگر تو اُسے جہان کی جان کہے تو بجا ہے

(۳) ترجمہ۔ آنکھ دیکھنے کے بغیر تیرے اقبال پر ایمان لائی۔ آفرین! کہ تو خدا کی تمام مہربانیوں کے لائق ہے،

(۴) ترجمہ۔ اپنے ترکی طرہ کو خم دے کیونکہ تیری زلف میں قاآنی بخشش اور چنگیز خانی بہادری ہے۔

قاآن بادشاہ جو بہت عادل سخی اور عقلمند ہو چنگیز خان کے بیٹے کا نام بھی ہے۔ مجازاً ہر ایک جلیل القدر بادشاہ کو کہتے ہیں۔ ترکستان کے بادشاہوں کا لقب یہی ہے۔

چنگیز خاں۔ ترکستان کے ایک مشہور عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے جسکی پیدائش سنہ ۵۴۹ھ میں واقع ہوئی۔ ہلاکو خان جس نے بغداد وغیرہ بہت سے شہروں کو تباہ اور برباد کیا تھا۔ اسی کا پوتا تھا۔ بعدہٗ اس کی اولاد مسلمان ہو گئی۔

(۵) ترجمہ۔ چاند اگر تیری (مرضی) کے بغیر نکلے تو اس کو دولت احمدی اور معجزۂ سلطانی دو ٹکڑے کرینگے شق القمر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مشہور معجزہ ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے حسن کا جلوہ شاہ و گدا کا دل لے جاتا ہے چشم بد دور! کہ تو جان بھی ہے اور جاناں بھی

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ ہم دور ہیں لیکن تیری یاد میں شراب پیتے ہیں، روحانی سفر میں منزل کی دوری نہیں ہوتی مطلب یہ ہے کہ جب دل نزدیک ہوں تو بُعدِ مسافت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۸) ترجمہ۔ فارس کے پھول سے میرے عیش کا غنچہ شگفتہ نہ ہوا۔ دجلۂ بغداد اور شرابِ روحانی پر آفریں۔

گل کی بجائے گُل بھی پڑھا جاسکتا ہے - اور غالباً زیادہ موزون ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ فارس میں تو مجھے عیش نصیب نہ ہوا شاید بغداد سے کشائش کار ہوجائے۔

(۹) ترجمہ۔ اے نسیم سحر یار کے رستہ کی خاک لا۔ تاکہ حافظ اپنی جان کی آنکھ کو اُس سے نورانی کرے

غزل (۷۸)

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	ز کوی یار می آید نسیم باد نوروزی	ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی
۲	چو گل گر خورده داری خدا را صرف عشرت کن	کہ قارون را غلطها داد سودای زر اندوزی
۳	سخن در پرده میگویم چو گل از پرده بیرون آی	کہ بیش از پنج روزی نیست حکم میر نوروزی
۴	مئی دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش	خدایا ہیچ عاقل را مبادا بخت بدروزی
۵	طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن	کلاه سروری آنست کز این ترک بردوزی
۶	جدا شد یار شیرینت کنون تنہا نشین ای شمع	کہ حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی
۷	بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم	بیا زاہد کہ جاہل را زیاده میرسد روزی
۸	ندانم نوحہ قمری بطرف جویباران چیست	مگر او نیز ہمچون من غمی دارد شبانروزی
(۹)	بہ بستان رو کہ از بلبل طریق عشق گیری یاد	بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

(۱) ترجمہ۔ معشوق کے کوچہ سے بادِ نوروزی کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تو اِس ہوا سے مدد مانگے گا تو دل کے چراغ کو روشن کردے گا۔

(۲) ترجمہ۔ پھول کیطرح اگر تیرے پاس کچھ نقد ہے تو اسکو عشرت میں خرچ کردے کیونکہ زراندوزی کے سودا نے قارون کو غلطی میں ڈالا۔

خوردہ۔ ہر شئے کا ریزہ۔ نقد۔ پھول کے اندر ایک زرد مادہ ہوتا ہے جسے زرِ گل کہتے ہیں

(۳) ترجمہ۔ میں پردہ میں بات کہتا ہوں۔ پھول کی طرح پردہ سے باہر نکل آ۔ کیونکہ میرِ نوروز کا حکم پانچ

دن سے زیادہ نہیں ہوتا۔

پھول کا غنچہ کی حالت سے نکل کر شگفتہ ہو جانا گویا اسکا پردہ سے باہر آنا ہے مطلب یہ ہے کہ بہار چند روزہ ہے زندگی کا بھی بھروسہ نہیں۔ یہ وقت ہے عیش و عشرت کرلے۔ بعض دیوانوں میں مہر فیروزی کی بجائے مہر نوروزی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میری شراب جان سے بھی زیادہ صاف ہے۔ اور صوفی اُس کی عیب جوئی کرتا ہے۔ اے خدا کسی عقلمند کے حصہ میں بدنصیبی نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ حصولِ مراد کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کو ترک کردے۔ سرداری کی ٹوپی یہی ہے اگر تو یہ ٹوپی سی لے۔

ترک بفتح بمعنے کلاہ۔ ٹوپی۔

بمطلب میرسد آنکس چو بگذشت از سرِ مطلب		عبث خود را ز ہر اندیشہ در رنج و تعب دارم	(نعمت خان عالی)

(۶) ترجمہ۔ تیرا یار شیریں تجھ سے جدا ہوگیا۔ اے شمع اب اکیلی بیٹھ۔ کیونکہ آسمان کا حکم یہی ہے خواہ تو جلے خواہ تحمل کرے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان خواہ تحمل اور برداشت کرے خواہ نالہ و فریاد۔ آسمانی حکم میں تغیر نہیں ہو سکتا۔

چو نتواں بر افلاک دست آختن		ضرورست با گردشش ساختن	(سعدی)

(۷) ترجمہ۔ علم کے غرور پر اسباب طرب سے محروم نہیں ہو سکتے۔ اے زاہد آ کہ جاہل کو زیادہ روزی پہنچتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ علم کے غرور پر اسباب طرب سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔

(۸) ترجمہ۔ میں نہیں جانتا کہ قمری کس لئے نہر کے کنارے فریاد کر رہی ہے۔ شاید وہ بھی میری طرح رات دن غم میں ہوتی ہو۔

(۹) ترجمہ۔ باغ میں جا تاکہ تو بلبل سے عشق کا طریقہ سیکھے اور مجلس میں آ تاکہ تو حافظ سے شعر کہنے سیکھے۔

غزل (۷۹)

بچشم مہر اگر با من مہم را یک نظر بودے	۱	ازاں سیمیں بدن کامم بخوبی ہمچو زر بودے

زشوق افشاندمی هردم سری در پای جانانم	۲	دریغا گر متاع من ازاین مختصر بودی
اگر برقع برافگندی ازان روی چو مه روزی	۳	مدام از نرگس مستش جهان پرشور و شر بودی
همش مهر آمدی برمن ز مهر آن شاه خوبان را	۴	گر از درد دل زارم یکی روزش خبر بودی
بوصلش گر مرا روزی ز هجران فرصتی بودی	۵	مبارک ساعتی بودی چه خوش بودی اگر بودی
(۶)	نگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودی	(۶)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اگر میرا ماہر معشوق محبت کی آنکھ سے مجھ پر ایک نظر ڈالتا۔ تو اس سیمین بدن سے میرا مدعا سونے کی طرح بخوبی حاصل ہو جاتا

(۲) ترجمہ۔ میں ہر دم شوق سے ایک سر معشوق کے پاؤں پر قربان کرتا۔ افسوس اگر میرا سرمایہ اس سے زیادہ مختصر نہ ہوتا

(۳) ترجمہ۔ اگر اس چاند جیسے چہرہ سے ایک دن پردہ اٹھاتا۔ تو اسکی مست آنکھ سے جہان ہمیشہ شور و شر سے پر رہتا۔

(۴) ترجمہ۔ اس حسینوں کے بادشاہ کو محبت سے مجھ پر رحم آتا۔ اگر وہ میرے دل زار کے درد سے کسی دن آگاہ ہوتا۔

(۵) ترجمہ۔ اس کے وصل سے اگر ایک دن مجھے ہجر سے فراغت ملتی۔ تو وہ ساعت کیسی مبارک ہوتی۔ کیا اچھا ہوتا اگر ایسا ہی ہوتا۔

(۶) ترجمہ۔ کوئی شخص دنیا میں حافظ کے برابر شیریں شعر نہ کہہ سکتا۔ اگر اس کی طوطی طبیعت کو معشوق کے لب لعل سے شکر ملتی۔

تمام شد دیوان غزلیات

حافظ علیہ الرحمۃ

متفرقات

اس حصہ میں ترکیب بند۔ ترجیع بند۔ ساقی نامے۔ مثنویاں۔ قطعات۔ مخمس۔ رباعیات اور قصائد ہیں۔ ان میں سے باستثنائے معدودے چند سب مشتبہ الاصل ہیں۔ اور بعض یقیناً الحاقی ہیں۔ ہمارا ارادہ بھی صرف دیوانِ حافظ کی شرح لکھنے کا تھا۔ مگر چونکہ یہ متفرقات بھی دیوان حافظ کے ہر ایک مطبوعہ نسخہ کے ساتھ درج ہوتے ہیں۔ اسلئے بغرض تکمیل ان کو بھی کتاب میں جگہ دینا ناموزوں نہ ہوگا۔ یہ متفرقات تشریح طلب نہیں۔ بعض حصونکا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اور بعض مقامات پر صرف نوٹوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ترکیب بند

بند (۱)

شاہی کہ پناہ ملک و دین ست	۱	درخورد ہزار آفرین ست
نوبادۂ خاندان ملک ست	۲	گلدستۂ بوستان دین ست
ہم نسل شہنشہ زمان ست	۳	ہم نقد خلیفۂ زمین ست
آثار و دلائل سعادت	۴	تابندہ چو نورش از جبین ست
در ملک جہان بفر شاہی	۵	انصاف او کوکب یقین ست
در خاتم قدر او نہفتہ	۶	فیروزۂ چرخ چون نگین ست
تیغش بمیان کفر و اسلام	۷	سدیست ولیک آہنین ست

(۸) کلک از کف دست او در بار
شمشیر بازوش سزاوار (۸)

(۱) وہ بادشاہ جو ملک و دین کی پناہ اور ہزار آفرین کے لائق ہے۔ (۲) شاہی خاندان کا تازہ میوہ اور باغ دین کا گلدستہ ہی (۳) شہنشاہ زمان کا ہم نسل اور خلیفۂ زمین کا ہم نقد ہے۔ (۴) سعادت کی نشانیاں اور دلیلیں اسکی پیشانی سے نور کیطرح روشن ہیں۔ (۵) ملکِ جہان میں بادشاہی کرو فر اسکا انصاف یقین کا ستارہ ہے۔ (۶) اسکی طاقت کی انگشتری میں آسمان کا فیروزہ نگینہ کی طرح پوشیدہ ہے۔ (۷) اسکی تلوار کفر و اسلام کے درمیان ایک دیوار ہے جو لوہے کی ہے۔ (۸) قلم اسکے کفِ دست سے موتی برساتا ہے اور تلوار اسکے بازو کے لائق ہے۔

بند (۲)

ای سایۂ رحمت الٰہی	۱	وی غنچۂ باغ بادشاہی
ہرگز بشمائل تو سروی	۲	نارستہ ز بوستان شاہی
ہم چرخ جمال را تو مہری	۳	ہم برج جلال را تو ماہی
درخواستہ از خدای بیچون	۴	بخت بدعاے صبحگاہی
بر نام تو مہر کردہ گردوں	۵	منشور اوامر و نواہی
بر سلطنت تو بی تکلف	۶	تمکین تو میدہد گواہی
نام تو یقین کہ میبرآرد	۷	آوازہ ز ماہ تا بماہی

(۸)	گردوں کہ لطیفہا برآرد دُرّی چو تو در صدف ندارد	(۸)

(۱) اے خدا کی رحمت کے سائے اور اے باغ بادشاہی کے غنچے (۲) تیری صورت کا کوئی سرو ہرگز باغ بادشاہی میں پیدا نہیں ہوا (۳) تو حسن کے آسمان کا آفتاب بھی ہے اور جلال کے برج کا چاند بھی (۴) ترجمہ۔ (یہ سب کچھ) خدائے بیچوں سے تیرے بخت نے دعائے صبح کے ذریعے حاصل کیا ہی (۵) آسمان نے اوامر و نواہی کے فرمان کی مہر تیرے نام پر لگائی ہے یعنے امر و نہی تیرے اختیار میں ہے (۶) تیری تمکنت تیری بادشاہی پر بے تکلف گواہی دیتی ہے۔ (۷) ترجمہ۔ تیرے نام کا آوازہ یقیناً ماہ سے ماہی تک ہے۔ (۸) آسمان جو کئی عجیب چیزیں پیدا کرتا ہے۔ تجھ جیسا کوئی موتی صدف میں نہیں رکھتا۔

بند (۳۱)

ای خلعت ملک بر تو زیبا	۱	وی غرۂ دولت از تو غرا
ای آمده نو عروس دولت	۲	بر شکل و شمائل تو شیدا
انوار شکوه و شهریاری	۳	از روی مبارکت هویدا
بر قامت حشمت تو کوتاه	۴	این اطلس نیلگون والا
بگذشت صدای صیت عدلت	۵	از سقف نهم رواق خضرا
بر شادی مجلس تو خورشید	۶	هر لحظه کشیده جام صهبا
تا روی مبارک تو بیند	۷	نرگس همه دیده گشت عمدا
از بهر قبولیت از ین گوش	۸	لولوی خوشاب گشته لالا

(۹)	در قصر تو چرخ آستانی کیوان به در تو پاسبانی (۹)

(۱) اے کہ بادشاہی کی خلعت تجھ پر زیبا ہے۔ اے کہ دولت کی روشنی تجھ سے روشن ہے۔ (۲) آئی کہ دولت [illegible] تیری شکل و صورت پر عاشق ہے (۳) رعب اور بادشاہی کے نور تیرے مبارک چہرہ سے ظاہر ہیں (۴) تیری حشمت کے قد پر نیلگوں بلند اطلس کوتاہ ہے (یعنے آسمان بھی تیری حشمت کی برابری نہیں کر سکتا) (۵) تیرے انصاف کی شہرت کا آوازہ نویں سبز آسمان کی چھت سے اوپر نکل گیا (۶) تیری مجلس کی خوشی میں آفتاب ہر وقت جام شراب پیتا ہے۔ (۷) تاکہ تیرے مبارک چہرہ کو دیکھے۔ نرگس عمداً ہمہ تن آنکھ بن گئی ہے (۸) اس کان کی قبولیت حاصل کرنے کے لئے آب دار موتی روشن بنا ہے (۹) آسمان تیرے محل کا ایک آستان ہے اور کیوان ستارہ تیرے دروازہ کا پاسبان ہے۔

بند (نهم)

تا یار خدای باد یارت	۱	جز عیش مباد هیچ کارت
هر آرزوی که در دل آید	۲	ایام نهاده در کنارت
توفیق رفیق در میمنت	۳	تائید ندیم در یسارت
نصرت که مباد از تو خالی	۴	در رزم کمینه دستیارت

آراستہ چون بہشت گیتی	۵	از کوشش تیغ آبدارت
تا چرخ بپاست دور دورت	۶	تا دہر بجاست کار کارت
جاوید بعون جاہ و عزت	۷	بادا ہمہ چیز بر قرارت
آسودہ چو حافظ اند خلقان	۸	در سایۂ بخت کامگارت

(۹) کارت ہمہ حفظ ملک و دین باد
تا باد ہمیشہ اینچنین باد (۹)

(۱) اے کہ خدا تیرا مددگار ہو۔ عیش کے سوا تیرا کچھ کام نہ ہو۔ (۲) جو آرزو تیرے دل میں ہو زمانہ اُسی تیری بغل میں لائے (۳) توفیق تیری دائیں طرف کی رفیق اور تائید تیری بائیں طرف کی ندیم ہو۔ (۴) فتح جو تجھ سے کبھی علیحدہ نہ ہو میدان میں تیرا کمینہ ہتھیار ہو (۵) تیری آبدار تلوار کی کوشش سے جہان بہشت کی طرح آراستہ ہے (۶) جب تک آسمان قائم ہے تیرا دور دورہ رہے جب تک زمانہ موجود ہے تیرا مدعا پورا ہوتا جائے (۷) ہمیشہ جاہ و عزت کی مدد سے تمام چیزیں تیرے حسب مراد ہوں (۸) حافظ کی طرح تیرے کامیاب بخت کے سائے میں لوگ آسودہ ہیں (۹) تیرا کام تمام تر ملک و دین کی حفاظت ہو۔ جب تک ہو ہمیشہ ایسا ہی ہو۔

بند (۵)

ماہی چو تو آسمان ندارد	۱	سروی چو تو بوستان ندارد
با روی تو آفتاب دیدم	۲	نیکست و لیکن آن ندارد
از حسن تو چون کنم عبارت	۳	کز ہیچ صفت نشان ندارد
حیران شدہ ام کہ ہیچ وصفی	۴	در خورد رخت بیان ندارد
مرغی کہ بسوی تو کند پرواز	۵	دیگر سر آشیان ندارد
ہر دل کہ ز جان ندارد دوست	۶	میدان بیقین کہ جان ندارد
از بہر دلم کدام تیرست	۷	کابروی تو در کمان ندارد
چشمت نظری بما نمیکند خست	۸	مستست و سر جہان ندارد
منظور شہنشہ است و از ناز	۹	پروای شکستگان ندارد

(۱۰)	سلطان زمانہ ناصرالدین شد معتصم بعز و تمکین	(۱۰)

(۱) آسمان پر تجہہ جیسا کوئی چاند نہیں ۔ باغ میں تجہہ جیسا کوئی سرو نہیں (۲) تیرے چہرہ کے مقابلہ میں ہمنے سورج کو دیکھا ۔ اچھا ہے لیکن اس میں آن نہیں ہے (۳) تیرے حسن کو میں کسطرح بیان کروں کسی صفت میں اسکا مثیل موجود نہیں ہے (۴) میں حیران ہوں کہ کوئی تعریف تیرے چہرے کے لائق بیان نہیں ہوسکتی ۔ (۵) جو پرندہ تیری طرف اڑکر آیا ۔ دوبارہ آشیاں کا خیال نہیں کرتا ۔ (۶) جو دل تجھے جان سے عزیز نہیں رکہتا یقیناً سمجہے کہ اس میں جان نہیں ہے (۷) میرے دل کے لئے ایسا کون سا تیر ہے جو تیرے ابرو کی کمان میں نہیں ہے (۸) تیری آنکہہ نے ہماری طرف نظر نہ کی وہ مست ہے اور جہان کا خیال نہیں رکہتی (۹) تیری آنکہہ بادشاہ کی منظورِ نظر ہے اور شکستہ دل کی پرواہ نہیں کرتی (۱۰) زمانہ کا بادشاہ ناصرالدین ۔ عزت اور تمکین کے ساتھ مستحکم ہے

بند (۶)

ساقی اگرت ہوای ماہی	۱	جز بادہ میار پیش ماشی
سجادہ و خرقہ در خرابات	۲	بفروش و بیار جرعہ می
لرزندہ رباب شور مستان	۳	در گلشن جان صدای یاحی
با درد در آبوے درمان	۴	کونین بگرز عشق لاشی
اسرار دلست در رہ عشق	۵	بہتر ز ہزار حاتم طی
سلطان صفت آن بت پریوش	۶	می آمد و خلق شہر از پی
مردم نگران بروی خوبش	۷	وز شرم روان بعارضش خوی
حافظ ز غم تو چند نالد	۸	آخر دل من شکستہ تاکی

(۹)	با درد و غم تو یار باشم وز عیش جہاں کنار باشم	(۹)

(۱) اے ساقی اگر تجہہ کو ہم سے محبت ہے تو شراب کے بغیر ہمارے سامنے کچہہ نہ لا ۔ ہے ۔ لفظ ہے بمعنی ہست فارسی اور اردو میں مشترک ہے چنانچہ ہستیم ۔ ہستید و ہستی ہے بمعنے ہستیم ہستید و ہستی آئی ہے

ماخوذ ہیں۔ سبے اندیا ہیند بمعنے ہستند

گفت یارب کہ ترا خاصان ہے اند	کہ مبارک دعوت و فرخ پے اند	(مولانا روم)

(۲) سجادہ اور خرقہ کو میخانہ میں بیچکر شراب کا گھونٹ لا۔ (۳) اگر تو زندہ دل ہے تو مستوں سی جبان کے باغ میں باجے کی آواز سن (۴) درد سے کہ علاج کی امید میں آ۔ عشق سے دو نوجہانوں کو ناچیز سمجھ (۵) عشق کی راہ میں دل کے اسرار ہزار حاتم طے سے بہتر ہیں (۶) وہ پریوش بت بادشاہ کی طرح آتا تہا اور شہر کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ (۷) لوگ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے تھے اور اسکے چہرہ پر شرم سے پسینہ آرہا تھا۔ (۸) حافظ تیرے غم میں کب تک روتا رہے گا آخر میرا دل کب تک شکستہ رہے گا۔ (۹) میں تیرے درد اور غم کا دوست بنوں اور جہاں کی عیش سے علیحدہ ہو جاؤں

ترجیع بند

بند (۱)

۱	ای دادہ بباد دوستداری	این بود وفا و عہد یاری
۲	آخر دل ریش دردمندم	تا چند بدست غم سپاری
۳	از زلف تو حاصلی ندیدم	جز شیفتگی و بی قراری
۴	ای جان عزیز بر ضعیفاں	تا چند کنی جفا و خواری
۵	ہر چند کہ سوختی بجورم	کردم من خستہ سازگاری
۶	گفتم مگر از سر ترحم	دست از ستم و جفا بداری
۷	چوں نیست امید آنکہ روزی	بر عاشق خستہ رحمت آری

(۸) آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم (۸)

(۱) اے کہ تو نے دوستی کو برباد کر دیا کیا وفا اور دوستی کا عہد اسی کو کہتے ہیں (۲) آخر کب تک میرے درد مند زخمی دل کو تو غم کے ہاتھ میں رکھے گا۔ (۳) تیری زلف سے مجھے شیفتگی اور بے قراری کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ (۴) اے جان عزیز اکب تک کمزوروں پر ظلم اور خواری کریگا (۵) ہرچند تو نے مجھے ظلم سے جلایا۔ میں خستہ دل اسکو برداشت کرتا رہا۔ (۶) میں نے خیال کیا کہ شاید وہ ترحم تو جور و جفا سے ہاتھ اٹھائے گا (۷) جب یہ امید باقی نہیں رہی کہ تو کسی دن عاشقِ خستہ حال پر رحم کریگا۔ (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ نہ پھیروں شاید کہ اس طرح دل کی مراد حاصل ہو۔

بند (۲)

ای ساقی از آں میِ شبانہ	۱	دردہ دو سہ جام عاشقانہ
تا در سرِ من ز عقل باقیست	۲	از دست مدہ می مغانہ
برداشتہ اند صوت داود	۳	مرغان چمن ز آشیانہ
ای مطرب با تو نیز یکدم	۴	مگذار ز کف دف و چغانہ
برگوی بیاد وصل جاناں	۵	چوں عود بسوز دل ترانہ
می نوش بیاد [illegible] بشادی	۶	تا چند خوری غمِ زمانہ
دیریست کہ آتشِ غمِ دل	۷	در سینہ ہمی کشد زبانہ
چوں نیست ہیچگونہ پیدا	۸	دریای فراق را کرانہ

(۹)	آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۹)

(۱) اے ساقی رات کی شراب سے دو تین عاشقانہ جام دے (۲) جب تک میرے سر میں عقل باقی ہے ہاتھ سے شراب مغانہ نہ چھوڑ (۳) بلبلوں نے آشیانوں سے لحنِ داؤدی سے آواز بلند کی (۴) اے ہمارے مطرب تو بھی دف اور چغانہ کو ہاتھ سے ایکدم کے لئے بھی نہ چھوڑ۔ (۵) وصالِ معشوق کی یاد میں عود کیطرح سوزِ دل سے ترانہ کہہ (۶) اے حافظ تو خوشی سے شراب پی کب تک زمانہ

کا غم کھائے گا - (۷) مدتوں سے غم دل کی آگ سینہ میں شعلہ زن ہے (۸) جب کسی طرح بہی دریائے فراق کا کنارہ ظاہر نہیں ہوتا (۹) تو بہتر یہی ہے کہ صبر کو نہ چھوڑوں شاید کہ اسی طرح دل کی مراد پوری ہو۔

بند (۳)

در سختی عشق اگر بمیرم	۱	من دل ز غم تو بر نگیرم
بیشک دل ماہ و خور بگیرد	۲	گر سوی فلک رسد نفیرم
پیوستہ کمان ابروانش	۳	از غمزہ ہمی زند بہ تیرم
نتوان بقلم نوشت شوقش	۴	گر پیر فلک شود دبیرم
پیر غم عشقم ارچہ طفلم	۵	طفل غم عشقم ارچہ پیرم
دارم سر آنکہ ہمچو سعدی	۶	بنشینم و صبر پیش گیرم
چوں کرد زمانہ ستمگار	۷	دور از تو بہ بند غم اسیرم

(۷)	آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۸) [illegible]

(۱) اگر عشق کی سختی سے میں مر بہی جاؤں لیکن تیرے غم سے دل نہیں ہٹاؤنگا (۲) اگر میری فریاد آسمان پر پہنچے تو یقیناً چاند اور سورج کا دل منقبض ہو جائے گا (۳) اسکے ابرووں کی کمان ہمیشہ غمزہ سے مجھے تیر مارتی ہے (۴) اگر پیر فلک بہی میرا منشی بن جائے تو بہی اسکے عشق کا قصہ قلم سے نہیں لکھہ سکیگا - (۵) میں غم عشق کا بوڑہا ہوں اگرچہ لڑکا ہوں - میں غم عشق کا لڑکا ہوں اگرچہ بوڑہا ہوں (۶) میرا خیال ہے کہ سعدی کی طرح بیٹھ جاؤں اور صبر اختیار کروں

* شیخ سعدی علیہ الرحمت کا ایک مشہور ترجیع بند ہے - جسکے ہر ایک بند کا مقطع یہ ہے -

بنشینم و صبر پیش گیرم	دنبالۂ کار خویش گیرم

(۷) جب ظالم زمانہ نے تجہہ سے دور کر کے مجھے بند غم میں گرفتار کیا ہے - (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر کو ترک نہ کروں شاید کہ اس طریقہ سے دل کی مراد مل جائے -

بند (۴)

ای غیرت لعبتان طناز	۱	برقع ز رخ چو مہ برانداز
تا من ز سر جہاں بکلی	۲	برخیزم و توبہ بشکنم باز
ای دوست ز رہگذار دیدہ	۳	شد فاش میاں مردماں راز
تا خود چہ بود مرا سرانجام	۴	در عشق چو ہجر کرد آغاز
سرمایۂ عمر داد برباد	۵	ہر کو بغمت گشت انباز
در آتش عشق و مجمر غم	۶	می سوز دلا چو عود و می ساز
حالی چو نمی دہد مرا دست	۷	بوسیدن پای آں سرافراز

(۸)	آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۸)

(۱) اے غیرت بتان نازنین! چاند کی طرح چہرہ سے برقع اٹھا (۲) تاکہ میں جہاں کو بالکل ترک کر دوں اور دوبارہ توبہ توڑ دوں (۳) اے دوست! آنکھوں کی راہ سے لوگوں میں راز فاش ہو گیا (۴) دیکھئے [illegible] جب عشق میں ہجر کا آغاز ہو گیا ہے (۵) جو شخص تیرے غم میں شریک ہوا اس نے عمر کے سرمایہ کو برباد کر دیا (۶) عشق کی آگ اور غم کی انگیٹھی میں اے دل عود کی طرح جل اور موافقت پیدا کر (۷) اب چونکہ اس بلند قد معشوق کے پاؤں کا بوسہ مجھے نصیب نہیں ہوتا (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ نہ پھیروں۔ شاید کہ اس طرح دل کی مراد پاؤں۔

بند (۵)

ای سرو سمنبر گل اندام	۱	از عارض تو خجل مہ شام
باز آی کہ ہجر جانگدازت	۲	برد از دل من قرار و آرام
از دانۂ خال و دام زلفت	۳	مرغ دل من فتادہ در دام
چون کام نہ شد بسعی حاصل	۴	قانع شدہ ام بہجر ناکام
ہائیم و غم فراق حالی	۵	تا خود بکجا رسد سرانجام

جز محنت و درد گو یا غیبت	۶	دور از تو نصیب من بایام
مقصود وجود حافظا چیست	۷	جز صحبت یار و باده و جام
حالی چو نمی‌شود مهیا	۸	کام دلم از تو ای دلآرام

(۹)	آں به که ز صبر رخ نتابم باشد که مراد دل بیابم	(۹)

(۱) اے گل اندام سیمین بدن سرو۔ شام کا چاند تیرے چہرہ سے شرمندہ ہے (۲) واپس آجا کہ تیرا جانگداز ہجر میرے دل سے صبر و آرام لے گیا (۳) تیرے خال کے دانے اور زلف کے جال سے میرا مرغِ دل جال میں پھنس گیا ہے۔ (۴) جب مراد کوشش سے حاصل نہ ہوئی تو ناچار میں ہجر پر صبر کر کے بیٹھ گیا (۵) اس وقت تو ہم ہیں اور غم ہجر۔ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ (۶) نصیب اعدا! گو یا دنیا میں میری قسمت میں سوائے غم اور درد کے کچھ نہیں۔ (۷) اے حافظ! صحبتِ یار اور بادہ و جام کے سوا زندگی کا مدعا ہی کیا ہے؟ (۸) اے دلارام! اس وقت جب تجھ سے میرے دل کی مراد پوری نہیں ہو سکتی (۹) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ نہ پھیروں شاید اسی میں دل کی مراد حاصل ہو جائے۔

بند (۶)

ای راحت جان بیقرارم	۱	امید دل امیدوارم
شادم بنعمت که در همه حال	۲	سوزِ غمِ تست سازگارم
تا رفته از کنارم ای دوست	۳	یکباره ز عیش بر کنارم
در آرزو وصال جانی	۴	عمری بفراق میگذارم
امشب بگذشت خواهد از دوش	۵	طوفان سرشک اشکبارم
تا مرگ نگیرم گریبان	۶	من دست ز دامنت ندارم
چون هیچ نشد بسعی حاصل	۷	کام دل خستهٔ فگارم

(۸)	آن به که ز صبر رخ نتابم باشد که مراد دل بیابم	(۸)

(۱) اے میری بیقرار جان کی راحت اور میرے امیدوار دل کی امید! (۲) میں تیرے غم میں خوش ہوں کیونکہ ہر حال میں تیرے غم کا سوز میرا ساز گار ہے (۳) اے دوست جب سے تو میرے پاس سے گیا ہے۔ میں عیش سے قطعاً علیحدہ ہوگیا ہوں (۴) معشوق کے وصال کی آرزو میں۔ میں فراق میں عمر گزار رہا ہوں۔ (۵) آج رات میرے اشکبار آنسوؤں کا سیلاب کند ہوں سے بھی گذر جائیگا۔ دوش اور شب کی رعایت ظاہر (۶) جب تک موت میرے گریبان کو نہیں پکڑتی۔ میں تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا۔ (۷) جب میرے زخمی اور خستہ دل کی مراد کوشش سے حاصل نہ ہوئی (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر کو ہاتھ سے نہ دوں شاید کہ اسطرح دل کی مراد پوری ہو۔

بند (۷)

ای زخم غم تو مرہم دل	۱	عشق تو انیس و محرم دل
زلف تو کمند گردن جان	۲	لعل تو نگین خاتم دل
[illegible] شحنۂ [illegible] جان	۳	چوں چشم تو گشت حاکم دل
او در دل یاد ما در آتش	۴	ما را غم اوست بی غم دل
نزدیک شد آنکہ من بدوری	۵	گیرم کم خویش یا کم دل
حافظ چہ شود اگر بیابی	۶	نورے ز حضور عالم دل
چوں ملک وصال او نگردد	۷	آسان آسان مسلم دل

(۸)	آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۸)

(۱) اے کہ تیرے غم کا زخم دل کے لئے مرہم ہے۔ تیرا عشق دل کا مونس اور محرم ہے (۲) تیری زلف جان کی گردن کے لئے کمند ہے اور تیرا لب لعل دل کی انگشتری کے لئے بمنزلہ نگین کے ہے۔ (۳) جب تیری آنکھ دل کی حاکم بنی تو تیرے ابرو جان کے کوتوال بن گئے۔

(۴) وہ ہمارے دل میں ہے۔ اور ہم آگ میں۔ ہم کو اسکا غم ہے نہ کہ اپنے دل کا۔ (۵) عنقریب ہی میں ہجر کی وجہ سے۔ یا تو اپنے آپ کو تباہ کروں گا یا دل کو ضائع کردوں گا۔ کم بمعنے نفی۔ عدم۔ معدوم مثلاً

ما را نبود ہیچ غمے غیر غمِ عشق	گیریم کمِ خویش و نگیریم کمِ عشق	(قدسی)

(۶) اے حافظ کیا اچھا ہو اگر تجھے حضورِ عالم دل سے نور حاصل ہو جائے (۷) جب کہ اسکے وصل کا ملک آسانی سے دل کے سپرد نہیں ہو سکتا (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر اختیار کروں شاید صبر سے ہی دل کی مراد حاصل ہو جائے۔

ساقی نامہ (۱)

فتنہ دارد دگر روزگار	۱	من و مستی و فتنۂ چشمِ یار
ہمی ماندم از دورِ گردون شگفت	۲	ولی نیست در روی مجالِ گفت
فریبِ جہاں قصۂ روشن ست	۳	ببین تا چہ زاید شب آبستن ست
ولا در جہاں دل منہ زینہار	۴	کہ کس بر سرِ پل نگیرد قرار
ہماں مرحلہ است ایں بیابانِ دُور	۵	کہ گم شد درو لشکرِ سلم و تور
ہماں منزل ست اینجہان خراب	۶	کہ دیدہ است ایوان افراسیاب
کجا رای پیرانِ لشکر کشش	۷	کجا شیدۂ ترکِ خنجر کشش
نہ تنہا شد ایوان و کاخش بباد	۸	کہ خاکش ندارد کسے ہم بیاد
چہ خوش گفت جمشید با تاج و گنج	۹	کہ یک جو نیرزد سرای سپنج
مغنی کجائی بگلبانگ رود	۱۰	بیاد آور آں خسروانے سرود
بمستان نویدِ سُرودے فرست	۱۱	بیاراں رفتہ دُرودے فرست
مغنی بزن چنگ بر ارغنون	۱۲	برآز دلم فکرِ دنیاے دوں

(۱) زمانہ کو پھر فتنہ انگیزی کا خیال ہی پس میں ہوں اور مستی اور چشم یار کا فتنہ (۲) میں دورِ گردوں سے حیران رہ جاتا ہوں لیکن اس میں گرفت کی مجال نہیں (۳) جہاں کا فریب ایک ظاہر بات ہی۔ دیکھیے رات حاملہ ہی کیا ظہور میں آتا ہے (۴) اے دل خبردار دنیا سے دل نہ لگا کیونکہ کوئی آدمی اس پر مقیم نہیں ہوتا (۵) یہ طویل بیابان وہی مرحلہ ہے۔ جس میں سلم و تور کے لشکر گم ہو گئے سلم و تور فریدوں کے بیٹوں کے نام (۶) یہ ویران جہان وہی منزل ہی جس نے افراسیاب کے محل کو دیکھا ہی (۷) اسکے لشکر کش پیران کی رائے کہاں ہی اسکا خنجر کش ترک شیدہ کہاں ہی۔ پیران نام وزیر افراسیاب شیدہ نام پسرِ افراسیاب (۸) صرف اسکا ایوان اور محل ہی برباد نہیں ہوا بلکہ اسکی قبر کا نشان بھی کسی کو معلوم نہیں (۹) صاحب تاج و گنج جمشید نے کیا اچھا کہا کہ یہ سرائے سپنج یعنے دنیا ایک جو کی قیمت کی بھی نہیں (۱۰) اے مطرب تو کہاں ہی رود کی آواز سے وہ شاہی سرود یاد دلا (۱۱) مستوں کو سرود کی خوشخبری بھیج اور مرے ہوئے دوستوں کو درود بھیج (۱۲) اے مطرب ارغنون بجا اور دنیائے دوں کا فکر میرے دل سے دور کر۔

اگر خاطرم یاد آسایشی	۱۳	کہ نبود ز غم یادی آلایشی
مغنی بزن خسروانی سرود	۱۴	بگو با حریفان بآواز رود
کہ از آسمان [illegible] است	۱۵	مرا بر عدو عاقبت نصرت است
مغنی نوای طرب ساز کن	۱۶	بقول غزل قصہ آغاز کن
کہ بارِ غمم بر زمین دوخت پای	۱۷	بضربِ اصولم بر آور ز جای
مغنی ازین پردہ نقشی بر آر	۱۸	ببین تا چہ گفت از حرم پردہ دار
چنان برکش آہنگ این داوری	۱۹	کہ ناہیدِ چنگی برقص آوری
مغنی دف و چنگ را ساز دہ	۲۰	بیاران خوش نغمہ آواز دہ
رہی زن کہ صوفی بحالت رود	۲۱	بمستی وصلش حوالت رود
مغنی بیا باشت جنگ نیست	۲۲	کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست
شنیدم کہ چون غم رساند گزند	۲۳	خروش شنیدن دف بود سودمند
مغنی کجائی کہ وقتِ گل ست	۲۴	ز بلبل چمنہا پر از غلغل ست

(۱۳) شاید کہ میرے دل کو ایسا آرام نصیب ہو جسکے ساتھ غم کی آمیزش نہ ہو (۱۴) اے مطرب بادشاہی سرود شروع کر اور رود کی آواز سے حریفوں کو کہہ (۱۵) کہ آسمان سے مہلت کی خوشخبری آتی ہے اور مجھ آخر کار دشمن پر فتح ہوگی (۱۶) اے مطرب کوئی خوشی کی نوا چھیڑ اور غزل کی طرز میں قصہ شروع کر (۱۷) کیونکہ غم کے بوجھ نے میرے پاؤں کو زمین میں گاڑ دیا ہے اصولِ موسیقی کی ضرب سے مجھے جگہ سے اٹھا (۱۸) اے مطرب اس پردہ سے کوئی نقش پیدا کر۔ دیکھ کہ حرم کے پردہ دار نے کیا کہا ہے۔ (۱۹) ساز و سرود کی ایسی طرز شروع کر کہ ناہید چنگی کو بھی تو رقص میں لاوے۔ (۲۰) اے مطرب دف اور چنگ کو بجا اور خوش آواز یاروں کو آواز دے۔ (۲۱) ایسا سرود گا کہ صوفی حالتِ وجد میں آجائے اور وصل کی مستی میں آجائے (۲۲) اے مطرب اُمیری تیری لڑائی تو نہیں ہے اگر چنگ نہیں تو دف ہی بجا (۲۳) میں نے سنا ہے کہ جب غم تکلیف پہنچاتے تو دف کی آواز فائدہ دیتی ہے (۲۴) اے مطرب تو کہاں ہے کہ بہار کا موسم ہے اور بلبلوں کی آواز سے باغ گونج رہے ہیں۔

همان به که خونم بجوش آوری	۲۵	درم چنگ را در خروش آوری
مغنی بیا عود را ساز کن	۲۶	نوآئین نوای نو آغاز کن
بیک نغمه دردِ مرا چاره ساز	۲۷	دلم نیز چون بر شد پاره ساز
مغنی کجائی که لطفی کنی	۲۸	زنی آتشی در دلم افگنی
برون آری از فکر خود یکدمم	۲۹	بهم بر زنی کاروبارِ غمم
مغنی کجائی نوائی بزن	۳۰	بیکتائی او دوتائی بزن
چو خواهد شدن عالم از ما تهی	۳۱	گدائی بسی به ز شاهنشهی
مغنی بگو قول و پرواز ساز	۳۲	که بیچارگان را توئی چاره ساز
تو بنمای راهِ عراقم بزود	۳۳	که بگشایم از دیده صد زنده رود
مغنی بیا بشنو و کار بند	۳۴	ز قولِ من این پند دانا پسند
چو غم لشکر آرد بیارا صفی	۳۵	ز چنگ و رباب و زنائی و دفی
مغنی تو ستر مرا محرمی	۳۶	زمانی به نی زن دمم همدمی

(۲۵) یہی بہتر ہے کہ تو میرے خون کو جوش میں لائے اور چنگ کو خروش میں (۲۶) اے مطرب آ

اور عود کو بجا اور نئی طرز کی نئی نوا شروع کر۔ (۲۷) ایک نغمہ سے میرے درد کا علاج کر اور خرقہ کی طرح میرے دل کو بھی سو ٹکڑے کر دے۔ (۲۸) اے مطرب تو کہاں ہے کہ مہربانی کرے اور شراب سے میرے دل میں آگ لگا دے۔ (۲۹) مجھے تفکرات سے ایکدم کے لئے آزاد کرے اور غم کے کاروبار کو درہم برہم کر دے۔ (۳۰) اے مطرب تو کہاں ہے کوئی نوا بجا۔ خدا کی یکتائی پر دو گیت سنا۔ (۳۱) جب ہم نے جہان کو چھوڑ جانا ہے تو بادشاہی سے گدائی بہت اچھی ہے (۳۲) اے مطرب کوئی گیت سنا اور ساز بجا کیونکہ بیچاروں کا چارہ ساز تو ہی ہے (۳۳) تو مجھے عراق کی راہ جلدی دکھا تاکہ میں آنکھوں سے سوز ندہ رود نکالوں۔ عراق سرود کے ایک پردہ کا نام بھی ہے۔ زندہ رود اصفہان کی ایک نہر کا نام (۳۴) اے مطرب آ اور مجھ سے ایک دانا کی نصیحت سن اور اس پر عمل کر (۳۵) جب شبنم لشکر کشی کرے تو تو بھی چنگ و رباب اور دف و نے کی صف کو آراستہ کر۔ (۳۶) اے مطرب تو میرے بھید سے واقف ہی تھوڑی دیر کے لئے نے سے ہمدمی کا دم مار۔

بہی دور کن در دولت گرغنیمت	۳۷	دمی پیش دانا به از عالمیست
مغنی کجائی بزن بربطی	۳۸	بیا ساقیا پر کن از می بطی
کہ باہم نشینیم و عیشی کنیم	۳۹	دمی خوش برآریم و طیشی کنیم
مغنی ز اشعار من یک غزل	۴۰	بآہنگ چنگ آر اندر عمل
کہ تا وجد را کارسازی کنم	۴۱	برقص آیم و خرقہ بازی کنم
باقبال دارای دیہیم و تخت	۴۲	بہین میوۂ خسروانی درخت
کہ تمکین اورنگ شاہی ازوست	۴۳	تن آسانی مرغ و ماہی ازوست
فروغ دل و دیدۂ مقبلان	۴۴	ولی نعمت جملہ صاحبدلان
جہاندار دین پرور تاجور	۴۵	کز و تخت جم گشت با زیب و فر
چگونہ دہم شرح آثار او	۴۶	کہ عقل ست حیران در اطوار او
چو قدر وی از حد مدحت بیش	۴۷	سر اندازم از عجز و تشویر پیش
برآرم باخلاص دست دعا	۴۸	کنم روی در حضرت کبریا

(۳۷) اگر تیرے دل میں غم ہے تو شراب دور کردا ناکے نزدیک ایک دم جہاں سے بہتر ہے (۳۸) اے مطرب تو کہاں ہو بربط بجا اور اے ساقی آ اور شراب سے صراحی بھر دے (۳۹) کہ اکٹھے بیٹھکر عیش کریں کچھہ وقت خوشی سے گذاریں اور جوش ظاہر کریں۔ (۴۰) اے مطرب میرے اشعار سے ایک غزل چنگ کی آواز کے ساتھ گا (۴۱) تاکہ وجد کو عمل میں لائیں۔ رقص کریں اور خرقہ بازی کریں۔ خرقہ بازی خرقہ کو اچھالنا (۴۲) تاج وتخت کے مالک کے اقبال کی قسم۔ جو بادشاہی درخت کا بہترین میوہ ہے (۴۳) بادشاہی تخت کی تمکین اس سے ہے مرغ وماہی کا آرام اسی کی بدولت ہے (۴۴) مقبلوں کی دل و دیدہ کی روشنی۔ تمام صاحبدلوں کا ولی نعمت۔ (۴۵) جہان کا مالک دین پرور اور تاجور ہے۔ جس سے کہ جمشید کے تخت کو رونق ہوئی (۴۶) اسکے اخلاق کی شرح میں کس طرح کروں کیونکہ اس کے اطوار میں عقل حیران ہے (۴۷) جب اسکا مرتبہ تعریف کی حد سے باہر ہے تو پھر میں عجز و تشویر کی وجہ سے سر نیچا کر دیتا ہوں۔ (۴۸) میں اخلاص سے دستِ دعا اٹھاتا ہوں اور حضرت کبریا میں عرض کرتا ہوں۔

کہ یارب بآلاء و نعمائے تو	۴۹	باسرار اسمائے حسنائے تو
بحق کلامت کہ آمد قدیم	۵۰	بحق رسول و باسم عظیم
کہ شاہ جہاں باد فیروز بخت	۵۱	باقبال ہموارہ با تاج وتخت
زمین تا بود مظہر عدل و جور	۵۲	فلک تا بود مرتع جدی و ثور
خدیو جہاں شاہ منصور باد	۵۳	غبار غم از خاطرش دور باد
بحمد اللہ اے خسرو جم نگین	۵۴	شجاعے بمیدان دنیا و دین
بمنصوریت در جہاں رفت نام	۵۵	کہ منصور باشے بر اعدا مدام
فریدون شکوہی در ایوان بزم	۵۶	تہمتن نبردے بمیدان رزم
فلک را گہر در صدف چوں تو نیست	۵۷	فریدون و جم را خلف چوں تو نیست
نہ تنہا خراجت دہند از فرنگ	۵۸	کہ ہر راج باجت فرستد ز زنگ
اگر ترک و ہند است و گر روم و چین	۵۹	چو جسم جمادارے بزیر نگیں
ہمائیست چترت ہمایوں نظر	۶۰	کہ دارد بسیط زمین زیر پر

(۴۹) کہ اے خدا اپنے انعاموں اور نعمتوں کے طفیل اور اپنے اسمائے حسنٰے کے اسرار کی طفیل (۵۰) اپنے
کلام کی طفیل جو قدیم ہے اور اپنے رسول اور اسکے خلقِ عظیم کے طفیل (۵۱) جہان کے بادشاہ کو فتحمند
رکھیو اور تاج و تخت کے ساتھ اسکا اقبال ہمیشہ رہے (۵۲) جب تک زمین ظلم اور انصاف
کا مظہر رہے اور جب تک آسمان بروج جدی و ثور کا میدان رہے (۵۳) تب تک منصور بادشاہ
جہان کا بادشاہ رہے اور اسکے دل سے غم کا غبار دور رہے (۵۴) اے سلیمان کی نگین والے بادشاہ
اور اے دنیا اور دین کے میدان کے بہادر۔ خدا کا شکر ہے۔ (۵۵) کہ تیرا نام جہان میں منصور
مشہور ہوا تاکہ تو دشمنوں پر ہمیشہ فتحمند ہو (۵۶) تو ایوان بزم میں فریدوں کی شان و شوکت رکھتا ہے اور
میدان جنگ میں رستم سا جنگجو ہے۔ (۵۷) آسمان کی ہیبت میں تجھ جیسا اور کوئی موتی نہیں اور فریدوں
اور جمشید کا تجھ جیسا اور کوئی جانشین نہیں (۵۸) نہ صرف اہل فرنگ تجھ کو خراج دیتے ہیں بلکہ زنگ سے
زنگ کا بادشاہ تجھے خراج بھیجتا ہے۔ مہراج ہندوستان اور زنگ کے بادشاہوں کا لقب (۵۹)
ترکستان ہو یا ہندوستان۔ روم ہو یا چین سلیمان کی طرح تمام تیرے زیر نگین ہیں۔ (۶۰) تیرا مبارک
نظر تاج ایسا ہما ہے کہ تمام روئے زمین اسکے پر کے نیچے ہے۔

بجائی تو ای [illegible] بمان سالها	۶۱	بدانا دلی کشف کن حالها
چو دریای وصفت ندارد کنار	۶۲	نثار آکنم بر دعا اختصار
ز نظم نظامی که چرخ کهن	۶۳	ندارد چو او هیچ زیبا سخن
بیارم به تضمین سه بیت ثمین	۶۴	که نزد خرد به ز در ثمین
ازان بیشتر کاوری در ضمیر	۶۵	ولایت ستان باش و آفاق گیر
زمان تا زمان از سپهر بلند	۶۶	بفتح دگر باش فیروزمند

(۶۷) ازان می که جان ابد و هوش باد
مرا شربت و شاد را نوش باد (۶۷)

بیا ساقی آن آب آتش خواص	۶۸	بمن ده که تا یابم از غم خلاص
فریدون صفت کاویانی علم	۶۹	برافرازم از پشتی جام جم
بیا ساقی این نکته بشنو زنی	۷۰	که یک جرعه می به ز دیهیم کے

دم از سیر این دیر دیرینہ زن	۷۱	صلائی بشاہان پیشینہ زن
بیا ساقی آں کیمیائے فتوح	۷۲	کہ با گنج قاروں دہد عمر نوح

(۶۱) سکندر کی بجائے تو مدتوں تک زندہ رہ۔ اور اپنے دانا دل سے حالات کو مکشوف کر (۶۲) چونکہ تیری تعریف کا دریا ناپیدا کنار ہے اس لئے میں مدح کو دعا پر ختم کرتا ہوں (۶۳) نظامی کی نظم سے کہ چرخ کہن کے نیچے اور کوئی ایسا زیبا سخن شاعر نہیں۔ (۶۴) تضمین کے طور پر تین عمدہ شعر لاتا ہوں کہ عقل کے نزدیک وہ قیمتی موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں (۶۵) جتنی تیری خواہش ہے اس سے بھی زیادہ تو ولایت ستان اور آفاق گیر بنے (۶۶) ابدالاباد تک بلند آسمان سے تازہ بتازہ فتوحات تجھے فتح مند بنائیں (۶۷) وہ شراب جس سے جان کو ہوش آئے میرے لئے شربت اور تیرے لئے شہد بنے۔ شعر (۶۵ - ۶۶ - ۶۷) نظامی کے ہیں۔ دیکھو سکندر نامہ (خاتمہ کتاب بر مدح ممدوح) (۶۸) اے ساقی آ اور وہ آگ کی خاصیت والا پانی (شراب) مجھ دے تاکہ میں غم سے رہائی پاؤں (۶۹) فریدوں کی طرح کاویانی جھنڈا جام جم کی امداد سے بلند کروں (۷۰) اے ساقی آ اور یہ نکتہ تجھ سے سن کہ ایک گھونٹ شراب کیخسرو کے تاج سے بہتر ہے۔ (۷۱) اس پرانی دیر (دنیا) کی سیر کا دم مار اور گزشتہ بادشاہوں کو آواز لگا (۷۲) اے ساقی آ اور وہ کیمیائے فتوح جو قاروں کا خزانہ اور نوح کی عمر بخشتی ہے۔

بیارہ تا بروئیت کشاید باز	۷۳	در کامرانی و عمر دراز
بیا ساقی آن ارغوانی قدح	۷۴	کہ یابد ز فیضش دل و جان فرح
بمن دہ کہ از غم خلاصم دہد	۷۵	نشان رہ بزم خاصم دہد
بیا ساقی آن می کہ جان پرورست	۷۶	دل خستہ را ہمچو جان درخورست
بدہ کز جہاں خیمہ بیروں زنم	۷۷	سراپردہ بالاے گردوں زنم
بیا ساقی آں مے کہ حال آورد	۷۸	کرامت فزاید کمال آورد
بمن دہ کہ بس بیدل افتادہ ام	۷۹	وزیں ہر دو بی حاصل افتادہ ام
بیا ساقی آن آب اندیشہ سوز	۸۰	کہ گر شیر نوشد شود بیشہ سوز

بدہ تا روم بر فلک شیر گیر	۸۱	بہم بر زنم دام این گرگ پیر
بیا ساقی آن بکرِ مستور مست	۸۲	کہ اندر خرابات دارد نشست
(۸۳)	بمن دہ کہ بدنام خواہم شدن مرید مے و جام خواہم شدن	(۸۳)

(۷۳) مجھے عطا کرتا کہ تیرے چہرہ پر کامرانی اور عمر دراز کا دروازہ کھول دیں (۷۴) اے ساقی آ اور وہ ارغوانی پیالہ کہ جسکے فیض سے جان اور دل کو فرحت ہوتی ہے (۷۵) مجھے عطا کرتا کہ میں غم سے رہائی پاؤں اور وہ مجھے بزم خاص کی راہ کا پتہ بتا دے (۷۶) اے ساقی وہ شراب جو جان پرور ہے اور زخمی دل کے لئے جان کیطرح ضروری ہے (۷۷) مجھے عطا کرتا کہ میں جہان سے اپنا خیمہ اکھیڑ لے جاؤں اور آسمان کے اوپر جا کر خیمہ لگاؤں (۷۸) اے ساقی آ اور وہ شراب جو حالتی ہی کرامت بڑھاتی ہے۔ اور کمال پیدا کرتی ہے (۷۹) مجھے عطا کر کہ میں بہت بیدل پڑا ہوں (اور ان دونو چیزوں کرامت اور کمال) سے محروم بیٹھا ہوں (۸۰) اے ساقی آ اور وہ شراب جو شیر کو جلاتی ہے جیسے اگر شیر پی لے تو جنگل کو جلا دے۔ (۸۱) مجھے عطا کرتا کہ آسمان پر میں شیر گیر ہو کر جاؤں اور اس بوڑھے بھیڑئے (زمانہ) کے جال کو درہم برہم کر دوں (۸۲) اے ساقی آ اور وہ مستور اور مست کنواری جو کہ شرابخانہ کے اندر بیٹھی ہے۔ (۸۳) مجھے عطا کر کہ میں بدنام ہو جاؤنگا اور شراب و جام کا مرید بن جاؤنگا۔ شراب کو اس لئے بکرِ مستور اور مست کہا ہے کہ شراب میں مستی ہی ہوتی ہے + اور وہ خم یا صراحی میں مستور ہی ہوتی ہے۔

ساقی نامہ (۲)

بیا ساقی آن می کہ حور بہشت	۱	عبیر ملایک درآن می سرشت
بدہ تا بخوری بر آتش کنم	۲	دماغ خرد را دمی خوش کنم

(۱) عبیر۔ ایک خوشبودار سفوف جو صندل گلاب مشک اور زعفران سے بنتا ہے (۲) بخور خوشبو۔ عود لوبان وغیرہ۔

بیا ساقی آں مے کہ تیزی کند	۳	بباغ دلم مشک بیزی کند
بدہ تا بنوشم بیاد کسے	۴	کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
بیا ساقی از مے ندارم گزیر	۵	بیک جام باقی مرا دست گیر
کہ از دور گردوں بجان آمدم	۶	روان سوے دیر مغاں آمدم
بیا ساقی از کنج دیر مغاں	۷	مشو دور کانجاست گنج رواں
ورت شیخ گوید مرو سوی دیر	۸	جوابش چہ گوئی بگو شب بخیر
بیا ساقی آن جام صافی صفت	۹	کہ بر دل کشاید در معرفت
بدہ تا صفائے دروں آردم	۱۰	دمی از کدورت بروں آردم
بیا ساقی آن آتش تابناک	۱۱	کہ زردشت میجویدش زیر خاک
بمن دہ کہ در کیش رندانِ مست	۱۲	چہ دنیا پرست وچہ آتش پرست
بیا ساقی اکنوں کہ شد چوں بہشت	۱۳	ز روی تو ایں بزم عنبر سرشت
خذ الجام لاتخش فیہ الجناح	۱۴	کہ در باغ جنت بود می مباح
بیا ساقی آن جام یاقوت وش	۱۵	کہ بر دل کشاید در وقت خوش
بدہ وین نصیحت ز من گوش کن	۱۶	جہاں جملہ ہیچست مے نوش کن
بیا ساقی از بیوفائی عمر	۱۷	ببین و ز می کن گدائی عمر

(۷) گنج رواں۔ گنج قارون کا نام ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ زمین میں نیچے کی طرف حرکت کرتا رہتا ہے (۸) شب بخیر۔ رات کو رخصت ہوتے وقت شب بخیر کہتے ہیں انگریزی میں (گڈ نائٹ) اسکا ترجمہ ہے۔ شعر کا مطلب ہے کہ شراب سے منع کرنے والے کو کہو کہ خدا حافظ! آپ تشریف لیجائیے۔ (۱۱) زردشت مذہب آتش پرستی کا بانی۔ منوچہر کی نسل سے تھا اور حکیم فیثاغورث کا شاگرد تھا۔ ژنداسی کی کتاب ہے۔ آتش تابناک سے مراد شراب۔ زیر خاک یعنے قبر میں (۱۴) پہلے عربی مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے کہ پیالہ لے اور اس میں گناہ کا خوف نہ کر۔ گذشتہ شعر اور یہ شعر قطعہ بند ہیں مطلب یہ ہے کہ باغ بہشت میں شراب جائز ہے پس چونکہ تیری موجودگی سے بزم عشرت بہشت بن گئی ہے اس لئے یہاں شراب پینے میں گناہ نہیں۔

۱۸ کہ می عمر باقی بیفزایدت | دری ہر دم از غیب بکشایدت

۱۹ بیا ساقی از می طلب کام دل | کہ بی مے ندارم من آرام دل

۲۰ گر از ہجر جانان تن صبوری کند | دل از می تواند کہ دوری کند

۲۱ بیا ساقی ایمن چہ باشی کہ دہر | بر آنست کِت خون بریزد بقہر

۲۲ درین خونفشان عرصۂ رستخیز | تو خون صراحی بساغر بریز

۲۳ بیا ساقی از من مکن سرکشی | کہ از خاکی آخر نہ از آتشی

۲۴ قدح پر کن از می کہ می خوش بود | خصوصاً کہ صافی و بیغش بود

۲۵ بیا ساقی آن راح ریحان نسیم | بمن دہ کہ نہ زر ماند نہ سیم

۲۶ زری را کہ بیشک تلف در پیست | بمے دہ کہ درمان دلہا می ست

۲۷ بیا ساقی آن بادۂ لعل صاف | بدہ تا کی این شبہ و تزویر و لاف

۲۸ ز تسبیح و خرقہ ملولم مدام | بمے رہن کن ہر دو و روالسلام

۲۹ بیا ساقی آن بادہ روح بخش | بدہ تا نشینم بر پشت رخش

۳۰ تہمتن صفت رو بمیدان کنم | بکام دل آہنگ جولان کنم

۳۱ بیا ساقی [illegible] برو پیش شاہ | بگویش زمن کای شہ جم کلاہ

۳۲ دل بینوایان مسکین بجوی | پس آنگاہ جام جہان بین بجوی

۳۳ بیا ساقی آن می کز ان جام جم | زند لاف بینایی اندر عدم

۳۴ بمن دہ کہ باشم بتائید جام | چو جم آگہ از سر عالم تمام

(۲۱) کِت مخفف ہے "کہ ترا" کا (۲۵) راح ریحان نسیم ۔ خوشبودار شراب

(۲۶) مطلب یہ ہے کہ سیم و زر تلف ہونے والی چیزیں ہیں ۔ اِن کے بدلے شراب لے کیونکہ شراب دل کی دوا ہے ۔ (۲۹) رخش سرخ و سفید رنگ ۔ چونکہ رستم کے گھوڑے کا یہی رنگ تھا اس لئے رستم کے گھوڑے کا نام رخش تھا ۔ مجازاً ہر گھوڑے کو کہتے ہیں ۔

(۳۳ و ۳۴) مطلب یہ ہے کہ جام جم ملک عدم میں بھی بینائی کا دعوٰی رکھتا ہے اور یہ ساری بینائی اُسی شراب سے حاصل ہوئی ہے ۔ مجھے بھی شراب عطا کر تاکہ میں بھی اسرار عالم سے آگاہ ہو جاؤں ۔

بیا ساقی آن جام پُر کن ز می	۳۵	که گویم ترا حال کسرای و کی
بمستی توان دُرِّ اسرار سفت	۳۶	که در بیخودی راز نتوان نهفت
بیا ساقی آن می که حکمش ز جام	۳۷	بکیخسرو و جم فرستد پیام
بده تا بگویم بآواز نی	۳۸	که جمشید کی بود و کاوس کی
بیا ساقی آن می که شاهی دهد	۳۹	بپاکی او دل گواهی دهد
بمن ده که تا گردم از عیب پاک	۴۰	خرامم بعشرت به تیره مغاک
بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه	۴۱	بده تا زنم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم	۴۲	درینجا چرا تخته بند تنم
بیا ساقی آن جام چون سلسبیل	۴۳	که دل را بفردوس باشد دلیل
بدستم ده و روی دولت ببین	۴۴	خرابم کن و گنج حکمت ببین
بیا ساقی از بادهای کهن	۴۵	ز جام پیاپی مرا مست کن
چو مستم کنی از می بی غشت	۴۶	بمستی بگویم سرود خوشت
اگر همچو جم جام گیری بدست	۴۷	ببینی در آن آئینه هر چه هست
بمستی در پارسائی زنی	۴۸	دم خسروی در گدائی زنی
که حافظ چو مستانه سازد سرود	۴۹	ز چرخش دهد زهره آواز رود
تباشیر صبح از طبقهای نور	۵۰	بگوش آیدم هر دم از لفظ حور
بیا تا خرد را قلم در کشیم	۵۱	ز مستی بعالم علم در کشیم
ز جام دمادم دمی دم زنیم	۵۲	ز می آب بر آتش غم زنیم
یک امروز با یکدگر می خوریم	۵۳	چو فرصت نباشد دگر کی خوریم
که آنها که بزم طرب ساختند	۵۴	ببزم طرب هم نپرداختند
ازین دامگه دیر بادی مغاک	۵۵	برفتند و بردند حسرت بخاک

(۴۰) یعنی شراب دے تاکہ گناہوں سے پاک ہو کر مروں ۔ (۵۰) تباشیر صبح یعنے اول صبح صبح کی روشنی ۔ ابتدائے صبح کی روشنی ہر ایک چیز کا شروع ۔

۵۶ بآیین تخت فیروزه فیروزگیست / ز ایام عمر آنکه بهروزگیست

۵۷ دریغا جوانی که بر باد شد / خنک آنکه از عالم آزاد شد

۵۸ بده ساقیا می که تا دم زنیم / قلم بر سر هر دو عالم زنیم

۵۹ سبک باش و رطل گرانم بده / وگر فاش نتوان نهانم بده

۶۰ که این چرخ و این انجم آبنوس / بسی یاد دارد چو بهرام و طوس

۶۱ بسی کوزدی کوس بر پشت پیل / زدندش بنا کام طبل رحیل

۶۲ جز این مرکز هفت پرگار نیست / جز این هفت پرگار پرکار نیست

۶۳ تو در خانهٔ ششدری ششدری / که او ماند تا بنگری بگذری

۶۴ بر ایوان شش طاق خضرا نشین / بمنزل گه جان نشیمن گزین

۶۵ بده ساقی آن آب آتش نشان / از آن پیش کز ما نیابی نشان

۶۶ که در آتش ست این دل روشنم / همانا که آبی بر آتش زنم

۶۷ که فیروز فرخ منوچهر چهر / شنیدم که در عهد بوزرجمهر

۶۸ نوشته است بر جام نوشیروان / که بفزای از جام نوشین روان

۶۹ اگر پور زالی وگر پیر زال / بدستان نمانی شوی پایمال

۷۰ زمین بشنو ای پیر آموزگار / مکن تکیه بر گردش روزگار

۷۱ که این منزل درد و جای غم ست / درین دامگه شادمانی کم ست

۷۲ بده ساقی آن لعل یاقوت رنگ / که برد از رخ لعل و یاقوت رنگ

۷۳ روان درده آن می چو آب روان / نه آب روان کافتاب عیان

(۵۷) خنک خوش (۶۰) آبنوس۔ ایک سیاہ لکڑی کا نام ہے۔ ستارے چونکہ رات کے وقت نکلتے ہیں اس لئے انجم آبنوس کہا ہے۔ طوس نام پسر نوذر (۶۲) پرکار۔ عیار۔ چالاک۔ (۶۳) خانہ ششدر۔ دنیا۔ شش در سے مراد شش جہات۔ ششدر سے مراد حیران (۶۸) نوشین گوارا۔ خوشگوار۔ روان۔ جان (۶۹) پور زال یعنی زال کا بیٹا مراد رستم۔ پیر زال بڑھیا۔ دستان (۱) رستم کے باپ کا نام (۲) مکر و حیلہ (۷۳) روان۔ جلد

۷۴ شهانی که اینجا نشستند شاد — برفتند واز کس نکردند یاد
۷۵ کدام است جام جم و جم کجاست — سلیمان کجا رفت و حاتم کجاست
۷۶ که میداند از فیلسوفانِ سحے — که جمشید کے بود و کاؤس کے
۷۷ چو سوی عدم گام برداشتند — درین بقعه جز نام نگذاشتند
۷۸ چه بندی دل اندر سپنجی سرای — که چون بگذری باز مانی بجای
۷۹ دران بستنِ دل زدیوانگیست — به او آشنائی زبیگانگیست
۸۰ درین وارششدر نیابی تو کام — مجال مجال و مقام مقام
۸۱ بروطی کن این هفت طومار را — قلم درکش این هفت پرگار را
۸۲ بده ساقی آن آب آتش خواص — کز آن بلکه یابم ز آتش خلاص
۸۳ بدین سقف نه پایهٔ شش رواق — توان زد بیک جام می چار طاق
۸۴ درین ده گروهی سیاوش وشند — که پیرانِ ده را آتش کنند
۸۵ اگر عاقلی خیز و دیوانه شو — مریز آب خود خاک میخانه شو
۸۶ دم از دل زنی دردی درد کش — دم گرم خواهی دم سرد کش
۸۷ پی کاروانان هشیار زن — ره درد نوشان خمار زن
۸۸ مشو قید این دیرِ خاکی مغاک — که ناگه دهد هم بیادت چو خاک
۸۹ بده ساقی آن جوهرِ روح را — دوای دلِ ریش مجروح را
۹۰ که دوران چو جام از کف جم ربود — اگر عالمی باشدش زان چه سود
۹۱ چو بنیاد عمر است ناپایدار — بنقد این نفس را غنیمت شمار
۹۲ کسی را که دستت رسد دستگیر — که فردا همان باشدت دستگیر
۹۳ شهِ دادگستر که ناگه بمرد — نگر ای برادر که با خود چه برد
۹۴ تو نیز آنچه کاری همان بدروی — چنان کامدی باز بیرون روی
۹۵ رهائی نیابد کس از شیب خاک — که برخاک بنشست از روی خاک

(۱۳۴) چارطاق خیمه چهار گوشه۔

۹۶ باین حقهٔ سبز چندین مناز — که هم مهره بازست و هم حقه باز

۹۷ بده ساقی آن آب افسرده را — بیا زنده ساز این دل مرده را

۹۸ که هر پاره خشتے که بر منظریست — سر کیقبادے و اسکندریست

۹۹ هر آن گل که در بوستانی بود — ز مه عارض دلستانی بود

۱۰۰ هر آن شاخ سروی که در گلشنی ست — قد دلبری زلف سیمین تنی ست

۱۰۱ شنیدم که شوریدهٔ می پرست — بمیخانه مے گفت و جامی بدست

۱۰۲ که یابد ازین کرسیِ زر نشان — بایں سفره بیروں ز دونان دو نان

۱۰۳ بجز خون شاهان درین طشت نیست — بجز خاکِ خوباں دریں دشت نیست

۱۰۴ که هر کس دریں دور گردوں بود — ز گردوں در دنش پر از خوں بود

۱۰۵ بده ساقی آن تلخ شیریں گوار — که شیریں بود باده از دست یار

۱۰۶ که دارا که دارائے آفاق بود — بدانندگی در جهاں طاق بود

۱۰۷ چو زین دار ششدار بیروں برد رخت — نبودش بجز گور و تابوت تخت

۱۰۸ اگر هوشمندی بیا باده نوش — چو نوشی سرِ مے باده آئی بهوش

۱۰۹ که این طغرلِ آبنوسی قفس — نیفتد ازیں دانه در دام کس

۱۱۰ در خاک رویان میخانه کوب — ره مےفروشاں میخانه روب

۱۱۱ مگر آب آتش خواصت دهند — بمستے ز هستے خلاصت دهند

۱۱۲ بجامی برون آورندت ز خویش — بوحدت رسی پرده افتد ز پیش

۱۱۳ که حافظ چو در عالم جان رسید — چو از خود برون شد بجاناں رسید

۱۱۴ من ارزانکه گردم بمستے هلاک — بآئین مستان بریدم بخاک

۱۱۵ بتابوتے از چوب تاکم کنید — براه خرابات خاکم کنید

۱۱۶ بآب خرابات غسلم دهید — پس آنگاه بر دوش مستم نهید

(۱۰۹) طغرل - شکاری پرنده مثلاً باز - عقاب طغرل آبنوسی قفس سے مراد دنیا۔

(۱۱۵) چوب تاک یعنے انگور کی لکڑی۔

مرا یزید بر گور من جز شراب	۱۱۷	میارید در ماتمم جز رباب
ولیکن بشرطیکه در مرگ من	۱۱۸	ننالد بجز مطرب و چنگ زن

(۱۱۹) تو خود حافظا سر ز مستی متاب
که سلطان نخواهد خراج از خراب (۱۱۹)

مثنوی

الا ای آهوی وحشی کجائی	۱	مرا با تست بسیار آشنائی
دو تنها و دو سرگردان بیکس	۲	دو راه اندر کمین از پیش و از پس
بیا تا حال یکدیگر بدانیم	۳	مراد هم بجوئیم ار توانیم
که می‌بینم درین دشت مشوش	۴	چراگاهی ندارم خرم و خوش
که خواهد شد بگوئید ای حبیبان	۵	رفیق بیکسان یار غریبان
مگر خضر مبارک پی در آید	۶	زمین همتش این ره سر آید
مگر وقت عطا پروردن آمد	۷	که فالم لاتذرنی فرداً آمد
که روزی رهروی در سرزمینی	۸	همیگفت این معما با قرینی
که ای سالک چه در انبانه داری	۹	بیا دامی بنه گر دانه داری
جوابش داد و گفتا دانه دارم	۱۰	ولی سیمرغ می باید شکارم
بگفتا چون بدست آری نشانش	۱۱	که او خود بی نشان است آشیانش
چوان سرو روان کاردانی	۱۲	ز ملک دیده میکن پاسبانی

(۲) دو تنہا اور دو سر گرداں سے مراد ایک آہو اور دوسرا خود شاعر (۷) لاتذرنی فرداً یعنے مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔ قرآنی آیت کا ایک حصہ ہے۔

۱۳ بده جام می و پای گل از دست — ولی غافل مشو از چرخ بدمست
۱۴ لب سرچشمه و بر طرف جوی — نم اشکی و با خود گفتگوی
۱۵ بیاد رفتگان و دوستداران — توافق کن تو با ابر بهاران
۱۶ چو نالان آیدت ابر روان پیش — مدد بخشش ز آب دیدهٔ خویش
۱۷ نکرد آن همدمِ دیرین مدارا — مسلمانان مسلمانان خدا را
۱۸ چنان بر جسم زد تیغ جدائی — که گوئی خود نبوده است آشنائی
۱۹ برفت و طبع خوشباشم حزین کرد — برادر با برادر کی چنین کرد
۲۰ مگر خضر مبارک پے تواند — که این تنها بآن تنها رساند
۲۱ نیازِ من چه وزن آرد بدین ساز — که خورشیدِ غنی شد کیسه پرداز
۲۲ تو گوهر بین و از خرمهره بگذر — ز طرزی کان نگردد شهره بگذر
۲۳ چو من ماهی کلک آرم بتحریر — تو از نون و القلم می پرس تفسیر
۲۴ مقامات نصیحت گو همین ست — که حکم اندازِ هجران در کمین ست
۲۵ روان را با خرد درهم سرشتند — وزان تخمی که حاصل بود کشتند
۲۶ بیا در نگهتی زان طیب امید — مشام جان معطر ساز جاوید
۲۷ که این نافه ز چین جیب حورست — نه زان آهو که از مردم نفورست
۲۸ درین وادی ز بانگ چنگ بشنو — که صد من خون مظلومان بیکجو۔
۲۹ پر جبریل را اینجا بسوزند — بدامن کودکان آتش فروزند
۳۰ سخن گفتن کرا یاراست اینجا — تعالی الله چه استغناست اینجا

(۳۱) برد حافظ درین معرض مزن دم — سخن کوتاه کن والله اعلم (۳۱)

(۲۱) کیسه پرداز خالی کیسه (۲۳) نون و قلم۔ ایک قرآنی سورة کا ابتدا ہے۔

فی المقطعات

قطعہ (۱)

گر کسان تند رمی بدانندی	۱	شب نخفتند و رز نشانندی
تا کہ ہار راز چوب عود کنند	۲	پاسباناں باو نشانندی
پای ہر خوشہ کنیزک ترک	۳	بنشانندی مگس برانندی

(۱) رز۔ انگور (۲) یعنے انگور کے گرد عود کی باڑ بناتے (۳) یعنے ہر خوشہ انگور کے نیچے ایک ترک کنیزک کو مگس رانی کے لئے بٹھاتے۔

قطعہ (۲)

خسروا ادگرا شیر دلا بحر کفا	۱	ای کمال تو با نواع ہنر ارزانی
ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف گشاد	۲	صیت مسعودی و آوازہ شہ سلطانی
گفتہ باشد مگرت ملہم غیب احوالم	۳	اینکہ شد روز سفیدم چو شب ظلمانی
در دو سال آنچہ بیندوختم از شاہ و وزیر	۴	ہمہ بربود بیک دم فلک چوگانی
دوش در خواب چنان دید خیالم کہ سحر	۵	گذر افتاد بر اصطبل شہم پنہانی
بستہ بر آخور او استری جو میخورد	۶	توبرہ افشاند بمن گفت مرا میدانی
ہیچ تعبیر نمیدانمش این خواب کہ چیست	۷	تو بفرمای کہ در فہم نداری ثانی

اس قطعہ میں اپنی تنگدستی کا اظہار اور وظیفہ کی درخواست ہے۔

ایضاً (۳)

پادشاہا لشکر توفیق ہمراہ تواند	۱	خیز گر بر عزم تسخیر جہان رہ میکنی
با چنین جاہ و جلال از پیشگاہ سلطنت	۲	آگہی و خدمت دلہای آگہ میکنی
با فریب این جہان زنگار گون نیلفام	۳	کار بر وفق مراد صبغۃ اللہ میکنی
آنکہ دہ با ہفت و نیم آورد پس سعدی نکرد	۴	فرصتت بادا کہ ہفت و نیم را دہ میکنی

(۳) صبغۃ اللہ۔ قرآنی لفظ ہیں۔ یعنے خدا کا رنگ مراد دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دس کو ساڑھے سات بنائے وہ رو بہ تنزل ہے برخلاف اس کے اے ممدوح تو ساڑھے سات کو دس بناتا ہے یعنی رو بہ ترقی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب کے ممدوح پر دشمن حملہ آور ہوا۔ خواجہ صاحب کو نور باطن سے معلوم ہو گیا کہ میرا ممدوح فتحمند ہوگا۔ یہ قطعہ اس خوشخبری میں لکھا۔ بعض کی رائے ہے کہ ہفت و نیم سے کم وزن سکہ تیار کرنا مراد ہے مطلب یہ کہ تیرا دشمن جو کم وزن سکہ تیار کرتا ہے۔ آخر کار نقصان میں رہے گا اور تو کامیاب ہوگا ۔ واللہ اعلم۔

ایضاً (۴)

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و بخت و تخت	۱	بادت اندر شہریاری برقرار و بر دوام
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش	۲	اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

سال و فال وغیرہ میں لف و نشر مرتب ہے۔

ایضاً (۵)

شاہا مشہرے ز بہشتم رسیدہ است	۱	رضوان سرشتہ حور روش و سلسبیل موی
خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب	۲	صاحب جمال و نازک و خوب و لطیفہ گوی
گفتم درین سرا چہ زہر چہ آمدی	۳	گفتا ز بہر مجلس شاہ غریب خوی
اکنون ز صحبت من مفلس بجان رسید	۴	نزدیک خویش خوانش و کام دلش بجوی

اس قطعہ بند میں بھی اپنی مفلسی کا ذکر اور صلہ کا تقاضا ہے۔

در شکایت قاضی و حاکم گوید (۶)

آن کیست تا بحضرت سلطان ادا کند	۱	کز جور چرخ گم شتر و گربہا پدید
رندی نشستہ بر سر سجادہ قضا	۲	حیز دگر بمرتبہ سروری رسید
آن رند گفت چشم و چراغ جہان منم	۳	آن حیز گفت ہمچو منی در جہان کہ دید

ای آصفِ زمانہ زبہرِ خدا بگوی	۴	باآں شہے کہ دولت او باد برمزید
شلہا روا مدار کہ مفعول من یراد	۵	گردد بروزگار تو فعالِ ما یرید

(۱) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جورِ فلک سے اہل کمال گوشہ نشین ہوگئے ہیں اور بے ہنر عروج پر ہیں (۲) حیز۔ مخنث۔ امرد۔ (۵) مفعول من یراد۔ ہر کسی کا مفعول مراد حیز۔ مخنث۔ امرد۔ مفعول بمعنے مشہور۔ فعال ما یرید۔ اپنے حسب منشا کرنے والا۔ خود مختار مطلق العنان۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ایک حیز کو اسقدر با اختیار بنانا جائز نہیں۔

ایضاً فی الشکایت (۷)

دل منہ ای جان من بر وعدۂ شاہ و وزیر	۱	کس نمیداند کہ کارش از کجا خواہد کشاد
بہ توکل کن نمیدانی کہ نوکِ کلکِ من	۲	نقش ہر صورت کہ از رنگی دگر بیرون فتاد
شاہ ہرموزم ندید و بی سخن صد لطف کرد	۳	شاہ نزدم دید مدحش گفتم و ہیچم نداد
کار شاہان اینچنین باشد تو ای حافظ مرنج	۴	داورِ روزی رسان توفیق نصرت شان دہاد

(۳) ہرموز ہرمز۔ ایک شہر کا نام۔ ایک بادشاہ کا نام۔ نرد ایک شہر کا نام۔ مطلب یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے مجھے دیکھنے کے بغیر صلہ و انعام بخشا۔ اور دوسرے کی مدح بھی کی لیکن کچھ نہ ملا۔

ایضاً (۸)

گفتند شعر من ز نبفشہ شکر رباست	۱	زاں غیرت طبرزد و کعب الغزال شد
حلوا دہانشم تلخ کہ عیب نبات گفت	۲	خاکش بسر کہ منکر آب زلال شد
آنکس کہ کور زاد ز مادر بعمر خویش	۳	کی مشتری دلبر صاحب جمال شد

(۱) طبرزد۔ مصری شکر۔ کعب الغزال ایک قسم کا شکر پارہ۔ بتاسہ۔ اس قطعہ میں اپنے کلام کی مدح اور ناقدر شناسوں کی ہجو ہے۔

در تقاضای وظیفہ فرماید (۹)

بہ سمع خواجہ رسان ای رفیق وقت شناس	۱	بخلوتے کہ دراں اجنبی صبا باشد
لطیفۂ بمیان آر و خوش بخندانش	۲	بنکتہ کہ دلش را دراں رضا باشد
پس انگہی ز کرم آن قدر بپرس ز لطف	۳	کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد

اس قطعہ میں بھی وظیفہ کے لئے ایک لطیف تقاضا کیا ہے۔

فی الشکایۃ (۱۰)

زدانش مطلق گاہ بے بہرہ باشد	۱	کہ از دنیا بشادے بہر جوید
بود از شرب شادی صائم الدہر	۲	کہ جلاب طرب از دہر جوید
کسے چون نوشدارو جوید از دہر	۳	کہ ایں نوشدارو زہر جوید

(۲) صائم الدہر۔ ہمیشہ کا روزہ دار مطلب یہ ہے کہ دنیا سے خوشی طلب کرنے والا آدمی ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ (۳) مطلب یہ ہی کہ زمانہ سے نوشدارو ڈھونڈھنے والا نوشدارو نہیں بلکہ زہر ڈھونڈھتا ہے۔

ایضاً (۱۱)

بلبل اندر نالہ و گل خندہ خوش میزند	۱	چون نسوزد دل کہ دلبر در دلی آتش میزند
ناخوشیہا دیدہ ام زان زاہد پشمینہ پوش	۲	من غلام مطربم کابریشم خوش میزند
زاہد از تیر مژگانش حذر کردن چہ سود	۳	زخم پنہان چون بابروی کمان وش میزند

(۲) ابریشم۔ تارہائے ساز۔ ابریشم اور پشمینہ کا مقابلہ لطیف ہے۔

ایضاً (۱۲)

روح القدس آن سروش فرخ	۱	از قبۂ طارم زبرجد	
میگفت سحرگہان کہ یارب	۲	در دولت و حشمت مخلد	
بر مسند خسروی بماناد	۳	منصور مظفر محمد	

(۱) طارم زبرجد سے مراد آسمان (۲) مخلد دائمی۔

ایضاً (۱۳)

تو نیک و بد خود ہم از خود بپرس	۱	چرا دیگرے بایدت محتسب
ز بد دور باش و بہ نیکی بکوش	۲	مکن عمر ضایع بلہو و لعب
چو دانی کہ روزی دہندت خدا است	۳	مدار از طمع قلب را منقلب

ومن یتق اللہ یجعل لہ	۴	ویرزقہ من حیث لا یحتسب

(۴) ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب - قرآنی آیت ہے مطلب یہ ہے کہ خدا پر تقوی رکھنے والوں کو خدا خود خزانۂ غیب سے روزی دیتا ہے -

ایضاً (۱۴)

بگوش ہوش شبے منہیی ندا در داد	۱	ز حضرت احدے لا الٰہ الا اللہ
کہ ای عزیز کسے را کہ خوار یست نصیب	۲	یقین بدان کہ نیاید بزور منصب و جاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	۳	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

(۱) منہی - بضم میم وسکون نون وکسر ہا خبر دہندہ - خبر دینے والا - ہاتف -

ایضاً (۱۵)

آن حبۂ خضرا خور کز روی سبکروحی	۱	ہر کو بخورد یک جو بر سیخ زند سیمرغ
آن ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد	۲	یک ذرہ و صد مستی یک حبہ و صد سیمرغ

(۱) حبۂ خضرا - سبز دانہ مراد انگور - مطلب یہ ہے کہ انگور کا ایک دانہ کھانے والا اسقدر سبکروح ہوجاتا ہے کہ سیمرغ کو شکار کرکے کباب کرتا ہے - (۲) ذرہ بضم وتشدید را مروارید مراد انگور - شراب -

در نکوہش بد قولان گوید (۱۶)

سگ بران آدمی شرف دارد	۱	کہ دل مردمان بیازارد
این سخن را حقیقتے باید	۲	تا معانی بدل فرود آید
آدمے با تو دست در مطعوم	۳	سگ ز بیرون آستان محروم
حیف باشد کہ سگ وفادارد	۴	و آدمی دشمنی روادارد

(۳) مطعوم - کھانا - خوراک -

فی الشکایت (۱۷)

صبا صبحم دوش بادہ نفرستاد	۱	آن خطا این خطاب می ارزد
لعل و یاقوت جام او گوئی	۲	ملک مالک رقاب می ارزد

قطعہ پیش او فرستادم	۳	کہ بصد خم شراب می ارزد

اس قطعہ میں بھی شراب یعنی وظیفہ کا تقاضا ہے (۱) خطا سے مراد شراب نہ بھیجنے کا قصور خطاب سے مراد خطاب ذیل یعنے اسی قطعہ کے شعر نمبر(۲) و نمبر(۳) (۲) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے مخاطب کے جام کی شراب مملکت کی قیمت کی ہے۔ (۳) اور میرا یہ قطعہ شراب کے سوخم کے برابر قیمتی ہے۔

ایضاً (۱۸)

ای باد صبا اگر توانی	۱	از راہ وفا و مہربانی
از من خبرے ببر بیارم	۲	کاں سوختۂ تو در نہانی
می مرد ز اشتیاق و میگفت	۳	ای بی تو حرام زندگانی

قاصد صبا کے ذریعے اپنے اشتیاق کا حال معشوق پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

ایضاً (۱۹)

شراب لعل مروق بجام گفت کہ من	۱	چہار گوہرم اندر چہار جای مدام
زمرد علم برتاک و عقیق در شیشہ	۲	سہیل در خم و آفتاب اندر جام
مرا حرام کہ گوید کہ وقت خوردن من	۳	حلال زادہ پدید آید از نتاج حرام

(۱) مروق صاف کیا ہوا۔ (۳) نتاج ۔ نطفہ۔ بچہ۔ شراب کہتی ہے کہ مجھے حرام کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ میرے پینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی اصلی حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے اور منافقت اور ریا زائل ہوجاتے ہیں۔ یعنے شراب پی کر نیک آدمی نیک اور برا آدمی برا معلوم ہوجاتا ہے۔ حالانکہ ہوشیاری کی حالت میں اکثر برے آدمی بھی اچھے نظر آتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ شراب پینے سے حرام زادہ اور حلال زادہ کی تمیز ہوجاتی ہے۔

در شکایت فرماید (۲۰)

ای معز اصل عالی جوہرت از حقد و حرص	وی مبرا ذات میموں اخترت از زرق و ریو
از بزرگی کی روا باشد کہ تشریفات را	از فرشتہ باز گیرد و انگہی بخشد بدیو

(۱) حقد ۔ کینہ ۔ زرق و ریو مکر و فریب ۔ ریاکاری ۔ قطعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز فرشتہ کے لایق ہو شیطان کے حوالہ نہیں کرنی چاہیئے ۔ حاصل کلام یہ کہ اہل ہنر اور بے ہنر میں تمیز لازم ہے۔

مطائبہ (۲۱)

سرای مدرسہ و بحث علم و طاق و رواق	۱	چہ سود چون دل دانا و چشم بیناست
سرای قاضی یزد ارچہ منبع فضل ست	۲	خلاف نیست کہ علم نظر درانجا ہست

(۲) علم نظر ۔ یعنی علم مناظرہ ۔ منطق وغیرہ یہاں غالباً نظر بازی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

فی الوعظ (۲۲)

ای کہ از روزگار مے طلبی	۱	فرح و عیش و خرمی و طرب
فکر مال و منال و حشمت و جاہ	۲	ہمہ بگذار و ساغری بطلب

(۲) ساغر سے مراد ساغر شراب

فی التاریخ (۲۳)

بروز کاف و الف از جمادی الاول	۱	بسال ذال و دگر نون جاعل الاطلاق
خدایگان سلاطین مشرق و مغرب	۲	خدیو کشور لطف و کرم باستحقاق
سپہر حلم و حیا آفتاب جاہ و جلال	۳	جمال دنیی و دین شاہ شیخ ابو اسحاق
گذاشت عرصہ میدان خود بہ تیغ عدم	۴	نہاد بر دل احباب خویش داغ فراق

حروف کے عدد شمار کر کے تاریخ نکالنے کو جمل کہتے ہیں ۔ تعداد حروف حسب ذیل ہے ۔ ا ۱ ب ۲ ج ۳ د ۴
ہ ۵ و ۶ ز ۷ ح ۸ ط ۹ ی ۱۰ ک ۲۰ ل ۳۰ م ۴۰ ن ۵۰ س ۶۰ ع ۷۰ ف ۸۰ ص ۹۰ ق ۱۰۰ ر ۲۰۰ ش ۳۰۰ ت ۴۰۰ ث ۵۰۰ خ ۶۰۰ ذ ۷۰۰ ض ۸۰۰ ظ ۹۰۰
غ ۱۰۰۰ ۔ (۱) کاف = ۲۰ ۔ الف = ۱ ۔ یعنے بتاریخ بست و یکم جمادی الاول ۔ ذال = ۷۰۰ ۔ ن = ۵۰ یعنے سنہ ۷۵۰ھ ۔ خواجہ صاحب غزل گو شاعر تھے ۔ تاریخ نویسی سے انہیں کیا کام ۔ دیکھو کیا عامیانہ تاریخیں ہیں۔

ایضاً (۲۴)

بروز شنبہ سادس ز ماہ ذی حجہ	۱	بسال ہفصد و ہشتاد از جہان ناگاہ
ز شاہراہ سعادت بباغ رضوان رفت	۲	وزیر کامل ابو نصر خواجہ فتح اللہ

خواجه فتح الله وزیر کی تاریخ وفات ہے۔

ایضاً (۲۵)

آصف عهد زمان جان جهان توران شاه	۱	که درین مزرعه جز دانهٔ خیرات نکشت
ناف هفته بُد و از ماه صفر کاف و الف	۲	که بگلشن شد و این خانهٔ پر دود بهشت
آنکه میلش سوی حق بینی و حق گویی بود	۳	سال تاریخ وفاتش طلب از میل بهشت

(۲) ناف هفته روز سه‌شنبه۔ کاف و الف یعنے بست و یکم۔ میل بهشت یعنی سنه ۷۸۷ھ بحساب جمل۔

ایضاً (۲۶)

سرور اهل عمائم شمع جمع انجمن	۱	صاحب صاحبقران خواجه قوام الدین حسن
هفتصد و پنجاه و چار از هجرت خیر البشر	۲	مهر را جوزا مکان و ماه را خوشه وطن
سادس ماه ربیع الاول اندر نیمروز	۳	روز آدینه بحکم کردگار ذو المنن
مرغ روحش کان همای آسمان قدر بود	۴	شد سوی دار بهشت آزاد از دار محن

(۲) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب برج جوزا میں اور ماہتاب برج سنبلہ میں تھا۔

ایضاً (۲۷)

مجد دین سرور سلطان قضاة اسمعیل	۱	که زدی کلک زبان آورش از شرع نطق
ناف هفته بد و از ماه رجب سیم روز	۲	که برون رفت ازین منزل بی ضبط و نسق
کنف رحمت حق منزل او دان و آنگه	۳	سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق

(۲) ناف هفته روز سه‌شنبه۔ منزل بے ضبط و نسق۔ یعنے دنیا (۳) کنف۔ بفتحتین، جانب۔ کنارہ۔ پناہ۔ رحمت حق۔ یعنے سنہ ۷۵۶ھ بحساب جمل۔

ایضاً (۲۸)

رحمان لا یموت چو آن بادشاه را	۱	دید آنچنان کزو عمل خیر لا یفوت
جانش غریق رحمت حق کرد تا کند	۲	تاریخ این معامله رحمن لا یموت

(۱) عمل خیر لا یفوت یعنے خیر جاری۔ کبھی بند نہ ہونے والی نیکی۔ رحمن لا یموت۔ یعنے سنہ ۷۸۶ھ بحساب جمل۔

فی التاریخ (۲۹)

اعظم قوام دولت و دین آنکه بر درش	۱	از بهر خاکبوس نمودی فلک سجود
با آن شکوه و آن عظمت زیر خاک رفت	۲	در نصف ماه ذی القعد از عرصهٔ وجود
تا کس امید جود ندارد ز کس دگر	۳	آمد حروف سال وفاتش امید جود

(۱) قوام سے مراد قوام الدین (۳) امید جود سے صرف سنہ ۶۸ نکلتا ہے ممکن ہے۔ صدی کا عدد محذوف رکھا ہو۔

ایضاً (۳۰)

بلبل و سرو و سمن یاسمن و لاله و گل	۱	هست تاریخ وفات شہ سنبل کاکل
خسرو روی زمین شاه زمان بو اسحق	۲	که به طلعت او ناز دو خندد بر گل
جمعهٔ بست او یکم ماه جماد الاولی	۳	در سنین بود که پیوسته شد از جزو بکل

(۱) پہلے مصرعہ سے سنہ ۷۵۸ھ نکلتا ہے۔

تاریخ وفات قاضی بہاء الدین کُرو گران (۳۱)

بهاء الحق و الدین طاب مثواه	۱	امام سنت و شیخ جماعت
چو میرفت از جهان این بیت میخواند	۲	بر اهل فضل و ارباب براعت
بطاعت قرب ایزد میتوان یافت	۳	قدم در نه گرت هست استطاعت
بدین دستور تاریخ وفاتش	۴	برون شد از حروف قرب طاعت

(۱) طاب مثواہ اسکی آرام گاہ خوشبودار ہو! قرب طاعت سنہ ۷۸۲ھ

ایضاً (۳۲)

آن میوهٔ بهشتی کامد بدست ای جان	۱	در دل چرا نکشتی از کف چرا بهشتی
تاریخ این حکایت گر از تو باز پرسند	۲	بر جمله اش فرو خوان از میوهٔ بهشتی

(۱) بہشتی ۔ تو نے چھوڑ دیا۔

(۲) میوہ بہشتی سنہ ۷۷۸ھ

ایضاً (۳۳)

برادر خواجه طالب طاب مثواه	۱	امام سنت و بعد از ممانتش
بسوی روضهٔ رضوان روان شد	۲	پس از پنجاه و نه سال از حیاتش
خلیل عادلش پیوسته برخوان	۳	وز انجا فهم کن سال وفاتش

(۳) خلیل عادلش ۷۷۵ھ

ایضاً (۳۴)

صباح جمعه بُد سادس ربیع اول	۱	که گشت فرقت آن مه بکشتنم عاجل
بسال هفتصد و شصت و چار از هجرت	۲	چو آب حل بشدم این دقیقهٔ مشکل
دریغ و درد و تاسف کجا دهد سودی	۳	کنون که عمر بباز یچه رفت و بیحاصل

کہا جاتا ہے کہ اپنی بیوی کی وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

فی المصیبت (۳۵)

دلا دیدی که آن فرزانه فرزند	۱	چه دید اندر خم این طاق نیلین
بجای لوح سیمین در کنارش	۲	فلک بر سر نهادش لوح سنگین

اپنے لڑکے کی وفات پر قطعہ لکھا ہے۔

فی الحکمت (۳۶)

مدتی در طلب مال جهان کردم سعی	۱	تا آخر خبرم شد که ز نفعش ضرر است
عوض هر چه فلک داد بمن باز ستد	۲	نکند فائده فریاد جوانی چه سر است
عمر ضائع شد و از مال زیانی دارد	۳	آنده عمر کنون از همه غمها بتر است
بعد ازین یک نفس از عمر بملک دو جهان	۴	نفروشم که بچشم دو جهان مختصر است
گنجها یافته ام در دل ویران ز هنر	۵	گرچه بحر است ضمیرم که سراسر هنر است
بعد ازین هر چه رسد از بد و نیک ای حافظ	۶	غم مخور شاد بزی زانکه جهان در گذر است

حیات دنیا اور مال و متاع کا دلدادہ نہیں ہونا چاہئے۔ تمام قطعہ اسی مضمون پر ہے۔

فی النصیحت (۴۷)

ہر کہ آمد در جہان پر ز شور	۱	عاقبت میبایدش رفتن بگور
در رہ عقبی است دنیا چون پلی	۲	بی بقا جائی و ویران منزلی
دل منہ بر این پل پر ترس و بیم	۳	برگ رہ سازد و مشو اینجا مقیم
نزد اہل معنی این کاخ سپنج	۴	ہست چون ویرانہ خالی ز گنج
دور باش از دوستی مال و جاہ	۵	زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ
من گرفتم خود توئی بہرام گور	۶	خواہی افتاد آخر اندر دام گور
گر نہ کوری گور ہے بین گفتمت	۷	یک زمان بیکار منشین گفتمت
ہیچ کس را نیست زین منزل گزیر	۸	از گدا و شاہ و از برنا و پیر
ای کہ بر ما بگذری دامنکشان	۹	از سر اخلاص الحمدے بخوان

(۴) کاخ سپنج سے مراد دنیا (۷) یعنے اگر اندھا نہیں ہے تو قبر کو دیکھ یعنے قبر کا خیال رکھ

فی النصیحت (۴۸)

فساد چرخ نہ بینیم و نشنویم ہنوز	۱	کہ چشمہا ہمہ کور است و گوشہا ہمہ کر
بسا کسان کہ مہ و مہر باشدش بالین	۲	بعاقبت ز گل و خاک باشدش بستر
چہ فائدہ ز زرہ با گشاد تیر قضا	۳	چہ منفعت ز سپر با نفاذ تیغ قدر
اگر ز آہن و فولاد سودہ حصن کنی	۴	حوالہ چون برسد زود اجل بکوبد در
بروشنی خوش و عیش و نوش غرہ مشو	۵	کہ ظلمت از پی نور است و زہر زیر شکر
دریچہ بر تو کشایند از ہوا مکشای	۶	رہے کہ بر تو نمایند از ہوس مسپر
براہ تو ہمہ چاہ است سر نہادہ مرو	۷	بجام تو ہمہ زہر است ناچشیدہ مخور
عیار چرخ بگیر و نہاد دور نگر	۸	بساط حرص بچین و لباس آز بدر

(۸) بدر چھاڑ دے - یعنے حرص و ہوا کو چھوڑ دے -

فی التعزیہ (۳۹)

مصرع اول		مصرع دوم
دل منہ بر دنیا و اسباب او	۱	زانکہ از وی کس وفاداری ندید
کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد	۲	کس رطب بی خار ازین بستان نچید
ہر کہ ایامی چراغی بر فروخت	۳	چون تمام افروخت بادش در دمید
بی تکلف ہر کہ دل بر وی نہاد	۴	چون بدیدم خصم خود می پرورید
شاہ غازی خسرو گیتی ستان	۵	آنکہ از شمشیر او خون می چکید
گہ بیک حملہ سپاہی می شکست	۶	گہ بہوئی قلب کوہی می درید
سروران را بیگنہ می کرد حبس	۷	گردنان را بی سخن سر می برید
از نہیبش پنجہ می افگند شیر	۸	در بیابان نام او چون می شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق	۹	چون مسخر کرد وقتش در رسید
آنکہ روشن بد جہان بینش بدو	۱۰	میل در چشم جہان بینش کشید

(۳) در دمید - بجھا دیا - (۷) گردنان پہلوانان (۱۰) یعنے وہ کہ جس سے اس کی آنکھ روشن تھی اس نے اس کی آنکھ میں سلائی پھیر دی - حاصل کلام یہ کہ اسکے بیٹے نے اس کی آنکھ میں سلائی پھروا دی -

فی المدح (۴۰)

مصرع اول		مصرع دوم
بعہد سلطنت شاہ شیخ ابو اسحاق	۱	بہ پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشہی ہمچو او ولایت بخش	۲	کہ جان خویش بپرورد و داد عیش بداد
دگر مربی اسلام شیخ مجد الدین	۳	کہ قاضیی بہ ازان آسمان ندارد یاد
دگر شہنشہ دانش عضد کہ در تصنیف	۴	ز یمن ہمت او کارہای بستہ کشاد
دگر بقیہ ابدال شیخ امین الدین	۵	بنای کار مواقف بنام شاہ نہاد

دگر تو یم چو حاجی قوام دریا دل	۶	که نام نیک ببرد از جہان ببخشش و داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند	۷	خدائے عز و جل جملہ را بیامرزاد

(۴) عضد بفتح اول وضم ثانی بمعنے بازو۔ عَضُد۔ عُضُد۔ عَضِد۔ عَضَد فروعی تلفظات ہیں

فی المطایبہ (۱)

رحیم مسکر خمار بود روزی چند	۱	بدان دلیل که القاص لا یحب القاص
بریخت خون صراحی دلی بکشتن او	۲	زمانہ نیز در آمد که الجروح قصاص

(۱) القاص لا یحب القاص۔ بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن۔

مخمس

در عشق تو ای صنم چنانم	۱	گر ہستی خویش در گمانم
ہر چند که زار و ناتوانم		گر دست دہد ہزار جانم
	در پائے مبارکت فشانم	
کو بخت که از سر نیازی	۲	در حضرت چون تو دلنوازی
معروض کنم نہفتہ رازی	(۱)	ہیہات که چون تو شاہبازی
	تشریف دہد در آشیانم (۲)	
ای بستہ کمر ز دور و نزدیک	۳	بر خون تمام ترک و تاجیک (۳)
در مسکن اخلص الممالیک		گر خانہ محقر ست و تاریک
	در دیدهٔ روشنت نشانم	

(۱) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنی ہستی پر ہی شک ہے (۲) تشریف دہد یعنی مجھے اپنی جناب میں جانے دے۔ (۳) تاجیک۔ تاجک۔ عربی النسل لوگ جو عجم میں رہتے ہیں اور سوداگری پیشہ ہیں مجازاً مراد سوداگر۔ اخلص الممالیک۔ نہایت مخلص غلام۔ یعنے شاعر خود۔

هر چند ستمگری ترا خوست
گیرم که دولت ز آهن و روست
۴
کم کن تو جفا که این نه نیکوست
آخر بسرم گذر کن ای دوست

انگار که خاک آستانم

گفتم که چو گشته‌ایم بزاری
بر دل ز رقیبم وفا نگاری
۵
زان پس ره مرحمت سپاری
تو خود سرِ وصل ما نداری

من عادت بخت خویش دانم

من از تو بجز وفا نجویم
الا ره بندگی نپویم
۶
بیرون ز گل وفا نبویم
اسرار تو پیش کس نگویم

اوصاف تو پیش کس نخوانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم
یک دم نبود ز تو گزیرم
۷
گر ترک فلک کند اسیرم
من ترک وصال خود نگیرم

الا بفراق جسم و جانم

گیرم نه ره وفا گشودیم
نه بود هر آنچه می نمودیم
۸
نه مهر به مهر می فزودیم
آخر نه من و تو دوست بودیم

عهد تو شکست و من همانم

گر سر برود به تیغ تیزم
ور زانکه کنند ریز ریزم
۹
از کوی وفات بر نخیزم
من مهرهٔ مهر تو نریزم

الا که بریزد استخوانم

آنانکه نشان عهد جویند
خاک من زار چون ببویند
۱۰
جز راه مزار من نپویند
گر نام تو بر سرم بگویند

فریاد برآید از روانم

(۴) رو مختلف دھاتوں کا مجموعہ جو نہایت مضبوط دھات بن جاتا ہے۔ (۷) فراقِ جسم و جان یعنے موت۔

گر بگذردم به پیش خیلی	۱۱	هر یک بصفا به از سهیلی
جز تو نه کنم بغیر میلی		مجنون نیم ار بهای لیلی

ملک عرب و عجم ستانم

گشتم صنما در آرزویت	۱۲	آشفته و تیره دل چو مویت
هر چند نمی رسم بکویت		شب نیست که از فراق رویت

زاری بفلک نمی رسانم

ای وصل تو اصل شادمانی	۱۳	دائم بمراد دل بمانی
با حافظ خود بگو عیانی		هر حکم که بر سرم برانی

سهل ست ز خویشتن مرانم

(۱۱) مجنون نیم الخ مطلب یہ ہے کہ میں معشوق کے عوض تمام دنیا کی سلطنت بھی نہیں لیتا

(۱۳) ہر حکم الخ مطلب یہ ہے کہ تو جو حکم کرے منظور ہے لیکن مجھے اپنے پاس سے دور نہ کر۔

فی الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیامد ما را	۱	جز کوی تو رہگذر نباید ما را
خوش آمده خواب جمله را در دیده		حقا که بچشم در نیاید ما را

رباعیه

برگیر شراب طرب انگیز و بیا	۲	پنهان ز رقیب سفله بستیز و بیا
مشنو سخن خصم که بنشین و مرو		بشنو ز من ای نگار و برخیز و بیا

(۲) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ دشمن تو تجھے اپنے پاس ہی اٹھنے نہیں دیتا اس کی بات نہ سن اٹھ اور میرے پاس آ جا۔

رباعیه

روزیکه فلک از تو بریده است مرا چندان غم هجران تو بر دل دارم	۳	کس با لب پر خنده ندیده است مرا من دانم و آنکه آفریده است مرا

رباعیه

شاها چو ترا دانش و علم و سخا بدخواه چه کید کرد ناگه که ازان	۴	آن مرد منم که می ستائم بسزا امروز نکرد خاطرت یاد مرا

فریب

رباعیه

با دوست نشین و باده و جام طلب مجروح چو راحت جراحت طلبد	۵	بوس از لب آن سرو گل اندام طلب تو از سر زخم نیش حجام طلب

رباعیه

گفتم که مگر باتفاق اصحاب بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب	۶	در موسم گل ترک کنم بادهٔ ناب کای بیخبر از فصل گل و ترک شراب

رباعیه

ای قبلهٔ هر که مقبل آمد کویت امروز کسی کز تو بگرداند رو	۷	روی دل جمله نیکبختان سویت فردا بجدام و دیده نبیند رویت

رباعیه

ای سایهٔ آفتاب زلف سیهت ای شام علمدار خط مشکینت	۸	شب پوش مه دو هفته طرف کلهت وی صبح جنیبت کش روی چو مهت

(۳) چوتھے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ میں جانتا ہوں اور میرا خدا (۷) پہلے مصرعہ کا یہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کوچہ تمام مقبل لوگوں کا قبلہ ہے ۔ (۸) اے کہ تیری زلف سیاہ آفتاب پر سایہ ڈالنے والی ہے اور تیرے کلاہ کا گوشہ چودھویں رات کے چاند کو سیاہ پوش بناتا ہے ۔ اے کہ شام تیرے خط سبز کی علم بردار ہے ۔ اور صبح تیرے چاند جیسے چہرہ کی جنیبت کش ہے ۔ جنیبت کوتل گھوڑا ۔

رباعیه

امروز که روز فرقت احبابست	۹	نه وقت نشاط و عیش با اصحابست
هشیار از آن نیم که می نیست مرا		می هست ولی حریف می نایابست

رباعیه

آن ترک پریچهره که قصد جان داشت	۱۰	مانند پری چهره من پنهان داشت
گفتم دهن تنگ تو گویی هیچ ست		گفتا که ازین هیچ طمع نتوان داشت

رباعیه

با آنکه دلم در غم عشقت خون است	۱۱	حسن تو ز ادراک خرد بیرون ست
در زلف تو بیچاره غریبست دلم		یارب که در آن شام غریبم چون ست

رباعیه

تو بدری و خورشید ترا بنده شده است	۱۲	تابنده تو شده است تابنده شده است
زان روی که از شعاع روی مه تو		خورشید منیر و ماه تابنده شده است

رباعیه

تا مرغ دلم فتاده در دام غمت	۱۳	بر گردن دل شده است صمصام غمت
از شربت جام دهر بیزار شدم		تا خون جگر میخورم از جام غمت

رباعیه

چون چنگ سر زلف توام در چنگ ست	۱۴	هر لحظه دلم را به لبت آهنگ ست
شد پسته تنگ تو دلم را روزی		یارب که دل خسته چه روزی تنگ ست

(۹) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے ہوشیار نہیں ہوں کہ میرے پاس شراب نہیں۔ شراب تو ہے لیکن کوئی ہم پیالہ نہیں ہے۔ (۱۲)۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جب سے تیرا غلام ہوا ہے۔ روشن ہوگیا ہے۔ تابندہ اور تابندہ کی صنعت ظاہر۔ (۱۳) صمصام شمشیر۔ (۱۴) چنگ ساز۔ چنگ پنجہ۔ روزی۔ رزق۔ پستہ سے مراد دہن۔ دہن تنگ اور روزی تنگ کی رعایت ظاہر۔

رباعیه

در کوی تو بیخانه تر از ما کس نیست در سلسلهٔ طناب او آویخته ام	۱۵	نزدیک تو بیگانه تر از ما کس نیست زان روی که دیوانه تر از ما کس نیست

رباعیه

در شوخی و دلبری بتِ من طاق ست پسته دهن و لاله رخ و سیمین تن	۱۶	بیچاره دلم بوصلِ او مشتاق ست شیرین سخن و ظریف و سیمین ساق ست

رباعیه

می نوش که عمر جاودانی اینست هنگام گل و لاله و یاران سرمست	۱۷	خاصیت روزگار فانی اینست خوش باش دمی که زندگانی اینست

رباعیه

ای روی تو در لطافت آیینهٔ روح در دیده کشم ولے ز خارِ مژه ام	۱۸	خواهم که قدمهاے خیالت بصبوح ترسم که شود پاے خیالت مجروح

رباعیه

اول بوفا جام وصالم در داد با آب دو دیده پر از آتش دل	۱۹	چون مست شدم دام جفا را سر داد خاک ره او شدم بباد م در داد

رباعیه

اے گل ز بر همنفسے مے آید پیوسته از آن روی کنم همدمیش	۲۰	شادی بدلم ازو بسے مے آید کز بوے وی ام بوے کسی مے آید

(۱۵) سلسلهٔ طناب سے مراد زنجیر زلفِ معشوق۔ (۱۷) یہ رباعی رباعیات عمر خیام میں بھی موجود ہے۔ (۱۸) معشوق کی تصویر کو آنکھوں میں رکھنا چاہیئے ہیں لیکن ڈر ہے کہ کہیں خار مژگان سے اس تصویر کے قدم مجروح نہ ہو جائیں۔

رباعیه

۲۱

بردار دل از مادر دهر ای فرزند
ای قلب بدانی این چنین نقادے
بانصف آخر شوهرش در پیوند
چون حافظ اگر شوی به ویش خرسند

رباعیه

۲۲

با یار کسی دست در آغوش نکرد
بی زر بت شوخ دیده هرگز سخنم
تا ترک زر و سیم و دل و هوش نکرد
با آنکه چو گوهرست در گوش نکرد

رباعیه

۲۳

با مردم نیک بد نمی باید بود
مفتون معاش خود نمی باید شد
در بادیه دیو و دد نمی باید بود
مغرور بعقل خود نمی باید بود

رباعیه

۲۴

با می بکنار جوی می باید بود
چون عمر گرانمایه ماده روزست
وز غصه کناره جوی می باید بود
خندان لب و تازه روی می باید بود

رباعیه

۲۵

تا حکم قضای آسمانی باشد
گر جام می ای ز دست تو نوش کنم
کارِ تو همیشه شادمانی باشد
سرمایهٔ عمر جاودانی باشد

رباعیه

۲۶

چون غنچهٔ گل قرابه پرداز شود
خرم دل آن کسی که مانند حباب
نرگس بهوای می قدح ساز شود
هم بر در میخانه سرافراز شود

(۲۱) مادر دهر - دنیا۔ شوهر - سے مراد دین - دین کا نصفِ اول شرع ہی اور نصفِ دوم معرفت (۲۴) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

(۲۶) قرابه پرداز شود - یعنے جب غنچہ کھل کر پھول بن جائے - قرابه شیشهٔ شراب و صراحی

رباعیہ

جان درخم زلف یار جائی طلبید جان پیشکش ابروِ جانان کردم	۲۷	وز بند بلا گرہ کشائی طلبید چون حاجب و نعل بہائی طلبید

رباعیہ

خط سبز پردۂ مہ میگردد ما را خجل و دروغ زن میگفتی	۲۸	بازار تکبرت تبہ میگردد پیداست کہ روی کہ سیہ میگردد

رباعیہ

خوبان جہان صید تواں کرد بزر نرگس کہ کلہدار جہان ست ببین	۲۹	خوش خوش بر ایشان بتوان خورد بزر کاں نیز چگونہ سر بر آورد بزر

رباعیہ

راہ طلب تو خار غمہا دارد دانی تو کہ روشناس عقل ست آن کو	۳۰	کو راہ روی کہ این قدمہا دارد بر چہرۂ جان چراغ غمہا دارد

رباعیہ

روزی کہ فراق از تو دورم سازد گر چشم بروی دگری باز کنم	۳۱	در ہجر رخ تو ناصبورم سازد حق نمک حسن تو کورم سازد

رباعیہ

زاں بادۂ دیرینۂ دہقان پرورد مستم کن و بیخبر ز احوال جہان	۳۲	درده کہ بساط عمر طے خواہم کرد تا سر جہان بگویمت ای سرہ مرد

رباعیہ

شیرین دہنان عہد بپایان نبرند معشوق چو بر مراد ور اسے تو بود	۳۳	صاحب نظران ز عاشقی جان نبرند نام تو میان عشقبازان نبرند

(۲۸) معشوق کے سبزۂ خط کا آغاز ہے۔ جسے روسیاہی سے تعبیر کرتے ہیں معشوق پر سخت طعنہ زنی کی ہے۔

(۳۲) سرہ مرد۔ دانا اور پسندیدہ آدمی (۲۷) نعل بہا وہ روپیہ جو دشمن کے لشکر کو اس غرض سے...

رباعیه

گویند کسانیکه زمے پرہیزند ما باسمے و معشوق ازینیم مدام	۳۴	زانسان که بمیرند چنان برخیزند تا بو که زخاک ما چنان انگیزند

رباعیه

من بندهٔ آن کسم که شوقے دارد تو لذت عشق و عاشقی کے دانے	۳۵	بر گردن خود ز عشق طوقے دارد این باده کسے خورد که ذوقے دارد

رباعیه

نه دولت دنیا بستم می ارزد نه هفت هزار سال شادی جهاں	۳۶	نه لذت هستی به الم مے ارزد با محنت پنجروز غم مے ارزد

رباعیه

وقت ست که مستان بطرب برخیزند یک چند نقاص عمر فانی شده را	۳۷	واندر می و معشوق ورباب آویزند در جام و قدح خون صراحی ریزند

رباعیه

ہجرت که بجان من درویش آمد می ترسیدم کز تو شوم روزی دور	۳۸	گوئے نمکے بر جگر ریش آمد دیدی که ہماں روز بدم پیش آمد

رباعیه

ہم خاطر تو بر من غمناک افتد گر خاک رہت شوم مزن بر من بانگ	۳۹	گر مهر ضیا بر خس و خاشاک افتد حیف ست که آواز تو بر خاک افتد

رباعیه

ہر دوست که دم زد ز وفا دشمن شد گویند شب آبستن غیب ست بروز	۴۰	ہر راهروی که بود تر دامن شد چون مرد ندید از که آبستن شد

(۳۷) نقاص عوض میں ۔ بطور تلافی مافات ۔ (۴۰) مشہور ہے کہ رات واقعات کی حاملہ ہے حیران ہوں کہ تو مرد تو دنیا میں کوئی نظر نہیں آتا۔ حاملہ کیسے ہوئی ۔

رباعیه

یا کار بکام دل مجروح شود امید من آنست بدرگاه خدا	۴۱	یا مرغ دلم بر فلک روح شود کابواب سعادت همه مفتوح شود

رباعیه

یاری چو نکرد دو بخت شوریده چه سود آن مردم دیده بود کز دیده برفت	۴۲	شادی چو ندید این دل غمدیده چه سود چون مردم دیده نیست در دیده چه سود

رباعیه

ایام شبابست شراب اولی تر عالم همه سر بسر خرابست و خراب	۴۳	هر غمزده مست و خراب اولی تر در جای خراب هم خراب اولی تر

رباعیه

سیلاب گرفت گرد ویرانهٔ عمر بیدار شو ای خواجه که خوش خوش بکشد	۴۴	آغاز پری نهاد پیمانهٔ عمر حمال زمانه رخت از خانهٔ عمر

رباعیه

در سنبلش آویختم از روی نیاز گفتا که لبم بگیر و زلفم بگذار	۴۵	گفتم من سودازده را چاره بساز در عیش خوش آویز نه در عمر دراز

رباعیه

دوش از غم تو دمی نخفتم تا روز دردت که بکس نمی توانم گفتن	۴۶	یاقوت بنوک مژه سفتم تا روز هم با دل خویشتن بگفتم تا روز

(۴۳) یہ رباعی بھی عمر خیام کی معلوم ہوتی ہے۔ (۴۴) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ پیمانہ عمر لبریز ہونے کو ہے (۴۵) لب کو عیش خوش سے اور زلف کو عمر دراز سے تشبیہ دی ہے مطلب یہ ہے کہ عمر طویل کی خواہش فضول ہے۔ یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ جتنی عمر ہو خوشی سے گزرے (۴۶) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ میں رات بھر روتا رہا۔

رباعیه

۴۷
مردی ز کنندهٔ در خیبر پرس
گر تشنهٔ فیض رحمتی ای حافظ
اسرار کرم ز خواجهٔ قنبر پرس
سرچشمهٔ آن ز ساقی کوثر پرس

رباعیه

۴۸
ای دوست دل از جفای دشمن درکش
با روی نکو گوی گریبان بگشای
با رای نکو شراب روشن درکش
وز نا اہلان تمام دامن درکش

رباعیه

۴۹
چشم تو که سحر بابل ست استادش
آن زلف که کرد حلقه در گوش جمال
حقا که فسونها نرود از یادش
آویزه ز در نظم حافظ بادش

رباعیه

۵۰
بنگر چمن جمال فرخندهٔ گل
سرو ارچه بآزادی خود می نازد
که گریهٔ ابر بین و گه خندهٔ گل
از راستیی که داشت شد بندهٔ گل

رباعیه

۵۱
چون جامه ز تن برکشد آن مشکین خال
در سینه دلش ز نازکی بتوان دید
حقا که نظیر خود ندارد بمثال
مانندهٔ سنگریزه در آب زلال

رباعیه

۵۲
هرگز نکنی یاد من ای شمع چگل
دردی که من از غم تو دارم در دل
نزد من اگرچه هست کاری مشکل
دل داند و من دانم و من دانم و دل

رباعیه

۵۳
از یار وفا که دید تا من بینم
تو عمر منی و بیوفائی چه کنم
راحت ز جفا که دید تا من بینم
از عمر وفا که دید تا من بینم

(۴۷) کنندهٔ در خیبر سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ قنبر ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک غلام تھا۔ (۴۸) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

رباعیه

آن بہ کہ ز جام بادہ دل شاد کنیم
وین عاریتی روان زندانی ما
۵۴
وز آرزوی گذشته کم یاد کنیم
یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم

رباعیه

آواز پر مرغ طرب می‌شنوم
یا باد حدیثی ز لبش میگوید
۵۵
یا نفحهٔ گلزار ادب می‌شنوم
القصه حکایتی عجب می‌شنوم

رباعیه

در هجر تو من ز شمع افزون گریم
چون ساغر باده ام که از دلتنگی
۵۶
مانند صراحی اشک گلگون گریم
چون نالهٔ چنگ بشنوم خون گریم

رباعیه

جانان چو شبی با تو بروز آوردم
از مرگ نترسم پس ازین کآب حیات
۵۷
گر بی تو دمی بر آورم نامردم
از چشمهٔ نوشش آبدارت خوردم

رباعیه

در آرزوی بوس و کنارت مردم
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم
۵۸
در حسرت لعل آبدارت مردم
باز آ باز آ کز انتظارت مردم

رباعیه

من ترک تو ای نگار آسان ندهم
یاقوت لبت که قوت جانست مرا
۵۹
تا پیش ز مرد خطت جان ندهم
آن را بدو صد هزار مرجان ندهم

رباعیه

من حاصل عمر خود ندارم جز غم
یک همدم و همراز ندارم نفسی
۶۰
در عشق تو یار خود ندارم جز غم
یک مونس و غمخوار ندارم جز غم

(۵۴ یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

رباعیه

۶۱

ای باد بگو ز راه دلداری من
تو خفته بمهد عیش شبهای دراز
آن را که نباشد غمی از زاری من
آیا داری خبر ز بیداری من

رباعیه

۶۲

تا کی بود این جور و جفا کردن تو
تیغ است بدست اهل دل خون آلود
بیهوده همه خلائق آزردن تو
گر بر تو رسد خون تو بر گردن تو

رباعیه

۶۳

گویند که فردوس برین خواهد بود
گر ما می و معشوقه گزیدیم چه باک
فردا می ناب و حور عین خواهد بود
چون عاقبت کار چنین خواهد بود

رباعیه

۶۴

با آنکه نهد مهر و مه از صد تمکین
از دست دل و دیده بتنگم نشان
بر خاک جناب تو شب و روز جبین
در آتش انتظار و فارغ منشین

رباعیه

۶۵

چون باده ز غم چه بایدت جوشیدن
سبزست سرت باده ازال دور مدار
با لشکر غم چه بایدت کوشیدن
می بر سر سبزه خوش بود نوشیدن

رباعیه

۶۶

ای شرم زده غنچه مستور از تو
گل با تو برابری کجا آرد کرد
حیران و خجل نرگس مخمور از تو
کو نور ز مه ذارد و مه نور از تو

رباعیه

۶۷

ای رای تو صحرای امل پیمودن
گر در دهن شیر شوی بهر طمع
تا چند بر آفتاب گل اندودن
آخر نه شکار گور خواهی بودن

(۶۳) - یہ رباعی بھی رباعیات عمر خیام میں موجود ہے۔

رباعیه

چشمت که فریب رنگ می بازد ازو بس زود ملول گشتی از همنفسان	۶۸	زنهار که تیغ جنگ می بازد ازو آه از دل تو که سنگ می بارد ازو

رباعیه

آن باز طرب شکار در دستم نه آن زلف چو زنجیر که پیچد بر خود	۶۹	آن ساغر چون نگار در دستم نه دیوانه شدم بیار در دستم نه

رباعیه

ای کاش که بخت سازگاری کردی از دست جوانیم چو بر بود عنان	۷۰	با چرخ زمانه یار یاری کردی پیری چو رکاب پایداری کردی

رباعیه

با شاهد شوخ و شنگ و با بربط و نی چون گرم شود ز باده ما را رگ و پی	۷۱	کنجی و کتابی و یکی شیشه می منت نبرم به یک جو از حاتم طی

رباعیه

قسام بهشت و دوزخ و عقده کشای تا کی بود این گرگ ربائی بنما	۷۲	ما را نگذارد که درآییم ز پای سرپنجهٔ دشمن افگن ای شیر خدای

رباعیه

گل را دیدم نشسته بر تخت شهی من طفلم و بیگانه مرا می سوزند	۷۳	گفتا بشنو راستی از مرد رهی آهی ای تو که پیری و پر گنهی

(۶۹) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔ (۷۱) شنگ۔ چور۔ رہزن۔ مجازاً معشوق شوخ و ظریف۔

(۷۲) قسام بہشت و دوزخ۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بنزد شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

رباعیه

گل گفت اگر دستگهی داشتمی	۴۴	بجز بختی اگر رهی داشتمی
با بیگنهی مرا چنین می سوزند		ای وای بمن گر گنهی داشتمی

رباعیه

اگر همچو من افتادهٔ این دام شوی	۴۵	ای بس که خراب بادهٔ جام شوی
ما عاشق و رند و مست عالم سوزیم		با ما منشین وگرنه بد نام شوی

رباعیه

حافظ ورق سخن درآئی طی کن	۴۶	وین خامهٔ تزویر ریائی پی کن
خاموش نشین که وقت خاموشی است		دم درکش و جام باده را پُر می کن

قصائد

قصیده (۱)

مقدّری که ز آثار صنع کرد اظهار	۱	سپهر و مهر و مه و سال و ماه و لیل و نهار
مدار سیر کواکب بامر کن فیکون	۲	قرار داد برین طاق گنبد دوار
ز هفت کوکب سیاره و دوازده برج	۳	کنند سیر مخالف کواکب سیار
نه آسمان ز علا تک بامر حق مشغول	۴	بسجده در گه تسبیح و ذکر و استغفار
چهار عنصر ازو مختلف پدید آورد	۵	مدار آتش و آب و غبار و خاک بجار
قرار داد ببالای خاک و باد آتش	۶	گرفته کوه و زمین در میان آب قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نهاد	۷	جهان و هر چه درو هست خالق جبار

(۱) مقدر، صانع قدرت، خدائے تعالےٰ

۸ اگر نه ذات نبی و ولی بدی مقصود — جهان بکتم عدم رفتی همچو اول بار
۹ نوشته بر در فردوس کاتبان قضا — نبی رسول ولی عهد حیدر کرار
۱۰ امام جنی و انسی علی بود که علی — ز کل خلق فزون ست از صغار و کبار
۱۱ ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش — ز ذات اوست مطبق زمین بدین هنجار
۱۲ علی امام و علی امین و علی ایمان — علی امین و علی سرور و علی سردار
۱۳ علی علیم و علی عالم و علی اعلم — علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار
۱۴ علی نصیر و علی ناصر و علی منصور — علی مظفر و غالب علی سر و سردار
۱۵ علی عزیز و علی عزت و علی افضل — علی لطیف و علی انور و علی انوار
۱۶ علی ست فتح فتوح و علی ست راحت روح — علی ست فاضل و افضل علی سر و سردار
۱۷ علی سلیم و علی سالم و علی اسلم — علی قسیم قصور و علی ست قاسم نار
۱۸ علی صفی و علی صافی و علی صوفی — علی وفی و علی صفدر و علی سردار
۱۹ علی نعیم و علی ناعم و علی منعم — علی بود اسدالله قاتل کفار
۲۰ علی ز بعد محمد ز هر چه هست به است — اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
۲۱ بحق نور محمد بآدم و به خلیل — بحق شیث و شعیب و به هود کم آزار
۲۲ بحق یوسف و یعقوب و یحیی و لقمان — بحق نوح نجی در میان دریا بار
۲۳ بحق عزت توریت و حرمت انجیل — بحق جمع زبور و بحق روز شمار
۲۴ بحق دانش اسحق و شوق اسمعیل — که در رضای خدا کرد جان خویش نثار
۲۵ بحق یوشع و الیاس و لوط و اسکندر — بحق نغمهٔ داود و صوت خوش گفتار
۲۶ بحق مهر سلیمان و زهد ابراهیم — بحق عیسی و موسی و یونس غمخوار
۲۷ بحق قوت جبرئیل و صور اسرافیل — بحق قابض ارواح در یمین و یسار
۲۸ بحق حامل عرش و بقرب میکائیل — بحق چار کتاب ستودهٔ جبار
۲۹ بحق جمله قرآن به صحف ابراهیم — بحق جمله مردان واقف اسرار
۳۰ بحق سوز فقیران بیگنه در بند — بحق زاری رنجور بیکس و بی یار

بحق چہرۂ زرد فقیر سرگردان	۳۱	بحق درد اسیران خانمان بیزار
بحق ضرب جوانان راہ دین باکفر	۳۲	بحق زاری پیران خوار وزار و نزار
بحق دین محمد بخون پاک حسین	۳۳	بحق مردم نیک مہاجر و انصار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول	۳۴	امام غیر علی بعد احمد مختار
ز بعد او حسن ست و حسین محبت او	۳۵	مجوی جہل برین کار مومن دیندار
بجہل غافل مستغرقی بغفلہ ہمے	۳۶	ز رنگ مے نشناسی سفیدی از زنگار
بجہد و سعی من خستہ دل چہ سود ترا	۳۷	مگر ز خواب جہالت ہمی شوی بیدار
بجہل بیشتر و بیش آنچنان ہستم	۳۸	کہ کس مبادچنان کامدم در اول بار
سپاس منت و عزت خدای را کہ نمود	۳۹	رہ نجات و شدم از حیات برخوردار
بگاہ ہفصد و ہفتاد بد کہ در شیراز	۴۰	تمام گشت بیک روز جمع این اشعار
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن	۴۱	نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار
حرام زادہ و بد فعل و شوم و بی بنیاد	۴۲	بمدح شاہ جہان کی کجا کند اقرار

(۴۳) متابعت بمنافق چو میکنی بگذر
زیادہ گفتن ناشش ہزار استغفار (۴۳)

قصیدہ (۲)

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم	۱	یعنی غلام شاہم و سوگند میخورم

(۱) جوزا سحر (۱) برج جوزا جسکی شکل یہ ہے کہ دو برہنہ لڑکے پشت بہ پشت کھڑے ہیں (۲) آسمان کی صور جنوبی سے ایک شکل کا نام جسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد دو کرسیوں پر کھڑا ہے اور ایک تلوار حمائل کی ہوئی ہے۔ دائیں ہاتھ سے ایک عصا سر کے اوپر کھڑا کیا ہوا اور بائیں ہاتھ کو آستین میں ڈالا ہوا ہے۔ یہاں اشارہ اسی جوزا کی طرف ہے نہ کہ برج جوزا کی طرف ٭

ساقی بیا که از مدد بخت کارساز	۲	کامی که خواستم ز خدا شد میسرم
جامی بده که باز بشادی روی شاه	۳	پیرانه سر هوای جوانیست بر سرم
راهم مزن بوصف زلال خضر که من	۴	از جام شاه جرعه کش حوض کوثرم
شاها من ار بعرش رسانم سریر فضل	۵	مملوک آن جنابم و مسکین این درم
من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال	۶	کی ترک آبخور کند این طبع خوگرم
گر باورت نمیشود از بنده این حدیث	۷	از گفته کمال حدیثی بیاورم
گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مهر	۸	آن مهر بر که افگنم آن دل کجا برم
منصور بن محمد غازیست حرز من	۹	وزاین خجسته نام براعدا مظفرم
عهد الست من همه با مهر شاه بود	۱۰	در شاهراه عمر ازین عهد نگذرم
گردون چو کرد نظم ثریا بنام شاه	۱۱	من خود چرا چنین نکنم از که کمترم
شاهین صفت چو طعمه چشیدم ز دست شاه	۱۲	کی باشد التفات بصید کبوترم
ای شاه شیرگیر چه کم گردد ار شود	۱۳	در سایهٔ تو ملک فراغت میسرم
بال و پری ندارم و این طرفه تر که نیست	۱۴	غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم
بر گلشنی اگر بگذشتم چو باد صبح	۱۵	نی عشق سرو بود و نه شوق صنوبرم
بوی تو می شنیدم و بر یاد روی تو	۱۶	دادند ساقیان طرب یک دو ساغرم
مستی بآب یکدو عنب وضع بنده نیست	۱۷	من سالخورده پیر خرابات پرورم
با سیر اختر فلکم داوری بسیست	۱۸	انصاف شاه باد درین قصه یاورم
شکر خدا که باز درین اوج بارگاه	۱۹	طاوس عرش می شنود صیت شهپرم
نامم ز کارخانهٔ عشاق محو باد	۲۰	گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من	۲۱	گر لاغرم و لیک شکار غضنفرم
ای عاشقان روی تو از ذره بیشتر	۲۲	من کی رسم بوصل تو کز ذره کمترم
بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست	۲۳	تا دیده اش بگزلک غیرت برآورم

(۲۱) شبل الاسد بچهٔ شیر نر. غضنفر، شیر. (۲۳) گزلک چهری. کارد.

۲۴ مقصود ازین معامله بازار تیزی تست — نه جلوه میفروشم و نه عشوه میخرم
۲۵ بر من فتاده سایهٔ خورشید سلطنت — اکنون فراغتست ز خورشید خاورم
۲۶ شعرم بیمن مدح تو صد ملک دل گشاد — گوئی که تیغ تست زبان سخنورم

(۲۷) حافظ ز جان محب رسول است و آل او — بر این سخن گواست خداوند اکبرم (۲۷)

قصیده (۳)

۱ شد عرصهٔ زمین چو بساط ارم جوان — از پرتو سعادت شاه جهانبان
۲ خاقان شرق و غرب که در شرق و غرب هست — صاحبقران خسرو و شاه خدایگان
۳ خورشید ملک پرور و سلطان دادگر — دارای عدل گستر کسری کی نشان
۴ سلطان نشان عرصهٔ اقلیم سلطنت — بالانشین مسند ایوان لامکان
۵ اعظم جلال دولت و دین آنکه رفعتش — دارد همیشه توسن ایام زیر ران
۶ دارای دهر شاه شجاع آفتاب ملک — خاقان کامگار و شهنشاه نوجوان
۷ ماهی که شد ز طلعتش افروخته زمین — شاهی که شد ز همتش افراخته زمان
۸ سیمرغ وهم را نبود قوت عروج — آنجا که باز همت او سازد آشیان
۹ گر در خیال چرخ فتد عکس تیغ او — از یکدگر جدا شود اجزای آسمان
۱۰ حکمش روان چو باد در اطراف بحر و بر — مهرش روان چو روح بر اعضای انس و جان
۱۱ ای صورت تو ملک جمال و جمال ملک — وی طلعت تو جان جهان و جهان جان
۱۲ تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد — تاج تو عین افسر دارا و داوران
۱۳ تو آفتاب ملکی و هر جا که میروی — چون سایه از قفای تو دولت بود روان
۱۴ ارکان نپرورد چو تو دوران بهیچ قرن — گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران

بی طلعت تو جان نگراید بکالبد ۱۵ بی نعمت تو مغز نه بندد در استخوان

هر دانشی که در دل دفتر نیامده است ۱۶ دارد چو آب خامهٔ تو بر سر زبان

دست ترا بابر که آرد شبیه کرد ۱۷ چون بدره بدره این دهد و قطره قطره آن

با پایهٔ جلال تو افلاک پایمال ۱۸ وز بحر جود دست تو در دهر داستان

علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ ۱۹ شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان

بر چرخ علم ماهی و بر فرق مهر تاج ۲۰ در چشم فضل نوری و در جسم ملک جان

ای خسرو رفیع جناب و منیع قدر ۲۱ وی داور عدیم مثال و عظیم شان

ای آفتاب ملک که در جنب همت ۲۲ چون ذرهٔ حقیر بود گنج شایگان

گردون برای خیمهٔ خورشید فلک‌ات ۲۳ از کوه ابر ساخته تا زیر سایبان

این اطلس منقش نه توی زرنگار ۲۴ چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان

بودی درون گلشن و از پردلان تو ۲۵ در هند بود غلغل و در زنگ بد فغان

در دست روم خیمه زدی تا غریو کوس ۲۶ در دشت سند رفت و بیابان سیستان

تا قصر زرد تاختی و لرزه او فتاد ۲۷ در قصرهای قیصر و در خانهای جان

آن کیست کو بملک کند با تو همسری ۲۸ از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان

تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند ۲۹ تو شادمان بدولت و ملک از تو شادمان

اینک بطرف گلشن و بستان همی روی ۳۰ با بندگان سمند سعادت بزیر ران

ای ملهمی که در صفت کرم و بیان قدس ۳۱ فیضی رسد بخاطر پاکت زمان زمان

داده فلک عنان ارادت بدست تو ۳۲ یعنی که من کیم بمراد خودم رسان

خصمت کجاست در ته پای خودت فگن ۳۳ یارت تو کیست بر سر و چشمش نشان

(۳۴) هم کام من بخدمت تو گشته منتظم (۳۴)
هم نام من بمدحت تو گشته جاودان

(۱۷) یعنے بادل کو تیرے دستِ سخا سے کیا نسبت۔ تیرا ہاتھ تھیلیاں بھر بھر کر دیتا ہے اور بادل قطرہ قطرہ دیتا ہے۔

قصیدہ (۴)

سپیدہ دم کہ صبا بوی بوستان گیرد ۱ چمن ز لطف ہوا نکتہ بر جنان گیرد

ہوا ز نکہت گل در چمن تتق بندد ۲ افق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد

ہوای چنگ بدانسان زند صلای صبوح ۳ کہ پیر صومعہ راہ در مغان گیرد

شہ سپہر چو زریں سپر کشد بر سر ۴ بہ تیغ صبح و عمود افق جہان گیرد

بہ کینہ زاغ شب شاہباز زریں بال ۵ دریں مقرنس زنگاری آشیان گیرد

ببزمگاہ چمن رو کہ خوش تماشائیست ۶ چو لالہ کاسۂ زریں ارغوان گیرد

چو شہسوار فلک بنگرد بجام صبوح ۷ کہ خور شعشعۂ خود مہر خاوران گیرد

صبا نگر کہ دمادم چو رند شاہد باز ۸ گہی لب گل و گہ زلف ضیمران گیرد

ز اتحاد ہیولی و اختیار صور ۹ خرد ز ہر گل نقش رخ بتان گیرد

من اندر آن کہ دم کیست این مبارک دم ۱۰ کہ وقت صبح دریں تیرہ خاکدان گیرد

چہ حالت است کہ گل در چمن نماید روی ۱۱ چہ آتش است کہ در مرغ صبح خوان گیرد

چہ پرتو است کہ نور چراغ صبح دہد ۱۲ چہ شعلہ است کہ در باد آسمان گیرد

غنچۂ دل نکشایم چنیں سرا آں چہ ۱۳ کہ روزگار غیور است و ناگہان گیرد

چو شمع ہر کہ بافشای راز شد مشغول ۱۴ بسش زمانہ چو مقراض در میان گیرد

کجاست ساقی مہ روی من کہ از سر مہر ۱۵ چو چشم مست خودش ساغر گران گیرد

پیامی آور واز یار واز پیش جامے ۱۶ بشادی رخ آن ماہ مہربان گیرد

نوای نغمۂ نی را چو بر کشد مطرب ۱۷ گہی عراق زند گاہ اصفہان گیرد

(۱) یعنے باغ ہوا کی لطافت کی وجہ سے رشک جناں بنا ہوا ہے۔ (۲) تتق۔ بضمتین سراپردہ۔ (۵) مقرنس زنگاری آسمان سے مراد ہے (۷) شعشعہ روشنی (۸) ضیمران۔ ریحان۔ نازبو (۱۷) عراق۔ اصفہان۔ نام پردہ ہاے موسیقی۔

چرا بصید غم و حسرت سپهر دایره شکل	۱۸	مرا چو نقطهٔ پرکار در میان گیرد
فرشته‌ایست بتحقیق سروش عالم غیب	۱۹	که روضهٔ کرمش نکته بر جنان گیرد
سکندری که مقیم حریم او چون خضر	۲۰	ز فیض خاک درش عمر جاودان گیرد
جمال چهرهٔ اسلام شیخ ابو اسحق	۲۱	که ملک در قدمش زیب بوستان گیرد
گهی که بر فلک سروری عروج کند	۲۲	نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد
چراغ دیدهٔ محمود آنکه دشمن را	۲۳	ز برق تیغ وی آتش بدودمان گیرد
باوج ماه رسد موج خون چو تیغ کشد	۲۴	به تیغ چرخ برد حمله چون کمان گیرد
عروس خاوری از شرم رای انور شاه	۲۵	بجای خود بود ار راه قیروان گیرد
ایا عظیم وقاری که هر که بندهٔ تست	۲۶	ز رفع قدر کمر بند توامان گیرد
رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت	۲۷	چو فکرتت صفت امر کن فکان گیرد
مدام در پی طعن ست در وجود عدوت	۲۸	سماک رامح ازان روز و شب عنان گیرد
فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا	۲۹	کمینه پایگهش اوج کهکشان گیرد
[illegible]ی چو کشیدی سعادتی دیدست	۳۰	که مشتری نسق کار خود ازان گیرد
[illegible]قبال تو آیا مرا غرض آنست	۳۱	که از صفای ریاضت دلت نشان گیرد
[illegible] پایه سخن ازان بلند نرست	۳۲	که روزگار بران حرف امتحان گیرد
ز عمر بخورد آنکس که در همه صفتی	۳۳	نخست بنگرد انگه طریق آن گیرد
مذاق جانش ز تلخی غم شود ایمن	۳۴	کسیکه شکر شکر تو در دهان گیرد
چه جای جنگ پسندی بجام یار ز دست	۳۵	چو وقت کار بود تیغ جانستان گیرد
ز لطف غیب بسختی رخ امید متاب	۳۶	که مغز نغز مقام اندر استخوان گیرد
شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت	۳۷	نخست در شکن تنگ ازان کران گیرد

(۲۸) طفل یا طفل شب سے مراد چاند سماک نام ستارہ - چاند کی منزلوں سے چودھویں منزل سماک ہے وہیں ایک سماک اعزل جسکے نزدیک دوسرا ستارہ نہیں ہے اور دوسرا سماک رامح جسکے نزدیک ایک اور ستارہ ہے جسکو سماک کا نیزہ کہتے ہیں - رامح بمعنے نیزہ دار

۳۸ دران مقام که سیل حوادث از چپ و راست — چنان رسد که امان از میان کران گیرد

۳۹ چه غم بود بهمه حال کوه ثابت را — که حمله های چنان قلزمی جهان گیرد

۴۰ اگرچه خصم تو گستاخ میرود حالی — تو شاد باش که گستاخیش عنان گیرد

۴۱ که هرچه در حق این خاندان دولت کرد — جزاش بر زن و فرزند و خانمان گیرد

۴۲ خیال شاهی اگر نیست در سر حافظ — چرا به تیغ زبان عرصهٔ زمان گیرد

۴۳ زمان عمر تو پاینده باد کین دولت — عطیه ایست که در کار انس و جان گیرد

قصیده (۵)

۱ خیر مقدم مرحبا ای طایر میمون قدم — شادمان کردی مرا نازم ترا سر تا قدم

۲ میکنم در هجر تو انجام آغاز نیاز — زانکه شرح آرزومندی نیاید در قلم

۳ تا بدانی تو که هجران خون عاشق میخورد — نالهٔ شبگیر در کار است و آه صبحدم

۴ صحبت عشاق بدنامت کند زاهد برو — خوش نگه کن باده در جام است و مجلس منتظم

۵ گر چنین در حلقهٔ پیچ زلف افتی بیار — مهره نتوان برد آسان ای دل افسونی بدم

۶ گر حریم کعبه خواهی آن جمال بی نقاب — لاله و گل آن همه خار بیابان حرم

۷ آن گذشت ای دل که خواری دید از دست رقیب — یار باز آمد بحمدالله عزیز و محترم

۸ ساقیا می ده که رندیهای حافظ سهو کرد — نوک کلک خواجه بر منشور حافظ زد رقم

۹ خواجه توران شاه عادل آن جلال ملک و دین — بدر آفاق علی عون الوری غوث الامم

۱۰ صورت جاه و جلال و مقصد فضل و کمال — منظر انوار رحمت مبصر حسن شیم

۱۱ کان مروی و مروت معدن صدق و صفا — جوهر عدل و سیاست عنصر لطف و کرم

۱۲ رافع اوضاع بدعت ناصر اعلام دین — ماحی آثار طغیان قاطع ظلم و ستم

(۹) بدر آفاق الخ بلند آفاق کا چاند۔ خلقت کا مددگار اور امتوں کا غوث

(۱۲) ماحی۔ محو کرنے والا۔

آستانت موضع دولت نه اکنون است و بس	۱۳	دارد این قصر معلی نقش تاریخ قدم
بخت بیدارت چو آمد بصحرای وجود	۱۴	خفته بد گردون هنوز اندر شبستان عدم
قلب بدخواهان شکست احوال ما برجای تو	۱۵	هر کرا دل بشکند فیروز گردد لاجرم
هان نه پنداری که تنها میزنی بر قلب خصم	۱۶	همت ارباب دل با تست ارباب کرم
شرح احوال تو الحق بوالعجایب قصه ایست	۱۷	بنده یارب کی تواند کرد شکر این نعم
تا الم مهجور بود از خاک بوس درگهت	۱۸	درد نوش درد بودم با ندیمان ندم
با شما اخلاص هر یک حاجت تقریر نیست	۱۹	علم آصف دیده باشد سالها در جام جم

(۲۰) تا جهان باشد به نیکی در جهانت باد نام

این دعا از جان ما گشت اندر ذمت فرض هم (۲۰)

تمت بالخیر



Sri Kauli Kaul,
Kani Kadal,
SRINAGAR
Kashmir
25/-

بقلم خاکسار محمد اسمعیل کاتب عفی عنه وزیرآبادی تلمیذ مولوی محمد عبد الرشید صاحب [illegible]